

صحیح

مشریف

مشریف شرح بیوی تہجی

۳۲۲ء احادیث نبوی کا مجمع پر زاد الایمان و فوز و خیر

تبعہ: علامہ محمد سعید الدقمان
ناشر: محمد اسحاق پبلیشرز لاہور



۴۲۲ احادیث نبوی کا شرح پر نور انیال افروز ذخیرہ

صحیح

مُشْرِف
ترغیب
شرح نبوی ترجمہ

جلد

اول

امام مسلم بن الحجاجؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:

علامہ وحید الرحمنؒ



نام کتاب
مصحح
شریف
عظیم

تالیف: امام مسلم بن الحجاج

ترجمہ: علامہ وحید النعمان

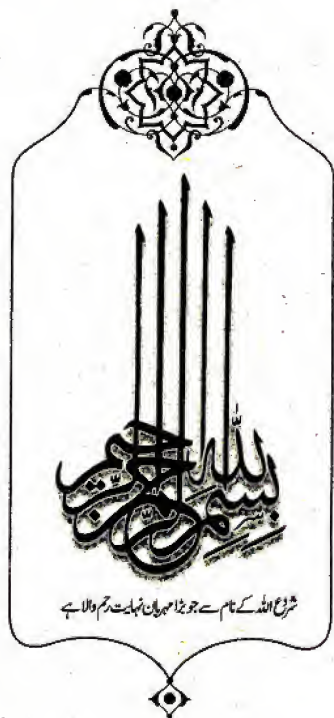
جلد: اول

تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۲ء

COPY RIGHT

All rights reserved

Exclusive rights by nomani
kutab khana Lahore Pakistan.
No part of this publication
may be translated, reproduced,
distributed in any form or by
any means or stored in a data
base retrieval system, without
the prior written permission of
the publisher.



فہرست صحیح مسلم مترجم مع شرح نووی جلد اول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۰	اسلام کے ارکان کا بیان ارخ	۱۱	عرض ناشر
۱۰۱	اللہ و رسول اور نبی احکام پر ایمان لانے کا حکم کرنا۔ ارخ	۱۵	آپ اسلام لے حالات زندگی
۱۰۸	لوگوں کو شہادتین کی طرف بلانے اور اسلام کے ارکان کا بیان	۱۵	مناہان و سلسلہ نسب
۱۱۰	جب تک لوگ ٹکڑے نہیں ان سے لڑنے کا حکم	۱۶	علم حدیث کی تعلیم و تحصیل
۱۱۵	بیان اس بات کا کہ جو شخص ارخ	۱۷	کتب حدیث میں صحیح مسلم کا درجہ
۱۱۸	موضع قطعاً جنتی ہے	۱۸	اہل مسلم کی دوسری تصانیف
۱۱۹	جو شخص اللہ کی خدائی اور اسلام کے دین اور عقائد کی تکذیب پر	۱۹	دیکھا ہے
۱۳۲	راضی ہوا وہ مومن ہے	۲۴	مترجم کی سند امام مسلم تک
۱۳۲	اگرچہ کبریا گناہ کر بیٹھے	۲۷	مقدمہ صحیح مسلم
۱۳۴	ایمان کی شاخوں کا بیان	۳۶	ہمیشہ اتفاق اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہیے ارخ
۱۳۸	جامع اوصاف اسلام کا بیان	۳۸	رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بانڈھنا کتنا بڑا گناہ ہے
۱۳۸	خصائل اسلام کی فضیلت ارخ	۴۰	سنی نبوی بات بغیر تحقیق کئے ہوئے کہہ دینا منع ہے
۱۴۰	ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا جزو ملتا ہے	۴۱	ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے ارخ
۱۴۱	رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا واجب ہے وغیرہ	۴۴	حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور وہ دین میں داخل ہے
۱۴۱	ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی	۴۶	حدیث کے راویوں کا عجیب بیان کرنا درست ہے
۱۴۲	چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے	۷۱	مستحسن سے جنت پکڑنا صحیح ہے
۱۴۳	ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے	۸۳	کتاب ایمان
۱۴۳	ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب وغیرہ	۸۴	ایمان اور اسلام اور احسان
۱۴۵	بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے وغیرہ	۹۰	ایمان کی حقیقت اور اس کے خصائل کا بیان
۱۵۲	ایمان داروں کا ایمان ایک دوسرے سے کم زیادہ ہوتا	۹۳	غمازیوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے
۱۵۷	جنت میں مومن جائیں گے	۹۵	اسلام کے ارکان پوچھنے کا بیان
۱۵۸	دین خیر خواہی اور ظلم کو کہتے ہیں	۹۷	اس ایمان کا بیان جس آدمی جنت میں جائے گا
۱۶۱	گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے وغیرہ کا بیان ارخ	۹۹	ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں جائے گا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۳	جب کوئی مسلمان ہو جائے تو کیا؟	۱۶۴	سنا فح کی خصلتوں کا بیان
۲۱۴	اسلام حج اور ہجرت سے ہو جانا	۱۶۶	مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان
۲۱۶	کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے؟	۱۶۷	اپنے باپ کے سوا اور کاہنا بھلانے والا کافر ہے
۲۱۸	ایمان کی چابی اور غلطیوں کا بیان	۱۶۸	اپنے باپ سے بھری جانے نفرت کرنے والے وغیرہ کا بیان
۲۲۷	دل کے دوسوں کا بیان	۱۶۹	مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے
۲۳۰	جھوٹی قسم کی سزا جہنم سے	۱۷۱	سب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر رونے والے
۲۳۳	پر ایمان با حق جیسے والے شخص کا بیان	۱۷۱	اپنے موتی کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر کہنے کا بیان
	جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے اس کے لیے	۱۷۲	اس شخص کا کافر ہونا جو کہ پانی ماروں کی گردش سے پڑا
۲۳۶	جہنم ہے	۱۷۶	انصار اور حضرت عائشہ سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے
۲۳۷	بعض دلوں سے امانت اٹھ جانے کا بیان	۱۷۸	عبادت کی کمی سے ایمان کا ٹھکنا
۲۳۳	اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ	۱۸۰	تارک نماز کا حکم
۲۳۵	آخر زمانہ میں ایمان کا امت جانا	۱۸۱	اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے بڑھ کر ہے
۲۳۶	اپنی عزت پا جانے سے ڈرنے والے شخص کا بیان	۱۸۳	شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے
۲۳۶	ضعیف الایمان شخص کا بیان	۱۸۶	کبیرہ گناہوں کا بیان
۲۳۸	جب دہلیس خوب بیچ جائیں؟	۱۹۰	کبیرہ اور خود بخود پندری کی حرمت اور اس کا بیان
۲۵۰	ہمارے پیغمبر ﷺ کی پیغمبری کا یقین کرنا	۱۹۲	جو شخص شرک سے پاک ہو وہ مرے تو جنت میں جائے گا
۲۵۳	نزول عیسیٰ علیہ السلام کا بیان	۱۹۳	کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے
۲۵۶	اس زمانہ کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا	۱۹۸	جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے وہ مسلمان نہیں
۲۶۰	رسول اللہ ﷺ پر دی اترنے کا بیان	۱۹۹	جو شخص مسلمانوں کو فریب دے وہ ہم سے نہیں
۲۶۶	مہراج کا بیان	۱۹۹	رخسار پر مارنا حرام ہے
۲۸۳	مسیح ابن مریم.....	۲۰۰	چل خوری سخت حرام ہے
۲۸۷	ولقد اؤا نزلة اخری کا بیان	۲۰۱	تہجد نفلوں سے نیچے کھانا منع ہے
۲۹۳	اس قول کے بارے میں کہ وہ.....	۲۰۳	خوردگی حرام ہے
۲۹۴	اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ.....	۲۰۸	مال غنیمت پر امانت منع ہے
۲۹۶	اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنوں کو آخرت میں ہوگا	۲۱۰	خوردگی کرنے والا کافر ہوگا
۲۹۷	اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت کا بیان	۲۱۱	قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی
۳۱۰	شفاعت کا ثبوت اور موجدوں کا جہنم	۲۱۱	قتل و فساد پھیلنے سے پہلے
۳۱۲	سب سے آخر میں نکلے والا دوزخی	۲۱۱	نیک اعمال کی ترغیب
۳۱۶	سب سے آدنیٰ درجہ کے مٹنے کا بیان	۲۱۲	مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۴	پاخانہ پیشاب کے وقت قیلید کی طرف منہ کرنے کا بیان	۳۴۲	نہی اگر کام کا یہ بیان کہ..... الخ
۳۸۴	گھروں میں اس امر کی رخصت ہے	۳۴۵	رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے لیے دعا کرنے کا بیان
۳۸۵	دائیں ہاتھ سے استنجہ کرنا منع ہے	۳۴۹	کھڑے پر مرنے والا شخص جہنم میں جائے گا
۳۸۵	طہارت میں بھی دائیں جانب کا خیال رکھو	۳۴۹	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے فرجی..... الخ
۳۸۶	راستہ اور سامنے میں پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے		حضور ﷺ کی سفارش سے ابو طالب کے غدا میں تخفیف ہوگی
۳۸۶	قضاے حاجت کے بعد پانی سے استنجہ کرنا	۳۴۲	دو چیزوں میں غدا کے لحاظ سے..... الخ
۳۸۶	موزوں پر سب کرنا	۳۴۲	کھڑکی کی حالت پر مرنے سے کوئی عمل قبول نہیں
۳۹۱	پیشانی اور دستار پر سب کرنا	۳۴۳	مومن سے دوستی رکھو
۳۹۳	موزوں پر سب کرنے کی مدت	۳۴۴	مسلمانوں کا ایک گروہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا
۳۹۴	ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا بیان	۳۴۹	آدمی جتنی اس امت کے ہوں گے
۳۹۴	پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے کا بیان	۳۵۱	اللہ تعالیٰ..... الخ
۳۹۶	کتنے کے منڈ ڈالنے کا بیان		
۳۹۸	تھمے ہوئے پانی میں پیشاب	۳۵۳	کتاب الطہارت
۳۹۹	غسل کی ممانعت	۳۵۳	وضو کی فضیلت
۳۹۹	مسجد میں جب پیشاب کرے تو اسے پانی سے دھونا	۳۵۴	نماز کے لیے طہارت کا ہونا ضروری ہے
۴۰۱	شیر خوار بچہ کا پیشاب کیونکر دھوئیں	۳۵۵	وضو کی ترکیب
۴۰۲	منی کا حکم	۳۵۸	وضو اور اس کے بعد نماز کی فضیلت
۴۰۴	خون کی نجاست اور اس کے دھوئے کا بیان	۳۶۳	وضو کے بعد کیا پڑھیں
۴۰۵	پیشاب کی نجاست کا بیان	۳۶۴	وضو کی ترکیب
	کتاب الحيض	۳۶۶	ناک میں پانی ڈالنے کا بیان
۴۰۷	تنبہ کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنے کا بیان	۳۶۷	پاؤں دھونا واجب ہے
۴۰۸	حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنے کا بیان	۳۶۹	وضو میں تمام اعضاء کو دو بار پورا دھونے کا بیان
۴۰۹	حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے	۳۶۹	وضو کے انی سے گناہ دور ہوتے ہیں
۴۱۱	مذی کا بیان	۳۷۰	منہ کو دھونے کا بیان
۴۱۲	سوکرا ٹھنڈے اور منہ ہاتھ دھونے کا بیان	۳۷۵	سختی اور تکلیف کی حالت میں..... الخ
۴۱۲	جنسی کو منہ درست ہے لیکن..... الخ	۳۷۵	سختی میں شور اور شور کرنے کا ثواب
۴۱۴	اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے	۳۷۶	مسواک کرنے کا بیان
۴۱۷	عورت اور مرد کی منی کا بیان اور..... الخ	۳۷۸	سنت باتوں کا بیان
۴۱۹	غسل جنابت کا بیان	۳۸۱	استنجہ کا بیان

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۳۷	صرف منی سے غسل کے نسخ اور خائنین..... رائج	۴۳۱	غسل جنابت میں کتنا پانی..... رائج
۴۳۹	جو کھانا آگ سے پکا ہواس..... رائج	۴۳۳	سرو وغیرہ پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان
۴۳۹	آگ سے پکی ہوئی چیز..... رائج	۴۳۵	عورت غسل میں چوٹی کھولے یا نہیں؟
۴۴۱	ادھت کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا بیان	۴۳۶	جو عورت حیض کا غسل کرے وہ..... رائج
۴۴۲	جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر..... رائج	۴۳۸	مستحاضہ کا بیان
۴۴۲	مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے	۴۳۱	حائضہ عورت پر نماز کی قضاء واجب ہے
۴۴۵	تیمم کا بیان	۴۴۱	غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کرے
۴۴۹	مسلمان نجس نہیں ہوتا	۴۴۲	دوسرے کے سر کو دیکھنا منع ہے
۴۵۰	جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا	۴۴۳	تہنائی میں عریاں غسل کرنا درست ہے
۴۵۰	بلا وضو کھانا درست ہے	۴۴۴	ستر چھپانے میں احتیاط رکھنے کا بیان
۴۵۱	پاکخانہ جاتے وقت کیا کہے	۴۴۵	پیشاب کرتے وقت ستر چھپانے کا بیان
۴۵۱	بیسے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۴۴۵	اداکل اسلام میں ہمارے غسل واجب نہ ہوتا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حرفے ناشر

﴿الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين﴾
محترم قارئین!

حدیث رسول اور اس کے علوم کے ساتھ اشتغال اللہ تعالیٰ کے خاص کرم اور نعمتوں میں سے ہے۔ یہ مشغولیت اللہ تعالیٰ محض اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتے ہیں کہ جن پر اس کی خاص رحمت اور نظر کرم ہوتی ہے۔
الحمد للہ یہ اعزاز والدگرائی (بشیر احمد نعمانی) کو نعمانی کتب خانہ کے قیام کے فوراً بعد ہی حاصل ہوا کہ علوم حدیث رسول میں صحاح ستہ کی کتب کے تراجم اور ان کی اردو زبان میں شروحات کی وسیع پیمانے پر اشاعت کرنے کی پاکستان میں ابتداء ہمارے ادارہ نے کی اور عوام الناس اردو پڑھے لکھے لوگ اور علوم جدیدہ کے حامل علماء و طلباء ہر ایک کو حدیث اور علوم حدیث کی تفہیمی طور پر کرنے کا موقع ملا۔

ان تراجم میں علامہ وحید الزماں کا نام ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور فرمودات سے اظہار محبت کرتے ہوئے علم حدیث کے میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں آج تک ہونے والے دیگر تراجم میں انہی سے بکثرت استفادہ کیا جا رہا ہے۔

”نعمانی کتب خانہ“ کے شائع کردہ ان تراجم احادیث کی اشاعت کے لیے اُس دور کے تقاضوں کے مطابق دور دراز علاقوں سے نسخہ مشق خطاط حضرات کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ تراجم صحاح ستہ میں ہمارے ادارہ کے شائع شدہ نسخے کم و بیش گزشتہ پچاس برس سے تاحال بیشتر دینی علمی لائبریریوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

علمی و تحقیقی میدان میں کمپیوٹر کی آمد سے جو انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ان کی روشنی میں ہم (مسلم شریف مع مختصر شرح النووی) موجودہ ایڈیشن بنی کمپوزنگ اور جدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجودہ ایڈیشن کو درج ذیل طباعتی خوبیوں سے مزین کیا گیا ہے۔ جس سے امید کی جاسکتی ہے کہ ”مسلم شریف“ کا موجودہ ایڈیشن مارکیٹ میں موجود دیگر اردو نسخوں میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔

تمام احادیث کو نئے سرے سے جدید اردو کمپیوٹر کمپوزنگ سے آراستہ کیا گیا ہے اور راوی حدیث کے بعد متن حدیث کا مرکزی حصہ الگ فونٹ (سائل) میں لکھا گیا ہے تاکہ حدیث میں فرمان رسول کا حصہ نمایاں ہو جائے۔

تمام احادیث کی نئے سرے سے نمبرنگ کی گئی ہے تاکہ قارئین کو دیگر کسی اردو کتاب سے حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اس سلسلہ میں جو عالمی معیار کے مطابق نمبر رائج ہیں انہی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔
اردو زبان میں شائع شدہ دیگر تراجم میں بعض احادیث سرے سے موجود ہی نہ تھیں ان کو عربی کے سابقہ اصل نسخہ سے نقل کروا کر ترجمہ بھی کروایا گیا ہے۔ الحمد للہ اب اس نسخہ میں مکمل احادیث موجود ہیں۔
عربی اعراب کی درستگی کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر اردو زبان کے پرانے الفاظ کو جدید الفاظ میں تبدیل کیا گیا ہے۔
بحیثیت ناشر کسی دینی کتاب کی اصل اشاعتی خوبصورتی کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب کوئی قاری کتاب کے نفس مضمون کو آسانی اور خوبصورتی سے پڑھ کر سمجھ لے اور اس پر عمل کرے یہ تمام تبدیلیاں اور کاوشیں اسی سلسلہ میں کی جاتی ہیں۔

اس عظیم الشان کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، ڈیزائننگ اور نظر ثانی میں ہمیں اپنے نہایت قابل احترام دوست جناب ابو بکر قدوسی صاحب اور ان کے معاونین کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے ہم دل کی گہرائیوں سے ان کے شکر گزار ہیں۔
اللہ تعالیٰ اس مساعی حسنة میں شرکت کرنے والے ہم تمام کارکنان کو دین اور آخرت کی کامیابی و کامرانی سے نوازے۔ (آمین)

آخر میں ہم اللہ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے سربسجود و دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں اور ہمارے والدین کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

محمد ضیاء الحق نعمانی و محمد عثمان ظفر
نعمانی کتب خانہ (لاہور۔ گوجرانوالہ)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائی

مسلمان اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ قرآن وحدیث دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ ہیں اور جملہ تعلیمات دین کی اساس یہی دو چیزیں ہیں۔ نیز ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ایسا گہرا ربط ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ کتاب اللہ اگر متن ہے تو احادیث نبویہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اس کتاب اللہ کے جمل احکام و ہدایات کی شرح وتفسیر ہیں۔

قرآن کو سب سے زیادہ اس نے سمجھا جس پر وہ نازل ہوا پھر ان صحابہ کرامؓ نے سمجھا جن کے سامنے وہ نازل ہوا انہوں نے براہ راست شیخ نبوت سے اکتساب نور کیا۔ ظاہر ہے کہ ان کے قابل رشک اعمال حکیمانہ اقوال اور پاکیزہ سیرتیں قرآن کریم کے دائرہ کے اندر رہی ہوں گی اس لئے قرآن کریم کے بعد آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال اور صحابہ کرام کے اعمال و اخلاق کو اسلام میں ایک ستون کی حیثیت حاصل ہے اور ان کا مطالعہ اور ان پر عمل اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ناگزیر ہے۔

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ صحاح ستہ (حدیث کی صحیح کتابیں: بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) کتب احادیث میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور محدثین نے ان کتابوں کے باہم درجات قائم کر کے ایک خاص ترتیب دے دی ہے۔ زیر نظر کتاب الصحیح المسلم (صحیح مسلم شریف) صحاح ستہ میں صحیح بخاری کے بعد دوسرے درجے کی کتاب تسلیم کی جاتی ہے، جسے امام مسلم بن الحجاج نے کئی لاکھ احادیث نبویہ کے مجموعہ سے منتخب فرما کر بڑی کاوش و جانفشانی سے مرتب فرمایا تھا۔

عمرہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ امام موصوف کی اس عظیم تالیف کا اس کے شایان شان اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسے ہم نے علامہ وحید الزمان کے اردو ترجمہ کے ساتھ مع فوائد ضروریہ از شرح نو دینی نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے کاغذ طاعت اور تجلید کے اعتبار سے بھی معیار خاصا بلند رکھا ہے۔

اردو دو ان حضرات جو علمی ذوق اور شرعی مسائل کا شوق رکھتے ہیں ان کی خدمت میں یہ کتاب پیش کرتے ہوئے ہمیں ایک

گو نہ مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ یہ کتاب مسائل کے سمجھنے میں بے حد مدد و معاون ہوگی اور خواص کے لئے بھی اس کی افادیت محتاج بیان نہیں۔

قرآن وحدیث کی خدمت اور ان کی تشریح و تفہیم کے ذرائع کو عام کرنا ہمارا نصب العین ہے اور یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام ہماری اس کوشش کو بخیر استحسان دیکھیں گے اور اس پر عمل پیرا ہو کر دعائے خیر کے ساتھ یاد فرمائیں گے۔

بشیر احمد نعمانی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام الحدیث جتہ الاسلام حضرت امام مسلمؒ کے مختصر حالات زندگی:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ محدثین کرام میں جو بلند پایہ رکھتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ علمائے اسلام کا اگرچہ متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ میں قرآن مجید کے بعد پہلا مرتبہ صحیح بخاری شریف کا ہے اور پھر صحیح مسلم شریف کا جس سے صحیح مسلم کے جامع حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ صحیح مسلم شریف کا درجہ اگر صحیح بخاری شریف سے بلند نہیں تو مساوی ضرور ہے کیونکہ صحیح مسلم شریف کی احادیث کافی تحقیقات کے بعد جمع کی گئی ہیں۔ اور بعض اعتبارات سے تحقیقات میں حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھا ہوا ہے۔

بہر نوع حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ محدثین کرام رحمہم اللہ میں اس قدر بلند ہے کہ اس درجہ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کوئی دوسرا محدث نہیں پہنچا اور ان کی کتاب صحیح مسلم شریف اس قدر بلند پایہ کتاب ہے کہ صحیح بخاری کے سوا کوئی کتاب اس کے سامنے نہیں رکھی جاسکتی۔

خاندان اور سلسلہ نسب پیداؤں اور وفات:

حضرت امام مسلمؒ کا پورا نام ابو الحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دروین تھا۔ ابو الحسن آپ کی کنیت تھی اور عساکر الدین لقب تھا۔ قبیلہ بنو قشیر سے آپ تعلق رکھتے تھے جو عرب کا ایک مشہور خاندان تھا اور خراسان کا مشہور شہر نیشاپور آپ کا وطن تھا۔ حضرت امام مسلمؒ ۲۰۳ھ یا ۲۰۶ھ میں باختلاف اقوال پیدا ہوئے لیکن اکثر علماء اور مؤرخین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کا سنہ ولادت ۲۰۶ھ زیادہ معتبر ہے۔ حضرت امام نوویؒ شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے ۵۵ سال کی عمر پائی اور ۲۳۲ھ کو اتوار کے دن شام کے وقت وفات پائی اور نیشاپور میں دفن ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ نے والدین کی نگرانی میں بہترین تربیت حاصل کی اور اس پاکیزہ تربیت ہی کا یہ اثر تھا کہ ابتدائے عمر سے آخری سانس تک آپ نے پرہیز گاری اور دینداری کی زندگی بسر کی کبھی کسی کو اپنی زبان سے برانہ کہا یہاں تک کہ کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا بیٹا۔

ابتدائی تعلیم آپ نے نیشاپور میں حاصل کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذکاوت و ذہانت اور قوت حافظہ عطا کی تھی کہ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے دسی علوم و فنون کو حاصل کر لیا اور پھر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تحصیل کی جانب توجہ کی۔

علم حدیث کی تعلیم و تحصیل:

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی تعلیم حضرت محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپوری اور حضرت یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری سے حاصل کی۔ یہ دونوں حضرات اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث تھے اور ان کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا یہاں تک کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا برہمہ نشین نے بھی ان ہی سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔

علامہ کا بیان ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم تحصیل حدیث کے دوران اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی سے ایک مسئلہ میں الجھ پڑے اور یہ نزاع اس قدر بڑھی کہ امام بخاری کے ساتھ امام مسلم کو بھی امام ذہلی کا حلقہ درس ترک کرنا پڑا یہاں تک کہ حضرت امام مسلم نے اپنی دیانت داری کے باعث امام ذہلی کی ان تمام احادیث کے نوشتوں کو جو احادیث انہوں نے امام ذہلی سے حاصل کی تھیں امام مذکور کو دے آئے اور پھر ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ یہ اختلاف اصل میں امام بخاری اور امام ذہلی کے درمیان خلق لفظ کے مسئلہ پر ہوا تھا۔ امام بخاری خلق لفظ کے قائل تھے اور امام ذہلی لفظ کو قہیم مانتے تھے۔ امام مسلم نے اس نزاع میں امام بخاری کا ساتھ دیا اور ان کی تائید کرتے رہے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب امام بخاری نے خلق لفظ کے مسئلہ پر امام ذہلی کی نزاع بہت بڑھ گئی تو امام ذہلی نے اپنے حلقہ درس میں یہ اعلان کر دیا کہ کوئی شخص امام بخاری سے نہ ملے۔ امام ذہلی چونکہ ایک بلند پایہ محدث تھے اور نیشاپور میں ان کی دھاک مٹھی ہوئی تھی اس لیے ان کے حکم کی تعمیل کی گئی اور لوگوں نے امام بخاری کے پاس آنا جانا ترک کر دیا لیکن امام مسلم برابر آتے جاتے رہے۔ شاگردوں نے امام ذہلی سے اس کی شکایت کی کہ امام مسلم نے امام بخاری کے پاس آنا جانا ترک نہیں کیا ہے۔ ایک روز امام مسلم حلقہ درس میں شامل تھے کہ امام ذہلی نے حلقہ درس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”تم میں سے جو شخص خلق لفظ کا قائل ہے اس کو میری مجلس میں شریک ہونا حرام ہے۔“ امام مسلم یہ سنتے ہی اٹھے اپنی چادر سر پر رکھی اور واپس چلے آئے اور پھر کبھی امام ذہلی کے حلقہ درس میں شامل نہیں ہوئے یہاں تک کہ حدیث کے ان نوشتوں کو بھی جو انہوں نے امام ذہلی سے سن کر لکھے تھے امام ذہلی کو دے آئے اور اس طرح تعلقات کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد امام مسلم نے اطراف و جوانب کے علاقوں میں تحصیل حدیث کے لیے سفر اختیار کیا۔ حجاز شام مصر نے یمن اور بغداد آئے اور وہاں کے محدثین کرام سے احادیث کو حاصل کیا۔ ان محدثین میں امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مسلمہ، یحییٰ بن محمد بن مہران، جمال ابو نضال سعید بن منصور اور ابو مصعب بہت مشہور ہیں۔

صحیح مسلم شریف کی ترتیب:

ممالک اسلامیہ کے طویل دورے کے بعد حضرت امام مسلم نے چار لاکھ حدیثیں جمع کیں اور ان میں سے ایک لاکھ تکرر حدیثوں کو ترک کر کے تین لاکھ حدیثوں کو بچا کیا اور پھر ان تین لاکھ حدیثوں کی کافی عرصہ تک جانچ پڑتال کی اور ان میں جو احادیث ہر اعتبار سے مستند و معتمد ثابت ہوئیں ان کا انتخاب کر کے صحیح مسلم شریف کو ترتیب دیا یعنی تین لاکھ حدیثوں میں سے بارہ ہزار سے کچھ زیادہ حدیثیں منتخب کیں اور ان کو صحیح مسلم شریف میں درج کیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔

کتب حدیث میں صحیح مسلم شریف کا درجہ:

حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے علمائے اسلام نے چھ کتابوں کو زیادہ مستند و معتبر قرار دے کر ان کو صحیح کا لقب دیا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح ابوداؤد، صحیح نسائی اور صحیح ابن ماجہ۔ اور ان میں سب سے زیادہ مستند صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے کون زیادہ معتبر ہے اور کس کا پایہ بلند ہے اس میں علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بعض صحیح بخاری کو بلند پایہ مانتے ہیں اور بعض صحیح مسلم کو۔ اور بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بعض اعتبارات سے صحیح بخاری کا درجہ بلند ہے اور بعض اعتبارات سے صحیح مسلم کا درجہ بلند ہے۔ چنانچہ ذیل کے اقوال سے اس کی کیفیت واضح ہوتی ہے۔

① حافظ عبدالرحمن بن علی الریثی یعنی شافعی کہتے ہیں۔

لتنازع قوم فی البخاری ومسلم لدی وقالوا آی ذین یقدم

فقلت لقد فاق البخاری صحة کما فاق فی حسن الصناعة مسلم

”لوگوں نے میرے سامنے بخاری و مسلم کی ترجیح و فضیلت کے بارہ میں گفتگو کی۔ میں نے کہا کہ صحت میں بخاری اور تربیت وغیرہ میں مسلم قابل ترجیح ہے۔“

② ابو عمر بن احمد بن حمدان کہتے ہیں ”میں نے ابوالعباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری و مسلم میں کون اچھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ”وہ بھی عالم (و محدث) ہیں اور یہ بھی۔“ میں نے دوبارہ پوچھا تو کہا ”بخاری اکثر غلط بھی لکھ دیتے ہیں۔ شام کے اکثر راوی ایسے ہیں جن کا ذکر بخاری نے کہیں کینت سے کیا ہے اور کہیں نام سے جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ در راوی ہیں لیکن مسلم نے ایسی غلطیاں نہیں کی ہیں اور ہر شخص کی تحقیق کر کے لکھا ہے۔“

③ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ ”امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں بخاری کی پیروی کی ہے اور بخاری کے قدم بہ قدم چلے ہیں۔“

④ حافظ ابوعلی نیشاپوری کہتے ہیں کہ ”صحیح مسلم تمام کتب حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ حافظ مدوح کا قول یہ ہے کہ ”ما تحت اديم السماء اصح من كتاب مسلم“ (آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب (قرآن کریم کے بعد) کوئی نہیں ہے۔)

⑤ ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم امام مسلم کے تبحر علم حدیث کے سبب امام مسلم رحمہ اللہ کو امام علم حدیث شمار کرتے اور جماعت اہل حدیث کا سرگروہ مانتے ہیں۔

وفات حضرت امام مسلم:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا عجیب واقعہ مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ مجلس مذاکرہ میں کسی نے امام مسلم سے کوئی حدیث دریافت کی۔ حضرت امام مسلم کو اس وقت اس حدیث کی نسبت صحیح علم نہ تھا اس لیے وہ جواب نہ دے سکے اور

مکان پر واپس آ کر اس حدیث کو تلاش کرنے لگے۔ آپ حدیث کی تلاش میں نوشتوں کی نوشتوں الٹ پلٹ کر رہے تھے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا رکھا اس میں سے کھجوریں کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ تلاش حدیث میں انہماک کے سبب کھجوروں کا ٹوکرا خالی کر دیا اور اس وقت اس کا احساس ہوا جب کہ حدیث مل گئی۔ اور آپ نے مڑ کر ٹوکرے پر نظر ڈالی۔ کھجوریں زیادہ کھا جانے سے آپ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں اتوار کی شام کو ۲۴ ربیعہ ۲۶۱ھ کو انتقال فرمایا۔

ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے امام مسلم رحمۃ اللہ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ انہوں نے فرمایا ”خداوند تعالیٰ نے میرے لیے جنت کے ہر مقام کو جائز و مباح کر دیا ہے میں جہاں چاہوں رہوں۔“ ابوعلیٰ زعونی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کسی نے امام مسلمؒ کو خواب میں جنت کے اندر دیکھا اور پوچھا ”کیوں کر نجات نصیب ہوئی۔“ امام مسلم رحمۃ اللہ نے فرمایا ”اس جزو سے مجھ کو نجات میسر ہوئی جو میرے ہاتھ میں ہے۔“ یہ جزو صحیح مسلم کا تھا۔

امام مسلمؒ کی دوسری تصانیف:

صحیح مسلم شریف کے علاوہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چند اور نہایت مفید و معتد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں (۱) کتاب مسند کبیر (۲) کتاب الاسماء والکنی (۳) کتاب العلل (۴) کتاب العصیان (۵) کتاب حدیث عمرو بن شعیب (۶) کتاب مشائخ مالک (۷) کتاب مشائخ الثوری (۸) کتاب ابیہام المحدثین (۹) کتاب الطبقات وغیرہ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

از مولانا وحید الزمان

الحمد لله الذي من علينا بهذه الآية التي دين الاسلام واحكمه
في قلوبنا خير احكام وجنبنا من بواطيل النوسا وس والاوهام
بالافتقار بسنة نبيه خير الازام عليه افضل الصلوات ما تكررت اللبالي
والايام وتعاقبت الانوار والظلمات وعلى اله واصحابه الكرام.

بعد حمد و ثناء کے فقیر حقیر سرِ پاپ تقصیر و جہد الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سرمائی کے اواخر ۱۴۰۰ھ
میں محض بتائید فیہی اور امداد خداوندی چار بڑی بڑی کتابیں حدیث کی منجلیہ صحاح ستہ کے اردو میں ترجمہ ہو گئیں یعنی موطا امام مالک اور
جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد و سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل کرم سے ان چاروں کتابوں کو قبول فرمایا اور صد ہا ہزار ہائے
ان کے طالبین نے ہر چار طرف ولایت بند کے خرید فرمائے۔ اب شروع چودھویں صدی یعنی ۱۴۰۱ھ ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی
کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہیں اور زندگی دنیا گانی دنیا محض ایک جناب ہے مگر جب تک چند نسخہ باقی ہیں وہ بھی اگر خدمت حدیث میں
صرف ہوں تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ہے۔ پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھر ہوا کہ اس کے میں نے صحیحین کے ترجمہ
میں وقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری کی شروحات اور ترجمے عربی اور فارسی زبان میں بہت ہو چکے ہیں بلکہ حالی ہی
میں ایک ترجمہ اردو زبان میں بھی شہرہ آفاق میں چھپنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب نواب فیض ماب محلہ القاب خادہ سہت
سید المرسلین وارث الانبیاء والمرسلین حامی شریعت نبیین ہر صدی میں تین قعات ماحی ظلمات مجدد قرون ثالث عشر ہجری مہ قرن رابع
مشرق و مغرب العالما، والجمہدین راس المشرقین والحدیثین جناب نواب والا جہاد امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر نے

جن کی ہمت والا ہمیشہ ہمیشہ اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کی طرف متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادر الوجود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چھپوانا مصر میں شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شروع بخاری میں فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تھی نہ بنے گی اس لیے ترجمہ بخاری میں اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تھا۔ میں نے ترجمہ بخاری کو بالفعل ملوئی رکھ کر حسب ایماء و اشارت جناب ممدوح صحیح مسلم کا ترجمہ شروع کیا۔ صحیح مسلم بھی صحت حدیث اور جودت اسناد میں صحیح بخاری سے کم نہیں اور باتفاق علماء یہ کتاب بھی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسی وجہ سے ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں اگرچہ اکثر علماء نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اس پر مقدم رکھا ہے لیکن حافظ ابوعلی عیسیٰ پورٹی نے کہا ہے کہ صحیح مسلم بہ نسبت صحیح بخاری کے بھی زیادہ صحیح ہے اور بعض مغرب کے علماء نے بھی اس قول سے اتفاق کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہیں جس کو دو ثقہ تابعیوں نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقہ میں دو ثقہ یعنی معتبر شخص دو شخصوں سے نقل کرتے آئے ہوں لیکن امام بخاریؒ نے اس شرط کا خیال نہیں رکھا اور حدیث: ((انما الاعمال بالنیات)) جو صحیح مسلم میں موجود ہے اگرچہ اس میں یہ شرط نہیں پائی جاتی مگر نظر تبرک اور بہ خیال صحیح اور مشہور ہونے کے اس کا ذکر کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنیٰ ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کا تین لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام زمین کے لوگ دوسو برس تک حدیثیں لکھیں تو پھر بھی ان کا اعتقاد آخراں کی کتاب پر رہے گا اور میں نے کوئی حدیث اس کتاب میں داخل نہیں کی مگر سمجھ کر دلیل رکھ کر۔ اسی طرح کوئی حدیث نہیں نکالی اس میں سے مگر سمجھ کر دلیل سے۔ احمد بن سلمہؒ نے کہا میں مسلمؒ کے ساتھ اس کتاب کے جمع ہوتے وقت پندرہ برس تک رہا۔ اس کتاب میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ یحییٰ بن عبدان نے کہا میں نے مسلمؒ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب کو ابو زرعہ رازیؒ کے سامنے پیش کیا پھر جس حدیث میں انہوں نے کوئی علت بیان کی اس کو میں نے نکال ڈالا اور جس حدیث کو انہوں نے کہا کہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے اس کو میں نے داخل کیا۔ اس روایت کو خطیب بغدادیؒ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ سند امام مسلمؒ کی وہ ہے جس میں مسلمؒ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک چار واسطے ہوں اور جیسے امام بخاریؒ کی غلاتیات ہیں تین واسطوں کی حدیثیں تو وہ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔ امام نوویؒ نے کہا مسلمؒ نے علم حدیث میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ سب میں مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلمؒ سے نقل کی گئی ہے اس طرح کہ اس کتاب کو مسلمؒ کی تصنیف یقیناً کہہ سکتے ہیں اور باسناد متصل مسلمؒ تک روایت کی گئی ہے اور ایک فائدہ خاص جو اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے کہ مسلمؒ نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام جو مناسب تھا مقرر کیا ہے اور وہ ہیں اس حدیث کے تمام طریقوں کو جمع کر دیا ہے اور اس کے مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہو اور تمام طریقوں سے وہ فائدہ اٹھائے اور یہ بات صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

امام حافظ عبد الرحمن بن علی یمنیؒ نے چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف میں لکھے ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ اے پڑھنے والے! صحیح مسلم علم کا دریا ہے جس میں پانی بہنے کے راستے نہیں ہیں (یعنی سب پانی ایک ہی جگہ موجود ہے)۔ اور مسلمؒ کی روایتوں کا ذخیرہ بخاریؒ کی روایتوں سے زیادہ مزادیتا ہے۔ حافظ ابن الصلاحؒ نے کہا مسلمؒ کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہواول سے لے کر آخر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ سے نقل کرتا ہو اور اس میں کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو۔ سیوطیؒ نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی مسلمؒ کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اوہوں کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلمؒ نے چھ سو پندرہ ایسے لوگوں سے روایت کی ہے جس سے بخاریؒ نے روایت نہیں کی۔ اسی طرح بخاریؒ نے چار سو چونتیس ایسے شخصوں سے روایت کی ہے جن سے مسلمؒ نے نہیں کی۔ اور کتنی حدیثیں ایسی نکلیں گی جو مسلمؒ کی شرط پر صحیح ہیں اور بخاریؒ کی شرط پر صحیح نہیں اس لیے کہ مسلمؒ کے نزدیک اس کے راویوں میں وہ سب شرطیں پائی جاتی ہیں جو صحیح حدیث کے لیے ضروری ہیں مگر بخاریؒ کے نزدیک نہیں پائی جاتیں۔ پھر مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں ایک ایسی راہ چلے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کی کتاب صحیح بخاریؒ پر فضیلت دی گئی وہ یہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کے تمام مقبولوں کو اس کے سب طریقوں کے ساتھ ایک ہی مقام میں جمع کر دیتے ہیں اور اس کو مختلف بابوں میں جدا جدا نہیں لاتے اور پوری عبارت اس کی بیان کرتے ہیں اور باب کے ترجموں میں اس کے کلمے بکلمے نہیں کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہیں اور نقل بالمعنی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ میں بھی اختلاف کیا ہو اور معنی دونوں لفظوں کے ایک ہوں تب بھی مسلمؒ ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہیں یہاں تک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے ”حدثنا“ کہا ہو اور دوسرے نے ”اخبرنا“ تو وہ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں راوی نے ”حدثنا“ کہا اور فلاں نے ”اخبرنا“ اور حدیث کے ساتھ صحابہؓ کے اقوال اور تابعینؒ وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجموں کو نہیں ملاتے اس لیے کہ ان کو حرص تھی اس بات کی کہ حدیث میں کوئی اور چیز ملنے نہ پائے تو بعد مقدمہ کے اس کتاب میں اور کچھ نہیں ہے سوائے حدیث کے۔ ابن الصلاحؒ نے کہا وہ سب حدیثیں جن کی صحت کا حکم کیا مسلمؒ نے اس کتاب میں یقیناً صحیح ہیں اور ایسی ہی وہ حدیثیں جن کو بخاریؒ نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی کے علماء نے ان دونوں کتابوں کی حدیثوں کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدھ شخص نے اس میں خلاف کیا ہے اس کے خلاف کا اعتبار نہیں۔ امام الحرمینؒ نے کہا اگر کوئی شخص قسم کھائے اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاریؒ اور مسلمؒ کی جو حدیثیں صحیح ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہیں تو اس کی عورت پر طلاق نہ پڑے گی کیونکہ حقیقت میں ان دونوں کتابوں کی حدیثیں صحیح ہیں اور علماء نے اجماع کیا ہے ان کی صحت پر اور تمام امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے۔ ابن الصلاحؒ نے کہا کہ مسلمؒ ابو زرعہ رازیؒ کے پاس آئے اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتیں کرتے رہے۔ جب اٹھے تو کسی نے کہا

انہوں نے چار ہزار حدیثیں اپنی صحیح میں جمع کی ہیں۔ ابو زرہؓ نے کہا پھر باقی حدیثیں کس کے لیے چھوڑ دیں۔ شیخ نے کہا مراد اس شخص کی یہ تھی کہ صحیح مسلم میں اصل چار ہزار حدیثیں ہیں سو اکثر رات کے اور کم رات کو ملا کر سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں۔

امام مسلمؒ نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور حقیقت میں باب باب پر مرتب ہے پر باب کے ترجموں و اس نے متن کتاب میں داخل نہیں کیا تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھے یا اور کسی غرض سے۔ امام نوویؒ نے کہا لوگوں نے صحیح مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے۔ بعض اچھے ہیں اور بعض نہیں اس وجہ سے کہ ترتیب کی عادت میں قصور ہے یا لفظ اس کے ریکٹ ہیں اور میں اپنی شرح میں ان ترجموں کو مناسب عبارتوں کے ساتھ بیان کروں گا۔ سیدہؒ نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے ایک نسخے میں بابوں کے ترجمے پائے جاتے ہیں تو یہ مسلم کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ لوگوں نے ان کے بعد بنادئے ہیں اور ان میں اچھے بڑے سب ہیں جیسے نوویؒ نے کہا اور ان لوگوں کی غرض یہ تھی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہو لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب میں نہ لکھتے ہوں جیسے پرانے نسخوں میں نہیں لکھے ہیں اور جن باتوں کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے ممتاز ہے ان میں سے ایک بات یہی ہے کہ مسلمؒ نے تعلیقات (یعنی بے اسناد روایتیں) بہت کم بیان کی ہیں سو چند مقاموں کے۔ برخلاف بخاری کے کہ ان کی کتاب میں تعلیقات بہت ہیں۔ نوویؒ نے کہا مسلمؒ نے اپنی کتاب میں عمدہ راہوں کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت کے ساتھ اور اس سے ان کا کمال درجہ اور نہایت علم اور انتہائی تحقیق اور علو شان مستطاب ہے۔

مسلمؒ نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے حدیث کی تین قسمیں کی ہیں۔ ایک تو وہ جس کو بڑے بڑے عمدہ حافظوں نے روایت کیا ہو۔ دوسرے وہ جس کو متوسط لوگوں نے جن کا عیب ڈھکا ہوا ہے روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جس کو ضعیف اور متروک لوگوں نے روایت کیا ہو تو مسلمؒ جب پہلی قسم کی حدیثوں سے فارغ ہوتے ہیں تو دوسری قسم کی حدیثوں کو لاتے ہیں لیکن تیسری قسم کی حدیثوں کو بالکل نہیں لاتے۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے۔ حاکم اور بیہقیؒ نے کہا کہ مسلمؒ دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور فقط پہلی قسم کی حدیثیں ان کی کتاب میں ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ نور سے یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی اور اس نے اپنی کتاب میں تینوں طرح کی حدیثوں کو بیان کیا ہے۔ ابن عساکرؒ نے کہا کہ مسلمؒ نے اپنی کتاب کو دو قسموں کی حدیثوں پر مرتب کرنا چاہا۔ ایک قسم میں عمدہ حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتیں اور دوسری قسم میں مستور اور سچے متوسطن لوگوں کی روایتیں مگر ان کو موت آگئی اور یہ آرزو پوری نہیں ہوئی۔ اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھ رہ گئی۔ باوجود اس کے ان کی کتاب مشہور اور مقبول ہوئی۔ اور تیسری قسم کی حدیثوں کو انہوں نے بالکل بیان نہیں کیا۔ پھر مسلمؒ کے بعد راویوں نے کئی ایک کتابیں مسلمؒ کی صحیح کی طرح لکھیں اور عالی سندوں کو حاصل کیا اور ان میں سے بعضوں نے مسلمؒ کے مشائخ کو پایا اور مسلمؒ کی احادیث کو اپنی کتاب میں نکالا۔ شیخ ابو عمرؒ نے کہا کہ یہ جو کتابیں صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہیں اگرچہ ان

میں صحت کی ایک نشانی ہے مگر تمام باتوں میں وہ صحیح مسلم کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ صحیح مسلم پر علماء نے بہت سی شروحات لکھی ہیں۔ سب میں مشہور وہ شرح ہے جس کو امام حافظ ابو ذر یحییٰ الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح شائع ہو صحیح مسلم کے ساتھ ہندوستان میں طبع ہوئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ ہے جو کوٹس الدین محمد بن یوسف قونوی نے مرتب کیا۔ اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اس کا نام ”اکمال المعلم فی شرح صحیح المسلم“ ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور یہ مقدم ہے نووی نے بھی۔ اور ایک شرح ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدوں میں اور ایک شرح ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری کی جس کا نام ”المعلم بعلوم کتاب المسلم“ ہے اور ایک شرح ہے عماد الدین عبد الرحمن بن عبد الحلیم مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسماعیل فارسی کی جس کا نام ”المعجم فی شرح غریب المسلم“ ہے۔ اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو الفرج عینی بن مسعود وادی کی پانچ جلدوں میں اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شرح جلال الدین سیوطی کی جس کا نام ”الدبیاج علی صحیح مسلم بن الحجاج“ ہے۔ اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے قتی الدین شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اس کا نام ”منہاج الدبیاج“ ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار جلدوں میں۔

صحیح مسلم کے مختصرات بھی بہت ہیں۔ ایک مختصر ہے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ حرسی کا اور ایک مختصر ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمرو بن علی ملتن شافعی کا۔ ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین منذری کا اور اس مختصر کی شروحات بھی بہت ہیں اور سب سے عمدہ شرح اس کی ”السراج الوہاج“ ہے جو ہمارے زمانے میں جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات میں سے چھپ رہی ہے اور اس ترجمہ میں اس شرح سے بہت فوائد مرقول ہوئے ہیں۔

امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ نام ان کا مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دروین کرشاد نیشاپوری ہے۔ امام حافظ ہیں علم حدیث کے انہوں نے ستر کجااز اور شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنے کے لیے اور مشہور مشائخ ان کے یہ لوگ ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی، قتیبہ بن سعید ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشائر محمد بن ایشی وغیرہم۔ کئی بار بغداد میں آئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی۔ سب سے آخر وہ بغداد میں ۲۵۹ھ ہجری میں تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی بیخ کرتے تھے اور لوگوں کے اعترافوں کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں اور ذہلی میں اسی وجہ سے رنجش ہو گئی۔ حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور میں آئے تو مسلم ان کے پاس بہت آتے جاتے تھے۔ بعد اس کے بخاری اور ذہلی میں ایک مسئلہ پر نزاع ہو اور ذہلی نے لوگوں کو منع کیا بخاری کے پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا جب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ غصہ ہوا۔ مسلم مجلس سے اٹھے

اور جو کچھ ذیل سے حدیثیں لکھی تھیں وہ اس کے پاس واپس کر دیں اس پر ذیل سے ترک ملاقات ہو گئی۔ بہر حال امام مسلم علمائے اعلام میں سے ہیں حدیث کے اور حافظہ اور امام معتز ہیں اس فن کے جن کو امام اہل حدیث نے مسلم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف و اکناف میں پھرے اور محمد بن مہران اور ابو نضار اور عمر بن سواد اور جزیلہ بن کحی اور سعید بن منصور اور ابو مصعب سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علماء اور حفاظ کی جیسے ابو حاتم رازی اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگوں نے جن کا شمار وشوار ہے۔ ابو عمر بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابو العباس بن عقدة سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون بڑھ کر ہے؟ انہوں نے کہا دونوں عالم ہیں۔ میں نے پھر پوچھا انہوں نے کہا اے ابو عمر! بخاری سے کبھی غلطی ہوتی ہے پہل شام میں کہ ایک جگہ کی کتبت بیان کرتے ہیں اور دوسری جگہ اس کا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہیں اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا مسلم نے بیرونی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہیں بخاری کی راہ پر۔ دار قطنی نے کہا کہ اگر بخاری نہ ہو تو مسلم کبھی یہ راہ نہ ملتی۔ غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ابو اسحق حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سی متفرق حدیثیں بخاری کی کتاب سے لی ہیں مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں بخاری سے روایت کی ہے۔

مسلم نے سو اس صحیح کے اور بھی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام الحدیث کتاب التیمز کتاب فن التفسیر لا الہ الا وہ واحد کتاب اوہام المختصر میں کتاب الاسماء واللکئی کتاب الوعدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ الثوری۔

اور مسلم کے عجیب حالوں میں سے یہ ہے کہ انہوں نے تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو بار اور نہ کسی کو گالی دی۔ حدیث کے کھونے کھونے کے پچانے میں اپنے زمانے میں سب پر مقدم تھے یہاں تک کہ بعض امور میں بخاری پر بھی ان کو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گزرا۔ ۲۰۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور اتوار کی شام کو جب کی چھبیسویں تاریخ ۲۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ عمران کی چھپن برس کی تھی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا قصہ یوں لکھا ہے کہ کسی مجلس میں لوگوں نے ان سے ایک حدیث پوچھی۔ ان کو معلوم نہ ہوئی۔ وہ گھر میں آ کر سب کتابوں میں ڈھونڈنے لگے اور ایک نوکر خرا کا ان کے سامنے رکھا تھا۔ ایک خرا کا کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ نوکر تمام ہو گیا۔ اور حدیث کی تلاش میں ایسا استغراق تھا کہ ان کو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے۔ ابو حاتم رازی نے مسلم رحمہ اللہ کے مرنے کے بعد ان کو خواب میں دیکھا ان کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے جہاں چاہوں رہوں۔

مترجم کی سند امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ تک:

اجازت دی مجھ کو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ علامہ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی حنبلی نے ان کو اجازت دی شیخ عبدالرحمن بن حسن نے ان کو اجازت دی شیخ حسن قوسینی مصری نے ان کو اجازت دی شیخ سلیمان بن حمیر نے ان کو اجازت دی شیخ محمد عثادی نے ان کو اجازت دی شیخ عبدالعزیزی نے ان کو اجازت دی شیخ محمد شوہری نے ان کو اجازت دی محمد ربی نے انہوں نے سنا شیخ الاسلام زکریا کی انصاری سے۔ انہوں نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پھر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہیں اس کتاب کو صلاح بن ابی عمر مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بن بخاری سے اور وہ مویطوسی سے اور وہ عبداللہ فراہی سے اور وہ عبدالغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسیٰ جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مؤلف ہیں اس صحیح کے۔

راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں سے اور مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بھائیوں اور سب مؤمنین کی۔ سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہیں اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رباعی حدیث میں چار ہیں۔ اس حساب سے مترجم سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ



صحیح مسلم شریف

شرح نووی رحمہ اللہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

شروع کرتا ہوں میں اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔ سب تعریف لائق ہے اسی پروردگار کو جو پناہ دے سارے جہان کو اور بھڑا انجام دے اچھے لوگوں کا بے جو پرہیزگار ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت امارے حضرت محمد ﷺ پر جو تمام پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات باریک پر ختم کر دیا۔ اب دنیا میں آپ کے بعد کوئی پیغمبر نئی شریعت لے کر نہیں آئے گا اور تمام نبیوں اور پیغمبروں پر جو ہمارے پیغمبر ﷺ سے پہلے گزرے ہیں جیسے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا تجھ پر رحم کرے تو نے اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہیں) کہ تیرا قصہ یہ ہے کہ تلاش کرے ان سب حدیثوں کو جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہیں دین کے طریقوں اور حکموں میں (یعنی مسائل کی حدیثیں جو فقہ سے متعلق ہیں) اور ان حدیثوں کو جو ثواب اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہیں (یعنی فضائل اور اخلاق کی حدیثیں) اور ان کے سوال و باتوں کی سندوں کے ساتھ جن کی رو سے وہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور جس کو علامہ حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے میں (یعنی مشہور و معروف سندیں) تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھ کو ہدایت کرے کہ تو ان سب حدیثوں سے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ تَرَحُّمَكَ اللَّهُ بِتَوْفِيقِ خَلْقِكَ ذَكَرْتَ أَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ حُمَلَةِ الْأَحْبَارِ الْمَأْتُورَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُنَنِ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّرَائِبِ وَالْعُقَابِ وَالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيصِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ صُورِ الْأَشْيَاءِ بِالنَّاسِيَةِ الَّتِي بِهَا نَفِيتُ وَتَدْوِيلُهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَارْذَلْتُ أُرْسِدَكَ اللَّهُ أَنْ تَرْتَفِعَ عَلَى جُمُوعِهَا مَوْلُفَةً مُحْصَاةً وَسَانِّيَةً أَنْ

واقف ہو جائے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثیں ایک جگہ جمع ہوں اور تو نے یہ سوال کیا تھا کہ میں ان سب حدیثوں کو اختصار کے ساتھ تیرے لیے جمع کروں اور اس میں تکرار نہ ہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا مقصد جو حدیثوں کو سمجھنا اور ان میں غور کرنا ہے اور ان سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے گا اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھ کو عزت دے جب میں نے اس میں غور کیا اور اس کے انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اس کا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل بھی اس میں فائدہ ہے (یعنی حال اور مال دونوں کے فائدے کی بات ہے) اور میں نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اس بات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھ سے ہو جائے تو سب سے پہلے دوسروں کو توخیر مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کئی سببوں سے جن کا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ اس طول سے تھوڑی حدیثوں کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھ آسان ہے آدمی پر بہت سی حدیثوں کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اہتمام کے کیونکہ اس میں ایک طرح کا خلجان پیدا ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جن کو تمیز نہیں ہوتی کھوٹی کھری حدیث کے بغیر دوسرے کے بتلائے ہوئے اور جب حال ایسا ہوا جیسا ہم نے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثوں کا بیان کرنا ان کے لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثوں سے اور بہت سی حدیثیں بیان کرنا اور تکرار کرنا (خاص خاص شخصوں کو فائدہ دیتا ہے جن کو علم حدیث میں کچھ واقفیت ہے اور حدیث کے اسباب اور علتوں کو وہ پہچانتے ہیں ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثوں کے جمع کرنے سے فائدہ اٹھائے گا لیکن عام لوگ جو برخلاف ہیں خاص لوگوں کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہیں ان کو کچھ حاصل نہیں بہت حدیثوں کے طلب کرنے میں جب کہ وہ تھوڑی حدیثوں کے پہچاننے سے عاجز ہیں (یعنی جس قدر کم حدیثیں انھوں نے دیکھی ہیں ان ہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے

الْحَصَا لَكَ فِي التَّالِيفِ بَلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ فَإِنَّ ذَلِكَ زَعَمْتُ مِمَّا يَشْتَغِلُكَ عَمَّا لَهُ فَصَدَدَتْ مِنَ التَّفْهِيمِ فِيهَا وَالْإِسْتِطَاعَةِ مِنْهَا وَلِلَّذِي سَأَلْتُ أَمْرَكَ مِنَ اللَّهِ حِينَ رَحَعْتُ إِلَى تَدْبِيرِهِ وَمَا تَوَوَّنَ بِهِ الْحَالُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غَايَةً مَحْمُودَةً وَمَنْفَعَةً مَوْجُودَةً وَظَنَنْتُ حِينَ سَأَلْتَنِي تَحَنُّنٌ ذَلِكَ أَنَّ لَوْ غَزَمَ لِي عَلَيْهِ وَقَضَى لِي تَمَامُهُ كَانَ أَثَرٌ مِنْ يُصِيبُهُ نَفْعُ ذَلِكَ إِنِّي خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ بِأَسْبَابٍ كَثِيرَةٍ يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ إِلَّا أَنَّ حُمْلَةَ ذَلِكَ أَنَّ ضَبْطَ الْقَلِيلِ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَإِقْنَانَهُ أَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ الْكَثِيرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّامًا عِنْدَ مَنْ لَا تَعْيِيرَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِ إِلَّا بَأَن يَوْفَقَهُ عَلَى التَّعْيِيرِ غَيْرُهُ فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هَذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ أَوْلَى بِهِمْ مِنْ الزَّيَادِ السَّقِيمِ وَإِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْإِسْتِكْنَارِ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَحَمْعُ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ يَمُنُّ رِزْقٌ فِيهِ بَعْضُ التَّنْقِيطِ وَالْمَعْرِفَةِ بِأَسْبَابِهِ وَعَلَيْهِ فَذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ يَهْتَمُّ بِمَا أُوْتِيَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى الْفَائِذَةِ فِي الْإِسْتِكْنَارِ مِنْ حَمْعِهِ فَإِنَّ عَوَامَ النَّاسِ الَّذِينَ هُمْ بِحِلَالِ مَغَائِبِ الْخَاصِّ مِنَ أَهْلِ التَّنْقِيطِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنَى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْكَثِيرِ وَقَدْ

عَزَّوْا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيلِ ثُمَّ إِنَّا إِذْ شَاءَ
اللَّهُ مُتَّبِعُونَ فِي تَخْرِيجِ مَا سَأَلْتُ وَتَأْلِيهِ
عَلَى شَرِيطَةٍ سَوْفَ أَذْكُرْهَا لَكَ وَهُوَ إِنَّا
نَعْبُدُ إِلَى حُمْلَةٍ مَا أَسْنَدَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَنَقِصُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَثَلَاثَ طَبَقَاتٍ
مِنَ النَّاسِ عَلَى غَيْرِ تَكَرُّرٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ
مَوْضِعٌ لَا يُسْتَعْنَى فِيهِ عَنْ تَرَدَادِ حَدِيثٍ
فِيهِ زِيَادَةٌ مَعْنَى أَوْ إِسْنَادٌ يَقَعُ إِلَى حَنْبٍ
إِسْنَادٌ لِعِلَّةٍ تَكُونُ هُنَاكَ لِأَنَّ الْمَعْنَى الزَّائِدَ
فِي الْحَدِيثِ الْمُخْتِاجِ إِلَيْهِ يَقُومُ مَقَامُ
حَدِيثٍ تَامٍ فَلَا بُدَّ مِنْ إِعَادَةِ الْحَدِيثِ
الَّذِي فِيهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ أَوْ أَنْ
يُفْصَلَ ذَلِكَ الْمَعْنَى مِنَ حُمْلَةِ الْحَدِيثِ
عَلَى اخْتِصَارِهِ إِذَا امْتَكَنَ وَلَكِنْ تَفْصِيلُهُ
رَبَّمَا عَسَرَ مِنْ حُمْلَتِهِ فَإِعَادَتُهُ يَهَيِّئُهُ إِذَا
ضَاقَ ذَلِكَ أَسْلَمُ فَأَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِنْ
إِعَادَتِهِ بِحُمْلَتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنَّا إِلَيْهِ فَلَا
تَتَوَلَّى فَعَلَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَأَمَّا الْقِسْمُ
الْأَوَّلُ فَإِنَّا تَبَوَّعْنَاهُ أَنْ نَقْدَمَ الْأَخْبَارَ الَّتِي
هِيَ أَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا وَنَأْتِي
مِنْ أَنْ يَكُونَ نَاقِلُهَا أَهْلُ اسْتِقَامَةٍ فِي
الْحَدِيثِ وَإِنْقَانِ لِمَا نَقَلُوا لَمْ يُوجَدْ فِي
رَوَاتِهِمْ اخْتِلَافٌ شَدِيدٌ وَلَا تَحْلِيظٌ
فَاجِشٌ كَمَا قَدْ عُرِفَ فِيهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنَ
الْمُحَدِّثِينَ وَبَانَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِمْ فَإِذَا

تیز کرنے کی استعداد ان میں نہیں تو بہت حدیثوں سے وہ کیا فائدہ
اٹھا سکتے ہیں پھر اگر خدا نے چاہا تو ہم ان حدیثوں کے بیان کرنے میں
جن کے لیے تو نے فرمائش کی ہے ایک شرط پر چلیں گے جو بیان
کرتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ ہم ان سب حدیثوں کی طرف قصد
کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مندرجہ (یعنی مصلو) ایک راوی نے
دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ ﷺ تک روایت کی گئی ہیں سب
حدیثوں سے مراد اکثر حدیثیں ہیں اس لیے کہ سب مسند حدیثیں
اس کتاب میں نہیں ہیں) پھر ان کو تقسیم کرتے ہیں تین قسموں پر
اور راویوں کے تین طبقوں پر (پہلا طبقہ جو حافظ اور ثقہ لوگوں کی
روایتوں کا، دوسرا متوسطین کا تیسراضعفاء اور متردکین کا مگر مصنف
نے اس کتاب میں پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان
کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہیں کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ
اس کتاب میں سب سے پہلی قسم کی حدیثیں ہیں اور دوسری قسم کی
حدیثیں بیان کرنے سے پہلے مسلم مرگے، بغیر تکرار کے مگر جب
کوئی ایسا مقام ہو جہاں دوبارہ حدیث کا لانا ضروری ہو اس وجہ سے کہ
اس میں کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسی اسناد ہو جو دوسری اسناد
کے پہلو میں واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہاں تکرار کرتے ہیں
(یعنی دوبارہ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں) اس لیے کہ جب کوئی
بات زیادہ ہوئی حدیث میں جس کی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری
حدیث کے ہے پھر ضروری ہے اس سب حدیث کا ذکر کرنا جس میں
وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لیں گے پوری حدیث سے
اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو (یعنی ایک حدیث میں ایک جملہ زیادہ
ہے جس سے کوئی بات کام کی تفکھی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو
صرف اس جملہ کو دوسری اسناد بیان کر کے نقل کر دیں گے اور
ساری حدیث دوبارہ نہ لائیں گے مگر ایسا جب کریں گے کہ اس جملہ
کا علیحدہ ہونا حدیث سے ممکن ہو (نو دہی نے کہا کہ اس مسئلہ میں علماء

نَحْنُ نَقْصِيصُ أَخْبَارَ هَذَا الصَّنِيفِ مِنَ النَّاسِ
أَتَيْنَاهَا أَخْبَارًا يَقَعُ فِي أُسَائِدِهَا بَعْضُ
مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ
كَالصَّنِيفِ الْمُتَدَمِّمِ قَبْلَهُمْ عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ
كَانُوا فِيهَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السُّرِّ
وَالصَّدْقِ وَتَعَاظِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ كَعَطَاءِ
بْنِ السَّائِبِ وَزَيْدِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ وَلَيْثِ بْنِ
أَبِي سَلَيْمٍ ١

حدیث کا اختلاف ہے یعنی حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے میں بعضوں کے نزدیک مطلقاً منع ہے کیونکہ روایت با معنی ان کے نزدیک جائز نہیں بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضوں کے نزدیک اگرچہ روایت با معنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اسی صورت میں درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لیں اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاضؒ نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح ہے کہ علماء اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی میں خلل واقع نہ ہو لیکن جب حدیث کا اس جملہ کا ذکر ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کی ہم کو دوبارہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہو (یعنی اس میں کوئی ایسی بات زیادہ نہ ہو جس کی احتیاج ہے) تو ہم اس کو دوبارہ بیان نہ کریں گے اگر خدا چاہے پہلی قسم کی حدیثوں میں ان حدیثوں کو پہلے بیان کرتے ہیں جو بیسیوں سے پاک اور صاف ہیں اس وجہ سے کہ ان کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو صاحب استقامت اور انتقان (یعنی مضبوط اور صاف ہیں اپنی روایات میں نہ ان کی روایت میں سخت اختلاف ہے اور نہ خلط ملط ہے) (اس لیے کہ جو روای اور ثقہ لوگوں سے بہت اختلاف کیا کرے یا

۱۔ یہ تینوں راوی دوسرے درجے کے ہیں جو حفاظ اور ائقان میں اعلیٰ نہیں ہیں مگر ان کی سچائی میں شبہ نہیں عطاء بن السائب کی کنیت ابو السائب ہے یا ابو یزید یا ابو محمد یا ابو زید وہ ثقہ ہیں مگر اخیر عمر میں ان کے حافظہ میں فتور آگیا تھا اور جن لوگوں نے ان سے اشتقاق کے پہلے سنا ہے ان کو روایت صحیح ہے اور جنھوں نے بعد سنا ہے البتہ ان کی حدیث مضطرب ہے۔ سفیان ثوری اور شعبہ نے ان سے اشتقاق کے پہلے سنا ہے اور جریر اور طاہر نے حجر اللہ اور اسماعیل اور علی بن عاصم نے بعد اشتقاق کے سنا ہے۔ ایسا ہی کیا محمد بن فضیل نے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ عطاء سے سب نے اشتقاق کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو حوانہ نے عطاء سے صحت اور اشتقاق دونوں حالت میں سنا ہے تو ان کی روایت باجمعی اعتبار نہیں۔ یزید بن ابی انیس اور یزید بن یزید بن زیاد قرظی و مشکی حفاظ حدیث نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ابن نمیر اور یحییٰ بن معین نے کہا وہ چار نہیں۔ ابو یزید قرظی نے کہا ضعیف ہے، اور نسائی نے کہا ہمارے وہک اللہ یرثہ اور ترمذی نے کہا ضعیف ہے لیث بن ابی سلیم کو جبہور نے ضعیف کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے کہا وہ حفاظ اور اس کی روایتیں مضطرب ہیں۔ اس کی حدیث ضعیف ہے اس کے احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب اللہ یرثہ ہے اس نے ان سے روایت کی ہے وہارقطبی اور ابن عدی نے کہا ان کی حدیث ضعیف ہے اس کے ابی اور انھوں لوگوں نے کہا کہ اس کی روایت

روایتوں میں بہت غلط ملط کرے وہ قابل اعتبار کے نہیں رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہو گئی اور ان کی حدیث میں یہ بات کھل گئی ہے پھر جب ہم بیان کر چکے اس قسم کے راویوں کی حدیثیں (یعنی جو موصوف ہیں ساتھ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اس کے بعد وہ حدیثیں لاتے ہیں جن کی اسناد میں وہ لوگ ہیں جن میں اتنا حفظ اور اتقان نہیں جیسا پہلی قسم کے راویوں میں تھا اور یہ لوگ اگرچہ پہلی قسم کے راویوں سے درجہ میں کم ہیں مگر ان کا عیب ڈھکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت میں وہ بھی شامل ہیں (یعنی دوسرے درجے کے راوی بھی سچے اور تحیک ہیں اور جو کچھ ان میں عیب تھا وہ چھپایا گیا ہے اہل حدیث نے ان کو مقیم نہیں کیا ہے کذب سے نہ ان سے روایت ترک کی ہے) جیسے عطاء بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم۔

اور ان کی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہیں علم میں اور مستور ہیں اہل حدیث کے نزدیک لیکن ان کے ہم عصر دوسرے لوگ جن کے پاس اتقان اور استقامت ہے روایت میں ان سے بڑھ کر ہیں حال اور مرتبے میں اس واسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ (یعنی ضبط اور اتقان)

کیا تو نہیں دیکھا اگر تو نے ان تینوں کو جن کا ہم نے نام لیا یعنی عطاء اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمر اور اسماعیل بن ابی خالد کے ساتھ (جو ان تینوں کے ہم عصر ہیں) حدیث کے اتقان اور استقامت میں تو ان سے نقل کیا جائے گا ہر گز ان کے قریب نہ ہونگے اس بات میں چہ شک نہیں اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ ان کو ثابت ہو گیا ہے حفظ منصور اور اعمر اور اسماعیل کا اور ان کا ضبط اور اتقان حدیث میں جو نہیں ثابت ہوا مطلقاً اور یزید اور لیث

وَأَضْرَابُهُمْ مِنْ حُمَالِ الْأَنْبَارِ وَتَقَالِ الْأَنْحَابِ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّخَرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْرُوفِينَ فَتَغَيَّرُهُمْ مِنْ أَقْرَانِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَّرْنَا مِنَ الْإِتْقَانِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ يَفْضُلُونَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْثِيَةِ بَأْسَ هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَرَجَةً رَفِيعَةً وَخَصْلَةً سَيِّئَةً. أَلَا تَرَى أَنَّكَ إِذَا وَازَنْتَ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ عَطَاءَ وَيَزِيدَ وَثَيْنًا بِمَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَالِدٍ فِي إِتْقَانِ الْحَدِيثِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِيهِ وَحَدَّثَهُمْ مُبَايِنِينَ لَهُمْ لَا يُدَانُونَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ فِي ذَلِكَ لِلَّذِي اسْتَفْضَرَ عَنْهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِتْقَانَهُمْ لِحَدِيثِهِمْ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا

میں۔

مِنْ ذَلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَتَزِيدَ وَكَثِيرٌ

وَلَمْ يَمِلْ مَخْرَى هَوْلَاءِ إِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ
الْأَقْرَابِ كَأَنَّ عَوْنَ وَأَيُّوبَ السَّخِيَّانِيَّ مَعَ
عَوْفٍ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ وَأَشْفَثَ الْحُمْرَانِيَّ
وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَأَبْنِ سِيرِينَ كَمَا أَنَّ
أَبْنَ عَوْنَ وَأَيُّوبَ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ الْبُيُوتَ
بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هَذَيْنِ بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ
وَصِحَّةِ النُّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْفَثُ غَيْرَ
مَذْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ
وَلَكِنَّ الْحَالَ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ
الْعِلْمِ وَإِنَّمَا مَثَلْنَا هَوْلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ
تَمْثِيلُهُمْ سِمَةً يَصْنُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ
عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا
يُقَصِّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا
يُرْفَعُ مَنْصِبُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ
وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقُّهُ وَيُنْزَلُ مَنْزِلَتُهُ
وَقَدْ ذَكَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا
قَالَتْ أَمْرُنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
«أَنْ تَنْزِلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ» مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ

۲ یعنی عطاء اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور اسلمیل اور اسلمیل کے سامنے کچھ نہیں اترتے اس لیے کہ عطاء اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسے ان کا حال اوپر گزرا اور منصور اور امش اور اسلمیل یہ حدیث کے حافظوں اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں اسلمیل بن ابی خالد تو تابعی مشہور ہیں۔ انھوں نے انس بن مالک اور سلم بن الاکوع اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عمرو بن حریث اور قیس بن عابد اور ابو جحیفہ کو دیکھا اور یہ سب صحابی ہیں اور سلیمان امش بھی تابعی ہیں کیونکہ انھوں نے انس کو دیکھا اور امش کہتے ہیں ضیف البصر کو جس کی بینائی میں ثور ہو یہ ان کا لقب ہو گیا تھا احمدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے میں قیاحت نہیں دیکھی کیونکہ یہ القاب معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہیں نہ ذلت و توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی ہیں مگر حفظ اور اتقان میں سب سے بڑے ہوئے ہیں اس لیے مسلم نے ان کا نام پہلے رکھا۔ عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کو ذوالوں میں سے زیادہ ثقہ ہیں۔

رکھنے کا“ اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہر علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔“ (تو حدیث اور قرآن دونوں سے اہل علم کے ثقافت و درجات کا ثبوت مل گیا۔)

تو جیسے اوپر ہم نے بیان کیا انہی طریقوں پر ہم جمع کرتے ہیں حدیثوں کو رسول اللہ ﷺ سے جن کا تو نے سوال کیا۔ اب جو حدیثیں ایسے لوگوں سے مروی ہیں جن پر سب ائمہ حدیث نے کذب کی نسبت کی یا اکثر ائمہ حدیث نے تو ان کو ہم نہیں روایت کرتے جیسے عبد اللہ بن مسور ابی جعفر مدائنی، عمرو بن خالد، عبد القدوس شامی (جو روایت کرتا ہے مکرہ اور عطاء سے۔ عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اس کی حدیث کے ترک پر) محمد بن سعید مصلوب، غیاث بن ابراہیم، سلیمان بن عمرو ابوداؤد نخعی اور ان کی مانند اور لوگ جن سے حدیث بنانے کی اور خبریں تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک الحدیث تھے۔ ایسے لوگوں کی روایتیں میں نے بالکل نہیں لکھیں اور اسی طرح ہم نے ان لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی جن کی حدیث اکثر منکر (یعنی ثقہ کے خلاف) یا غلط

مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلَيْهِ

فَعَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مُتَّحَمُونَ أَوْ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ فَلَسْنَا نَتَّسَعَلُ بِتَخْرِيجِ حَدِيثِهِمْ كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسُورٍ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرٍو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُوسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ الْمَصْلُوبِ

وَعِثَاتِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَأَخْبَاتِهِمْ مِمَّنْ أَتَاهُمْ بَوَاضِعُ الْأَحَادِيثِ وَتَوَلَّيْتُ الْأَخْبَارَ وَكَذَلِكَ مِنَ الْغَالِبِ عَلَى حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ أَوْ الْغَلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ

ج امام مسلم نے اس حدیث کو معلقات یعنی اہل اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثیں مسلم کی کتاب میں بہت کم ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث بھی ہے جس کی صحت میں علماء کا اختلاف ہے۔ حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب ”معرفۃ علوم الحدیث“ میں اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا میمون بن ابی ہبیب سے اس نے عائشہ سے۔ مگر میمون نے عائشہ سے نہیں سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہے کہ حدیث متصل اور منند ہو اس کا جو باہوں دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے اور شرط مسلم کی یہ ہے کہ ہم عمر ہو اور ملاقات ممکن ہو“ تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے۔ البتہ اگر میمون یہ کہنے کے میں عائشہ سے نہیں ملا تو اعتراض درست ہو تا۔ سوائے اس کے ہزار نے اپنی منند میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مرفوعاً یہ حدیث اسی طور سے مروی ہے لیکن موقوف طریقوں سے بھی روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

ج دمشق جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یا ابو عبد اللہ یا ابو قیس اس کے نسب اور نام میں بڑا اختلاف ہے۔ حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو موطرین پر بدلتا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ متروک الحدیث ہے اور نقل کیا گیا اور سولی دیا گیا ہے وہی کی وجہ سے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔ اور خالد بن یزید نے کہا کہ میں نے اس سے سنا وہ کہتا تھا جب میں کوئی عمدہ بات سنوں تو اس کی اسناد بتانے میں کچھ قاجات نہیں۔ احمد بن صالح نے کہا کہ اس نے چار ہزار حدیثیں بنائیں۔

ہوتی ہے۔ اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اس کی روایت کا مقابلہ دوسرے لوگوں کی روایت سے کیا جائے جو اچھے اور حافظے والے ہیں تو اس کی روایت ان کی روایت کے خلاف ہو ساری کی ساری یا کچھ موافق ہو اور اگر اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مجبوراً الحدیث ہے یعنی اس کی روایت مقبول و مستعمل نہ ہوگی۔

اس قسم کے راویوں میں سے عبداللہ بن عمر، یحییٰ بن ابی انیسہ، جراح بن منہال، ابو العطف، عباد بن کثیر، حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ، عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہیں جو منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

تو ہم ان لوگوں کی حدیثیں نہیں لاتے نہ ان میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہے اور جو ان کا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جائے گی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگوں کا ان کی بعض روایتوں میں یا پوری روایتوں میں ان کا موافق ہو، پھر جب یہ حال ہو اس کا اور کسی روایت میں کچھ عبارت زیادہ کرے جو اس کے ساتھیوں کی روایت میں نہ ہو تو وہ قبول کی جائے گی۔ لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو زہری جیسے بزرگ شخص سے روایت کرنے کا قصد کرے جس کے

إِذَا مَا غَرَضْتُ رَوَيْتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلَى رَوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْجَفْظِ وَالرِّضَا جَاءَتْ رَوَايَتُهُ رَوَايَتَهُمْ أَوْ لَمْ تَكُنْ تَوَافِقُهَا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذَلِكَ كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ غَيْرَ مَقْبُولِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ ۝

فَمِنْ هَذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أَنَسَةَ وَالْحَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ أَبُو الْعُطْفِ وَعَبَادُ بْنُ كَثِيرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ضَمِيرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهَبَانَ وَمَنْ نَحْوَهُمْ فِي رَوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ ۝

فَلَمَّا نَعَرَجْ عَلَى حَدِيثِهِمْ وَلَا تَشَاغَلْ بِهِ لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِي نَعْرِفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِي قَبُولِ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَكُونَ قَدْ شَارَكَ الثَّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْجَفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمَعْنُ فِي ذَلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَإِذَا وَجَدَ كَذَلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذَلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قِيلَتْ زِيَادَتُهُ فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَتَعَبَّدُ لِمَنْزِلِ الزُّهْرِيِّ فِي حَلَالِيهِ وَتَكْرَرِ أَصْحَابِهِ الْحَفَاطِ الْمُتَقِينَ لِلْحَدِيثِ وَحَدِيثِ

۵ ☆ تو منکر کے معنی یہ ظہر ہے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے خلاف ہو اس کو منکر، مردود بھی کہتے ہیں اور ایک منکر اس کو بھی کہتے ہیں جس کو ایک ہی شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہیں ہے جب وہ ثقہ، ضابطہ اور متقن ہو۔ (نووی)

۶ ☆ عبداللہ بن عمر یا عبداللہ بن عمر مگر صحیح عمر ہے، عیینہ اسم مفعول اور راہین مکمل تین اتباع تابعین میں سے ہے، روایت کرتا ہے حسن، قتادہ، زہری اور تابعی سے، روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے ترک پر۔ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ لوگوں نے ترک کر دیا ہے اس کی حدیث کو۔ ابویسہ جو یحییٰ کا باپ ہے، اس کا نام زید ہے اور ابو العطف جراح بن منہال سے روایت کرتا ہے۔ بخاری نے کہا کہ منکر الحدیث ہے اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اس کے متردک ہونے پر۔ (نووی)

شاگرد بہت ہیں اور وہ حافظ ہیں اور مضبوطی سے بیان کرتے ہیں اس کی اور اوروں کی حدیثوں کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور ان دونوں کی یعنی ہشام اور زہری کی حدیثیں اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہیں اور مشترک ہیں اور ان دونوں کے شاگرد ان کی حدیثوں کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہیں پھر وہ شخص ان دونوں سے چند ایسی حدیثیں نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونوں کے شاگردوں میں سے معلوم نہ ہوں اور وہ شخص صحیح روایتوں میں ان شاگردوں کا شریک نہ ہو تو اس قسم کی روایتیں ایسے لوگوں سے ہرگز مقبول نہ ہوں گی۔ (بلکہ وہ منکر و مردود ہوں گی۔)

اور ہم نے بیان کیا نہ ہب حدیث اور الہجدیث کا اس قدر جو مقصود ہے اس شخص کا جو چلنا چاہے الہجدیث کی راہ پر اور اس کو توفیق دی جائے چلنے کی اس پر اور خدا چاہے تو ہم اس کو شرح اور وضاحت سے بیان کریں گے اس کتاب کے کئی مقاموں میں جہاں وہ حدیثیں آئیں گی جن میں کچھ عینیں ہیں ان مقاموں میں جہاں شرح کرنا اور واضح بیان کرنا مناسب ہو گا۔ بعد ان سب باتوں کے جو اوپر گزریں خدا تجھ پر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے وہ شخص جس نے اپنے تخیل محدث بنایا ہے یعنی لازم ہے ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثوں اور منکر روایتوں کو نقل نہ کرے اور صرف انہی حدیثوں کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہیں جن کو ثقہ لوگوں نے جن کی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ بہت سی حدیثیں جن کو وہ عام لوگوں کو سنا تا ہے منکر ہیں اور ان لوگوں سے مروی ہیں جن کی مذمت حدیث کے اماموں نے کی ہے جیسے مالک بن انس، شعبہ بن حجاج، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے۔ (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا

غیرہ اَوْ لِمَنْ يَلِيهِ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَحَدِيثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوطٌ مُشْتَرَكٌ قَدْ نَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثَهُمَا عَلَى الْإِتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِي أَكْثَرِهِ فَيُرَوِّي عَنْهُمَا أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَدُ مِنَ الْحَدِيثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنَ أَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ مِنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ حَاجِزٍ قَبُولُ حَدِيثِ هَذَا الصَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ أَرَادَ سَبِيلَ الْقَوْمِ وَرَوَّفَقَ لَهَا وَسَتَرِيذُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى شَرْحًا وَبَيَانًا فِي مَوَاضِعٍ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَّاكِينِ الَّتِي يَلِيْقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْبَيَانُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَبَعْدُ يُرَحِّمُكَ اللَّهُ قُلُوبًا الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوءِ صَنِيعِ كَثِيرٍ مِنْ نَصَبِ نَفْسِهِ مُحَدَّثًا فِيمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرَحِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ وَالرَّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْإِقْصَارَ عَلَى الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الْمَشْهُورَةِ مِمَّا تَقْلَهُ الْقُلُوبُ الْمَعْرُوفُونَ بِالصَّدْقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِالسَّيِّئَةِ أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا يَنْقُلُونَهُ إِلَى الْأَغْيَابِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنَكَّرٌ وَمَنْقُولٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مُرَضِيَيْنَ مِنْ دَمِ الرِّوَايَةِ عَنْهُمْ أَيْمَةُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِثْلَ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ

وَيَحْتَسِبُ مِنَ سَعِيدِ الْقَطْبَانِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
مُهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَمَةِ لَمَّا سَهَّلَ عَلَيْنَا
الْبَانِصَابَ لَمَّا سَأَلْتِ مِنَ التَّمْيِيزِ وَالْتَحْصِيلِ
وَلَكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَغْلَمْنَاكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ
الْأَعْيَارِ الْمُتَنَكَّرَةِ بِنَاسَائِدِ الضَّعَافِ الْمُخْهُولَةِ
وَقَدْفِهِمْ بِهَا إِلَى الْعَوَامِ الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ عُيُونَهَا
حَقًّا عَلَى قُلُوبِنَا إِحْبَابَتِكَ إِلَى مَا سَأَلْتِ.

ہیں) البتہ ہم کو یہ تکلیف اٹھانا تیری خواہش کے مطابق جو تو نے
صحیح حدیثوں کو جدا کرنے کے لیے کی تھی دشوار ہوتی۔ (کیوں کہ
جب سب لوگ یہی عادت اپناتے کہ صرف صحیح حدیثیں نقل کیا
کرتے تو عوام کے دھوکے کھانے کا ذر نہ ہوتا اور صحیح حدیثوں کے
جدا کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی) لیکن اس وجہ سے جو ہم نے
بیان کی کہ لوگ منکر حدیثوں کو ضعیف اور مجہول سندوں سے
بیان کیا کرتے ہیں اور عوام کو سنا دیتے ہیں جن کو عیبوں کے
پہچانے کی لیاقت نہیں، تیری خواہش کا قبول کرنا ہم پر آسان
ہو گیا۔ (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اس کا کرنا
آسان ہوتا ہے۔)

بَابُ وَجُوبِ الرِّوَايَةِ عَنِ الثَّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَذَّابِينَ

باب: ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا
چاہئے اور جن لوگوں کا جھوٹ ثابت ہو ان سے
روایت نہ کرنا چاہئے

جان تو! خدا تجھ کو توفیق دے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث میں
تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متهم (جن پر
تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویوں کو پہچانتا۔ ہو اس پر واجب
ہے کہ نہ روایت کرے مگر اس حدیث کو جس کے اصل کی صحت
(۱) ہو اور اس کے (۲) نقل کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کا
عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے ان لوگوں کی روایت سے جن پر
تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہیں بدعتی لوگوں میں سے۔

وَأَغْلَمُ وَقَفَكَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ الْوَاجِبَ
عَلَى كُلِّ أَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيزَ بَيْنَ صَحِيحِ
الرِّوَايَاتِ وَسَقِيمِيهَا وَثِقَاتِ السَّاقِلِينَ لَهَا مِنْ
الْمُتَهَمِينَ أَنْ لَا يَرْوِيَ مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفَ
صِحَّةَ مَخَارِجِهِ وَالشَّارَةَ فِي قُلُوبِهِ وَأَنَّ يُتَّقَى
مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ أَهْلِ التَّهَمِ وَالْمُعَانِدِينَ
مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ ع.

یہ نوٹ نے کہا کہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت نے اس کو کفر تک پہنچا دیا ہو اسکی روایت تو بالائاق مقبول
نہیں اور جس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچی اس کی روایت قبول کرنے میں اختلاف ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کی روایت مقبول ہے
بشرطیکہ وہ روایت اس کی بدعت کی تائید میں نہ ہو۔ اور صحیحین وغیرہ میں بہت سی روایتیں ان لوگوں سے منقول ہیں جو بدعت میں گرفتار تھے۔
اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنی تعصب کہ جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا چاہتا رکھے جیسے روافض میں سے ایک فرقہ خطابیہ
جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا چاہتا رکھتا ہے اس کی روایت قبول نہیں ہوگی اور جو بدعتی چاہا ہو اور اس کی عدالت اور اہمیت میں
معلوم ہو اس کی حدیث قبول کی جائے گی۔

اور دلیل اس پر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم تکلیف دو کسی قوم کو نادانی سے پھر کل کو پچھتاؤ اپنے کئے ہوئے پر۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہ بناؤ دو مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو جن کو تم پسند کرتے ہو۔ (گواہی کے لیے یعنی جو سچے اور نیک معلوم ہوں۔) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ گواہ بناؤ دو شخصوں کو جو عادل ہوں۔ تو ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہیں اور جو شخص عادل نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے۔

اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے میں اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونوں شریک ہیں ایک بڑے مطلب میں۔ لہذا حدیث فاسق کی مقبول نہیں علماء کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک۔

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الَّذِي قُلْنَا مِنْ هَذَا هُوَ الْإِثْرُ مَا خَالَفَهُ قَوْلُ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلَيَّ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ. ۸
وَقَالَ جَلَّ ثَنَاهُ يَمَنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ وَقَالَ غَرٌّ وَحَلَّ وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِنْكُمْ فَذَلَّ بِمَا ذَكَّرْنَا مِنْ هَذِهِ الْأَيِّ أَنَّ خَيْرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَيْرُ مَقْبُولٍ وَأَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ الْعَدْلِ مُرَدُّوَةٌ.

وَالْخَيْرُ وَإِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوهِ فَقَدْ يَحْتَمِلُ عَيْنَانِ فِي أَكْثَرِ مَعَانِيهِمَا إِذْ كَانَ خَيْرُ الْفَاسِقِ غَيْرُ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مُرَدُّوَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ. ۹

☆ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اس کی قوم میں دشمنی تھی۔ یہ ڈر کہ میرے مارنے کو نکلے (الابھاکا نہ دینے میں) اگر مشہور کر دیا کہ غلامی قوم مرتد ہو گئی۔ حضرت ان پر فوج بھیجے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول نہیں۔

☆ یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتیں اوپر بیان ہوئیں ہیں ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں لیکن اس کی حدیث کا مردود ہونا ان آیات سے ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونوں درحقیقت ایک ہیں اگرچہ بعض باتوں میں کچھ فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ گواہی میں آزادی اور مردیت اور عدو (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث میں یہ شرط نہیں تو مقبول ہے حدیث غلام عورت اور ایک شخص کی۔ لیکن دونوں میں یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو، عقل ہو، بلوغ ہو، عدالت ہو، مروءت ہو، ضبط اور حفظ ہو، تحمل اور ادائے وقت۔ (تحمل وہ وقت کہ جب حدیث بنا دیکھے اور اورادہ وقت کہ جب اس کو بیان کرے کسی سے۔ اسی طرح گواہی میں ایک تحمل کا وقت ہے یعنی جب واقعہ سنے یا دیکھے اور ایک اداء کا یعنی جب فاسق کے سامنے گواہی دے۔) اندھے کی گواہی میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور علماء کی ایک جماعت کے نزدیک جائز نہیں اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اس کی بالاتفاق مقبول ہے۔ اسی طرح بلوغ کی شرط حدیث کے اداء کے وقت ہے نہ کہ تحمل کے وقت۔ تو لڑکین میں راولی جو سنے اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا۔ مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ اداء کے وقت اور یہ دونوں مذہب شاذ اور جمہور علماء کے خلاف ہیں۔ (نوٹ)

اسی طرح حدیث شریف سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا (جس کے غلط ہونے کا احتمال ہو) درست نہیں جیسا کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بہ شہرت منقول ہے کہ فرمایا آپؐ نے کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا
کتنا بڑا گناہ ہے

۱۔ امام مسلمؒ نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندبؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔)

وَذَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رَوَايَةِ الْمُنْكَرِ
مِنْ الْأَخْبَارِ كَتَبُوا ذَلَالَةَ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ
خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْأَثَرُ الْمَشْهُورُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مِنْ
خَدَثَ عَنِّي بِخَبَرٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ
أَجْزَلُ الْكَذِبِينَ)) ۱۰

بَابُ تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ عَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ
رَضِيََ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ.

۱۰ یعنی گو اس نے جھوٹ نہیں بتایا لیکن جب اس کو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اس کے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس پر بھی بیان کیا اور اس کا عیب ظاہر نہ کیا تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اس پر بھی اتنا ہی وبال ہو گا جتنا جھوٹی حدیث بنانے والے پر۔ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہؓ سے مروی ہے۔ بزار نے اپنی "مسند" میں بیان کیا کہ چالیس صحابیوں سے یہ حدیث اس نے روایت کی ہے اور ابو بکر صریحی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیوں سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی صحابیوں سے اور بعضوں نے کہ باسٹھ صحابیوں سے اور ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث سوائے اس حدیث کے ایسی نہیں جس کو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضوں نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دس صحابیوں سے منقول ہے اور بخاری اور مسلمؒ دونوں نے نقل کیا اس حدیث کو۔

(۱) اس حدیث سے کلی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جیسے آگے بیان کی گئیں روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا اس نے اپنا گناہ جہنم میں بنالیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ لیکن اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلے گا کیونکہ دل سنت کا اتفاق ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونے کا ظن ہو اس کو نقل کرنا بھی درست نہیں۔ لیکن جب اس کے ساتھ یہ بات بھی کہہ دے یا لکھ دے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک۔ اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہاں تک کہ موضوعات کو بھی۔ تیسرا یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال میں غلطی ہو یعنی وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اس پر گناہ نہیں جیسے حاکمؒ اور ابن ماجہؒ نے بعض حدیثوں کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے۔ چوتھا یہ کہ ہر قسم کی حدیث خواہ کلام ہو خواہ نفاصل یا اخلاق میں سب میں یہی حکم ہے اور اگر امیہ کے نزدیک نفاصل اور اخلاق میں حدیث بتا لیا اور مست ہے اور یہ ان کی انتہا اور حد کی جہالت ہے۔ (نوٹ: مع زیادہ)

۲- ربیع بن حراش سے روایت ہے، اس نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ خطبہ پڑھ رہے تھے، کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت جھوٹ باندھو میرے اوپر۔ جو کوئی میرے اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

۳- انس بن مالک سے روایت ہے، انھوں نے کہا مجھے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۴- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۵- علی بن ابی ربیعہ وابی سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں آیا اور ان دونوں منیرہ بن شعبہؓ کو نہ کے حاکم تھے تو منیرہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے تھے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسے نہیں ہے جیسے کسی اور پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہوگا یا جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی یا اور دو تین آدمیوں کا سہی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا) پھر جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۶- ایک دوسری سند سے مروی ہے کہ منیرہ بن شعبہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں لیکن اس میں ”ان کذباً علی لیس ککذب علی احد“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲- عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ)).

۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أَخْذَرَكُمُ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَوَّأْ مُتَعَمِّدًا)).

۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَوَّأْ مُتَعَمِّدًا مِنَ النَّارِ)).

۵- عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ الْمُنِيرَةَ وَالْمُنِيرَةَ أُمِيرَ الْكُوفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمُنِيرَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنْ كَذَبْنَا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَوَّأْ مُتَعَمِّدًا مِنَ النَّارِ)).

۶- عَنْ الْمُنِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((إِنْ كَذَبْنَا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٍ)).

(۲) یعنی وہ جہنم میں جانے کے لائق ہو گیا۔ اب اگر خدا صاف کر دے تو جہنم سے چھڑکا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ بدعا ہے جھوٹی حدیث بنانے والے کے لیے یعنی خدا اس کو جہنم میں داخل کرے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

باب: سنی ہوئی بات (بغیر تحقیق کئے ہوئے) کہہ دینا منع ہے

- ۷- عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) .
- ۸- عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ .
- ۹- عَنْ أَبِي عَثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۰- عَنْ أَبِي وَهْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي مَالِكٌ أَغْلَمَ أَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُونُ إِمَامًا أَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۲- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُولُ لَا يَكُونُ الرَّجُلُ إِمَامًا يُقْتَدَى بِهِ حَتَّى يُسَيِّكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ .
- ۱۳- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِبْرَاهِيمُ (ع) ✽ بغیر تحقیق اور تحقیق کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عہد ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا۔
- ۷- عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) .
- ۸- عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ .
- ۹- عَنْ أَبِي عَثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۰- عَنْ أَبِي وَهْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي مَالِكٌ أَغْلَمَ أَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُونُ إِمَامًا أَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۲- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُولُ لَا يَكُونُ الرَّجُلُ إِمَامًا يُقْتَدَى بِهِ حَتَّى يُسَيِّكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ .
- ۱۳- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِبْرَاهِيمُ (ع) ✽ بغیر تحقیق اور تحقیق کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عہد ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا۔
- ۷- عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) .
- ۸- عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ .
- ۹- عَنْ أَبِي عَثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۰- عَنْ أَبِي وَهْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي مَالِكٌ أَغْلَمَ أَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُونُ إِمَامًا أَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ .
- ۱۲- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُولُ لَا يَكُونُ الرَّجُلُ إِمَامًا يُقْتَدَى بِهِ حَتَّى يُسَيِّكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ .
- ۱۳- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِبْرَاهِيمُ (ع) ✽ بغیر تحقیق اور تحقیق کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عہد ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا۔

بْنِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ فَذَكَرْتُ بِعِلْمِ
الْقُرْآنِ فَأَقْرَأَ عَلَيَّ سُورَةَ وَفَسَّرَ حَتَّى أَنْظُرَ فِيمَا
عَلِمْتُ قَالَ فَقَعَلْتُ فَقَالَ لِي احْفَظْ عَلَيَّ مَا
أَقُولُ لَكَ إِنِّي أَرَاكَ وَالشَّاعَةِ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَلَمًا
حَمَلَهَا أَحَدٌ إِلَّا ذَلِكَ فِي نَفْسِهِ وَكَذَّبَ فِي
حَدِيثِهِ.

نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل
کرنے میں (یعنی علم تفسیر میں) تو ایک سورت پڑھو میرے
سامنے پھر اس کا مطلب بیان کرو تاکہ میں دیکھوں تمہارا علم۔
سفیان نے کہا میں نے ایسا ہی کیا۔ ایسا نے کہا یاد رکھ جو میں کہتا
ہوں تجھ سے کچھ تو شاعت سے حدیث میں (شاعت کے معنی
قباحت یعنی ایسی حدیثیں مت نقل کر کہ لوگ تمہیں برا سمجھیں
اور جھوٹا جانیں) کیونکہ جس نے شاعت کو اختیار کیا وہ خود بھی
ذلیل ہوا اور دوسروں نے بھی اس کو جھٹلایا (یعنی اس کا اعتبار جاتا
رہا۔ اب سچی بات بھی اس کی جھوٹی سمجھی جاتی ہے)۔

۱۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ مَا أَتَيْتُ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا يَبْلُغُهُ
عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ يَبْغِضُهُمْ فِتْنَةً.

۱۴- عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ جب تو لوگوں سے ایسی حدیثیں
بیان کرے جو ان کی عقل میں نہ آئیں تو بعض لوگوں کے لیے اس
میں فتنہ ہو گا یعنی وہ گمراہ ہو جائیں گے اس لیے ہر شخص سے اس
کی عقل کے موافق بات کرنی چاہئے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرَّوَايَةِ عَنِ الضَّعْفَاءِ
وَالْأَخْيَاطِ فِي تَحْمِيلِهَا

باب: ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے اور
روایت کے تحمل کے وقت احتیاط کرنی چاہئے

۱۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي
أَنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُم مَّا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا
آبَاؤُكُمْ فَيَأْتِيَكُمُ وَالْيَاغَمُ)).

۱۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
میری آخر امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے حدیثیں بیان
کریں گے جن کو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو ان سے
بچے رہنا۔

۱۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَكُونُ فِي آخِرِ

۱۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر
زمانے میں دجال (یعنی جھوٹ کو بچھانے والے) اور کذاب یعنی

۱. بعض شخصوں میں اس باب کو یوں لکھا ہے ”باب فی الضعفاء والکذابين ومن يرغب عن حدیثہم“ یعنی باب ضعیف اور کذابین
یعنی جھوٹوں کے بیان میں اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہئے۔

(۱۵) یعنی ان کے قریب بھی نہ آنا اور حدیث کو اچھی طرح سے جانچ لینا اب اس زمانے میں بھی بہت سے جاہل فقیر اور احمق کے کت ملنا
اپنی بات جاننے کے لیے حدیثیں بے سند نقل کرتے ہیں ان کا اعتبار نہ کرنا چاہئے جب تک وہ حدیث صحیح کتابوں میں نہ ملے۔ (اللہ کے فضل
سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ قریب مکمل ہو چکا ہے۔ عام لوگوں کو بھی یہ کتابیں فائدہ دے سکتی ہیں۔)

جھوٹ بولنے والے پیدا ہوں گے۔ وہ ایسی حدیثیں تم کو سنائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہو گی، تو بچے رہنا ان سے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور آفت میں ڈال دیں۔

۱۷- عامر بن عبدہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ شیطان ایک مرد کی صورت بن کر لوگوں کے پاس آتا ہے، پھر ان سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے، جب لوگ اس جگہ سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت میں پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا۔

۱۸- عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ دریا میں یعنی سمندر میں بہت سے شیطان ہیں جن کو قید کیا ہے حضرت سلیمان نے قریب ہے کہ وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن سنائیں۔

۱۹- طاؤس سے روایت ہے کہ بشیر بن کعب ابن عباس کے پاس آئے اور ان سے حدیثیں بیان کرنے لگے۔ ابن عباس نے کہا کہ فلائی حدیث پھر بیان کر، انھوں نے پھر دوبارہ بیان کیا اور کہا مجھے معلوم نہیں ہو کہ تم نے سب حدیثیں میری پہچانیں اور اسی کو منکر سمجھا یا سب حدیثوں کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا۔ ابن عباس نے ان سے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا لیکن جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی سب قسم کی حدیثیں صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیثیں بیان کرنا چھوڑ دیا۔

۲۰- ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم حدیث یاد کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی یاد کرنا چاہتے لیکن جب تم بری اور اچھی ہر طرح کی راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا۔

۲۱- مجاہد سے روایت ہے کہ کعب عدوی ابن عباس کے

الزَّمان دَخَلُون كَذَابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَيَأْتِيَكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُصَلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتَنُونَكُمْ)).

۱۷- عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكُذْبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَذْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ.

۱۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ إِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيَاطِينَ مَسْحُونَةً أَوْفَقَهَا سُلَيْمَانُ يَوْسُفُ أَنْ تَخْرُجَ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا.

۱۹- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ جَاءَ هَذَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يُعْطِي بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ فَعَلَّ يَحْدُثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا فَقَادَ لَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا فَقَادَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا أَذْرِي أَعْرِفْتُ حَدِيثِي كُلَّهُ وَأَنْكَرْتُ هَذَا ثُمَّ أَنْكَرْتُ حَدِيثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتُ هَذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا نَحْدُثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ لَمْ يَكُنْ يَكْذِبُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصُّعْبَ وَالذَّلُولَ تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ.

۲۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا إِذْ رَكِبْتُمْ كُلَّ صُعْبٍ وَذَلُولٍ فَهَيَّاهُ.

۲۱- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ بُشَيْرُ الْعَدَوِيِّ إِلَى

پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ ابن عباسؓ نے کان نہ لگایا اس کی طرف نہ دیکھا ان کو۔ بشیر بولے 'اے ابن عباس! تم کو کیا ہوا جو میری بات نہیں سنتے' میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے اور تم نہیں سنتے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے یہ سنتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تو اسی وقت اس طرف دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم لوگوں نے سنا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں۔ (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اس کو سن لیتے ہیں)۔

۲۲- ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھ دو اور چھپا لو (ان باتوں کو جن میں کلام ہے تاکہ جھگڑا نہ ہو)۔ ابن عباسؓ نے کہا لا کا (اچھی) نصیحت کرتا ہے (یعنی ابن ابی ملیکہ کو کہا) میں اس کے لیے چنوں گا باتوں کو اور چھپا لوں گا (جو چھپانے کی باتیں ہیں)۔

پھر انھوں نے حضرت علیؓ کے فیصلوں کو منگوا یا ان میں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ قسم خدا کی حضرت علیؓ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا اگر کیا ہو تو وہ بھٹک گئے۔ (یعنی ان سے غلطی ہوئی)۔

ابن عباسؓ فَحَقَّلَ بِحَدَّثِ وَيَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَقَّلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذُنُ لِحَدِيثِهِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَالِي لَا أَرَاكَ تَمْنَعُ لِحَدِيثِي أَخَذْتُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمْنَعُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَحْلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَرْتُهُ أَبْصَارُنَا وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِأَذَانِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصُّعْبَ وَالذَّلُولُ لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ

۲۲- عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابًا وَيُخْفِيَ عَنِّي فَقَالَ وَلَدٌ نَاصِحٌ أَنَا اخْتَارَ لَهُ الْأُمُورَ اخْتِيَارًا وَأَخْفَى عَنْهُ.

قَالَ فَذَعَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ فَحَقَّلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءَ وَيَسْمُرُ بِهِ الشَّيْءَ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا فَضَى بِهَذَا عَلِيٌّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلًّا

(۲۲) ☆ یہ ترجمہ جب ہے کہ اس روایت میں بخفی حائے معجمہ سے ہو جیسا کہ اکثر نسخوں میں ہے اور بعض نسخوں میں یہ دونوں لفظ حائے مطلق سے ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہو گا کہ کم کر لیں ان باتوں کو جو کسی کے قابل ہیں یعنی بہت لمبی کتاب نہ لکھیں مختصر لکھیں اور ابن عباسؓ نے بھی ایسی کہا کہ کم کروں گا میں یا معنی معنوں میں علیؓ کے ہے یعنی میں نے یہ خواہش کی کہ خوب اچھی طرح لکھیں اور ابن عباسؓ نے بھی ایسی کہا کہ میں خوب انتخاب کروں گا حدیثوں کا اور اچھی طرح اس کو لکھوں گا۔

جب حضرت علیؓ راشرین میں سے اور رسول اللہؐ کے عزیز اور ساتھی اور علم کے دیا تھے۔ ان کے فیصلوں میں غلطی ہو تو اور عالموں اور مولویوں کے سب حکم کیوں کر صحیح ہو سکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا مطلب ابن عباسؓ کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علیؓ مگر اتنے تھے تو انھوں نے یہ فیصلہ کیوں کر کیا ہو گا۔

۲۳- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ أُمِّي ابْنُ عَبَّاسٍ يَكْتَابُ فِيهِ قَضَاءُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَحَاهُ إِلَّا قَوْلَهُ وَأَشَارَ سَفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ.

ہوا کہ روایت ان فیصلوں کی ٹھیک نہیں۔

۲۴- عَنْ أَبِي إِسْحَقٍ قَالَ لَمَّا أَخَذُوا يَلُكُ الْأَشْيَاءَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَحُلُ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَيْ عِلْمُ أَفْسَدُوا.

۲۵- عَنْ أَبِي نَجْمٍ نَعْيِي ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُعْبِرَةَ يَقُولَ لَمْ يَكُنْ يَصْدُقْ عَلِيٌّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْخَبِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

باب بَيَانِ أَنَّ الْإِسْنَادَ مِنَ الدِّينِ

۲۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ.

۲۷- عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ قَلَمًا وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيَنْظُرُوا إِلَى أَهْلِ السُّنَنِ فَيُؤْخَذُوا حَدِيثُهُمْ وَيَنْظُرُوا إِلَى أَهْلِ الْبِدْعِ فَلَا يُؤْخَذُوا حَدِيثُهُمْ.

۲۸- ابْنِ سِيرِينَ نے کہا کہ پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے سند نہ پوچھتے۔ لیکن جب فتنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں روافض اور خوارج اور مرجیہ اور قدریہ کی شائع ہوئیں) تو لوگوں نے کہا اپنی اپنی سند بیان کرو۔ دیکھیں گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت ہیں تو قبول کریں گے روایت ان کی اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی۔

٢٥

ابو اسحاق نے (جن کا نام ابراہیم بن یحییٰ طالقانی ہے) کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن! یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑھے اپنے ماں باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکھے ان کے لیے اپنے روزے کے ساتھ؟ انھوں نے کہا اے ابو اسحاق! یہ حدیث کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا شہاب بن خراش۔ انھوں نے کہا وہ تو ثقہ ہے پھر انھوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حجاج بن دینار سے۔ انھوں نے کہا وہ بھی ثقہ ہے۔ پھر انھوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ عبد اللہ نے کہا اے ابو اسحاق! ابھی تو حجاج سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہیں کہ ان کے طے کرنے کے لیے اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ البتہ صدقہ دینے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

عَنْ أَبِي إِسْحَقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عِيسَى الطَّلَقَانِيِّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَدِيثُ الَّذِي جَاءَ ((إِنَّ مِنْ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ مَعَ صَلَاتِكَ وَتَصُومَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ)) قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَبَا إِسْحَقَ عَمَّنْ هَذَا قَالَ قُلْتُ لَهُ هَذَا مِنْ حَدِيثِ شِهَابِ بْنِ خِرَاشٍ فَقَالَ ثِقَّةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ ثِقَّةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا إِسْحَقَ إِنَّ نَبِيَّ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِيهَا أَغْصَانُ الْمَطِيِّ وَلَكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ.

باب: حدیث کے راویوں کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت میں داخل نہیں کیونکہ دین کی ضرورت ہے جیسے گواہوں کا حال بیان کرنا درست ہے اور حدیث کے اماموں نے ایسا کہا ہے۔

باب: الكشف عن معایب رواة الحديث وناقلي الأخبار وقول الأئمة في ذلك

۳۳- عبد اللہ بن مبارک لوگوں کے سامنے کہتے تھے کہ چھوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ برا کہتا تھا اگلے بزرگوں کو۔

۳۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُولُ عَلَيَّ دُعُوسِ النَّاسِ دُعَاؤُ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السُّلَفَ.

لہذا کا ثواب میت کو نہیں پہنچے گا مگر جس صورت میں میت پر روزے واجب ہوں اور اس کا وارث اس کی طرف سے قضاء کرے تو اسے ہو جائیں گے اور ایک قول یہ ہے کہ اوانہ ہو گئے۔ اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہنچ سکتا ہے جیسے نماز روزہ دعا تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔ (تودینی)

(۳۳) یعنی نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دوا اور دانا اتنے بڑے امام تھے دین کے تمام نعمی کے نواسے اور پوتے ہو تم کو بھی چاہئے کہ غوب علم حاصل کرو اور حدیثیں بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ مجھے کو سوائے اللہ

ابو عقیل (یحییٰ بن متوکل ضریر) سے روایت ہے جو صاحب تھا یہیہ کا (یہیہ ایک عورت کا نام ہے جو حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہے) ابو عقیل اس کے مولیٰ تھے۔ اس نے کہ میں قاسم بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں یحییٰ بن سعید بھی تھے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا اے ابو محمد! تمہارا چہرہ آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے پھر تم کو اس کا علم نہ ہو نہ اس کا جواب۔ قاسم نے کہا کس وجہ سے؟ یحییٰ نے کہا اس وجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ کے۔ قاسم ابو بکر صدیقؓ کے نواسے اور حضرت عمرؓ کے پوتے تھے۔ کیونکہ قاسم کی ماں ام عبد اللہ ہیں جو بیٹے ہیں قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ۔ قاسم نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ یہ بات بری ہے اس شخص سے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ میں کہوں ایک بات اور اس کا سمجھ علم نہ ہو یا میں اس شخص سے روایت کروں جو معتبر نہ ہو یہ سن کر یحییٰ چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهْتَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلَى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذَا الدِّينِ فَلَا يُوْجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرْجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ قَالَ يَا لَأَنْتَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذِي ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَفَتَحِي مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنْ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ أَخَذَ عَنْ غَيْرِ رِيقَةٍ قَالَ فَسُكْتُ فَمَا أَجَابَهُ.

۳۴۔ ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تھا یہیہ کا کہ عبد اللہ بن عمرؓ کے ایک بیٹے سے کوئی بات پوچھی جس کا جواب ان کو نہ آیا۔ یحییٰ بن سعید نے ان سے کہا کہ یہ امر مجھ پر بہت گراں گزارا کہ تمہارے جیسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے اماموں یعنی حضرت عمرؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ کا اس سے کوئی بات پوچھی جائے

۳۴۔ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهْتَةَ أَنَّ أَبَانَهُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ سَأَلُوهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فَبَدَأَ فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْظِيمُ أَنْ يَكُونَ مِثْلُكَ وَأَنْتَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ الْهَاشِمِيُّ يَغْنِي عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ تُسْأَلُ عَنْ أَمْرِ

اللہ سکوت کے کچھ نہ بن پڑا۔ تو وہ علم جو ضبط اور اتقان کے ساتھ ہو طوفان بے تیزی سے بہتے ہو اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہ ہوا۔ بڑے بڑے مجتہدین اور علماء نے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے۔ اس روایت میں یحییٰ بن متوکل جس کی کثرت ابو عقیل ہے ضعیف ہے۔ جرح کی ہے اس پر یحییٰ بن سعید اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پھر مسلم نے جو اس سے روایت کیا ہے اس کا جواب دو طرح ہے۔ ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنھوں نے جرح کی ہے وہ ہمہ جہت سے اور جب تک جرح کی وجہ بیان نہ کی جائے تو وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد اور مستحبہ کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہیں۔ (نودینی)

اور وہ بتانہ سکے۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم! اور اس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور اس کے نزدیک جس کو اللہ نے عقل دی یہ بات بری ہے کہ میں کوئی بات کہوں اور مجھ کو علم نہ ہو یا روایت کروں اس شخص سے جو ثقہ نہ ہو۔ سفیان نے کہا یحییٰ بن متوکل یعنی ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔

۳۵- یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک الثوری و شعبہ و مالک و ابن عیینہ عن الرجل لا یكون نبأ فی الحدیث فیا ینبئ الرجل فیسألنی عنه قالوا أخیر عنه أنه لیس ینبئ۔
۳۵- یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک الثوری و شعبہ و مالک و ابن عیینہ عن الرجل لا یكون نبأ فی الحدیث فیا ینبئ الرجل فیسألنی عنه قالوا أخیر عنه أنه لیس ینبئ۔

۳۶- عن النضر بن شعیل ینقول سئل ابن عون عن حدیث ابن شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکھٹ پر انھوں نے کہا شہر کو لوگوں نے ترک کیا شہر کو لوگوں نے ترک کیا۔ (مسلم نے کہا کہ ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے اس میں کلام کی اور اس کے حق میں جرح اور طعن کیا)۔

۴۳- شبابہ بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا میں شہر بن حوشب سے ملا لیکن میرے نزدیک اس کی روایت قابل اعتماد نہیں۔

۳۸- عبد اللہ بن مبارک نے کہا میں نے سفیان ثوری سے پوچھا کہ تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال کہ جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے تو کیا تمہاری رائے ہے کہ میں لوگوں سے کہہ دوں

لَیْسَ عِنْدَكَ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَاللّٰهُ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ اَنْ اَقُولَ بَعِیْرُ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَیْرِ نَفْعٍ قَالَ وَشَهِدْتُمَا اَبُو عَقِیْلٍ یَحْیٰی بْنِ الْمُتَوَكِّلِ حِیْنَ قَالَ ذَلِكَ۔

۳۵- عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَأَلْتُ سَفِیَّانَ الثَّوْرِیَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِکًا وَابْنَ عُیَیْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا یَكُونُ نَبَأٌ فِی الْحَدِیْثِ فِیَا ینْبِئُ الرَّجُلَ فِیَسْأَلُنِیْ عَنْهُ قَالُوا اُخْبِرْ عَنْهُ اَنَّهُ لَیْسَ ینْبِئُ۔

۳۶- عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَعِیْلِ ینْقُولُ سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِیْثِ ابْنِ شَهْرٍ بَنِ حَوْشَبٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰی اُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ ابْنُ شَهْرٍ نَزَّكَوْهُ ابْنُ شَهْرٍ نَزَّكَوْهُ۔

۳۷- عَنْ شُبَّانَةَ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ لَقِیْتُ شَهْرًا فَلَمْ اَعْتَدْ بِهِ۔

۳۸- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ قُلْتُ لِسَفِیَّانِ الثَّوْرِیَّ ابْنُ عَبَّادٍ بَنِ کَثِیْرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهُ وَاِذَا حَدَّثَ حَآءَ بِأَمْرِ عَظِیْمٍ فَمَرَى اَنْ

(۳۶) مگر شہر بن حوشب کی توثیق کی ہے بہت سے ناموں نے جیسے امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے۔ احمد بن عبد اللہ عجل نے کہا کہ وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہ نے کہا "لا بأس به" اور بخاری نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شبیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے۔
(۳۸) یہ عباد بن کثیر ثقفی بصری ہے ترک کردیا اہل حدیث نے اس کو امام احمد نے کہا کہ وہ جھوٹی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ شخص ظاہری حال میں مرد پند اور اور صالح تھا لیکن حدیث کے روایت کرنے میں اسے سلیقہ نہ تھا۔ وہ غلط روایت کو صحیح روایت سے تیز نہیں کر سکتا تھا۔

کہ نہ روایت کرو اس سے سفیان نے کہا ہاں کہہ دو۔ عبد اللہ نے کہا پھر جس مجلس میں میں ہوں تاور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو میں اس کی ویداری کی تعریف کرتا لیکن کہہ دیتا کہ مت روایت کرو اس سے حدیث۔

عبد اللہ بن مبارک نے کہا میں شعبہ کے پاس گیا، انھوں نے کہا کہ یہ عباد بن کثیر ہے، اس سے بچو۔ (یعنی اس سے روایت کرنے میں۔)

۳۹- فضل بن ہبل سے روایت ہے، اس نے کہا میں نے معمر الرازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انھوں نے نقل کیا عیسیٰ بن یونس سے، انھوں نے کہا میں عباد کے دروازہ پر تھا اور سفیان اس کے پاس تھے جب وہ باہر نکلے تو میں نے ان سے عباد کے بارے پوچھا۔ سفیان نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔

۴۰- محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحییٰ بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تھے) وہ کہتے تھے کہ ہم نے نیک آدمیوں کو (یعنی درویشوں اور صوفیوں کو) اتنا جھوٹا کسی چیز میں نہیں دیکھا جتنا جھوٹا حدیث کی روایت کرنے میں دیکھا۔ ابن ابی عتاب نے کہا کہ میں محمد بن یحییٰ سے ملا اور ان سے یہ بات پوچھی، انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ تو نیک لوگوں کو اتنا جھوٹا کسی بات میں نہ پائے گا جتنا حدیث کی روایت کرنے میں۔

أَقُولُ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ ذَكَرَ فِيهِ عِبَادٌ أَتَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ أَبِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ انْتَهَيْتُ إِلَى شُعْبَةَ فَقَالَ هَذَا عِبَادُ بْنُ كَثِيرٍ فَاحْذَرُوهُ.

۳۹- عَنْ الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ سَأَلْتُ مُعْمَرَ الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الَّذِي رَوَى عَنْهُ عِبَادٌ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عَيْسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ كُنْتُ عَلَى بَابِهِ وَسُفْيَانُ عِنْدَهُ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَذَّابٌ.

۴۰- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ نَرِ الصَّالِحِينَ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ أَبِي عَتَابٍ فَلَقِيتُ أَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ أَبِيهِ لَمْ نَرِ أَهْلَ الْخَبَرِ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ.

(۴۰) ☆ اس لیے کہ اگر وہ تصدأ جھوٹی حدیث بناؤں تو ان سے بدتر کون ہوگا پھر وہ نیک کیوں رہیں گے؟ اکثر زہاد اور درویشوں کی روایت غلط اور کذب نقلی ہے اور محدثین نے ان کا اعتبار نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو عبادت اور استغراق سے اتنی فرصت نہیں ہوتی تھی کہ وہ حدیث کی طرف زیادہ توجہ کریں اور اس کو جانچیں، صحیح کو مستقیم سے جدا کریں۔ وہ لوگ نہایت بھولے بھالے، سیدھے سادھے ہوتے تھے۔ جس نے جو حدیث ان کے سامنے بیان کی وہ اس کو سچا سمجھ کر اس کو روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور راویوں کے حجب اور نقصان کی طرف التفات کم کرتے تھے۔

اس جگہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی اور تقدس اور درویشی اور علم دوسری چیز ہے۔

ع۔۔ ہر کے راہبر کا رے ساختہ

امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جھوٹی حدیث ان کی زبان سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً جھوٹ نہیں بولتے۔

۴۱- خلیفہ بن موسیٰ نے کہا میں غالب بن عبید اللہ کے پاس گیا وہ مجھ کو کھوانے لگا کہ حدیث بیان کی مجھ سے کھولنے اتنے میں اس کو پیشاب آگیا وہ پیشاب کرنے گیا میں نے اس کی کتاب کو دیکھا تو اس میں یوں لکھا تھا "حدیث بیان کی مجھ سے ابان نے انس سے اور ابان نے فلاں سے" یہ دیکھ کر میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

امام مسلم نے کہا کہ سنائیں نے حسن بن علی حلوانی سے 'وہ کہتے تھے میں نے عفان کی کتاب میں ہشام ابوالمقدام کی حدیث دیکھی جو عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے۔ ہشام نے کہا مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس کا نام یحییٰ تھا فلاں کا بیٹا اس نے محمد بن کعب سے سنا میں نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہیں ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے۔ عفان نے کہا کہ ہشام اسی حدیث کی وجہ سے آفت میں پڑ گیا پہلے کہتا مجھ سے حدیث بیان کی یحییٰ نے اس نے سنا محمد سے پھر کہنے لگائیں نے خود سنا محمد سے۔

۴۲- عبد اللہ بن عثمان بن جبلة نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبد اللہ بن عمرو

قَالَ مُسْلِمٌ يَقُولُ يَجْعَرِي الْكَذِبُ عَلَى لِسَانِهِمْ وَلَا يَتَعَمَّنُونَ الْكَذِبَ

۴۱- حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنِي خَلِيفَةُ بْنُ مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى غَالِبِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ فَحَقَّقَ يُحْيِي عَلَيَّ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَاحْذَرُ الْبُؤْسَ فَقَطَرْتُ فِي الْكَرَّاسَةِ فَإِذَا فِيهَا حَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ أَنَسٍ وَأَبَانٌ عَنْ فَلَانٍ فَتَرَكْتُهَا وَنُفْتُ.

وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْخُلَوَانِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيثَ هِشَامِ أَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامُ حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فَلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ هِشَامُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ إِنَّمَا أَتَيْتُ مِنْ قَبْلِ هَذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعَى بَعْدَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ.

۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُولُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي

کچھ بعض حضرات ایسے بھی گزرے ہیں جو زہد اور ورع کے ساتھ علوم ظاہریہ میں بڑی لیاقت اور دستگاہ رکھتے تھے جیسے امام حسن بصریؒ، سفیان ثوریؒ، عبد اللہ بن مبارکؒ، فضیل بن عیاضؒ، دوحہ بن الجراحؒ، راہضی ہوانہ ان سب سے۔ یہ اگلے لوگوں کا حال ہے تو پچھلے علماء کو بھی اسی طرح خیال کرنا چاہئے۔ امام غزالیؒ جو علم کلام اور حکمت اور اصول میں بڑے کامل تھے علم حدیث سے بالکل عاری تھے۔ ان کی کتابوں میں اکثر بے اعتبار حدیثیں ہیں۔

(۴۱) ☆ ہشام یہ بیٹا ہے زیادہ اموی کا۔ اس کو ضعیف کہا ہے محدثین نے اسی وجہ سے جو بیان ہوا اس سے۔ مگر اس قدر وجہ اس کے ضعف کے لیے کافی نہیں ہو سکتی کیونکہ احتمال ہے کہ اس نے سنا ہو محمد سے پھر مجھ لیا اور یحییٰ کے واسطے سے سنا پھر اس کو یاد آیا کہ میں نے محمد سے خود سنا ہے۔ لیکن یہ احتمال ہے اور آخر حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہیں سنا۔ اس لیے اس کا جھوٹ کھل گیا۔ (نووی)

(۴۲) ☆ جو ابن زبج سے جانتی ہے یعنی عطائیں اور انعامات اور وہ حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ جب عبد الغفر کا دن ہو تا ہے تو فرشتے راستے کے ٹاکوں پر آجاتے ہیں اور کہتے ہیں اے مسلمانو! چلو اپنے پروردگار کے پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے نیک کام کا پھر بدلہ دے

رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَمْرٍ ((يَوْمَ الْفِطْرِ يَوْمَ الْحَوَائِزِ)) قَالَ سَلِمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ انْظُرْ مَا وَضَعْتُ فِي يَدِكَ مِنْهُ .
کی حدیث روایت کی کہ ”یوم الفطر یوم الحوائز“ کہا (عبداللہ بن مبارک نے) وہ سلیمان بن الحججاج ہے، دیکھو تم نے ان سے کیا حاصل کیا۔ (یعنی وہ عمدہ شخص تھے اور ثقہ تھے یہ تعریف ہے ان کی)۔

ابن تہرآذ نے کہا میں نے سنا وہب بن زعد سے وہ روایت کرتے تھے سفیان بن عبد الملک سے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا میں نے روح بن غطفیہ کو دیکھا جس نے درہم کے برابر خون کی حدیث روایت کی۔

میں اس کی صحبت میں بیٹھا پھر اپنے دوستوں سے شرماتے لگا کہ وہ کیا کہیں گے مجھے اس کے پاس بیٹھا دیکھ کر اس وجہ سے کہ اس سے روایت کرنا کر وہ سمجھتے تھے۔

۴۳- عبداللہ بن مبارک نے کہا یقینہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنی ثقہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا۔ اسی وجہ سے اس کو بھی ضعیف کہا ہے محدثین نے)۔

۴۴- شعبی فرماتے ہیں کہ حارث اعور الحمسانی نے مجھ سے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹا آدمی تھا۔

۴۵- غامر بن شریل شعبی (جو حدیث کے امام ہیں) وہ کہتے تھے کہ مجھ سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ جھوٹا تھا۔

لہذا دیتا ہے اس کا۔ اس کے حکم پر تم نے روزہ رکھا اور اپنے پروردگار کا کہنا مانا تو قبول کر دے اپنے جواز یعنی عطاؤں کو پھر جب عید کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو کہ ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سے کہ جاپاؤ اپنے گھروں کو سر لپا کر تمہارے سب گنہ بخش دیئے گئے اور اس دن کو یوم الجوارح کہتے ہیں۔
روح نے زہری سے اس نے ابو سلمہ سے اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر کسی کو خون لگا ہو درہم کے برابر اور وہ نماز پڑھ لے تو نماز کو پھر لوٹائے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی ”مدرجہ“ میں ذکر کیا یہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک۔
کیونکہ روح بن غطفیہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ منکر اللہ ہے۔

(۴۵) ☆ حارث بیٹا ہے عبداللہ یا عبید اللہ کا اور اس کو حارث اس لیے کہتے ہیں کہ وہ کاٹا تھا۔ کنیت اس کی ابو زہیر ہے۔ کوئے کا رہنے والا مصاحب تھا حضرت علی کا مگر اس نے حضرت علیؓ کا رجحان شروع کیا اور بہت سی حدیثیں غلط روایت کیں آخر اس کا رجحان کھل گیا اور محدثین نے اس کو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیوں کا مذہب رکھتا تھا۔ چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

۴۶- عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فِي سِتِّينَ فَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْآنَ هَيِّنَ الْوَحْيُ أَشَدُّ.

۴۶- ابراہیم نخعی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) روایت کرتے ہیں کہ علقمہ نے (جو مصاحب تھے عبداللہ بن مسعود کے) کہا کہ میں نے قرآن کو دو برس میں پڑھا۔ حارث کہنے لگا کہ قرآن آسان ہے لیکن وحی مشکل ہے۔

۴۷- عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ وَالْوَحْيُ فِي سِتِّينَ أَوْ قَالَ الْوَحْيُ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ الْقُرْآنَ فِي سِتِّينَ.

۴۷- ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا کہ میں نے قرآن کو تین برس میں سیکھا اور وحی کو دو برس میں یا کہا کہ وحی کو تین برس میں پڑھا اور قرآن کو دو برس میں۔

۴۸- عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْحَارِثَ أَتَاهُمْ.

۴۸- ابراہیم نے کہا حارث مہتمم ہے۔ (یعنی وہ منسوب کیا گیا کذب اور بد مذہبی سے۔)

۴۹- عَنْ حَمْرَةَ الزَّيَّاتِ قَالَ سَمِعَ مَرْءَ الْهَمْدَانِيِّ مِنَ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ أَفْعَدُ بِالْبَابِ قَالَ فَتَخَلَّ مَرْءٌ وَأَخَذَ سَيْفَهُ قَالَ وَأَحْسَ الْحَارِثُ بِالْمَشْرِ فَذَهَبَ.

۴۹- حمزہ زیات سے روایت ہے 'مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو اس سے کہا تم دروازہ میں بیٹھو اور مرہ اندر گئے اور تلوار اٹھائی کہ حارث کو قتل کریں۔ حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ شر ہونے والا ہے تو وہ چل دیا۔

۵۰- عَنْ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ لَنَا إِبْرَاهِيمُ إِيَّاكُمْ وَالْمَغِيرَةَ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبَا عَبْدِ الرَّحِيمِ فَإِنَّهُمَا كَذَّابَانِ.

۵۰- ابن عون سے روایت ہے 'ابراہیم نے کہا کہ ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم سے 'وہ دونوں جھوٹے ہیں۔

۵۱- عَنْ عَاصِمٍ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ وَنَحْنُ غُلَمَةٌ أَنْفَاعَ فَكَانَ يَقُولُ لَنَا لَا تُحَالِسُوا الْفُصَّاصَ غَيْرَ أَبِي الْأَحْوَصِ وَإِيَّاكُمْ وَشَقِيقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيقَ هَذَا

۵۱- عاصم سے روایت ہے کہ ہم عبد الرحمن سلمی کے پاس آیا جانا کرتے تھے اور اس زمانے میں ہم جوان لڑکے تھے۔ (یعنی جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے کہ مت بیٹھا کرو قصہ خوانوں کے پاس سوائے ابوالاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہ شقیق

(۴۷) ☆ یہ روایت حارث کی بد مذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اس نے قرآن اور وحی کو الگ الگ قرار دیا جسے شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی باتیں اور اسرار اور محفیات حضرت کو بتلائے تھے جن کو حضرت نے خاص علی بن ابی طالب کو بتلایا اور انہی کو اپنا وصی کیا۔

(۵۰) ☆ مغیرہ بن سعید کوئی نائی ہے 'مستحب الفضلاء' میں کہا کہ یہ شخص دجال تھا جیسا آگ میں نخعی کے زمانے میں اور اس نے دعویٰ کیا تھا نبوت کا۔ ابو عبد الرحیم اس کا نام شقیق النضی ہے جو قاضی تھا اور بعض نے کہا کہ اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے اور دونوں کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے اور دونوں ضعیف ہیں۔ (نودوی)

(۵۱) ☆ ابوداؤد شقیق جو سلمہ کے بیٹے ہیں۔ وہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ یہ شقیق وہی ضعیفی کوئی ہے جس کا ذکر اوپر گزرنا اور نائی نے اس کو ضعیف کہا اس کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضوں نے کہا کہ ابراہیم نے جس سے ڈرایا اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے۔ یہ ابن ابی حاتم نے ابن عدینی سے نقل کیا۔ (نودوی)

خارجیوں کا سارا اعتقاد رکھتا تھا۔ یہ ابوداؤد نہیں ہے۔

۵۲- جریر سے روایت ہے، میں جابر بن یزید جعفی سے ملا، پھر میں نے اس سے حدیث نہیں لکھی، وہ یقین کرتا تھا رجعت کا۔

۵۳- معمر سے روایت ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اس سے پہلے جو اس نے نئی بات نکالی (یعنی بد مذہبی سے پہلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تھا پھر فاسد ہو گیا)۔

۵۴- سفیان سے روایت ہے کہ پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کیا کرتے تھے جب تک اس نے بد اعتقادی ظاہر نہیں کی تھی، پھر جب اس نے اپنا اعتقاد کھولا تو لوگوں نے اسے متہم کیا حدیث میں اور بعضوں نے اس کو ترک کر دیا۔ لوگوں نے کہا کیا بد اعتقادی اس کی معلوم ہوئی؟ سفیان نے کہا کہ رجعت پر یقین کرنا۔

۵۵- جابر بن یزید جعفی نے کہا کہ میرے پاس ستر ہزار حدیثیں ہیں جن کو میں نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی امام محمد باقر سے) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

۵۶- زہیر سے روایت ہے، جابر کہتا تھا کہ میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثیں ہیں جن کو میں نے لوگوں سے بیان نہیں کیا، پھر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ ان ہی پچاس ہزار میں سے ہے۔

۵۷- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے، کہا میں نے سنا جابر جعفی سے، وہ کہتا ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

بَرَى رَأْيَ الْخَوَارِجِ وَلَيْسَ بِأَبِي وَائِلٍ.

۵۲- عَنْ جَرِيرٍ يَقُولُ لَقِيتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيدَ الْحُفَيفِي فَلَمْ أَكْتُبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ.

۵۳- عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ قَبْلَ أَنْ يُحَدِّثَ مَا أَحَدَّثَ.

۵۴- عَنْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ اتَّهَمَهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ فَقِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ الْإِيمَانُ بِالرَّجْعَةِ.

۵۵- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ عِنْدِي سِتُّعُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهَا.

۵۶- عَنْ زُهَيْرٍ يَقُولُ قَالَ جَابِرٌ أَوْ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ إِنَّ عِنْدِي لَحَمْسِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَيْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثْتُ يَوْمًا بِحَدِيثٍ فَقَالَ هَذَا مِنَ الْحَمْسِينَ أَلْفًا.

۵۷- عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطْعِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرًا الْحُفَيفِي يَقُولُ عِنْدِي خَمْسُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۵۲) ☆ ای وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ انہی سے رجعت سے مراد بعضوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علیؑ زندہ ہیں اور بارشیں رہتے ہیں۔ جب ان کی اولاد میں سے امام برحق پیدا ہو گا تو وہ اپنے شیعوں کو ابر میں سے آواز دیں گے کہ اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کو کوئی عاقل قبول نہ کرے گا۔

(۵۵) ☆ پھر امام محمد باقر نے رسول اللہ سے نہیں سنا تو یہ سب روایتیں منقطع ہوئیں۔ دوسرا یہ روایت کرنے والا جابر بد اعتقاد شخص ہے اس لیے یقین نہ ہوتا ہے کہ وہ سب روایتیں جھوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہو گی جن کو شیعہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

۵۸- عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنْ تُبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ.

۵۸- سفیان سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ ایک شخص نے جابر سے پوچھا اس آیت کو ﴿فَلَنْ تُبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ﴾

فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَحِثْ تَأْوِيلُ هَذِهِ قَوْلِ سُفْيَانَ وَكَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ وَمَا أَرَادَ بِهِذَا فَقَالَ إِنَّ الرَّاغِبَةَ تَقُولُ إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَهُ مِنْ حَرَجٍ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُبَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ بِرَيْدٍ عَلِيًّا أَنَّهُ يُبَادِي أَخْرَجُوا مَعَهُ فَلَانَ يَقُولُ جَابِرٌ قَدْ تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ وَكَذَبَ كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جابر نے کہا کہ اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا۔ حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہیں) کہا ہم لوگوں نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی؟ انھوں نے کہا کہ رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ اب میں ہیں اور ہم ان کی اولاد میں کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے یہاں تک کہ آسمان سے حضرت علیؑ آؤں ورنہ گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے اور اس نے جھوٹ کہا۔ اسلئے کہ یہ آیت یوسفؑ کے بھائیوں کے قصہ میں ہے۔

۵۹- عَنْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بَنُو مِنْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا أَسْتَجِلُّ أَنْ أَذْكَرَ مِنْهَا شَيْئًا وَأَنْ لِي كَذَا وَكَذَا.

۵۹- سفیان سے روایت ہے، میں نے جابر سے تیس ہزار حدیثوں کو سنا، میں حلال نہیں جانتا ان میں سے ایک بھی حدیث بیان کرنے کو اگرچہ مجھے یہ اور یہ ملے۔ (یعنی کسی ہی دولت ملے لیکن میں ان حدیثوں کو نقل نہ کروں گا کیونکہ وہ سب جھوٹ تھیں۔)

عَنْ أَبِي عَسَاةٍ مُحَمَّذٍ بْنِ عَمْرٍو الرَّازِيِّ قَالَ سَأَلْتُ جَرِيرَ بْنَ عَنبِدَةَ الْحَمِيدِيَّ فَقُلْتُ الْحَارِثُ بْنُ حَصِيصَةَ لَقِيْتَهُ قَالَ نَعَمْ شَيْخٌ طَوِيلُ السُّكُوتِ يُصِرُّ عَلَى أَمْرِ عَظِيمٍ

ابی عسانہ محمد بن عمرو الرازیؒ نے کہا میں نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا کہ تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں ایک بڑا بزرگ تھا، اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا۔

(۵۸) ☆ یہ آیت سورہ یوسف میں ہے جب حضرت یوسف نے اپنے چھوٹے بھائی کو چور ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قائلہ کے ساتھ آیا تھا بولا "میں نہ جاؤں گا اس ملک سے یہاں تک کہ اجازت دے مجھ کو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا۔"

اس آیت کے اول اور آخر ان کے بھائیوں کا قصہ ہے۔ یہ تفسیر جو جابر نے عقل کے خلاف کی ہے، ذہک ہے۔ رافضی لوگ قرآن کو ایسی طرح سے بے نکادہ رادہ پھیرتے ہیں اور غور نہیں کرتے۔

(۵۹) ☆ یعنی رافضیوں کا عقیدہ رکھتا تھا۔ تقریب میں ہے کہ حارث بن حصیرہ ازادی جس کی کنیت ابو نعمان ہے کو نے کار بنے دلا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رافضی کے۔

قَالَ كَذَبَ مَنْ سَمِعَ مِنْهُمْ۔ ذکر کیا انھوں نے کہا جھوٹا ہے اس نے نہیں سنا براہ اور زید سے۔
إِنَّمَا كَانَ ذَلِكْ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ وہ تو ایک سنگتا تھا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا تھا سخت وبا کے
طاعُونِ الْجَارِبِ۔ زمانے میں۔

۱۔ یہ وہ یعنی طاعون ایک قسم کا پھوڑا تھا جس میں جلن ہوتی تھی اور اس کے ارد گرد سرخی یا سیاہی یا سبز کی پھیل جاتی تھی اور اس کے ساتھ
نفقان اور تہ عارض ہوتی۔ علماء نے اس کے زمانے میں اختلاف کیا ہے ابن عبدالبر نے کہا ایوب سختیابی اسی طاعون کے زمانے میں مرے
۱۳۲ھ میں اور ابن قتیبہ نے "معارف" میں اصفہی سے نقل کیا ہے کہ یہ طاعون عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے ۶۷ھ میں ہوا۔ اور قاضی عیاض
نے کہا کہ یہ طاعون ۹۱ھ میں ہوا اور حافظ عبدالغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرادور یہ طاعون ۸۷ھ میں تھا اور احتمال ہے کہ ان
سب سالوں میں طاعون واقع ہوا ہو۔ اور چارف اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ چارف کے معنی جھلانے والا ہے اور یہ طاعون بھی لوگوں کو جھاڑ کر
لے گیا یعنی بہت لوگوں کو ہلاک کیا۔ ابن قتیبہ نے "معارف" میں اصفہی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں طاعون عمواس شام میں
واقع ہوا حضرت عمرؓ کے زمانے میں اور اسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور معاذ بن جبلؓ اور ان کی بی بی اور بنی راضی ہوا اللہ ان سے۔ پھر دوسرا
طاعون چارف واقع ہوا عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں۔ پھر طاعون خیانت کیونکہ یہ واقع ہوا جو ان عورتوں پر بصرے واسطہ شام اور کوفہ
میں۔ اس زمانے میں قجاج خالم واسطہ میں تھا عبدالملک بن مروان کی خلافت میں اور اس کو طاعون اشراف بھی کہتے ہیں کیونکہ بہت سے شریف
لوگ اس طاعون سے ہلاک ہوئے۔ پھر طاعون عدی بن اوطا ۱۰۰ھ میں واقع ہوا پھر طاعون غراب ۱۰۲ھ میں ہوا پھر طاعون مسلم بن قتیبہ
۱۳۱ھ میں واقع ہوا شعبان اور رمضان میں اور موقوف ہوا شوال میں۔ اسی میں ایوب سختیابی مرے اور مدینہ اور مکہ میں کوئی طاعون واقع
نہیں ہوا یہ ابن قتیبہ نے کہا۔ ابوالحسن مدائنی نے کہا اسلام میں پانچ طاعون مشہور ہیں۔ ایک طاعون شیردہ جو مدائنین میں ہوا رسول اللہؐ کے
زمانے ۶ھ میں۔ دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام میں واقع ہوا اس میں بچپن بزر آدمی مرے۔ تیسرا طاعون چارف جو
عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں ۶۹ھ میں ہوا۔ اس میں ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک۔ انس بن مالکؓ کے تراوی یا تہر بیٹے مر گئے اور
عبدالرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے۔ چوتھا طاعون خیانت جو شوال ۸۷ھ میں واقع ہوا۔ پانچواں طاعون ۱۳۱ھ میں ہوا اور سخت
ہو گیا رمضان میں یعنی دن۔ اس طاعون میں ایک ہزار چار سو ستر گھر میں آتے تھے۔ پھر شوال میں کم ہو گیا اور ایک طاعون کوفہ میں ۵۰ھ
میں ہوا جس میں صفیر بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس ۱۸ھ میں واقع ہوا اور ابو زرعہ نے کہا اہ میں اور عمواس ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ
اور بیت المقدس کے درمیان واقع ہے۔ نو قوادہ کی تاریخ پیدائش ۶۱ھ ہے اور ان کی وفات ۷۱ھ میں ہوئی۔ اس صورت میں قاضی عیاض نے جو
اس طاعون کی تاریخ ۱۱۹ھ بیان کی ہے غلط معلوم ہوتی ہے اور یہاں پر لازمی طور پر دو طاعون میں سے ایک طاعون مراد ہے یا ۶۷ھ کا طاعون مگر
اس وقت قوادہ کی عمر صرف چھ برس کی ہوتی ہے یا ۸۷ھ کا اور یہ ظاہری ہے۔ (نووی)

طاعون ہمیشہ ایک ہی قسم کا نہیں ہوتا بلکہ بیماریوں کی ایک عمر ہے۔ ہر ایک بیماری اپنی اپنی عمر تک رہتی ہے پہلے آہستہ آہستہ نشوونما
کرتی ہے پھر زور پکڑ جاتی ہے پھر گھٹتی گھٹتی بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں طاعون شورات اور پھوڑوں سے ہوتا تھا۔ چچک بھی اگر
عام ہو تو اسی قسم میں سے ہے پھر بخار کا طاعون ہو۔ اب ہمارے زمانے میں ایک سو سال سے کہ ۱۳۰۱ھ سے طاعون نے اسی سال کا ہوتا ہے
جس کو ہیضہ کہتے ہیں۔ یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند عرب اور گرم ملکوں میں۔ یہ عارضہ تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ رہتا ہے۔
۱۳۰۰ھ کے اخیر میں ولایت مصر میں بڑی شدت ہو گئی۔ اب دیکھئے اس کی عمر دنیا میں کب تک ہے۔

۶۴- عَنْ هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَشِيُّ عَلَى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوا إِنَّ هَذَا يُزْعَمُ أَنَّهُ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَذْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هَذَا كَانَ سَائِلًا قَتْلَ الْحَارِثِ لَا يُعْرِضُ فِي شَيْءٍ مِنْ هَذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ فَوَاللهُ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ بَذْرِيٍّ مُشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَذْرِيٍّ مُشَافَهَةً إِلَّا عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَالِكٍ.

۶۳- ہمام سے روایت ہے کہ ابو داؤد اعمش نے قتاہ کے پاس آیا جب وہ اٹھ کر چلا تو لوگوں نے کہا یہ کہتا ہے کہ میں ان اٹھارہ صحابیوں سے ملا جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ قتاہ نے کہا یہ تو طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا۔ اس کو حدیث روایت کرنے کا کب خیال تھا؟ نہ کبھی اس نے گفتگو کی حدیث میں۔ قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابو داؤد سے سن میں زیادہ اور حدیث کے عالم تھے) کوئی حدیث ہم سے نہیں بیان کی کسی بدری صحابی سے سن کر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے۔

۶۵- عَنْ رِفْعَةَ أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ يَضَعُ أَحَادِيثَ كَلَامَ حَقٍّ وَلَيْسَتْ مِنْ أَحَادِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرَوِيهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۶- عَنْ يُونُسَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْيَةَ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيثِ.

۶۵- رقبہ بن مقلہ بن عبد اللہ کوئی نے کہا کہ ابو جعفر ہاشمی مدنی (جس کا نام عبد اللہ بن مسور مدائنی ہے) سچی سچی باتوں کو حدیث بنا کر نقل کرتا تھا لکن وہ حدیث نہ ہوتی اور روایت کرتا ان کو رسول اللہ ﷺ سے۔

۶۶- یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔

۶۷- عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُولُ قُلْتُ لِعَوْفِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ إِنَّ عَمْرُو بْنَ عَبْيَةَ حَدَّثَنَا عَنْ الْحَسَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷- معاذ بن معاذ سے روایت ہے میں نے عوف بن ابی جیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے (یعنی

(۶۳) ☆ تو جب ان دونوں صاحبوں نے جو ابو داؤد کی نسبت سن اور علم میں زیادہ تھے کسی بدری سے نہیں سنا سوائے سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص کے تو ابو داؤد نے کیوں کہ اٹھارہ بدری صحابیوں سے سنا یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابو داؤد کا۔ اس جگہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علیؑ سے نہیں سنا نہ ان کو دیکھا اور اکثر اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے اور صوفیہ رجم اللہ سماع حسن کا حضرت علیؑ سے بیان کرتے ہیں۔ اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہیں۔

(۶۵) ☆ یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کہ تاکہ اس کو رسول اللہ کا فرمودہ قرار دیتا۔

(۶۶) ☆ یہ عمرو بن عبیدہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت میں رہتا تھا پھر قدرتی اور معجزی ہو گیا۔

(۶۷) ☆ یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقوں سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اس کو روایت کیا ہے مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا مصاحب تھا یہ غرض ہے کہ حسن نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا۔ تو عمرو بن عبیدہ کی حدیث کا کذب اور غلط ظہور عمرو بن عبیدہ جو کچھ معتزلہ مذہب کا پیرو تھا اس کا اعتقاد یہ تھا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک اور واسطہ نکلتا تھا اور کہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بھی مثل کافر کے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس حدیث کو اس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا تھا

مسلمانوں کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جھوٹا ہے۔ اس کا مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اس سے ثابت کرے۔

۶۸- حماد بن زید سے روایت ہے کہ ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیابی کی صحبت میں رہا کرتا اور ان سے حدیثیں سنتا۔ ایک مرتبہ ایوب نے اس کو نہ پا کر پوچھا تو لوگوں نے کہا اے ابو بکر! (یہ کینیت ہے ایوب سختیابی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت میں رہتا ہے۔ حماد نے کہا کہ ایک روز میں ایوب کے ساتھ صبح سویرے بازار کو جا رہا تھا کہ اتنے میں وہ شخص سامنے آیا۔ ایوب نے اس کو سلام کیا اور حال پوچھا پھر اس سے کہا میں نے سنا ہے تم اس شخص کے پاس رہتے ہو عمرو بن عبید کا نام لیا۔ وہ بولا ہاں اے ابو بکر! کیونکہ وہ ہم کو عجیب باتیں سنا رہا ہے۔ ایوب نے کہا ہم تو ایسی ہی عجیب باتوں سے بھاگتے ہیں۔

۶۹- حماد سے روایت ہے کہ ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے کہ جو شخص نبیذ پینے سے مست ہو جائے اس پر حد نہ لگے گی۔ ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے۔ حسن

قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))
قَالَ كَذَبَ وَاللَّهِ عَمْرُو وَلَكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَحْزِمَهَا
إِلَى قَوْلِهِ الْحَبِيبُ وَ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ
الْقَوَارِيرِيُّ.

۶۸- عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ
لَزِمَ أَيُّوبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَقَعْدَهُ أَيُّوبَ فَقَالُوا يَا أَبَا
بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرُو بْنَ عُيَيْدٍ قَالَ حَمَادٌ فَبَيْنَا
أَنَا يَوْمًا مَعَ أَيُّوبَ وَقَدْ بَكَرْنَا إِلَى السُّوقِ
فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَيُّوبُ وَسَأَلَهُ ثُمَّ
قَالَ لَهُ أَيُّوبُ بَلَعْنِي أَنْكَ لَزِمْتَ ذَلِكَ الرَّجُلَ قَالَ
حَمَادٌ سَمَاهُ يَعْنِي عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ
يَحْبِسُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَابِيبَ قَالَ يَقُولُ لَهُ أَيُّوبُ إِنَّمَا
نُفَرُّ أَوْ نَفْرُقُ مِنْ بَلَدِ الْغَرَابِيبِ.

۶۹- عَنْ حَمَادٍ قَالَ قِيلَ لَأَيُّوبَ إِنَّ عَمْرُو بْنَ
عُيَيْدٍ رَوَى عَنْ الْحَسَنِ قَالَ لَا يُجْلَدُ السُّكَرَانُ
مِنَ النَّبِيذِ فَقَالَ كَذَبَ أَنَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ

تھ کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ بات قطعی ہے کہ مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان نہیں ہے اور مسلمان پر ہتھیار اٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ یہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے اور کافر بھی نہیں ہے۔ پھر کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر بھی عمرو بن عبدی کا مذہب ہے اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ انسان کا کفر یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گناہ کرنے والا نہ کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اس کا گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا اس لیے کہ ایمان اس کا قائم تھا۔ پھر وہ ضائع نہ جائے گا۔ اور آگے کتاب الایمان میں ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سی حدیثیں بیان ہو گئی ہیں جن سے معتزلہ کے مذہب کا رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مسلمان پر ہتھیار اٹھایا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر نہیں ہے جیسے باپ اپنے شریر اور نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہیں ہے اسی طرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود یہ ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے سے بچیں اور نظیر اس کی دوسری حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے "من غش فلیس منا" یعنی جو خرید و فروخت میں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (نووی)

(۶۸) ☆ یعنی غریب اور نادار حدیثوں سے جن کو اور لوگ نہیں پہچانتے اور عمرو بن عبیدان کو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جھوٹی ہیں اور عمرو بن عبید کا استہارہ نہیں۔

يُحَدِّثُ السُّكْرَانُ مِنَ النَّبِيِّ.

کہتے تھے جو شخص نیند سے مست ہو جائے اس پر حد لگے گی۔

۷۰- عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ يَقُولُ بَلَغَ أَبُوَبْ أَنِّي أَتَيْتُ عَمْرًا فَأَقْبَلَ عَلَيَّ يَوْمًا فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَا تَأْتُهُ عَلَى دِينِهِ كَيْفَ تَأْتُهُ عَلَى الْحَدِيثِ.

۷۰- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے، ابوب کو خبر پہنچی کہ میں عمرو بن عبید کے پاس جاتا ہوں تو ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے کہ جس شخص کے دین پر تجھے بھروسہ نہ ہو کیا اس کی حدیث پر تو بھروسہ کر سکتا ہے۔

۷۱- عَنْ أَبِي مُوسَى يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ قَيْلٍ أَنَّ مُحَمَّدًا

۷۱- ابو موسیٰ کہتے تھے مجھ سے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اسکے کہ اس نے نکالیں نئی باتیں۔ (یعنی بداعتقادی سے پہلے)

۷۲- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبْرِ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ لِي شَيْعَةُ أَسْأَلُهُ عَنْ أَبِي شَيْعَةَ قَاضِيٍّ وَاسِطٍ فَكُتِبَ إِلَيَّ لَا تَكُتِبْ عَنْهُ شَيْئًا وَمَزَقَ كِتَابِي.

۷۲- معاذ غبری نے کہا میں نے شعبہ کو لکھا کہ ابوشیبہ واسط (ایک گاؤں کا نام ہے بصرہ کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے؟ انھوں نے جواب میں لکھا کہ مت روایت کر اس سے کچھ بھی اور بھاڑ ڈال میرا خط۔

۷۳- عَنْ عَفَّانٍ قَالَ حَدَّثْتُ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ الْعُرَيْيِّ بِحَدِيثٍ عَنْ ثَابِتٍ فَقَالَ كَذَبَ وَحَدَّثْتُ هَمَّامًا عَنْ صَالِحِ الْعُرَيْيِّ بِحَدِيثٍ فَقَالَ كَذَبَ.

۷۳- عفان سے روایت ہے میں نے حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انھوں نے ثابت سے 'حماد نے کہا جھوٹ ہے پھر میں نے ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی۔ انھوں نے کہا جھوٹ ہے۔

۷۴- عَنْ أَبِي ذَاوَدَ قَالَ قَالَ لِي شَيْعَةُ ابْنِ حَرِيرٍ بْنُ حَزِيمٍ فَقُلْتُ لَهُ لَا يَجُزُّ لَكَ أَنْ تَرَوِي

۷۴- ابوداؤد سے روایت ہے مجھ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم کے پاس جا اور کہہ کہ تجھ کو درست نہیں حسن بن عمارہ سے روایت

(۷۲) ☆ تاکہ اور کوئی نہ دیکھے۔ ایسا نہ ہو کہ ابوشیبہ کو خبر پہنچے اور وہ کچھ ایذا دے اور فساد پھیلا دے۔ یہ ابوشیبہ داوا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ کا مترادف ہے محدثین کے نزدیک اور اس کے پوتے معتبر اور ثقہ ہیں خصوصاً ابوبکر بن ابی شیبہ جن کا مصنف مشہور ہے۔ اسی ابوشیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھیں۔ ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابوشیبہ کی منکر حدیثوں میں سے ہے۔

(۷۳) ☆ یہ صالح مری بشر کا بیٹا بصری ہے۔ بڑے عابدوں اور زاہدوں میں سے تھا۔ اور مری اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ باپ اس کا عربی تھا اور اس کی ماں لوطی جس کو بنی مرہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔ صالح مری کی حکایتیں موفیوں میں بہت مشہور ہیں۔ آواز ان کی نہایت عمدہ تھی 'قرآن بڑی خوش کن آواز سے پڑھتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ ان کا قرآن سن کر خوف کے مارے مر گئے ہیں۔ یہ خود بھی بہت صالح اور اسم باسکی اور خدا ترس تھے۔ اکثر خدا کے خوف سے روایا کرتے مگر حدیث کی روایت میں ان کا اعتبار نہیں جیسے اوپر گزر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت اور چیز۔

(۷۴) ☆ تو ان دونوں مقاموں میں حسن بن عمارہ کا جھوٹ ظاہر ہوا۔ کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے مل کر پوچھا اور انھوں نے کہا کہ لیں

کرنا کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابو داؤد نے کہا میں نے شعبہ سے پوچھا کہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے؟ شعبہ نے کہا اس وجہ سے کہ حسن بن عمارہ نے حکم سے چند حدیثیں نقل کیں جن کی اصل میں نے کچھ نہ پائی۔ میں نے کہا وہ کونسی حدیثیں ہیں؟ شعبہ نے کہا میں نے حکم سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی تھی؟ حکم نے کہا نہیں۔ پھر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اس نے مقسم سے اس نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی احد کے شہیدوں پر اور دفن کیا ان کو۔ اور میں نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق میں کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا ان پر نماز پڑھی جائے جنازے کی۔ میں نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے اس باب میں؟ انھوں نے کہا حسن بصری سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا مجھ سے حکم نے بیان کیا انھوں نے یحییٰ بن الجزار سے سنا انھوں نے حضرت علیؑ سے۔

۷۵- یزید بن ہارون نے ذکر کیا یزید بن میمون کا اور کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ اس سے کچھ روایت نہ کروں گانہ خالد بن معدون سے۔ یزید نے کہا میں زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک حدیث پوچھی۔ اس نے روایت کیا اکابر بن عبد اللہ مزیٰنی سے پھر میں اس سے ملا تو اس نے روایت کیا اسی حدیث کو مورق بن شمرج سے پھر میں اس سے ملا تو روایت کیا اس حدیث کو حسن سے اور یزید بن ہارون ان دونوں کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن معدون

عَنْ الْحَمْسِ بْنِ عُمَارَةَ فَإِنَّهُ يَكْذِبُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُلْتُ لِشُعْبَةَ وَكَيفَ ذَلِكَ فَقَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْحَكَمِ بِأَشْيَاءَ لَمْ أَحِذْ لَهَا أَصْلًا قَالَ قُلْتُ لَهُ بَابُ شَيْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَكَمِ أَصْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلِي أُحُدٍ فَقَالَ لَمْ يَصِلْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا تَقُولُ فِي أَوْلَادِ الزَّوْنِ قَالَ يُصَلِّي عَلَيْهِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِيثٍ مَنْ يُرْوَى قَالَ يُرْوَى عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْخَزَّازِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

۷۵- عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ وَذَكَرَ زَيْادُ بْنُ مَيْمُونٍ فَقَالَ خَلَفْتُ أَلَّا أُرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدُونٍ وَقَالَ لَقِيتُ زَيْادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِ فَحْدَثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرِ الْمَزْنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُورِقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ الْحَسَنِ وَكَانَ يُنْسِبُهُمَا إِلَى الْكَذِّبِ قَالَ الْخُلَوَائِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ

ﷺ رسول اللہ نے احد کے شہیدوں پر نماز نہیں پڑھی۔ پھر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑھی ان پر۔ اسی طرح سے حکم نے ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب میں حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے ان ہی سے حضرت علیؑ کا قول روایت کیا۔ اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب میں حسن اور علی دونوں سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویوں کا کذب دلائل اور قرائن سے پہچان لینے ہیں۔ حسن بن عمارہ بھی ابو محمد کوئی ہے قاضی بغداد کا اور بلا اتفاق ضعیف ہے اور متروک۔

(۷۵) ☆ زیاد بن میمون بصری جس کی کثرت ابو عمارہ ضعیف ہے۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ترک کیا اس کو محمد شین نے اور خالد بن معدون واسطی بھی ضعیف ہے۔ نسائی نے اس کو ضعیف کہا۔ کثرت اس کی ابو روح سے اور اس نے دیکھا انس بن مالک گو۔ (تو بی)

کو جھوٹا کہتے تھے۔ حسن حلوانی نے کہا میں نے عبدالصمد سے سنا میں نے اس کے پاس زیاد بن میمون کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا جھوٹا ہے۔

۷۶- محمود بن غیلان سے روایت ہے میں نے ابو داؤد طلیاسی سے کہا کہ تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتیں کیں تو کیا یہ ہے کہ تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطارہ عورت کی جو روایت کی نصر بن شہیل نے ہمارے لیے؟ انھوں نے کہا چپ رہ! میں اور عبدالرحمن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے اس سے تو وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے ہو۔ اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کر لے تو کیا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا؟ عبدالرحمن نے کہا ضرور معاف کرے گا۔ زیاد نے کہا میں نے اس سے کچھ نہیں سنا نہ زیاد نہ کم۔ اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا تم بھی نہیں جانتے (یعنی تم تو جانتے ہو) کہ میں اس سے ملا تک نہیں۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہم کو خبر پہنچی کہ زیاد روایت کرتا ہے اس سے! میں اور عبدالرحمن پھر گئے اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر وہ بعد اس کے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اس کو ترک کیا (یعنی اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا بھی کیسے کہ توبہ کا بھی خیال اس نے چھوڑ دیا۔)

۷۷- عن شہابۃ قال کان عبد القدوس یحدثنا فقیہوں سوہد بن علقۃ قال شہابۃ وسعیث عبد القدوس یقول نہی رسول اللہ ﷺ أن یحدث

(۷۶) ☆ عطاری کی حدیث ہے کہ ایک عورت تھی کہ یہ مد میں عطاری جس کا نام وہ تھا۔ وہ رسول اللہ کے پاس آئی تو حضرت عائشہؓ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا۔ آپ نے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن وضاح نے اس کو پورا نقل کیا ہے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو زیاد بن میمون نے اس سے۔

(۷۷) ☆ یہ عبد القدوس کی تصحیف اور تائلی ہے۔ اس نے غلطی کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن غفلہ ہے عین اور قادس نہ علقہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بصر راہ ہے بمعنی جان نہ روح بصر جس کے معنی ہوا کے ہیں اور عرض عین سے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آپ نے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سے جس کو عبد القدوس نے الٹ پلٹ کر کے کہہ کر کا کہہ کر دیا۔

وَذَكَرْتُ عَنْهُ زِيَادُ بْنُ مَيْمُونٍ فَتَسَبَّهَ إِلَيَّ الْكُذْبِ.

۷۶- عَنْ مَحْمُودِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ الطَّلِيسِيِّ قَدْ أَكْثَرْتُ عَنْ عِبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَ عَطَارَةَ الَّتِي رَوَى لَنَا النَّصْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ لِي اسْكُتْ فَإِنَّا لَفَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْنَا لَهُ هَذِهِ الْحَادِيثُ الَّتِي تَرْوِيهَا عَنْ أَنَسٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوبُ أَلَيْسَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلٍ وَلَا كَثِيرٍ إِنَّ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَتَيْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقِ أَنَسًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَلَمَعْنَا بَعْدَ أَنَّهُ يَرْوِي فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَتُوبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدَ يَحْدُثُ فَتَرَكَنَاهُ.

۷۷- عَنْ شَهَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ الْقَدُوسِ يُحَدِّثُنَا فَيَقُولُ سُوَيْدُ بْنُ عُلْقَةَ قَالَ شَهَابَةُ وَسَعِيثُ عَبْدُ الْقَدُوسِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُحَدِّثَ

(۷۶) ☆ عطاری کی حدیث ہے کہ ایک عورت تھی کہ یہ مد میں عطاری جس کا نام وہ تھا۔ وہ رسول اللہ کے پاس آئی تو حضرت عائشہؓ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا۔ آپ نے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن وضاح نے اس کو پورا نقل کیا ہے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو زیاد بن میمون نے اس سے۔

(۷۷) ☆ یہ عبد القدوس کی تصحیف اور تائلی ہے۔ اس نے غلطی کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن غفلہ ہے عین اور قادس نہ علقہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بصر راہ ہے بمعنی جان نہ روح بصر جس کے معنی ہوا کے ہیں اور عرض عین سے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آپ نے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سے جس کو عبد القدوس نے الٹ پلٹ کر کے کہہ کر کا کہہ کر دیا۔

سے۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ بولا مطلب یہ ہے کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے سنا عبید اللہ بن عمرو قواریری سے 'انھوں نے سنا حماد بن زید سے' انھوں نے کہا ایک شخص سے جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹھا یہ کیا کھاری چشمہ ہے جو پھوٹتا تمہاری طرف وہ شخص بولا ہاں اے ابی اسلمیٰ۔

۷۸- ابو عوانہ سے روایت ہے کہ مجھے حسن سے کوئی روایت نہیں پہنچی مگر میں نے پوچھا ابان بن ابی عیاش سے، پس اس نے پڑھا اس کو میرے سامنے۔

۷۹- علی بن مسیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے اور حمزہ زیات نے ابان بن عیاش سے قریب ایک ہزار حدیثوں کے سنیں۔ علی نے کہا پھر میں حمزہ سے ملا انھوں نے بیان کیا کہ میں

الرُّوحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا قَالَ يُعْنَى تَتَّخِذُ كَوْنَهُ فِي حَاطِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرُّوحُ قَالَ مُسْلِمٌ وَ سَبَعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَوَارِيرِيَّ يَقُولُ سَبَعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ مَا هَذَا الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِي تَبْعَتْ قِبَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا اسْمَعِيلَ.

۷۸- عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ مَا بَلَغَنِي عَنْ الْحَسَنِ حَدِيثٌ إِلَّا أَتَيْتُ بِهِ أَبَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ فَقَرَأَهُ عَلَيَّ.

۷۹- عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْنَبٍ قَالَ سَبَعْتُ أَنَا وَحَمْزَةُ الزِّيَّاتُ مِنْ أَبَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ نَحْوًا مِنْ أَلْفِ حَدِيثٍ قَالَ عَلِيُّ فَلَقِيتُ حَمْزَةَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ

ابو اسلمیٰ کہتے ہیں حماد بن زید کی کھاری چشمے سے ان کی فرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تھا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے ضعف پر نہ کسی نے کہا وہ بصرہ کا رہنے والا ہے اور متروک ہے روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے۔ (توڈی)

(۷۸) یعنی ابان کا یہ حال تھا کہ جو بات اس سے پوچھتے وہ اس کو روایت کرتے حسن سے اور یہ دلیل ہے اس کے کذب اور جھوٹ کی تقریب میں ہے کہ ابان بن ابی عیاش کی کثرت ابو اسلمیٰ عبدی ہے اور یہ متروک ہے۔

(۷۹) توڈی نے کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہے اس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ کہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقیناً ثابت ہو سکتا ہے۔ نہ یہ کہ خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو چکی ہے باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو چکی ہے وہ ثابت ہو سکتی ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہیں۔ ایسا ہی کہا تا ماضی عیاش نے اور ہمارے اصحاب نے بھی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس پر کہ خواب سے کوئی بات شرعی بدل نہیں سکتی اور یہ امر اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مقرر دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہیں سکتا۔ اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پریشان خیالات کے نہیں مگر حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ خواب میں جو باتیں وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی۔ اور اتفاق کیا ہے علماء نے کہ روایت اور شہادت قبول کرنے کے لیے ضروری ہے کہ راوی اور شاہد بیدار اور ہو یا نہ ہو صحیح لفظ، قلیل الخطا ہو اور جو شخص اس میں ہے اس میں یہ کوئی صفت نہیں پھر اس کی روایت کیونکر مقبول ہوگی۔ مگر یہ سب جو بیان ہوا اس صورت میں ہے کہ خواب میں کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو۔ لیکن اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی رو سے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اس کام سے جو شرع شریف کی رو سے منع ہو یا اس کا کوئی دنیا کا کام ہو جس میں کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اس خواب پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے۔ اسی طرح متروک کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتوں کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جائے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ ہر شخص دعویٰ کرتا

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَا سَمِعَ مِنْ أَهْلَانِ فَمَا عَرَفَ مِنْهَا إِلَّا شَيْئًا يَسِيرًا خَمْسَةً أَوْ سِتَّةً.

۸۰- عَنْ زَكَرِيَّاءَ بِنِ عَدِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ اكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةِ مَا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ مَا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ

۸۱- عَنْ أَبِي الْمُبَارَكِ نَعْمَ الرَّحْلُ بَقِيَّةَ لَوْلَا أَنَّهُ

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ ابان سے سنا تھا وہ آپ کو سنایا۔ آپ نے نہ پہچانا ان حدیثوں کو مگر تھوڑی حدیثیں قبول کیں پانچ یا چھ۔

۸۰- عَنْ زَكَرِيَّاءَ بِنِ عَدِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ اكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةِ مَا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ مَا رَوَى عَنْ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ

۸۱- عَنْ أَبِي الْمُبَارَكِ نَعْمَ الرَّحْلُ بَقِيَّةَ لَوْلَا أَنَّهُ

۸۰- زکریا بن عدی نے کہا مجھ سے کہا ابو اسحاق بزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ کوئی) نے کہ (جو حدیث کے بڑے امام ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے توبیقہ (بن ولید) کی وہ حدیث جو روایت کرے وہ مشہور لوگوں سے اور مت لکھ اس حدیث کو جو روایت کرے مجہول لوگوں سے اور مت لکھ تو اسماعیل عیاش کی حدیث کبھی بھی اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگوں سے بھی۔

۸۱- عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچھا آدمی تھا اگر وہ

تھ کرے گا کہ میں نے خواب میں حضرت محمد سے یوں سنا ہے۔ پھر اس کی تصدیق دشوار ہو گی اور اس میں شک نہیں کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول اللہ ہیں ان کے خواب اکثر صحیح ہوتے ہیں لیکن ان کی صحت شرع ہی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ کہ شرع کی صحت خواب سے۔

(۸۰) ☆ نو دئی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسماعیل بن عیاش کے حق میں، خلاف ہے اور ائمہ حدیث کے۔ عباس نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسماعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والوں کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تھا۔ ابن ابی خنیفہ نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسماعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق والے براچانتے تھے اس کی روایت کو اور بخاری نے کہا اسماعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگوں سے صحیح ہے۔ عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنے شہر والوں سے۔۔۔ روایت کرے تو اس کی روایت صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے بشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید اور اسماعیل بن ابی صالح سے روایت کرے تو وہ کچھ نہیں اور یعقوب بن سفیان نے کہا میں اپنے یاروں سے سنا تھا وہ کہتے تھے شام کا علم اسماعیل بن عیاش کے پاس ہے۔ یعقوب نے کہا بعض لوگوں نے اسماعیل کے حق میں کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہے عادل ہے سب سے زیادہ جانتا ہے شام والوں کی حدیث کو اور اکثر نے اس کے حق میں یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثیں روایت کرتا ہے کہ اور مدینہ کے ثقہ لوگوں سے۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ اسماعیل ثقہ ہے شام والوں سے روایت کرنے میں اور اہل حجاز سے اس کی روایت معتبر نہیں کیونکہ اس کی کتاب تلف ہو گئی تھی اور اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے مگر اس کی روایت لکھی جائے گی اور میں نہیں جانتا کہا کیا بیان رہا ہو اس کی روایت سے سوائے ابو اسحاق بزاری کے۔ ترمذی نے کہا وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی حدیثیں منکر ہیں۔ احمد بن ابی انوار نے کہا کہ دیکھ نے مجھ سے کہا تمہارے یہاں لوگ روایت کرتے ہیں اسماعیل بن عیاش سے۔ میں نے کہا ہاں ولید اور مروان تو اس سے روایت کرتے ہیں اور ہشیم اور محمد بن یاس روایت نہیں کرتے۔ انھوں نے کہا ہشیم اور محمد بن یاس کیا ہیں۔ شہر والے تو ولید اور مروان ہیں (یعنی ولید اور مروان ہی معتبر ہیں) اور جب یہ روایت کرتے ہیں تو کافی ہے۔ (نو دئی)

(۸۱) ☆ یعنی عبد اللہ بن معین بن حبیب کا بی بی عبد اللہ بن معین بن حبیب کا بیان لوہ گزرا اس کا نام مشہور ہے کثرت اس کی مشہور ہے تھی توبیقہ نے اس کی کثرت سے ذکر کرنا شروع کیا تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں۔

ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو ناموں سے (یعنی بقیہ کی یہ عادت خراب ہے کہ تدلیس و تلبیس کرتا ہے راویوں کا عیب چھپانے کے لیے) نام کو کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں۔ (ایک مدت تک ہم سے حدیث بیان کرتا تھا ابو سعید وحاطی۔ جب ہم نے غور کیا کہ وہ وحاطی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے۔

كَانَ يَكْنِيهِ الْأَسَامِيُّ وَيُسَمِّيهِ الْكُنْيَى كَانَ دُفْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْوُحَاظِيِّ فَظَنَرْنَا فَإِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ.

۸۲- عبد الرزاق سے روایت ہے عبد اللہ بن مبارک کو میں نے نہیں سنا کسی کو صاف جھوٹا کہتے ہوئے مگر عبد القدوس کو۔ وہ کہتے تھے یہ جھوٹا ہے۔

۸۲- عَنْ عَبْدِ الرَّزَاقِ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفَصِّحُ بِقَوْلِهِ كَذَابٌ إِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوسِ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَهُ كَذَابٌ

۸۳- ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ معلی نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ابو داؤد نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ بن مسعود صفین میں۔ ابو نعیم نے کہا شاید مر کر پھر قبر سے اٹھے ہوں گے۔

۸۳- عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعْلَى بْنُ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُودٍ بِصَفَيْنٍ فَقَالَ أَبُو نُعَيْمٍ أَتَرَاهُ يُبْعَثُ بَعْدَ الْمَوْتِ.

۸۴- عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمعیل بن علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی، میں نے کہا وہ معتبر نہیں۔ وہ شخص بولا تو نے اس کی غیبت کی۔ اسمعیل نے کہا اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا اس پر کہ وہ معتبر نہیں۔

۸۴- عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عَلِيٍّ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِبَشَرٍ فَقَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبَيْتَهُ قَالَ إِسْمَاعِيلُ مَا اغْتَابَهُ وَلَكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِبَشَرٍ.

۸۵- بشر بن عمر سے روایت ہے میں نے امام مالک سے پوچھا محمد بن

۸۵- عَنْ بَشِيرِ بْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

(۸۳) ☆ مقصود اس سے معاملے کا جھوٹ ظاہر کرتا ہے ابو داؤد نے اس واسطے کہ عبد اللہ بن مسعود نے وفات پائی ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں حضرت عثمان کی وفات سے تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علیؓ کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعودؓ میں کیسے نکل سکتے ہیں مگر اسی طرح کہ پھر جی اٹھے ہوں۔ اور ابو داؤد نے اس سے یہ جھوٹ صادر نہیں ہو سکتا تو ضرور ہے کہ معلی نے جھوٹ باندھا ہو۔ معلی بن عرفان اسدی کوئی ہے جو بالافاق ضعیف ہے۔ بخاری نے "تاریخ" میں کہا کہ وہ مکر الحدیث ہے اور نسائی نے بھی اس کو ضعیف کیا۔ صفین ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی۔

(۸۳) ☆ یعنی ائمہ حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت میں داخل نہیں بلکہ مشفقانہ اور حکم کے ہے۔

(۸۵) ☆ یعنی عبد الرحمن بن معاویہ جو یرث انصاری مدنی کو حاکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور امام احمدؒ نے مالکؒ کے قول کا انکار کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اس کو "تاریخ" میں اور نہیں کلام کیا اس میں اور شعبہ نے اس کی کنیت ابو الجریج سے نقل کی

سَأَلْتُ مَالِكََ بْنَ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ الَّذِي يَرْوِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَالِحِ مَوْلَى
التَّوَّامَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَبِي
الْحَوْثِرِثِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ شُعْبَةَ
الذَّبِّي رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ فَقَالَ لَيْسَ
بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَيْسَ
بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُ مَالِكًَا عَنْ هَؤُلَاءِ الْحَمْسَةِ فَقَالَ
لَيْسُوا بِثِقَةٍ فِي حَدِيثِهِمْ وَسَأَلْتُهُ عَنْ رَحُلٍ
أَخْرَجْتُ اسْمَهُ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي
قُلْتُ لَا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي.

عبدالرحمن کے بارے جو روایت کرتا ہے سعید بن المسیب سے انھوں
نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے ابو الحوثرث کے بارے
انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے شعبہ کے بارے
جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذنب تو انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں
ہے اور پوچھا میں نے ان سے صالح کے بارے جو مولیٰ ہے توامہ کا تو
انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے حرام بن
عثمان کے بارے تو انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے
امام مالک سے ان پانچوں آدمیوں کے بارے (جن کا ذکر اوپر کر رہا) تو
انھوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہیں اپنی حدیث میں اور میں نے پوچھا ان
سے ایک اور شخص کے بارے جس کا نام میں بھول گیا تو انھوں نے کہا تو
نے اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔
امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہو تا تو اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھتا۔

تھ کی ہے اور حاکم نے کہا یہ وہم ہے شعبہ کا۔ تقریب میں ہے کہ عبدالرحمن سچا ہے مگر حافظ اس کا خراب تھا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھ اور چاہ
یعنی مر جیہ ہونے کے۔ یہ وہ شعبہ نہیں ہے جو حدیث کے مشہور امام ہیں۔ وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہیں اور یہ شعبہ بن دینار باغی ہے مولیٰ ابن
عباس کا۔ اس کی کنیت ابو سعید اللہ یا ابو یحییٰ ہے اس کو ضعیف کہا ہے بہت سے ائمہ حدیث نے۔ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے کہا وہ کچھ برا
نہیں۔ ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی۔ تقریب میں ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظ اس کا خراب تھا۔ یہ صالح چٹا
ہے نبھان کا مدینہ کا رہنے والا اور اس کو مولیٰ توامہ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ جس عورت نے اس کو آزاد کیا تھا وہ اپنی بہن کے ساتھ توامہ یعنی بھتیجی جڑواں
پیدا ہوئی تھی۔ امام مالک نے صالح کو ضعیف کہا لیکن روایت کیا اس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔ یحییٰ بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور
مالک نے اس کو پابجا جب وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور اس کا حافظ بگڑ گیا تھا۔ اسی طرح ثورثی نے بھی اس کو پابجا جب وہ شہید کیا تھا تو سین اس سے کئی منکر
حدیثیں۔ لیکن جن لوگوں نے روایت کیا ہے اس سے قبل اختلاط (یعنی حافظ بگڑنے سے پہلے) ان کی روایت صحیح ہے ابن عدی نے کہا کہ ابن
ابی ذئب اور ابن جریج اور زیادہ بن سعد نے اس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور ان کی روایت میں کوئی برا نہیں۔ یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی
ہے۔ بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے۔ زہیری نے کہا وہ شیعہ تھا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سے۔ سنائی نے کہا وہ ضعیف ہے۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے امام مالک نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے وہ سب ثقہ ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ سب
لوگوں کے نزدیک ثقہ ہوں البتہ امام مالک کے نزدیک وہ ثقہ ہیں اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص ایک بھول شخص سے
روایت کرے تو اس سے اس بھول کی توثیق ہوگی یا نہیں؟ اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اس سے توثیق کا باعث نہیں آتا یہی ٹھیک
ہے۔ کیونکہ کبھی ثقہ غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے اس وجہ سے نہیں کہ وہ روایت دلیل اور جوت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے۔ البتہ جب ثقہ
ایسا کہے جیسا مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب میں روایت کرے وہ اس کے نزدیک ثقہ سمجھا جائے گا اور جو ثقہ اتنا کہے کہ مجھ سے بیان کیا ثقہ
نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے۔ (نودوی)

۸۶- عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَ مِنْهُمْ ۸۶- ابن ابی ذنب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ متہم ہے۔

۸۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَوْ خَيْرْتُ بَيْنَ أَنْ أَدْخُلَ الْحَنَّةَ وَبَيْنَ أَنْ أُلْقَى عَبْدَ اللَّهِ بْنُ مُحَرَّرٍ لَأَحْتَرْتُ أَنْ أَلْقَاهُ ثُمَّ أَدْخُلَ الْحَنَّةَ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ كَانَتْ بَعْرَةً أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ. ۸۷- عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ جنت میں جاؤں یا عبد اللہ بن محرر سے محروم ہوں تو میں پہلے اس سے ملنا جنت میں جاتا (ایسی اس کی تعریف سننا تھا اور اس قدر اس سے ملنے کا اشتیاق تھا) پھر جب میں اس سے ملا تو ایک اونٹ کی میٹھی مجھے اس سے بہتر معلوم ہوئی۔

۸۸- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ لَمْ تَأْخُذُوا عَنْ أَحَبِّ. ۸۸- زید بن ابی انیس نے کہا مت روایت کرو میرے بھائی سے۔

۸۹- عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَبْدِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ كَذَبًا. ۸۹- عبید اللہ بن عمرو نے کہا بھئی بن انیس جھوٹا تھا۔

۹۰- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذَكَرْتُ فَرْقَدًا عِنْدَ أَيُّوبَ فَقَالَ إِنَّ فَرْقَدًا لَيْسَ صَاحِبَ حَدِيثٍ. ۹۰- حماد بن زید نے کہا فرقہ (بن یعقوب بنی ابویعقوب) کا ذکر آیا ایوب کے سامنے تو انھوں نے کہا وہ صاحب حدیث نہیں۔

۹۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشْرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ قَطَانَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ ذَكَرَ عَبْدَهُ مُحَمَّدًا ۹۱- عبد الرحمن بن بشر عبدی نے کہا میں نے بھئی بن سعد قطان سے سنا ان کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیس

(۸۶) ☆ یعنی نسبت کیا گیا تھا طرف کذب کے۔ شرحبیل بڑا عالم تھا مخازی کا۔ (یعنی رسول اللہ کے جہادوں کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اس سے بڑھ کر کوئی مخازی کا جاننے والا نہ تھا۔ وہ محتاج ہو گیا تو لوگ اس ڈر کے مارے اس کو دے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ کہہ دے تیرا باپ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھا۔ اور شرحبیل موٹی ہے انصار کا مدنی کثیت اس کی ابوسعہ ہے۔ محمد بن سعد نے کہا جو بڑا برا بنا ہوڑا تھا روایت کی ہے اس نے زید بن ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ کے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے لیکن آخر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا سو برس کا ہو کر مرا۔

(۸۷) ☆ یعنی ایسا نکلا اور خراب نکلا۔

(۸۸) ☆ یعنی بھئی بن ابی انیس سے روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے۔ بخاری نے کہا وہ کچھ نہیں۔ نسائی نے کہا ضعیف ہے، متروک اللہ بیٹ ہے۔ تقریب میں ہے کہ کثیت اس کی ابوزید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے۔ نووی نے کہا اس کا بھائی زید بن ابی انیس وہ ثقہ ہے، بطل ہے جت لی ہے اس سے بخاری اور مسلم نے۔ محمد بن سعد نے کہا وہ ثقہ ہے، کثیر اللہ بیٹ اور ثقہ ہے۔ ابجد بیٹ کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے فائدے کا خیال رکھتے تھے۔ اپنی قربت کا لحاظ کیے بغیر۔

(۹۰) ☆ یعنی حدیث کا روایت کرتا اور کام ہے۔ فرقہ کو اس میں دخل نہ تھا اگرچہ وہ تابعی تھا اور عابد و زاہد تھا جسے اوپر گزرا کہ عبادت اور زہد اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور۔ مگر بھئی بن عمیر سے منقول ہے کہ انھوں نے ثقہ کہا فرقہ کو۔ تقریب میں ہے کہ روایت کیا اس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا تھا مگر حدیث میں ضعیف ہے، کثیر الخطاء ہے۔ ۳۱ھ میں مرا۔

ہم نے بیان کیا وہ کافی ہے اس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجھ بوجھ جائے۔

اور حدیثوں کے اماموں نے راویوں کا عیب کھول دینا ضروری سمجھا اور اس بات کا فتویٰ دیا جب ان سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا اہم کام ہے۔ کیونکہ دین کی بات جب نقل کی جائے گی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے اس میں کسی بات کا حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی کسی کام کی طرف رغبت دلائی جائے یا کسی کام سے ڈرایا جائے گا۔ بہر حال جب راوی سچا اور امانت دار نہ ہو پھر اس سے کوئی روایت کرے جو اس کے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے سے بیان نہ کرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار ہو گا اور دھوکا دینے والا ہو گا مسلمانوں کو۔ اس لیے کہ بعض لوگ ان حدیثوں کو سنیں گے اور ان سب پر یا بعض پر عمل کریں گے اور شاید وہ سب یا ان میں سے اکثر جھوٹی ہوں (اور بعض شخصوں میں یہ ہے کہ ان میں کہنا زیادہ جھوٹی ہوں) جن کی اصل نہ ہو۔ حالانکہ صحیح حدیثیں ثقہ لوگوں کی اور جن کی روایت پر قناعت ہو سکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جن کی روایت پر قناعت نہیں ہو سکتی ان کی روایتوں کی احتیاج پڑے۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف حدیثیں اور مجہول سندیں نقل کی ہیں اور ان میں مصروف ہیں اور وہ جانتے ہیں ان کے ضعف کو تو ان کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنا کثرت علم ثابت کریں اور اس لیے کہ لوگ

اسْتَفْصَاہِ وَیَمَّا ذَکَرْنَا کِمَا یَہْدِی لِمَنْ تَقَہُمْ وَعَقَلَ مَذْہَبَ الْقَوْمِ فِیْمَا قَالُوا مِنْ ذَٰلِکَ وَیَتَوَاتَرُ

وَاِنَّمَا اُلْزِمُوْا اَنْفُسُہُمْ الْکُشْفَ عَنْ مَعَایِبِ رِوَاۃِ الْحَدِیْثِ وَنَقْلِی الْاَحْثَارِ وَاقْتَرَا بِذَٰلِکَ حِیْنَ سُئِلُوْا لِمَا فِیْہِ مِنْ عَقْلِی الْخَطَرِ اِذْ الْاَحْثَارُ فِیْ اَمْرِ الدِّیْنِ اِنَّمَا ثَلَاثُی بِتَخْلِیْلِ اَوْ تَخْرِیْمِ اَوْ اَمْرِ اَوْ نَهْیِ اَوْ تَرْغِیْبِ اَوْ تَرْہِیْبِ فَاِذَا كَانَ الرَّوْیِ لَهَا لَیْسَ یَمْعِدُنِ لِلصَّدَقِ وَالْاَمَانَةِ ثُمَّ اَقْدَمَ عَلٰی الرَّوَاۃِ عَنْہُ مِنْ غَدَ عَرَفَہُ وَلَمْ یَمِیْزْ مَا فِیْہِ لِغَیْرِہِ یَمِیْنُ حَبِیْلٌ مَعْرِفَہُ کَانَ اِنَّمَا یَفْعَلُوْہُ ذَٰلِکَ غَاثًا لِّعَوَامِّ الْمُسْلِمِیْنَ اِذْ لَا یُؤْمِنُ عَلٰی بَعْضِی مِنْ سَمِعَ بِلَکَ الْاَحْثَارِ اَنْ یَسْتَعْمِلَہَا اَوْ یَسْتَعْمِلَ بَعْضُہَا وَلَعَلَّہَا اَوْ اَکْثَرُہَا اَسْاؤِبٌ لَا اَصْلَ لَہَا مَعَ اَنَّ الْاَحْثَارَ الصَّحَاحَ مِنْ رِوَاۃِ الثَّقَاتِ وَاَهْلِ الْقَنَاعَةِ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یَضْطَرَّ اِلٰی نَقْلِ مَنْ لَیْسَ بِثِقَۃٍ وَلَا مَقْبَحٍ

وَلَا اَحْسِبُ کَثِیْرًا مِمَّنْ یُعْرَجُ مِنَ النَّاسِ عَلٰی مَا وَصَفْنَا مِنْ ہٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ الضَّعَافِ وَالْاَسَانِیْدِ الْمَجْہُوْلَةِ وَیَعْتَدُّ بِرِوَاۃِہَا بَعْدَ مَعْرِفَہِ بِمَا فِیْہَا مِنَ التَّوْہِنِ وَالضَّعْفِ اِلَّا اَنَّ الَّذِیْ یَحْمِلُہُ عَلٰی رِوَاۃِہَا

یعنی یہ کتاب کچھ جرح اور تعدیل کی تھوڑی ہے کہ اس میں سب راویوں کا حال بیان کیا جائے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جہاں جہاں بڑی کتابیں ہیں جن میں تمام راویوں کا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تو چند راویوں کا عیب ائمہ حدیث کے اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ ائمہ حدیث کے نزدیک راویوں کا عیب اور قسم بیان کرنا برا نہیں اور اس کو نفیست میں داخل نہیں کرتے۔

یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثیں ہزاروں ہیں پھر ضرورت کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر ضعیف، متکبر اور موضوع حدیثوں کو نقل کرے۔

وَالْبَاقِيَاتُ بِهَا إِزَادَةُ التَّكْثُرِ بِذَلِكَ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلَئِنْ يُقَالُ مَا أَكْثَرَ مَا جَمَعَ فَلَا مِنْ الْحَدِيثِ وَأَلْفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هَذَا التَّذَهُّبِ وَسَلَّكَ هَذَا الطَّرِيقَ فَلَا نَصِيبَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ بَأْسُ يُسْمَى جَاهِلًا أَوْ مَنَ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى عِلْمٍ

کہیں سبحان اللہ، فلاں شخص نے کتنی زیادہ حدیثیں جمع کی ہیں اور جس شخص کی یہ چال ہے اور اس کا یہ طریقہ ہے اس کا علم حدیث میں کچھ نہیں اور وہ جاہل کہلانے کا زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے۔

جس کو تکلم علم وہ ہے جس کو عالم لوگ تسلیم کریں اور جاہل نادان لوگوں کا کیا اعتبار ہے۔ وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کریں تو ان کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔ حدیث کے امام اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثیں نقل کرے اور صحیح اور ضعیف میں تمیز نہ کرے جاہل اور بے وقوف جانیں گے۔ امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویوں کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے باجماع علماء۔ اس واسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ نیت میں داخل نہیں جو حرام ہے بلکہ فصاحت ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ اور مسلمانوں کے لیے یعنی سب کی خیر خواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار اور تقویٰ شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہیں جیسے مسلم نے اس باب میں کتنے ہی بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں اور میں نے بھی بخاری کی شرح کے شروع میں چند اقوال اس قسم کے بیان کئے ہیں۔ مگر یہ امر ضروری ہے کہ جو شخص راویوں کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سوچ سمجھ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص کا عیب بیان نہ کرے جو عیب سے پاک ہو یا جس کا عیب فاش نہ ہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اس راوی کی روایتیں اعتبار کے قابل نہیں رہتی اور اس کی سب حدیثیں رد ہو جاتی ہیں پھر اگر جرح غلط ہو تو صحیح روایتوں اور حدیثوں کو رد کیا۔ اسی واسطے جرح ای شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت، مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والے کو جرح کرنا درست نہیں۔ اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونوں میں ایک شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونے چاہیں؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا کافی ہے۔ پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام شافعی اور بہت سے علماء یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری ہے اور جرح بہم مقبول نہیں اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ کا یہ بیان کرنا ضروری نہیں اور جو نہیں پہچانتا۔ اس کے لیے ضروری ہے۔ پھر جن لوگوں کے نزدیک جرح میں سبب کا بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہیں کہ جرح بہم کا اثر صرف اسی قدر ہو گا کہ اس کی روایت حجت کے لائق نہ رہے گی جب تک اس جرح کا ثبوت یا بطلان نہ ہو۔ اب محققین میں جو بعض ایسے راوی ہیں جن پر اگلے لوگوں نے جرح کی ہے تو ان کی جرح بہم ہے جو ثابت نہیں ہوئی اگر بعض لوگ جرح کریں اور بعض تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول عقاب جس پر جمہور علماء اور محققین ہیں یہ ہے کہ جرح قبول کی جائے گی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنے والے عدد میں زیادہ ہوں اور بعضوں نے کہا کہ تعدیل کرنے والے زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا قول ہے۔ امام مسلم نے اس باب میں ضعیفی سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلاں نے اور وہ متہم تھا۔ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ کذاب اور متہم ہیں اور اس کے کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انھوں نے روایت کیا لوگوں کو جتنا نہ کیلئے کہ اس روایت کے ضعف سے آگاہ ہو جائیں۔ دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استحباب اور تائید کے روایت کرنا درست ہے مگر بالاخر اس کی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہیں۔ تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں۔ تو حدیث کے امام اس کی روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور ان کو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ امر ان پر آسان ہے۔ جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انھوں نے کبھی (محمد بن سائب) کی روایت کرنے کو منع کیا کہ تم کیوں اس سے روایت کرتے ہو تو انھوں نے کہا کہ میں اس کے جھوٹ اور کج کو پہچان لیتا ہوں۔ تو صحیحی یہ کہ اکثر ضعیف شخصیتوں سے لے

تو ترغیب و ترہیب، فضائل، قصص اور زہد و اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شے کی علت یا حرمت سے متعلق نہیں اور ابجدیث سے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو لیکن حدیث کے اماموں نے ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت نقل کرتا بالا نفرا جائز نہیں رکھا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض فقہیوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کی) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں بلکہ نہایت بری بات ہے۔ اس لیے کہ اگر ان کو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نہ تھا دلیل لا نا اس سے کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ میں حجت پکڑنے کے قابل نہیں ہے اور اگر ان کو معلوم نہ تھا ضعف اس کا تو بھی درست نہ تھی یہ بات کہ نقل کرتے اس کو بغیر جانچے ہوئے یا دراصل علم سے پوچھے بغیر۔ کا ذہن یعنی حدیث بنانے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جن کا جھوٹ صاف کھل گیا ہے۔ وہ کئی طرح کے ہیں۔ بعض تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپؐ نے نہیں فرمائی جیسے ذہن قریب دین لوگ جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں۔ یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رقت دلانے کے لیے حدیثیں بیان لیتے ہیں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق لوگ کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی اور شیعہ اور قدریہ اور حمیہ حنڈلہم اللہ تعالیٰ۔ اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقے کے لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعض ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو نہیں بناتے لیکن اس کے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعض سند کو الٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعض اس میں بڑھا دیتے ہیں اور اس سے مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعض اس طرح جھوٹ بولتے ہیں کہ جس سے نہیں سنا اس سے کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے یا جس سے نہیں ملے اس سے ملنا بیان کرتے ہیں اور اس کی صحیح حدیثیں نقل کرتے ہیں اور بعض ایسا کیا کرتے ہیں کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑھا کر رسول اللہ کا قول نقل کر دیتے ہیں۔ ان سب قسموں کے لوگ کذاب ہیں اور متروک ہیں ابجدیث کے نزدیک۔ اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرأت کرتا ہے بغیر اس کو تحقیق کئے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگوں سے روایت نہیں کرتے نہ ان کی روایتیں قبول کرتے ہیں اگرچہ صرف ایک ہی بار انھوں نے ایسا کیا ہو۔ کیونکہ جب ایک بار بے احتیاطی کی تو ان کا اعتبار جا تا رہا۔ جیسے جھوٹا گواہ ایک بار جھوٹی گواہی دے دے اس کی گواہی اعتبار کے لائق نہیں رہتی۔ پھر اگر ایسا شخص تو یہ کرے تو آئندہ بھی اس کی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس میں اختلاف ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہوگی اس لیے کہ تو بہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جنھوں نے آئندہ بھی قبول نہ کیا ان کی حجت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یعنی حضرت پر جھوٹ باندھنا تو اس کی سزا بھی سخت ہونی چاہئے کیونکہ آپؐ نے خود فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا۔ دوسری قسم کا ذہن کی یہ ہے کہ حدیث میں تو وہ کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولتے لیکن اور دنیا کی باتوں میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی روایت بھی قبول نہیں ہوتی نہ ان کی گواہی قبول ہے البتہ اگر تو بہ کریں تو قبول ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ایک آدھ جھوٹ کسی دنیا کی بات میں نقل کی جائے اور وہ معلوم اور مشہور نہ ہو تو اس کی روایت قبول ہوگی۔ کیونکہ احتمال ہے کہ اس سے غلطی ہوئی یا وہ ہمہ اور اور جو وہ خود ایک مرتبہ جھوٹ بولنے کا اقرار کرے بشرطیکہ اس کے جھوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پھر تو بہ کرے تو بھی اس کی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور ان گناہوں میں سے نہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اس قسم کی خطائیں اکثر لوگوں سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی حکم ہے اس جھوٹ کا جو بطریق تعریف یا فخر کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جھوٹ نہیں اگرچہ ظاہر صورت میں جھوٹ ہے جیسے رسول اللہؐ نے ابوالمہم کو کہہ دیا اپنی لاٹھی کندھے سے زمین پر نہیں رکھتا۔ (یعنی اکثر بار پیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیمؑ نے بھی کیا کہ اپنی بیوی کو بہن بتلایا۔ یہ تو یہ جو بنظر مصلحت ہو درست ہے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ (نودہ)

باب: صحۃ الإختیاج بالحدیث
المُتَعَنِّ إِذَا امْكَنَ لِقَاءَ الْمُتَعَنِّينَ وَلَمْ
يَكُنْ فِيهِمْ مُذَلِّلٌ

باب: متعنع حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب کہ
متعنع والوں کی ملاقات ممکن ہو اور ان میں کوئی
تذلیل کرنے والا نہ ہو۔

وَقَدْ تَكَلَّمْتُ بَعْضَ مُتَعَنِّیِ الْحَدِيثِ مِنْ
أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَضْحِیحِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْجِیْمِهَا
بِقَوْلِ لَوْ ضَرَرْنَا عَنْ جِدَارِیْهِ وَذَخَرِ فَنَادَوْ
صَفْحًا لَكَانَ رَأًیَا مَبِیْنًا وَمَنْذَهُبًا صَحِیحًا إِذَا

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بعض ایسے لوگوں
نے جنہوں نے جھوٹ موٹ اپنے تئیں محدث قرار دیا ہے اسناد
کی صحت اور سقم میں ایک قول بیان کیا ہے۔ اگر ہم بالکل اس کو نقل
نہ کریں اور اس کا ابطال نہ لکھیں تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک راستہ

ہے متعنع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی اسناد میں فلان عن فلان ہو یعنی فلان نے فلان سے روایت کیا۔
چونکہ ایسی اسناد میں راوی یوں نہیں کہتا کہ میں نے فلان سے سنا یا اس نے مجھ سے بیان کیا تو شہرہ رہتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے سنا ہے یا
نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ سچ میں کوئی راوی رہ گیا ہو۔ اس واسطے متعنع حدیث کے حجت ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ اگر ایک
راوی نے دوسرے سے گزارش کیا ہو اور اس کی ملاقات اس سے ممکن ہو تو روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی۔ امام مسلم کا یہ مذہب ہے کہ
اس باب میں اسی کو حاجت کیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ کم سے کم ایک بار اس راوی کی
دوسرے راوی سے ملاقات ہو جائے یا ثابت ہو جائے۔ امام مسلم نے کہا ہے قول اقبال کے لائق نہیں اور بالکل بیجا مذہب ہے جو اہل علم میں سے کسی
نے اختیار نہیں کیا اور بدعت ہے لیکن محققین علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کہا ہے۔ علی بن المدینی اور بخاری
اور ایک جماعت علماء مسلم کی مخالفت میں ہیں بلکہ بعضوں نے اس سے زیادہ اور شرطیں بھی کی ہیں کہ اس راوی کی دوسرے راوی سے ملاقات
معلوم اور مشہور ہو اور ان میں صحبت رہی ہو۔ مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات
ثابت ہوگی تو روایت متصل بھی جائے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اس کی عادت تذلیس کی نہیں۔ تذلیس کے معنی پھپھانا اور اصطلاح
کے ہیں۔ ائمہ حدیث میں تذلیس اس کو کہتے ہیں کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اس کے اوپر کے راوی کا نام لے تاکہ لوگوں کو
معلوم ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے اور یہ عادت بعض ائمہ حدیث کی تھی جن کا حال معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد بتلانے کے لیے یا کسی اور
مخمس سے روایت کرنے میں شرم کر کے تذلیس کیا کرتے تھے۔ پھر اگر ایسا تذلیس کرنے والا راوی متعنع حدیث میں ہو تو وہاں ایک بار ملاقات
ہو یا ملاقات ممکن ہو تا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہ ہو گا جب تک صاف معلوم نہ ہو جائے کہ درحقیقت اس مذہب
راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ متعنع روایت بالکل کسی صورت میں حجت کے لائق نہیں مگر یہ
قول مردود ہے باجماع سلف اس کو کسی نے اختیار نہیں کیا۔ (نویس زیادہ) نووی نے اس باب کے ترجمہ کو اس طرح قائم کیا ہے جیسے اوپر لکھا
گیا لیکن نسخہ مطبوعہ مکتبہ میں یہ باب یوں لکھا ہے: باب مناقب بہ رواية الرواة بعضهم عن بعض والتبعية على من غلط في ذلك۔ یعنی
باب بیان میں اس بات کے کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اس غلطی کا جو لوگوں نے اس مقام پر کی ہے۔
اگرچہ یہ ترجمہ بھی برا نہیں لیکن نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولیٰ ہے۔ اس واسطے ہم نے اسی کو اختیار کیا اور وجہ اس
اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گزری کہ امام مسلم نے خود تو ابواب کے تراجم لکھے نہیں لوگوں نے ان کے بعد لکھ دیے پھر ہر ایک نے مناسب دیکھ
کر اپنی رائے سے باب قائم کئے۔ ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہو گا اسی کو لکھا کریں گے۔

ہوگا۔ اسلئے کہ غلط بات کی طرف التفات نہ کرنا اس کو مٹانے کیلئے اور اس کے کہنے والے کا نام کھودنے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کے لئے تاکہ ان کو خبر بھی نہ ہو اس غلط بات کی مگر اس وجہ سے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہیں جو علماء کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔ ہم نے اس قول کی غلطی بیان کرنا اور اس کو رد کرنا جیسا چاہئے لوگوں کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اس کا انجام بھی نیک ہوگا اگر خدا عزوجل چاہے۔

اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جس کے فکر اور خیال کو ہم نے باطل کہانیوں گمان کیا ہے کہ جو اسناد ایسی ہو جس میں فلاں عن فلاں ہو اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں تھے اور ممکن ہو کہ یہ حدیث ایک نے دوسرے سے سنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہم کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے اس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت میں اس بات کی تصریح پائی کہ وہ دونوں ملے تھے اور ان میں منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسی اسناد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حجت نہیں ہے جب تک یہ بات معلوم نہ ہو کہ کم سے کم وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جائے جس میں اس امر کا بیان ہو کہ ان دونوں کی ملاقات ایک یا زیادہ بار ہوئی تھی۔ اگر اس بات کا علم نہ ہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کی جائے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث نقل کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت میں حجت نہیں ہے اور وہ حدیث موقوف رہے گی یہاں تک کہ ان دونوں کا سماع تھوڑا یا زیادہ دوسری روایت سے معلوم ہو۔

الْبُغَرَضُ عَنْ الْقَوْلِ الْمَطْرُوحِ أُخْرَى لِإِمَانِيَّةٍ وَإِحْتِمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَحْذَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ نَسْبًا لِلْحَمَالِ عَلَيْهِ غَيْرُ أَنَّا لَمَّا نَحْوَقْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ وَغَيْرِهَا الْخَبَلَةَ بِمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ حَظَلِ الْمُخْطَلِينَ وَالْقَوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ مَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدَّ مَقَالَتِهِ بِقُدْرٍ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنْ الرَّدِّ أَحَدُنَا عَلَى الْأَنَامِ وَأَحْمَدُ لِلْعَاقِبَةِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ.

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْبُغَرَضُ عَنْ سُوءِ رَوَيْتِهِ أَنْ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فَلَانٌ عَنْ فَلَانٍ وَقَدْ أَحَاطَ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ كَانَا فِي عَصْرِ وَاحِدٍ وَحَاضِرًا أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّأْيِي عَنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرَّوَايَاتِ أَنََّّهُمَا اتَّفَقَا قَطُّ أَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيثٍ أَوْ الْحُجَّةُ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هَذَا السَّجِيءَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ اجْتَمَعَا مِنْ ذَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِيهِمَا مَرَّةً مِنْ ذَهْرِهِمَا فَمَا قَوْفَهَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ ذَلِكَ وَلَمْ تَأْتِ رَوَايَةٌ صَحِيحَةً تُخْبِرُ أَنَّ هَذَا الرَّأْيِي عَنْ صَاحِبِهِ قَدْ لَقِيَهِ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ فِي نَفْلِهِ الْخَبَرِ عَنْ رَوَى عَنْهُ عِلْمٌ ذَلِكَ وَالْأَمْرُ كَمَا وَصَفْنَا حُجَّةً وَكَانَ الْخَبَرُ عِنْدَهُ مُؤَقَّوفاً حَتَّى يَرِدَ

عَلَيْهِ سَمَاعُهُ مِنْهُ لَشَيْءٌ مِنَ الْحَدِيثِ قُلْ أَوْ كَثُرَ فِي رِوَايَةِ مِثْلِ مَا وَرَدَ.

اور یہ قول اسناد کے باب میں 'خدا تجھ پر رحم کرے' ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہیں کہا نہ حدیث کے عالموں نے اس کی موافقت کی ہے۔ اس لیے کہ مشہور مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا پہلے اور بعد والوں کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے روایت کرے ایک حدیث کو اور ان دونوں کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اس وجہ سے کہ وہ دونوں ایک زمانے میں موجود تھے اگرچہ کسی حدیث میں اس بات کی تصریح نہ ہو کہ وہ دونوں ملے تھے یا ان میں روبرو بات چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث جمت ہے اور وہ روایت ثابت ہے۔ البتہ اگر اس امر کی وہاں کوئی کھلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی دوسرے راوی سے نہیں ملایا اس سے کچھ نہیں سنا تو وہ حدیث جمت نہ ہوگی۔ لیکن جب تک یہ امر مبہم رہے (یعنی گول مول اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہ ہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہو گا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جائے گی۔

پھر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اس کی حمایت کرتا ہے اس سے یوں گفتگو کریں گے کہ خود تیرے ہی سارے کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے جمت ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ پھر تو نے خود ایک شرط بعد میں بڑھا دی کہ جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے یا زیادہ بار اور ایک نے دوسرے سے سنا تھا۔ اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے ملنا چاہئے جس کا ماننا ضروری ہو۔ اگر ایسا قول نہیں ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعویٰ پر لانا۔ اگر وہ یہ کہے کہ اس باب میں سلف کا قول ہے یعنی اس شرط کے ثبوت کیلئے تو کہا جائے گا کہاں ہے؟ لا! پھر نہ اس کو کوئی قول

وَهَذَا الْقَوْلُ يَرْحُكُ اللَّهُ فِي الطُّغْيَانِ فِي الْأَسَانِيدِ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مَسْنُوقٍ صَاحِبِهِ بَلَّغٌ وَلَا مُسَاعِدٌ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا أَنَّ كُلَّ رَجُلٍ يَقَعُ رَوَى عَنْ مِثْلِهِ حَدِيثًا وَجَائِزٌ مُمَكِّنٌ لَهُ لِقَاؤُهُ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لَيَكُونُهِمَا جَمِيعًا كَأَنَّا فِي عَصْرِ وَاحِدٍ وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فِي خَبَرٍ قَطُّ أَنَّهُمَا اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهُمَا بِكَلَامٍ فَالرِّوَايَةُ ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَازِمَةٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ أَنَّ هَذَا الرَّوَايَةَ لَمْ يَلْقَ مَنْ رَوَى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا فَأَمَّا وَالْأَمْرُ مِنْهُمْ عَلَى الْإِمَّاكَانِ الَّذِي فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ عَلَى السَّمَاعِ أَهْدَى حَتَّى تَكُونَ الدَّلَالَةُ الَّتِي بَيَّنَّا.

فَيَقَالُ لِمُخْتَرَعِ هَذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ أَغْطَيْتَ فِي حُجَّتِهِ قَوْلَكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الْفَقِيهِ عَنِ الْوَاحِدِ الْفَقِيهِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَذْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدَ فَقُلْتَ حَتَّى نَعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا اتِّفَاقًا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هَذَا الشَّرْطَ الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَإِلَّا فَهَلْ دَلِيلًا عَلَى مَا زَعَمْتَ فَإِنْ ادَّعَى قَوْلَ أَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ السُّلْطَانِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرِيطَةِ فِي تَقْيِيدِ الْخَبَرِ طَوْلَبَ بِهِ وَلَنْ يَجِدَ هُوَ وَلَا

طے گا اور نہ کسی اور کو اور اگر یہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچھیں گے وہ دلیل کیا ہے؟

پھر اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں نے یہ مذہب اس لیے اختیار کیا ہے کہ میں نے حدیث کے تمام اگلے اور پچھلے راویوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ اس ایک نے دوسرے کو دیکھا ہے نہ اس سے سنا۔ تو جب میں نے دیکھا کہ انھوں نے جائز رکھا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور اہل علم کے نزدیک حجت نہیں ہے تو ضرورت محسوس ہوئی مجھ کو راوی کے سماع دیکھنے کی جس کو وہ روایت کرتا ہے دوسرے سے۔ پھر اگر مجھے کہیں ذرا بھی ثابت ہو گیا کہ اس نے سنا ہے دوسرے راوی سے تو اس کی تمام روایتیں اس سے درست

عَفْوُهُ إِلَىٰ إِبْنَادِهِ سَبِيلًا وَإِنْ هُوَ ادَّعَىٰ فِيمَا زَعَمَ دَلِيلًا يَخْتَجُّ بِهِ قَبْلَ لَهٗ وَمَا ذَٰلِكَ الدَّلِيلُ ۚ
فَإِنْ قَالَ قُلْتُهُ لِأَنِّي وَجَدْتُ رُوَاةَ الْإِخْبَارِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا يَرَوِي أَخَذَهُمْ عَنِ الْآخِرِ الْحَدِيثِ وَلَمَّْا يُعَانِهِ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ اسْتَحْزَاوْا رَوَايَةَ الْحَدِيثِ نَيْتَهُمْ هَكَذَا عَلَى الْإِسْرَارِ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ وَالْمُرْسَلُ مِنَ الرُّوَايَاتِ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْإِخْبَارِ لَيْسَ بِمُحْتَوٍّ اخْتِصَتْ لِمَا وَصَفْتُ مِنْ الْبُخْلِ إِلَى الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعٍ رَاوِي كُلِّ خَبَرٍ عَنْ رَاوِيهِ فَإِذَا أَنَا هَجَمْتُ عَلَى سَمَاعِهِ مِنْهُ

☆ اس مقام پر امام مسلمؒ نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا ہے۔ وہ ہے عمل کرنا خبر واحد پر۔ علماء نے کہا کہ حدیث یعنی خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر اور ایک احاد۔ متواتر تو وہ ہے جس کے روایت کرنے والے اتنے آدمی ہوں کہ ان سب کا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے میں اس کے راوی ایسی کثرت سے ہوں۔ اس قسم کی روایت سے تو علم بھی حاصل ہو تا ہے یعنی یقین اور اس پر عمل بھی واجب ہوتا ہے۔ خبر احاد وہ ہے جس کو ہر طبقے میں اس قدر راویوں نے نقل نہ کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعض طبقوں میں اس کے راوی کثرت سے ہوں۔ مثلاً ایک ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے لیکن بہت سے تابعین نے اس صحابی سے سنا ہے تو اگرچہ وہ حدیث مشہور ہوگی لیکن خبر احاد میں داخل ہے۔ خبر احاد کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے مگر جمہور اہل اسلام صحابہؓ اور تابعینؓ اور ان کے بعد او رمحدثینؓ اور فقہاء اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ قابل حجت ہے اور اس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہیں ہو تا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کے مقابلے میں قیاس اور رائے کو ترک کرنا چاہئے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہ ہو تو سارا حدیث کا علم بے کار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیثیں متواتر ایک یا دو سے زیادہ نہیں ہیں۔ بقی سب احاد ہیں پھر سوائے قرآن کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ قدر یہ اور التفسیر کا قول یہ ہے کہ خبر واحد پر عمل واجب نہیں اور بعض اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ خبر واحد علم اور عمل دونوں کو موجب ہے مثل خبر متواتر کے اس لئے کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی احاد حدیثیں علم کو موجب ہیں اور عمل کو بھی جبکہ باقی کتابوں کی احاد حدیثیں صرف عمل کو موجب ہیں۔ مگر یہ سب اقوال ضعیف ہیں اور صحیح وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سے علم یعنی یقین حاصل نہیں ہوتا یا واسطے اعتقادات میں خبر واحد پر بھروسہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اخبار احاد بہت سی ہوں جن میں سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جائے گا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہوتے لیکن ان سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہے اور اس پر یقین کرنا لازم ہے۔ شفاعت، علامات قیامت، ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین وہی قسم کے ہیں جن کے مضامین مختلف حدیثوں اور روایتوں سے متواتر ہونگے ہیں۔

ہو گئیں۔ اگر بالکل مجھے معلوم نہ ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے تو میں روایت کو موقوف رکھوں گا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہ ہوگی۔ اس لیے کہ ممکن ہے اس کا مرسل ہونا دلیل ہو مخالف کی۔ (اب اس کا جواب آگے مذکور ہوتا ہے)

تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنے کی اور اس کو حجت نہ سمجھنے کی علت صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہو تو وہ روایت حجت نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے کہ وہ مرسل ہو) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد متعین کو نہ مانے جب تک اول سے لے کر آخر تک اس میں تصریح نہ ہو سماع کی۔ (یعنی ہر راوی دوسرے سے یوں روایت کرے کہ میں نے اس سے سنا۔) مثلاً جو حدیث ہم کو پہنچی ہشام کی روایت سے، اس نے اپنے باپ عروہ سے، اس نے حضرت عائشہؓ سے سنا ہے، جیسے ہم اس بات کو یقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے باوجود اس کے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں نہ کہے کہ میں نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے بن کر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اس کو مرسل روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے سنا اس کا ذکر مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ میں ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہؓ کے بیچ

لَأَذْنِي شَيْءٌ ثَبَتَ عَنْهُ عِنْدِي بِذَلِكَ جَمِيعُ مَا يَرْوِي عَنْهُ بَعْدَ فَإِنْ عَزَبَ عَنِّي مَعْرِفَةُ ذَلِكَ أَوْ قُفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي مَوْضِعُ حُجَّةٍ لِيَأْمَنَكَ الْإِسْنَادُ فِيهِ. ك

فَيَقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتْ الْبَلَّةُ فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الْإِجْتِهَادَ بِهِ إِنْكَارَ الْإِسْنَادِ فِيهِ لِرَمَكِ أَنْ لَا تُثَبِّتَ إِسْنَادًا مُنْعَمًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَيَبْتِغِينَ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَحُوزُ إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامُ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرٌ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسَيِّدَهَا إِلَيَّ مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُشْكِرُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا مُمَكِّنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعٍ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ

☆ مرسل کہتے ہیں اس روایت کو جس کی اسناد میں اقبال نہ ہو یعنی کوئی راوی بیچ میں چھوٹ گیا ہو۔ مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اسے تابعی نہ سنا ہے۔ منقطع اور معطل بھی اس کی قسمیں ہیں مگر منقطع اکثر اس روایت کو کہتے ہیں جو بیچ تابعی صحابی سے روایت کرے یا بیچے کے راویوں میں سے کوئی راوی چھوٹ جائے اور معطل وہ جس میں دو راوی چھوٹ گئے ہوں۔ مرسل حدیث کے قبول کرنے میں علماء کا بہت زیادہ اختلاف ہے۔ مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ قابل حجت نہیں۔ اور یہی قول ہے شافعی اور ایک جماعت فقہاء کا اور مالک، ابو حنیفہ، احمد اور اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ مرسل روایت قابل حجت ہے جب اس کا راوی ثقہ ہو۔

میں بھی ہو سکتا ہے اسی طرح ہر ایک اسناد میں جس میں سماع کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ ایک نے دوسرے سے بہت سی روایتیں سنی ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعض روایتیں اس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کے ذریعہ سے سن کر اس کو مرسل نقل کیا ہو۔ لیکن جس کے ذریعہ سے سنا اس کا نام نہ لیا اور کبھی اس اجمال کو رفع کرنے کے لیے اس کا نام بھی لے دیا اور اس سال کو ترک کیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اہتمام جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہیں ہے) بلکہ حدیث میں موجود ہے اور جاری ہے۔ بہت سے ثقہ محدثین کی روایتوں میں ہم تھوڑی سی ایسی روایتیں بیان کرتے ہیں، خدا چاہے تو ان سے دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتوں پر۔ پہلی روایت وہ ہے جو ابوب خثیمہ اور ابن مبارک اور وکیعہ اور ابن نمیر اور ان کے علاوہ ایک جماعت نے ہشام سے نقل کی اس نے اپنے باپ عروہ سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں خوشبو لگاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولنے وقت اور احرام باندھنے وقت جو سب سے عمدہ مجھ کو ملتی۔ اسی روایت کو یحییٰ بن سعید اور داؤد عطاء اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابواسامہ نے ہشام سے روایت کیا۔ ہشام نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عثمان بن عروہ نے اس نے عروہ سے اس نے حضرت عائشہ

عَرَفَ فِي الْخُتْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا فَحَازُوا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزَلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعُ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضٌ أَحَادِيثَهُ ثُمَّ يَرْسِلُهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يَسْمِي مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشِطُ أَحْيَانًا فَيُسْمِي الرَّحْلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ وَيَتْرَكَ الْبُرْسَانَ. ۵

وَمَا قُلْنَا مِنْ هَذَا مَوْجُودٌ فِي الْحَدِيثِ مُسْتَفِضٌ مِنْ فِعْلِ يَفْعَلُ الْمُحَدِّثِينَ وَأَيُّمُهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْحَيْةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرِ مِنْهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ أَبُو بَاسْمَةَ السَّخَّيْنِيَّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَوَكَيْعَةُ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةٌ غَيْرُهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَطْبِئُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِلْدِهِ وَلِجُرْمِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَحْبَبَ قَرَوَى هَذِهِ الرِّوَايَةُ بَيْنَهُمَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَدَاوُدُ الْأَعْمَرُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَوَهْبُ بْنُ حَالِدٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى

۹۔ حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کے حجت نہ ہونے کے لیے کافی ہو تو احتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جائے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اس کی روایت کی ہو کی خود اسی سے منی ہوں۔ جائز ہے کہ کچھ اس سے خود سے کچھ اور لوگوں کے واسطے سے۔ تو ملاقات کا حال معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔ پھر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہو بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزاروں صحیح، متصل روایتیں جو عن عن کے ساتھ مروی ہیں ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئیں۔ مخالف اس کا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہیں جب ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہو گا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اسی کا ہے۔ اس لیے کہ راوی مدلس نہیں ہر خلاف اس صورت کے کہ جہاں ملاقات ایک بار بھی ثابت نہیں وہاں جانب اتصال اور ارسال دونوں مساوی ہیں۔ اس لیے شک اور تردد ہو اور وہ مستلزم ہے روایت کے موقوف ہونے کو۔

اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ۱۰

رضی اللہ عنہا ہے۔

دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عروہ سے اس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے۔ میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی حالانکہ میں حاضرہ ہوتی۔ اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اس نے عروہ سے اس نے عروہ سے اس نے عائشہ سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

وَرَوَى هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعتكفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأَرْحَلُهُ وَأَنَا حَابِضٌ فَرَوَاهَا بَعْثُهَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ۱۱

تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی احسان نے ابو سلمہ سے نقل کی اس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے اس بوسہ کی حدیث کو یوں روایت کیا کہ خبر دی مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ان کو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے ان کو خبر دی عروہ نے ان کو عائشہ صدیقہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے۔

وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْتَسِبُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ فِي هَذَا الْحَبَرِ فِي الْقُبْلَةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْغَرِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ. ۱۲

چوتھی روایت وہ ہے جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے عروہ بن دینار سے کی انھوں نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو گھوڑوں کا

وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۱۰ ☆ تو ہشام اور عروہ کے سچ میں عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد میں عثمان کا واسطہ نہیں ہے 'عمر ہشام عن عروہ ہے' حالانکہ پہلی اسناد نقل کرتے والے حدیث کے بڑے بڑے امام ہیں۔ ان سب سے غلطی نہیں ہو سکتی تو لازم آتا ہے کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہیں سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا۔ لیکن کبھی ہشام نے اس کو مرسل عروہ سے نقل کیا اور کبھی سند عثمان سے اگرچہ اس مقدمہ میں یہ احتمال بھی ہے کہ ہشام نے اس کو پہلے عثمان کے واسطے سے سنا ہو پھر خود عروہ سے مل کر بلا واسطہ بھی ان سے سن لیا ہو۔

۱۱ ☆ تو امام مالک کی روایت میں عروہ اور عائشہ کے سچ میں ایک واسطہ ہے عروہ کا جو پہلی اسناد میں نہیں ہے۔ نووی نے کہا کہ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ حاضرہ عورت کے اور اعضا پاک ہیں اور اس پر علماء کا اتفاق ہے اور ابو یوسف سے جو مقول ہے کہ حاضرہ کا ہاتھ نجس ہے وہ روایت صحیح نہیں۔ دوسرا یہ کہ محفل اپنے بالوں میں کنگھی کر سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ اپنی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے اور اس کو چوم سکتا ہے بغیر شہوت کے۔

۱۲ ☆ اور ایک نسخہ میں صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط ہے صحیح صالح بن ابی احسان ہے۔ نسائی نے اس کو روایت کیا ابن وہب سے اس نے ابن ابی ذئب سے اس نے صالح بن ابی احسان سے اس نے ابو سلمہ سے۔ ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی احسان ثقہ ہے اور صالح بن احسان بصری ابو الحارث دوسرا شخص ہے۔ وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے اور وہ ضعیف ہے (نووی) تو یحییٰ بن کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ کے

گوشت کھلایا اور منع کیا پالتو گدھوں کے گوشت سے۔ اسی حدیث کو روایت کیا حماد بن زید نے عمرو سے، انھوں نے محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے، انھوں نے جابر سے (تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ میں ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد میں نہیں) اور اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں جن کا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کیں وہ سمجھ والوں کے لئے کافی ہیں۔

پھر جب اس شخص کے نزدیک جس کا قول ہم نے اوپر بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی علت یہ ہے کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہ ہو تو ارسال ممکن ہے تو اس کے قول کے بموجب اس کو لازم آتا ہے حجت کو ترک کرنا ان روایتوں کے ساتھ جن کے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے۔ (لیکن خاص اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جس میں سماع کی تصریح ہے۔ کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ حدیث روایت کرنے والے اماموں کا حال مختلف ہوتا ہے۔ کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انھوں نے سنا ہو اس کا نام نہیں لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کی پوری اسناد جس طرح سے انھوں نے سنی ہوتی ہے بیان کر دیتے۔ پھر اگر ان میں اتار ہو تا تو اتار بتلاتے اور اگر چھاؤ ہو تا تو چھاؤ بتلاتے جیسے ہم اوپر صاف بیان کر چکے ہیں۔ اور ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لَحْمِ
الْحُمْرِ فَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو عَنْ
سَمْعَانَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَهَذَا السَّخْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيرٌ
يَكْتَرُ نَعْدَاؤُهُ وَبِمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِبَايَةُ لَذَوِي
الْفَهْمِ.

مَاذَا كَانَتْ الْعِلَّةُ عِنْدَ مَنْ وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ
قَبْلِ فِي فَسَادِ الْحَدِيثِ وَتَوَهُيبِهِ إِذَا لَمْ يَعْلَمْ
أَنَّ الرَّاوِيَّ قَدْ سَمِعَ مِنْ رَوَى عَنْهُ شَيْئًا
إِنْ كَانَ الْإِسْنَالُ فِيهِ لَزِمَهُ تَرْكُ الْإِخْتِجَاجِ فِي
قِيَادِ قَوْلِهِ بِرَوَايَةٍ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ
رَوَى عَنْهُ إِلَّا فِي نَفْسِ الْخَبَرِ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ
السَّمَاعِ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ قَبْلُ عَنْ الْأَيْمَةِ الَّذِينَ
نَقَلُوا الْأَخْبَارَ أَنَّهُمْ كَانَتْ لَهُمْ تَارَاتُ يُرْسِلُونَ
فِيهَا الْحَدِيثَ إِسْنَالًا وَلَا يَذْكُرُونَ مَنْ سَمِعُوهُ
مِنْهُ وَتَارَاتُ يَنْشَطُونَ فِيهَا فَيَسْتَدُونَ الْخَبَرَ
عَلَى هَيْئَةٍ مَا سَمِعُوا فَيُخْبِرُونَ بِالْأُزُولِ فِيهِ إِنْ
نَزَلُوا وَبِالصُّعُودِ إِنْ صَعِدُوا كَمَا شَرَحْنَا ذَلِكَ
عَنْهُمْ. ۱۳

وَمَا عَلَّمْنَا أَحَدًا مِنْ أَيْمَةِ السَّلَفِ مِنْ

کے بیچ میں دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہ دونوں واسطے پہلی اسناد میں نہیں ہیں۔ اس اسناد میں ایک تار بات یہ ہے کہ چاروں راوی یعنی محمد بن ابوسلمہ، عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین میں سے ہیں اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرا الحلف یہ ہے کہ ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین میں سے ہیں اور عمر بن عبد العزیز ان کی نسبت اس اور طبقہ میں کم ہیں لیکن وہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

۱۳ اتار اور چھاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوئے تو چڑھاؤ ہوا اور جو سند عالی نہ ہو اور واسطے زیادہ ہوں تو اتار ہوا۔

کرتے تھے اور استاد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی 'ابن عون' مالک بن انس 'شعبہ بن حجاج' یحییٰ بن سعید قطان 'عبد الرحمن بن مہدی اور جو ان کے بعد ہیں کسی کو نہیں سنا کہ وہ استاد میں سماع کی تحقیق کرتے ہوں جیسے یہ شخص دعویٰ کرتا ہے جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا۔ البتہ جنہوں نے ان میں سے راویوں کے سماع کی تحقیق کی ہے تو وہ ان راویوں کے جو مشہور ہیں تدلیس میں اس وقت بیشک ایسے راویوں کے سماع سے بحث کرتے ہیں اور اس کی دریافت کرتے ہیں تاکہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہو جائے لیکن سماع کی تحقیق اس راوی میں جو مدلس نہ ہو جس طرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہم نے کسی امام سے نہیں سنا ان اماموں میں سے جن کا ذکر ہم نے کیا اور جن کا نہیں کیا۔

اس قسم کی روایات میں سے عبد اللہ بن یزید انصاری کی روایت ہے۔ (جو خود صحابی ہیں) انھوں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقیدہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث کو جس کو انھوں نے مسند کیا ہے رسول اللہ ﷺ تک۔ لیکن ان روایتوں میں اس بات کی تصریح نہیں کہ عبد اللہ بن یزید نے سنا۔ ان دونوں سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے سنا) اور نہ کسی روایت میں ہم نے یہ بات پائی کہ عبد اللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے رو بروئے اور ان سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہیں ہم نے پایا کہ عبد اللہ نے ان دونوں کو دیکھا کسی خالص روایت میں (مگر چونکہ عبد اللہ خود صحابی تھے اور اس کا سن اتنا تھا کہ ملاقات ان کی حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے۔ اس لیے روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام مسلم کا مذہب ہے اور کسی علم والے

يَسْتَمِعُونَ الْأَخْبَارَ وَيَتَفَقَّدُ صِحَّةَ الْأَسَانِيدِ. وَمَقَمَهَا بِمَثَلِ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَأَبْنِ عَوْنٍ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَيَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَتَشَوُّوا عَنْ مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْأَسَانِيدِ كَمَا ادَّعَاهُ الَّذِي وَصَفَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّمَا كَانَ تَفَقُّدُ مَنْ تَفَقَّدَ مِنْهُمْ سَمَاعَ رِوَاةِ الْحَدِيثِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُمْ إِذَا كَانَ الرَّاويِّ مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيلِ فِي الْحَدِيثِ وَشَهْرَ بِهِ فَجَيِّدٌ يَتَحَثُّونَ عَنْ سَمَاعِهِ فِي رِوَايَتِهِ وَيَتَفَقَّدُونَ ذَلِكَ مِنْهُ كَمَا تَنَزَّاعَ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّدْلِيلِ فَمَنْ اتَّبَعَ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ مُدَلِّسٍ عَلَى الْوُجْهِ الَّذِي زَعَمَ مَنْ حَكَّيْنَا قَوْلَهُ فَمَا سَمِعْنَا ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِمَّنْ سَمِعْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ مِنَ الْأَثَمَةِ.

فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَرَوْا عَنْ حَذِيفَةَ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثًا يُسْنِدُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي رِوَايَتِهِ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَقِيقَتًا فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ شَافَهُ حَذِيفَةَ وَأَبَا مَسْعُودٍ بِحَدِيثٍ قَطُّ وَلَا وَحَدَا ذَكَرَ رِوَايَتَهُمَا فِي رِوَايَةٍ بَعْضُهَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَضَى وَلَا مِمَّنْ أَذْرَكْنَا أَنَّهُ طَفَعَ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حَذِيفَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ بِضَعْفٍ فِيهِمَا

سے نہیں سنا گیا نہ پہلے لوگوں سے نہ ان سے جن سے ہم ملے ہیں کہ انھوں نے طعن کیا ہو ان دونوں حدیثوں میں جن کو عبد اللہ نے روایت کیا حدیث اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو ان کے مشابہ ہیں صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں ان اماموں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہیں اور وہ ان کا استعمال جائز رکھتے ہیں اور ان سے حجت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اس شخص کے نزدیک جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط کرتا ہے) وہی ہیں اور بے کار ہیں جب تک سماع عبد اللہ کا حدیث اور ابی مسعود سے متفق نہ ہو۔

اور اگر ہم سب ایسی حدیثوں کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں بیان کریں تو ان کو ذکر کرتے کرتے ہم تھک جائیں گے۔ (اس قدر کثرت سے ہیں) لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑی سی ان میں سے بیان کر دیں تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہوں۔

ابو عثمان نہدی (عبد الرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہو کر مرنے) اور ابو رافع صالح (تقیع مدنی) ان دونوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے (لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحبت میسر نہ ہوئی ایسے لوگوں کو ختم کر کے ہیں۔) اور رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے بدری صحابیوں سے ملے ہیں اور روایتیں کی ہیں۔ پھر ان سے ہٹ کر اور صحابہ سے یہاں تک کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر اور ان کے مانند صحابیوں سے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت کی ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ ان دونوں نے ابی بن

بَلْ هُمْ وَمَا أَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَأَقَيْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْخُلُوبِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ وَقَوِيهَا يَزِيدُونَ اسْتِعْمَالًا مَا نَقُلُ بِهَا وَالْإِجْتِهَادُ بِمَا أَتَتْ مِنْ سُنَنِ وَأَثَارٍ وَهِيَ فِي زَعَمِ مَنْ حَكَمْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلِ وَاهِيَةٍ مُهْمَلَةٍ حَتَّى يُصِيبَ سَمَاعُ الرَّوَايَةِ عَمَّنْ رَوَى.

وَلَوْ ذَهَبْنَا نَعْدُّ الْأَخْبَارَ الصَّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَهْنُ بِزَعَمِ هَذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيهَا لَعَزَزْنَا عَنْ تَقْصِي ذِكْرِهَا وَإِحْصَائِهَا كُلِّهَا وَلَكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَنْصِبَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِمَةً لِمَا سَكَنَّا عَنْهُ مِنْهَا.

وَهَذَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَأَبُو رَافِعٍ الصَّالِحُ وَهُمَا مَنْ أَدْرَكَ الْخَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنْهُمْ الْأَخْبَارَ حَتَّى نَزَلَا إِلَى مِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَرَبِمَا قَدْ أَسْنَدَ كُلُّ رَاجِلٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي بَنٍ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَلَمْ نَسْمَعْ فِي رِوَايَةِ بَعْضِهَا أَنَّهُمَا غَابَا أَبْيَا أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا.

ابی مسعود نے انھوں نے "نفقة الرجال علی اہلہ" کی حدیث روایت کی ہے جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا اور حدیث سے یہ حدیث روایت کی ہے "اخبرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کانن" اخیر تک جس کو مسلم نے نقل کیا ہے تو عبد اللہ بن یزید صحابی ہیں انھوں نے روایت کی حدیث اور ابی مسعود سے جو مشہور صحابی ہیں۔

کعبہ کو دیکھا یا ان سے کچھ سنا ہے۔

اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ابیاس) نے جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن سحر نے ہر ایک نے ان میں سے دو۔ دو حدیثیں ابو مسعود انصاری سے روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمیر نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور قیس بن ابی حازم جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود انصاری سے تین حدیثیں روایت کیں اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ایک حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ربیع بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرہ سے ایک حدیث، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربیع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبر بن مطعم نے ابو شرع خزاعی سے ایک حدیث روایت کی۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزید لشی نے تیم داری سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عبد الرحمن حمیری

وَأَسْنَدَ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَحْرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْنَدَ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ أَحْكَامٍ وَأَسْنَدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحِبَ عَلَيْهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ رَبِيعُ بْنُ جُرَاجٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثَيْنِ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَقَدْ سَمِعَ رَبِيعُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَرَوَى عَنْهُ وَأَسْنَدَ نَافِعُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْخَزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ الثُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ وَأَسْنَدَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّشِيُّ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ سَلِيمَانُ بْنُ يَسَّارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی حدیثیں روایت کیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

پھر یہ سب تابعین جنھوں نے صحابہ سے روایت کی ہے جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ان کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت میں معلوم نہیں ہوا نہ ملاقات ہی ان صحابہ کے ساتھ روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اس کے یہ سب روایتیں حدیث اور روایت کے پچھلے والوں کے نزدیک (یعنی ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح السند ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ کسی نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف کہا ہو یا اس میں سماع کی تلاش کی ہو۔ اس لیے کہ سماع ممکن ہے اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک زمانہ میں موجود تھے اور یہ قول جس کو اس شخص نے نکالا ہے جس کا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کیلئے اس علت کی وجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہیں کہ اس طرف التفات کریں یا اس کا ذکر کریں اس لیے کہ یہ قول نیا نکالا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے۔ کوئی اہل علم سلف میں سے اس کا قائل نہیں ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد گزرے انھوں نے اس کا انکار کیا تو اس سے اس کے رد کرنے کی حاجت نہیں جب اس قول کی اور اس کے کہنے والے کی یہ وقعت ہے جیسے بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اس بات کو رد کرنے کے لیے جو عالموں کے مذہب کے خلاف ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ تمام ہوا مقدمہ مسلم کا۔ اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جس پر موقوف ہے نجات آخرت کے عذاب سے۔

الْجَمْعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيث. ٥١

مَكُلُّ هَؤُلَاءِ التَّابِعِينَ الَّذِينَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنْ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَمِعْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلَيْهِمْ فِي رِوَايَةِ بَعْضِنَا وَلَا أَتَهُمْ لِقَوْمُهُمْ فِي نَفْسِ خَبَرٍ بَعْضُهُمْ وَهِيَ أَسَانِيدٌ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَؤُلَاءِ مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا اتَّصَلُوا فِيهَا سَمَاعٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ إِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُمَكِّنٌ مِنْ صَاحِبِهِ غَيْرِ مُسْتَكْرٍ لِكُونِهِمْ جَمِيعًا كَانُوا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوا فِيهِ وَكَانَ هَذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَخَذْنَاهُ الْقَائِلُ الَّذِي حَكَيْنَاهُ فِي تَوْحِيدِ الْحَدِيثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِي وَصَفَ أَقْلٌ مِنْ أَنْ يَمْرُجَ عَلَيْهِ وَيُبَارَ ذِكْرُهُ إِذْ كَانَ قَوْلًا مُحَدَّثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفٌ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِي رَدِّهِ بِأَكْثَرِ مِمَّا شَرَحْنَا إِذْ كَانَ قَدَرُ الْمُقَابَلَةِ وَمَقَابِلِهَا الْقَدْرُ الَّذِي وَصَفْنَاهُ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

٥١ ان سب حدیثوں کو نووی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں ان میں سے مسلم نے آگے نقل کی ہیں اس لیے خوف طوالت ہم نے ان کو یہاں نہیں لکھا اور غرض ان سب راویوں کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ سب راوی بہتہاں ہیں اور عمر کے جن لوگوں سے روایت کی ہے ان سے سن سکتے ہیں۔ لیکن ان کا سنا اور ملاقات کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ محدثین نے ان روایتوں کو قبول کیا ہے اور ان کو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضروری نہیں۔

کِتَابُ الْإِيمَانِ

ایمان کا بیان

خطابی نے کہا اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہے اور زہری نے کہا اسلام زبان سے اقرار کرنا ہے اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص۔ تو ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مسلم کا مومن ہونا ضروری نہیں۔ ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنی اطاعت کرنا۔ تو کبھی آدمی ظاہر میں مطیع ہو تا ہے پر دل میں اس کے یقین نہیں ہوتا۔ وہ مسلم ہے نہ مومن۔ پھر ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھ پاؤں سے ادا کرے اس لیے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور اس کی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ اور مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب میں موافق ہوئے ہیں مرجیہ کے مگر فرق یہ ہے حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کے لیے ضروری جانتے ہیں اور مرجیہ کہتے ہیں اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرانیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں انھوں نے غور نہیں کیا۔ اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونوں صفات نفسانی میں سے ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج غصہ محبت اور عداوت میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ پس اسی طرح دلائل میں غور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا ہے کمی اور بیشی نہ ہونے سے یہ غرض ہے کہ کیت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضروری ہے کیونکہ مقلد کا ایمان ہرگز محقق کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان الہی عاوی آدمی کا اور ایمان انبیاء اور اولیاء کا کیوں کر برابر ہو سکتا ہے؟ اب علماء نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مومن جس پر حکم کیا جاوے گا اہل قبلہ ہونے کا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا وہ وہ شخص ہے جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اس میں شک نہ رکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی توحید اور آنحضرت کی رسالت کا۔ اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہو گا اور اس سے کہا جائے گا رسالت کے اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار کرے تو مرتد واجب القتل ہو گا۔ اسی طرح جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہو گا۔ البتہ اگر اسلام کے کسی ضروری رکن کا انکار کرے اور عمل نہ کرے جس کا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت یا کفار کی حرمت کا یا زنا کا یا ناقض قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جائے گا۔ (نودی باختصار مع زیادہ)

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ
وَوُجُوبِ الْإِيمَانِ بِإِثْبَاتِ اللَّهِ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَبَيَانِ الدَّلِيلِ عَلَى
التَّبَرِّيِّ بِمَنْ لَا يُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ وَإِغْلَظِ
الْقَوْلَ فِي حَقِّهِ

باب: ایمان اور اسلام اور احسان اور
اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تقدیر کے اثبات کے
بیان میں

امام ابو الحسن مسلم الحجاج اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں ہم
شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھ کر
اور نہیں ہے ہم کو توفیق دینے والا اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلال اس کا۔
۹۳- یحییٰ بن سمر سے روایت ہے 'سب سے پہلے جس نے تقدیر
میں گفتگو کی بصرے میں (جو ایک شہر ہے دہانہ فلج فارس پر۔ آباد
کیا تھا اس کو عقبہ بن غزو ان نے حضرت عمرؓ کی خلافت میں۔ سمعانی
نے کہا بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزائن ہے عرب کا اور درحقیقت
بصرہ ایک شہر ہے جس سے تجارت اہل ہند اور فارس کے ساتھ
بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اس شہر کی بنا ہوئی
ہوگی۔) وہ معبد جو جنتی تھا۔ تو میں اور حمید بن عبد الرحمن حیرہ

قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ
الْفُسَيْنِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ بَعَوْنُ اللَّهِ نَبْدِيُّ وَإِيَّاهُ
نَسْتَكْفِي وَمَا تَوْفِيقُنَا إِلَّا بِاللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ ۚ
۹۳- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ أَوَّلُ
مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبُدُ الْفُجْهِيِّ
فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْحَمِيرِيُّ حَاجَتَيْنِ أَوْ مَعْتَمِرَتَيْنِ فَقَلْنَا لَوْ
لَقِينَا أَخَذًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ
فِي الْقَدَرِ فَوَفَّقَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَمْرَانَ

۱۔ اب یہاں سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمے میں اختصار کے واسطے کہ حدیث کی اسناد کو نہیں لکھا کیونکہ اسناد سے وہی
لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اہل عمل اور اہل معرفت ہیں اور عامی آدمی کو صرف یہی کافی ہے کہ علماء حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہیں اس پر عمل
کرے۔ امام مسلمؒ اسناد میں کہیں حدیث شاذ اور اخیر تا کہتے ہیں اور کہیں حدیثی اور اخیر تا کہتے ہیں اس سے امام مسلمؒ کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں معلوم
ہوتی ہے۔ حدیثی اور اخیر یعنی وہاں کہا جاتا ہے جہاں امام مسلمؒ نے اس کیلئے کسی شیخ سے حدیث سنی یا کیلئے پڑھ کر سنائی اور حدیث شاذ اور اخیر تا وہاں
جہاں اور لوگوں کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھ کر سنائی۔

(۹۳) ۱۔ یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ اللہ جل
جلالہ نے ازل میں سب چیزوں کا اندازہ کر دیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلاں چیز فلاں وقت میں فلاں طرح پر واقع ہوگی پھر اسی کے موافق جیسے خدا
کے علم میں تھا وہ چیزیں واقع ہوئیں تو اس وقت خدا کو ان کا علم ہوا۔ اور یہ ان کا جھوٹ ہے خدا نے عزوجل پر۔ اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہیں
کہ وہ انکار کرتے ہیں کہ صاحب مقالات نے کہا کہ یہ فرقہ قدریہ کا تمام ہو گیا اور کوئی اہل قبلہ میں سے اس قول کا قائل نہ رہا اور اخیر زمانہ میں
جو قدریہ کہلاتے ہیں وہ تقدیر الہی کو ثابت کرتے ہیں پر یہ کہتے ہیں کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کی طرف سے ہے۔ اور
معزلہ کہ بھی قدریہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خیر 'ہوں یا شر' خالق ہے اور
رائض بھی اس بات میں معزلہ کہ شریک ہوئے ہیں اور اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ خالق کوئی نہیں ہے سوائے خدا کے۔ خدا ہی تمام ہے

دونوں مل کر چلے حج یا عمرے کے لیے اور ہم نے کہا کاش ہم کو کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ کا مل جائے جس سے ہم ذکر کریں اس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہیں تقدیر میں۔ تو مل گئے ہم کو اتفاق سے عبد اللہ بن عمر بن خطاب مسجد کو جاتے ہوئے۔ ہم نے ان کو سچ میں کر لیا یعنی میں اور میرا ساتھی داہنے اور بائیں بازو ہو گئے۔ میں سمجھا کہ میرا ساتھی (حمید) مجھ کو بات کرنے دے گا (اس لیے کہ میری گفتگو اچھی تھی) تو میں نے کہا اے ابابعد الرحمن! (یہ کنیت ہے ابن عمر کی) ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں اور علم کا شوق رکھتے ہیں یا اس کی باریکیاں نکالتے ہیں

الْحَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاسْتَفْتَهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ فَقُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ بَيْنَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَأَنْتُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ لَنَا قَدْرًا وَأَنَّ الْأَمْرَ أَنتُمْ قَالُوا فَإِذَا لَقِيتَ أَوْلَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَأَنْتُمْ بُرَاءٌ مِنِّي وَالَّذِي يَخْلِفُ بِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ

لہ چیزوں کا خالق یہاں تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادے کا بھی۔ پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جس پر عذاب اور ثواب منحصر ہے اس اختیار کا خلق نہیں کہتے۔ خود قرآن مجید میں یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے عملوں کو اور فرمایا: هل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہیں سوائے خدا کے۔ ابو حمزہ بن قتیبہ نے غریب الحدیث میں اور ابوالعالی المرام الحارثی نے ارشاد میں یوں لکھا ہے کہ بعض قدریہ کہتے ہیں ہم قدریہ نہیں ہیں بلکہ اہلسنت قدریہ ہیں کیونکہ وہ قدر اور قضا ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ محض دعو کا اور فریب ہے۔ اس لیے کہ اہل حق تمام کاموں کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور قدر اور افعال کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں اور یہ جاہلین اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولیٰ ہے کہ نام رکھا جائے اس چیز کے ساتھ یہ نسبت اس شخص کے جو اس چیز کو اپنے سے نفی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے۔ امام الحرمین نے کہا رسول اللہ نے فرمایا قدریہ جو اس میں اس امت کے۔ تو مشابہت دی قدریہ کو جو اس کے ساتھ جیسے جو اس (فاری لوگوں) نے دو خالق ثابت کیے ہیں۔ ایک خیر کا اس کو (یزدان) کہتے ہیں اور ایک شر کا اس کو (اہرن) کہتے ہیں۔ اسی طرح قدریوں نے بھی شر کا خالق بندے کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہیں جو اس سے کیونکہ جو اس نے تو وہ خالق نکالے اور انھوں نے ہزاروں لاکھوں کروڑوں خالق کر دیے۔

نودی نے کہا یہ حدیث کہ قدریہ جو اس میں اس امت کے روایت کیا اس کو ابو حازم نے ابن عمرؓ سے انھوں نے رسول اللہ سے اور روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کیا کہ صحیح بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم کا سماع ابن عمر سے ثابت ہو جائے۔ خطائی نے کہا رسول اللہ نے قدریہ کو جو اس لیے کہا کہ ان کا قول مشابہ ہے جو اس کے مذہب کے کیونکہ جو اس دو اصول کے قائل ہیں۔ ایک نور یعنی روشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی۔ اور کہتے ہیں کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا۔ تو وہ بد پرست اور مشرک ہوئے۔ اسی طرح قدریہ نسبت کرتے ہیں خیر کی اللہ کی طرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق ہے خیر اور شر اب کا اور کوئی کام برا ہو یا بھلا بغیر اس کی مشیت اور ارادے کے نہیں ہوتا۔ تو خیر اور شر دونوں باعتبار خلق کے منسوب ہیں اللہ کی طرف۔ اور باعتبار کسب اور قاعدیت کے بندے کی طرف اور بعض آدمی قضا اور قدر کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ بالکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا کے سامنے اور اس کو کسی طرح کا اختیار نہیں۔ یہ فرقہ جبریہ کہلاتا ہے جو قدریہ کی طرح گمراہ ہے اور اہل سنت سے خارج ہے حالانکہ قضا اور قدر کا یہ مطلب نہیں بلکہ قضا اور قدر اللہ تعالیٰ کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کرے گا یہ اسے یا نہیں اور کب کرے گا یہ نہیں علم اسی واسطے وہ سب کام اپنے اختیار سے کرتا ہے

لَا حُدُودَ لَهُمْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَمًّا فَأَنفَقَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ تَيْنِمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَغْرِفُهُ مَنَا أَحَدٌ حَتَّى حَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفْيَهُ عَلَى فَجْذِيهِ وَقَالَ يَا

اے میرے اور اس کا ثواب یا عذاب ملتا ہے۔ (نووی مع زیادہ)

مسعدی نے کتاب الانسان میں لکھا ہے کہ جہنمی نسبت ہے جہنم کی طرف جو ایک قبیلہ ہے قضاہ میں سے اور اس کا نام زید بن لیث بن اسود بن اسلم بن الحلاف بن قضاہ تھا۔ کچھ لوگ اس کے کوفہ کے ایک محلہ میں اترے جو منسوب ہے جہنم کی طرف اور کچھ بصرے میں اور بصرے والوں میں تمام جہنمی جو حسن بصری کا شاگرد تھا اور سب سے پہلے اس نے گفتگو کی تقدیر میں بصرے میں پھر بصرہ والے اس کی راہ چلنے لگے۔ حجاج بن یوسف نے اس کو قتل کیا یا نہ کر۔ قریب میں ہے کہ بعضوں نے کہا اس کے باپ کا نام عبد اللہ بن عقیم ہے اور بعضوں نے کہا اس کا دادا ابو عمر تھا۔ وہ چاہے۔ مسکین بد معنی تھا۔ اس نے اول تقدیر میں گفتگو کی بصرے میں اور قتل کیا گیا ۸۰ھ میں۔

حدیث میں یہاں یتفقون ہے بتقدیرم فہاء بر قاف۔ یعنی یہ ہیں کہ طلب کرتے ہیں علم کو اور شوق رکھتے ہیں اور بعض نسخوں میں یتفقون ہے بتقدیرم فہاء بر قاف۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ باریکیاں نکالتے ہیں اور موشگافیاں کرتے ہیں اور بعضوں نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے یتفقون بخلاف المرء یعنی پیروی کرتے ہیں علم کی۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے یتفقون نہ پڑھا فقہ سے یعنی گہری باتیں نکالتے ہیں۔ اور ابو یعلیٰ کی روایت میں یتفقون ہے یعنی فقہ حاصل کرتے ہیں۔ (نووی)

یعنی ابتداءً ایک ایک ہی سے سوچے سمجھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پیشتر سے انکا علم نہ تھا نہ اس نے پہلے سے کوئی اندازہ کیا تھا بلکہ وقوع کے بعد خدا کو علم ہوا۔ جیسے اوپر گزر چکا ہے کہ قول غلاة قدریہ کا ہے اور سب قدریہ کا نہیں اور قائل اس کا گمراہ اور مجہول ہے۔ خدا سب مسلمانوں کو اس اعتقاد سے بچائے یعنی علاقہ اسلام کا اس لیے کہ وہ سب کافر ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ مراد وہ قدریہ ہیں جو خدا کا علم مخلوق کے ساتھ نفی کرتے ہیں وہ بالاتفاق کافر ہیں اور یہ لوگ درحقیقت فلاسفہ ہیں جو کہتے ہیں خدا تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ہو سکا اگر ہو بھی تو ایک طرح کا اجہلی علم ہو گا نہ کہ تفصیلی۔ بعضوں نے کہا کہ ابن عمرؓ کا یہ قول صاف دلائل کرتا ہے قدریہ کے کافر ہونے پر اور احتمال ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہے لیکن آگے کی عبارت سے صاف ان کا کفر معلوم ہوتا ہے۔ اس ایک فقرے میں رسول اللہؐ نے سارے تصوف اور سلوک کو بیان کر دیا۔

تصوف کی تعریف:

خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل میں رہے۔ تو اعلیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور میں ایسا غرق ہو جائے کہ سوا خدا کے کچھ نہ نظر آئے۔ گو ظاہری آنکھوں سے دنیا کی چیزیں دیکھتے تھے

مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي عَنْ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ كَپڑے نہایت سفید تھے اور بال نہایت کالے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اس کو پہچانتا نہ تھا۔ وہ بیٹھ گیا آنحضرت ﷺ کے پاس آکر اور اپنے گھنے حضرت کے گھنوں سے ملا دیے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے (جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد! تلاؤ مجھ کو

اور کانوں سے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان مردے کی آنکھ اور کان کی طرح کھلے ہیں۔ آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لوموٹی کی طرف ہے۔ اس کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں جو اعلیٰ درجہ کے فقیروں اور صوفیوں اور خدا کے پاک بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اور ایک مرتبہ اس سے اونٹنی ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے۔ وہ یہ کہ ہر وقت خدا کو حاضر اور ناظر کیجئے اور یہ یقین کرے کہ خدا اس کی تمام حرکات اور سکناات یہاں تک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے۔ پھر اس کی عبادت کے وقت دوسری چیز میں دل لگانا اور بیودہ وسوسوں کو روک دینا شیطان کا کام ہے جس سے ہٹنا مانگنا چاہیے۔

نودی نے کہا مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ بندہ عبادت میں اخلاص کرے اور دل لگا دے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سے کرے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کے علوم اس سے نکل سکتے ہیں۔ یعنی قیامت کا آناسی کو معلوم نہیں سوا خدا کے۔ نودی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے جس کو وہ نہیں جانتا تو یوں کہنا چاہیے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور یہ کہنا اس کی ذلت اور نقصان کا باعث نہ ہو گا بلکہ دلیل ہے اس کے کمال علم اور درجہ اور تقویٰ کی۔ بڑے بڑے اماموں نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں۔

یہ ترجمہ ہے ان ثلاث الامۃ رہنما کا جیسے اس روایت میں ہے اور ایک روایت میں رہنما کے بدلے رہنما ہے تذکیر کے ساتھ۔ تو ترجمہ یہ ہو گا کہ بنے گی لوٹری اپنے میاں کو۔ اور ایک روایت میں بعلہا ہے یعنی بنے گی لوٹری اپنے خاندان کو۔

اس فقرہ کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ لوٹریاں بہت پکڑی جائیں گی اور لوہار کی اولاد بہت پھیلے گی۔ اور ظاہر ہے کہ لوٹری بھی شریعت کی رو سے ایک مال ہے اور باپ کا مال اس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا اپنی ماں کے میاں بی بی اور مالک ہو سکے۔ بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ لوٹریاں بادشاہوں کی مائیں ہو گئی۔ کیونکہ اس زمانہ کے بادشاہ موافق شریعت کے نکاح کے پابند نہ ہوں گے بلکہ بہت سے نکاح عین کریں گے لوٹریاں اور خواہیں رکھیں گے پھر ان کے لڑکے اور لڑکیاں تخت پر بیٹھ کر بادشاہ بنیں گے اور اپنی ماں کو اپنی رعیت میں شامل کریں گے۔ بعضوں نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگوں کا حال تباہ ہو گا اور ام و لد کو پہنچنا شروع کر دیں گے۔ آخر کچھ کہتے کچھ بھی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتھ آن کر کے گی اور اس کو معلوم نہ ہو گا کہ میری ماں ہے اور یہ صورت سوا ام و لد کے اور لوٹریوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک لوٹری کا لڑکا سوا اس کے مالک کے کسی اور سے ہو نکاح یا شہ یازناسے پھر وہ لوٹری کیجئے کہتے اس لڑکے کے ہاتھ میں جا پڑے اور وہ نہ پہچانے۔ اور بعل کے معنی بھی مالک سید کے آئے ہیں جیسے الذعدون بعل یعنی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضوں نے کہا بعل سے مراد خاندان ہے یعنی خصم۔ وہ کہتے ہیں لوٹریوں کی خرید و فروخت اس کثرت سے ہو گی کہ کبھی ایک شخص اپنی ماں سے نکاح کر لے گا اور اس کو معلوم نہ ہو گا۔ اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ لوگ ماؤں کی عزت و حرمت چھوڑ دیں گے اور ماں سے وہ سلوک کریں گے جو لوٹری سے کرتے ہیں۔

خدا اپنی پناہ میں رکھے اس زمانہ میں بھی بہت سے لوگ ایسے نکلے ہیں جو ماں باپ کا لب نہیں کرتے اور ان کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ لوٹری غلاموں کی طرح ان کو جبر کرتے ہیں۔

وَتُخْجَ الْيَتِىٰ اِنْ اَسْتَضَلَّتْ بِاَيْهِ سَبِيْلًا ۖ ۖ قَالَ صَدَقْتَ ۖ قَالَ فَمَجِئْنَا لَهُ بِسَالَةٍ وَبَصَدَقُهُ ۖ قَالَ فَاُخْبِرْنِي عَنِ الْيَمَانِ ۖ قَالَ ۖ ۖ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكِتٰبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۖ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ ۖ ۖ قَالَ صَدَقْتَ ۖ قَالَ فَاُخْبِرْنِي عَنِ الْاِحْسَانِ ۖ قَالَ ۖ ۖ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَمَا نَكَتَ تَرَاهُ ۖ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ ۖ فَاِنَّهُ يَرَاكَ ۖ ۖ قَالَ فَاُخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ ۖ قَالَ ۖ ۖ مَا الْمُسْتَوِلُ عَنْهَا بِاَعْلَمُ ۖ مِنْ السَّائِلِ ۖ ۖ قَالَ فَاُخْبِرْنِي عَنِ اَمَارَتِهَا ۖ قَالَ ۖ ۖ اَنْ تَلِدَ الْاُمَّةُ رِبْعَهَا ۖ وَاَنْ تَوْرِيَ الْاَخْفَاةَ الْغُرَاةَ الْغَالَةَ رِغَاءَ الشَّاءِ يَصْطَرُّوْنَ فِي الْاُثْنَيْنِ ۖ ۖ قَالَ ثُمَّ اَنْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَئًَّا ثُمَّ قَالَ لِي ۖ ۖ (يَا عُمَرُ اَتَدْرِي مَنْ السَّائِلُ ۖ) ۖ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ۖ قَالَ ۖ ۖ (فَاِنَّهُ جِبْرِيلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنََكُمْ) ۖ ۖ

اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'اسلام یہ ہے کہ تو گوہی دے (یعنی زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور محمد اس کے پیغمبر ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھ سے ہو سکے۔ (یعنی راہ خرچ ہو اور راستے میں خوف نہ ہو) وہ بولا حج کہا تم نے۔ ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے حج کہا۔ (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور حج کہنے والا وہ ہوتا ہے جس کو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص کیوں کرے گا؟) پھر وہ شخص بولا مجھ کو بتلاؤ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا 'ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہیں اور اس کا حکم بجالاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی طاقت دی ہے) اور اس کے پیغمبروں پر (جن کو اس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کیلئے) اور پیچھے دن پر (یعنی قیامت کے دن جس روز حساب کتاب ہو گا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہو گی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا پاک کی طرف سے ہے۔ (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا حج کہا تم نے۔ پھر اس شخص نے پوچھا مجھ کو بتلاؤ احسان کیا ہے؟ آپ نے

لہ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلی ہے کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگوں نے استدلال کیا اس امر پر اس حدیث سے تعجب ہوتا ہے۔ اسلئے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اس کا حرام یا مذموم ہو نا ضروری نہیں۔ کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا، دولت بہت کماتا، پچاس پچاس عورتیں رکھنا حرام نہیں حالانکہ وہ بھی قیامت کی نشانیاں ہیں۔ یعنی دنیا کی حالت میں ایک بولا تھا کہ جو لوگ مفلس فاقش 'بہو' کے تھے وہ امیر و مالدار ہو جائیں گے اور جو امیر و مالدار تھے وہ مفلس و محتاج ہو جائیں گے۔ اگرچہ ایسے انقلاب دنیا میں بڑی جنگوں سے بھی بارہو چکے ہیں پر قیامت کے قریب وہ ساری دنیا میں ہو گئے اور اب تک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصہ میں ہوئے۔ جیسے دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کشت و خون بہت ہو گا اور فساد کا ۱۰۰ ہو جائے گا۔ بعضوں نے کہا کہ مراد ان جنگوں کے جنگوں سے حرب کے لوگ ہیں اور یہ ایک ہشیش گونی تھی ان کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہو گی اور عربوں کی شوکت بڑھے گی اور وہ محتاجی اور غربت سے نکل کر مالدار اور امیر بن جائیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تھوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح ہوئے اور عرب کے لوگ مالامال ہو گئے۔ حج

فرمایا 'احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا بتائیے مجھ کو قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا اس کو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ وہ شخص بولا تو مجھے اس کی نشانیاں بتلائیں؟ آپؐ نے فرمایا ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جے گی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھے گا ننگوں کو جن کے پاؤں میں جو تانہ تھا، تن کو کپڑا نہ تھا، کنگال بڑی بڑی عمارتیں ٹھونک رہے ہیں۔ راوی نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا میں بڑی دیر تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے فرمایا اے عمر! تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ جبریلؑ تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

۹۴۔ اس سند سے بھی یہ حدیث مردی ہے کچھ الفاظ کی کمی اور بیشی کے ساتھ۔

۹۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا نَكَلَّمْنَا مَعْبُدٌ بَمَا نَكَلَّمُ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدْرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحَسَحْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَمْعِيُّ حَقًّا وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ كَهْمَسٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ آخَرُونَ.

لہٰذا یہ ترجمہ ہے فلیت ملہا کا اور بعض نسخوں میں فلیت ملہا یعنی بہت دیر تک چپ رہے۔ ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے تین دن کے بعد حضرت مجھ سے ملے۔ لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابو ہریرہؓ کی روایت کے کہ وہ شخص چپہ موز کر چلا آپؐ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ لوگ دوڑے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ اس وقت رسول اللہؐ نے فرمایا یہ جبریلؑ تھے۔ اور ممکن ہے توفیق اس طور پر کہ حضرت عمرؓ اس وقت مجلس سے اٹھ کر چلے گئے ہوں تو آپؐ نے اور لوگوں سے اسی وقت کہا ہو اور حضرت عمرؓ سے تین دن کے بعد۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین میں داخل ہے۔

اور یہ حدیث علوم اور معارف کی بہت سی قسموں پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہم نے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچھ قاعدے اس کے اوپر مذکور ہوئے۔ ایک قاعدہ اس کا یہ بھی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو ان کو معلوم کرانے کے لیے پوچھنا درست ہے تاکہ سب واقف ہو جائیں۔ دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچھنے والے کو اچھی طرح سے جواب دینا چاہیے کہ اس کی تشفی ہو جائے۔

۹۵- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا لَقِينَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا الْقَدْرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ فَأَقْصَى الْحَدِيثِ كَتَبُو حَدِيثَهُمْ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ شَيْءٌ مِنْ زِيَادَةٍ وَقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا.

۹۵- یحییٰ بن یعمر رضی اللہ عنہ اور حمید بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے اور ہم نے ان سے قدر کے مسئلہ کا ذکر کیا اور ان باتوں کا بھی جو لوگ اس بارے میں کر رہے تھے تو انہوں نے یہی حدیث بیان کی جو گذر چکی ہے چند الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ۔

۹۶- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَحُو حَدِيثَهُمْ.

۹۶- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بابُ الْإِيمَانِ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ

۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَأَنَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ)) وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ ((قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ)) قَالَ يَا

۹۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں میں برآمد تھے اُن میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ! ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا! ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر۔ اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے پچھلے جی اٹھنے پر پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا! اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوٰۃ کو جس قدر

(۹۷) خدا سے ملنا تو کرنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور پچھلے جی اٹھنے سے مراد قیامت کا اٹھنا ہے۔ بعضوں نے کہا خدا سے ملنا حساب و کتاب کے بعد ہو گا لیکن ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہیں کیونکہ وہ خاص لوگوں کو ہو گا۔ (تو ہی) یعنی خدا کے برابر کسی کو نہ سمجھے نہ قدرت میں نہ تصرف میں نہ عبادت میں نہ دعائیں بلکہ پوچے تو خدا ہی کو پوچے، مانتے تو خدا سے مانگے، سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے۔ اگرچہ بعض بندوں کا اور غلاموں کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور ان کو بہت کچھ سرفراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے وہ بندے اور غلام ہی ہیں۔ البتہ بندوں میں ان کو امتیاز ہے۔ یہ سب چیزیں عبادت میں داخل ہیں مگر چونکہ یہ چیزیں عبادت میں اعلیٰ درجے کی تھیں اس لیے ان کو علیحدہ بیان کیا اور بعضوں نے کہا عبادت سے مراد معرفت الہی ہے اور اقرار ہے اس کی وحدانیت کا۔ نماز میں قید لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے، سنن اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہیں۔ اسی طرح نفل صدقات کا دیالزام نہیں اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کو پڑھے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ اس کو پورا کرے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران میں ایک طرح کی تہذیب اور شائستگی تھی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی، جاہل، گنوار، جانوروں کی طرح

فرض ہے اور وزے رکھے رمضان کے۔ پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! احسان کبے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اس کو نہیں دیکھتا (یعنی اتنا استغفر نہ ہو اور یہ درجہ نہ ہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کا وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن اس کی نشانیاں میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ جب لوٹنی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تنگ بدن، تنگ پاؤں پھرنے والے لوگ سردار بنیں تو قیامت کی نشانی ہے اور جب بکریاں یا بھیڑیں چرانے والے بڑی بڑی حویلیاں بناویں تو یہ بھی قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو کوئی نہیں جانتا سوا خدا کے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور امارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے رحم میں ہے (یعنی نریا وہ) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں رہے گا۔ اللہ ہی جانے والا اور خبردار ہے۔“ راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موز کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پھیر لے آؤ۔ لوگ چلے اس کو لینے کو لیکن وہاں کچھ نہ پایا۔ (یعنی اس شخص کا نشان بھی نہ ملا) تب آپؐ نے فرمایا یہ جبریلؑ تھے، تم کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

۹۸- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور ”اب“ کے بجائے ”بعل“ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

رَسُولُ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ ((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمَسْنُونُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ سَأَخْبُثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتْ الْأَمَةُ رُبُّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَتِ الْغَرَاءُ الْخَفَاءُ رُؤُوسُ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رِجَالُهُمْ فِي الثُّبَيَّانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خُمْسٍ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ)) ثُمَّ تَلَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ قَالَ ثُمَّ أَذْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رُدُّوْا عَلَيَّ الرَّجُلَ)) فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ))

۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ النَّبِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ غَيْرُ أَنَّ فِي رِوَايَتِهِ ((إِذَا وَلَدَتْ الْأَمَةُ بَعْلَهَا يَعْنِي السَّرَارِي))

ظہر طرح تھے۔ خصوصاً انگلیشٹ کے لوگ اور روم کے لوگ تو انسانیت سے بہت تھوڑا حصہ رکھتے تھے اور جانوروں کی طرح جھاڑوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔ ان میں بادشاہت یا ملک داری کا لیتہ بالکل نہ تھا۔ اب ہمارے زمانے میں چند روزے انہی وحشی لوگوں نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہیں۔ جس شاید یہ بھی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد ہوا اس حدیث سے۔

۹۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَلَوْنِي)) فَمَأْمُورُهُ أَنْ يَسْأَلُوهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَحَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ ((لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا)) وَتُقِيمُ ((الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِأَنْتَ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدِيرِ كُلِّهِ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ ((أَنْ تَخْشِيَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأَخَذُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا رَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَلْدُ رَيْثَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتَ الْحَفَاةَ الْغُرَاةَ الصُّمَّ الْيَكْمَ مَلُوكَ الْأَرْضِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتَ رِعَاءَ الْبَنِي يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبَنِيانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ)) ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَكْسِبُ عَذَابًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۹۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پوچھو مجھ سے دین کی باتیں جو ضروری ہیں البتہ بے ضرورت پوچھنا منع ہے۔ لوگوں نے خوف کیا پوچھنے میں (یعنی ان پر عرب آپ کے چھا گیا) تو ایک شخص آیا اور آپ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھا اور بولا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے۔ وہ بولا لاچ کہا آپ نے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے تو جی اٹھنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر۔ وہ بولا لاچ کہا آپ نے پھر بولا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ وہ بولا لاچ کہا آپ نے۔ پھر بولا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تجھ سے اس کی نشانی بیان کرتا ہوں۔ جب تو لوٹری کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک اور میاں کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤں، ننگے بدن بہروں، گونگوں (یعنی احق اور نادانوں کو) وہ بادشاہ ہیں ملک کے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریاں چرانے والوں کو بڑی بڑی عمارتیں بنارہے ہیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت غیب کی پانچ باتوں میں سے ہے جن کا علم کسی کو نہیں سوا خدا کے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان اللہ عنده علم الساعة اخر تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کس ملک میں مرے گا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ میرے پاس۔ لوگوں نے ڈھونڈا تو کہیں نہ

پاپاس کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھے۔ انھوں نے چاہا۔ تم کو علم ہو جاوے جب تم نے نہ پوچھا۔ (یعنی تم نے سوال نہ کیا) عرب میں آگے تو حضرت جبریل آدمی کے بھیج میں آئے اور ضروری باتیں پوچھ کر گئے تاکہ تم کو علم ہو جائے۔)

باب: نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رُدُّوهُ عَلَيَّ فَاتَمِسْ فَلَمْ يَجِدُوهُ)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَذَا جِبْرِيلُ أَرَادَ أَنْ تَعْلَمُوا إِذْ لَمْ تَسْأَلُوا))

بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِي هِيَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

۱۰۰۔ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے نجد والوں (نجد عرب میں ایک ملک ہے) میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کے بال پریشان تھے اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی لیکن سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آیا۔ تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ وہ بولا ان کے سوا میرے اوپر اور کوئی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے اور رمضان کے روزے ہیں۔ وہ بولا مجھ پر رمضان کے سوا اور کوئی روزہ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے۔ پھر آپ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا۔ وہ بولا مجھ پر اس کے سوا اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو

۱۰۰۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ نَابِئُ الرِّأْسِ نَسَمِعُ دَوْبِي صَوْتِيهِ وَلَا تَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خَمْسٌ صَلَوَاتٌ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ وَصِيَامٌ شَهْرٌ رَمَضَانَ)) فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ فَقَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ)) وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۰) یعنی سوالان پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے یا مستحب۔ وتری نماز اور عید کی نماز اور گھن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی ان کو واجب کہتا ہے اس پر یہ حدیث جنت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شاید اس وقت تک و تر اور عید کی نماز واجب نہ ہوئی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہے۔

رمضان کے سوا کوئی روزہ فرض نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے تو قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہے اور طہار و غیرہ کے کفاروں میں روزہ متعین نہیں اور چیزوں سے کفارہ دیا ہو سکتا ہے۔

بولا زکوٰۃ کے سوا مجھ پر اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے۔ تو صدقہ فطر واجب نہ ہو اور جو واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت تک واجب نہ ہوا ہوگا۔

اس شخص کے واپس جاتے ہوئے یہ کہنے پر کہ خدا کی قسم میں نہ ان سے زیادہ کروں گا نہ ان میں کمی کروں گا آپ نے فرمایا مروا پانی اس نے اگر سچا ہے۔ یعنی اگر بجا لایا ان سب باتوں کو اور کہی نہ کی ان میں جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت میں نجات پائے گا اپنی مروا کو پیچھے گا اور جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اس کے لیے۔

نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہیے۔ راوی نے کہا پھر وہ شخص پچھہ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا خدا کی قسم میں نے ان سے زیادہ کروں گا نہ ان میں کسی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد اپنی اس نے اگر سچا ہے۔

۱۰۱۔ طلحہ بن عبید اللہ سے وہ نبی سے۔ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری، اتنا فرق ہے کہ جب اس شخص نے کہا قسم خدا کی میں اس میں نہ کسی کروں گا نہ بیشی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نجات پائی اس نے، قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جائے گا، قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے۔

الرَّكَاةَ فَقَالَ هَلْ عَلِمْتَ غَيْرَهَا قَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَصُومَ)) قَالَ فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ))

۱۰۱۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ))

تلمہ اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بھی ہیں پھر اس شخص نے نہ کیوں کہا اس سے زیادہ نہ کروں گا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے اس کو شریعت کی باتیں بتائیں اور وہ کہتا جاتا تھا قسم خدا کی جس قدر اللہ نے مجھ پر فرض کیا ہے میں اس میں کسی بیشی نہ کروں گا تو فرض میں اور دین کی باتوں میں سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور نوافل اور سنن کا اور اکرا نجات کے لیے ضروری نہیں گو بیشی کے لیے سنتوں کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص کی گواہی مقبول نہ ہوگی پر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پائے گا اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور بعض روایتوں میں روزہ کا ذکر نہیں کسی میں نہ کو چھ کا ذکر نہیں۔

قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویوں کا قصور ہے جیسا کسی کو یاد رہا یا اس نے بیان کیا اور چونکہ زیادتی اللہ کی مقبول ہے تو سارے اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوئے ہیں ضروری نہیں۔ بعض روایتوں میں نانا ملنا یعنی عزیز داروں سے سلوک اور محبت کرنا اور مال قیمت میں سے پانچواں حصہ لو کرنا بھی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت نے موقع اور محل دیکھ کر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضروری ہوں وہی بیان کئے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ارکان کو جن کی فریست ان کو معلوم ہو جائے خواہ چوتھ سے معلوم نہ تھی بجا نہ لائیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۱) ☆ اس حدیث میں حضرت نے قسم کھائی اس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت کا یہ فرمانا بطریق عادت اور بیکہ کلام کے تھا کیونکہ عرب کے لوگ باتوں میں اس قسم کی کھایا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جس میں تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور نہ مشابہ کرنا اس کا اللہ جل جلالہ کے ساتھ۔ یہی جواب صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اس وقت ہو گا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع نہ تھا اور صحیح ہے کہ قسم کھانا اللہ کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو برابر نہ کیا جائے یعنی جیسے خدا کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہو وہی کسی اور کی نہ ہو نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پر کرنا ایسا لازم اور ضروری سمجھا جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پھر اگر کسی اور کو ایسا ہو اور بزرگ سمجھ کر جیسے خدا کو سمجھتا ہے اس کی قسم کھائے تو وہ شخص مشرک ہو جائے گا اور جو ایمان سمجھے۔ صرف بطور بیکہ کلام عادت کے بطور لغو کسی کی قسم کھانے تو وہ مشرک نہیں ہے۔ مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکوں کے افعال کے اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ کا جو آپ نے فرمایا جو قسم کھائے کسی اور کی سوائے خدا کے اس نے شرک کیا۔

بَابُ السُّؤَالِ عَنْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

باب: اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان

۱۰۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَيْنَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يَنْهَانَا أَنْ نَسْأَلَ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلَ فَنَسْأَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَخَاءَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَتَانَا رَسُولُكَ فَرَعَمَ لَنَا أَنْتَ فَرَعَمَ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَكَ قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ قَالَ ((اللَّهُ)) قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالِ وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَبِأَيِّ خَلْقِ السَّمَاءِ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالِ اللَّهُ أَرْسَلَكَ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حُمْسَ صَلَواتِ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا

۱۰۲- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم کو ممانعت ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنے کی تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ جنگل کے رہنے والوں میں سے کوئی شخص آئے مگر سمجھ دار ہو، آپ سے پوچھو اور ہم سنیں۔ تو جنگل کے رہنے والوں میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے محمد! آپ کا اپنی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اس اپنی نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ پھر اس نے کہا پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا اور ان میں جو چیزیں ہیں وہ کس نے پیدا کیں؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ اب اس شخص نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آسمان کو پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اللہ تعالیٰ نے سچ سچ آپ کو بھیجا؟ آپ نے فرمایا۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے اپنی نے ہم سے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں ہر دن اور رات میں۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا قسم ہے اس

(۱۰۳) اللہ جل جلالہ نے فرمایا ایہا الذین امنوا لا تستلوا عن اشیاء ان تبدلکم نسوہم اخر تک یعنی اے ایمان والو! مت پوچھو بہت چیزیں اگر تم پر نکلیں تو تم کو بری نکلیں اور اگر پوچھو گے جس وقت قرآن اترتا ہے تو کوئی بات کہیں گی اللہ نے ان سے درگزر کی ہے اور اللہ بخشتا ہے عقل والا۔ دیکھنا باتیں پوچھنے کے ہیں کچھ لوگ تم سے اس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اس کو معاف جانو تاکہ دین آسان رہے اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہو جائے گا پھر عمل نہ کر سکو جیسے اگلے لوگ نہ کر سکے پھر کفر کی رحمتیں بتائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں، اللہ نے نہ فرمایا ہو بے اصل ہے اور اسی طرح ہے فائدہ باتیں پوچھنی۔ کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا میری عورت کون تھی کس طرح ہے؟ اگر بیشتر ہر بات کا جواب دے تو شاید ہر جواب آوے اور پڑھائی حاصل ہو۔ (موضح القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں امام عالی جاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان ہمدانی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کثرت سوال سے منع کیا اس لیے کہ کبھی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تھا واجب ہو جاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا لیا کہ کبھی کسی نے ایسا خطبہ نہ سنا تھا ایک شخص بولا میرا باپ کون تھا؟ اس وقت یہ آیت اتری۔ بخاری نے ابن عباس سے بھی ایسا نقل روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ پوچھنے والا عبد اللہ بن حذافہ تھا۔ اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا باپ حذافہ ہے۔ ابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تم پر عرصہ فرض کیا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول اللہ! آپ چپ رہے۔ اس نے تین بار یہی پوچھا۔ جب آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پھر تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔ جو بات میں بیان نہ کروں تم بھی اس کو چھوڑ دو۔ یعنی نہ لڑو

قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أُرْسِلْتُ إِلَيْهِ
أَمَرْتُكَ بِهَذَا قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ
رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِي أَمْوَالِنَا قَالَ
((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أُرْسِلْتُ إِلَيْهِ
أَمَرْتُكَ بِهَذَا قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ
رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي
سَنَتِنَا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي
أُرْسِلْتُ إِلَيْهِ أَمَرْتُكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ

کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ کو ان نمازوں کا حکم کیا
ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے اچلی نے کہا
کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکوٰۃ ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا وہ
شخص بولا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے اللہ نے آپ کو زکوٰۃ
کا حکم کیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے اچلی
نے کہا ہم پر رمضان کے روزے فرض ہیں ہر سال۔ آپ نے
فرمایا اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا
اللہ نے آپ کو ان روزوں کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر

لو پوچھو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ جاہلوں سے اسی بہت پوچھنے کی وجہ سے اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبروں پر۔ جب میں تم کو کسی
بات سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور یہ آیت اسی بات میں اتری۔ بخاری
اور مسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی اور پوچھتے پھر پوچھتے یہاں تک کہ وہ شرع حرام ہو جاتی
جب حرام ہو جاتی تو اس کو کرنے لگتے۔ ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اس مسلمان پر ہے جس نے جو چھاپا ایک
شے کو اور وہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے سے حرام ہوئی اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہؓ کی روایت کیا کہ رسول اللہؐ نے
فرمایا اللہ نے حدیں باخداہدیں ہیں پھر اس سے آگے مت بڑھو اور فرض بتلا دے ہیں ان کو اور اگر حرام کر دیا ہے جن چیزوں کو ان کو مت
کرنا اور جن باتوں کو نہیں بیان کیا ان کو وہ بھولا نہیں بلکہ رحمت ہے اس کی تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور ان کی بحث مت کرو۔ ابھی
اگرچہ یہ منافعت ہے فائدہ سوال کرنے سے اور بیکار چیزوں کے پوچھنے سے تھی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تھا کہ لوگ ایمان کی باتیں
یا ضروری کام دین کے نہ پوچھیں کیونکہ ان باتوں کے بتلانے کے لیے تو خود حضرتؐ بھیجے گئے تھے پر صحابہؓ کو ان کا ذکر بعض وقت پوچھنے کی بات کو
بھی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ کوئی نیا واقف شخص آئے اور وہ پوچھتے تو ہم بھی سن لیں اور سمجھ لیں۔

پہلے اس شخص نے خدا کی بابت دریافت کیا پھر رسالت کی تصدیق کی بعد اس کے اعمال کو دریافت کیا۔ یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ
ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ پہلے سوالیہ والا اگرچہ جنگلی تھا پر عاقل اور سمجھدار تھا۔ ابن الصلاحؒ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے ان لوگوں
کے لیے جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہیں اس لیے کہ عوام کو بھی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور وہ تذبذب نہیں رہتا برخلاف
معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ حدیث جنت ہے ان پر کیونکہ آپؐ نے ان کے ایمان کو جائز رکھا اور یہ نہیں کہا کہ تجھ کو
ان باتوں پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزہ کا دیکھنا ضروری ہے۔ معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اس کی مضبوطی پر
مبغوضہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس نے بغیر دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہے اور اگر کوئی دوسرا اس میں شک ڈال دے تو اس کا اعتقاد
پلٹ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک اس کو شک پیدا نہ ہو اس وقت تک تو اس کا ایمان صحیح ہے کیونکہ وہ برابر ہے محقق کے ایمان کے
جس نے دلائل میں غور کر کے حاصل کیا ہے۔ اب مقلد القلوب خدا سے غرض دل ہے وہ چاہے تو ایمان پر ثابت رکھے چاہے تو ڈگمگائے۔
بڑے بڑے محقق و مفسرین میں بڑا کرگاہو گئے ہیں اور مقلد کا مایاب ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ تحقیق کا ہے اور جہا
ن تک تحقیق ممکن ہو تھیں کہ راہ چلنا بہتر نہیں نہ تھیں یہ کچھ حلاوت اور ذائقہ ہے پر اس حصر سے کہ وہی سمجھتے ہیں جو محقق ہیں۔

وہ شخص بولا آپ کے اچھی نے کہا کہ ہم پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے۔ (یعنی خرچ راہ اور رسواہی اور راستہ میں امن ہو) آپ نے فرمایا اس نے حج کہا۔ یہ سن کر وہ شخص پیٹھ موز کر چلا اور کہنے لگا قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا میں ان باتوں سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت میں جائے گا۔

۱۰۳- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قرآن میں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ باقی حدیث وہی ہے۔

باب: بیان اس ایمان کا جس سے آدمی جنت میں جائے گا اور بیان اس بات کا کہ حکم بجالانے والا جنت میں جائے گا ۱۰۴- ابی ایوب (خالد بن زید) انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جا رہے تھے اتنے میں ایک جنگلی آیا اور آڑے آکر آپ کی اونٹنی کی رسی یا ٹنگیل پکڑ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! یا یوں کہا یا محمد! مجھے وہ چیز بتلائیے جو مجھے جنت کے نزدیک اور جہنم سے دور کرے؟ آپ یہ سن کر رک گئے اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا پھر فرمایا اس کو توفیق دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنی خدا نے اس کی مدد کی اور اس بات کے پوچھنے کی طاقت دی۔ توفیق کہتے ہیں نیک بات

وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنْ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ ((صَدَقَ)) ثُمَّ وَلَّى قَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَبِنَ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ))

۱۰۳- عَنْ أَنَسٍ كُنَّا نُهَيَّا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَأَلَ الْحَدِيثَ بِجَنَلِهِ

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ الَّذِي يَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَأَنْ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۰۴- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَأَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ أَوْ بِرِجَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ ((لَقَدْ

لہام نو دئی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ جب تو آپ نے دین کی باتیں بتلانے کے لیے ایک اچھی راہ نہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اس کا نام جناب بن ثعلبہ تھا۔ قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان ہو کر آیا تھا مگر اسلام کی باتوں کو اچھی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے خود پوچھ لیا۔ حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفہ میں کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ علما و اسناد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتیں دین کی اچھی کے واسطے سے سنی تھیں پھر دود واسطہ نکال کر خود حضرت سے سننے کو آیا۔

(۱۰۴) اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر چلنے چلنے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھہرنا چاہیے اور اس کو بتلانا چاہیے اور دین کی بات بتلانے میں غلط ہوتے ہوئے سستی کرنا بری بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے ہیں حق بات سے وہ کو ٹکاشیاں پٹانے۔

وَقَالَ أَوْ لَقَدْ هَدَيْتِ ((قَالَ)) كَيْفَ قُلْتِ ((قَالَ فَأَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَغَ النَّاقَةِ ((

کی قدرت دینے کو اور خدا ان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے (اس جنگلی سے) فرمایا تو نے کیا کہا؟ اس نے پھر وہی کہا۔ (یعنی مجھ کو وہ بات بتلائیے جو جنت کے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کو پوج اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور ادا کر نماز اور دے زکوٰۃ اور ناتے کو ملا (یعنی عزیزوں، رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کر اگر وہ برائی کریں یا ملاقات ترک کریں تو تو نیکی کر اور ان سے ملنا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو۔ (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا)

۱۵۵- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۰۵- وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَهْزُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ

۱۰۶- ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دیوے؟ آپ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو اللہ کو پوجے اور کسی کو اس کا شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور ناتے کو ملا دے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ان باتوں پر چلا جن کا حکم کیا گیا میں نے جن کا حکم کیا تو جنت میں جائے گا۔

۱۰۶- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَاءَ رَحُلٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَلْنِي عَلَى عَمَلٍ أَشْمَلُهُ يُدْخِلُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ)) فَلَمَّا أَذْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ((إِنْ تَمَسَّكَ بِهِ))

۱۰۷- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا یا رسول اللہ

۱۰۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا حَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا

(۱۰۷) ☆ شاید اللہ عزوجل نے آپ کو آگاہ کر دیا ہو گا کہ یہ شخص ضرور جنت میں جائے گا کیونکہ یہ ان کاموں کو بجالائے گا اور ہمیشہ کرے گا یہاں تک کہ اس کا خاتمہ پا لیں ہو گا۔

صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو بتلائیے کوئی ایسا کام جس کے کرنے سے میں جنت میں چلا جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ پورے تواتر کو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ جو فرض ہے اور رمضان کے روزے رکھے۔ وہ شخص بولا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس سے کم۔ تب وہ پیچھے کر چلا۔ آپؐ نے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے کہ وہ جنتی کو دیکھے تو اس کو دیکھے۔

باب: ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں

جائے گا

۱۰۸- جابرؓ سے روایت ہے کہ نعمان بن قوئل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں فرض نماز ادا کروں اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس سے باز رہوں اور حلال کو حلال سمجھوں اگرچہ اس کو نہ کروں تو میں جنت میں جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

۱۰۹- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمَلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَقْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا أَبَدًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فُلْمًا وَلَمْ يَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيَّ هَذَا))

بَابُ مَنْ قَامَ عَلَى الْإِيمَانِ وَالشَّرَائِعِ

دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۰۸- عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ))

۱۰۹- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعِثْهُ وَزَادَا فِيهِ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا

۱۱۰- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اگر فرض نمازوں کو ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال سمجھوں اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھ نہ کروں تو جنت میں جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ وہ شخص بولا قسم خدا کی میں اس سے زیادہ کچھ نہ کروں گا۔

۱۱۰- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا

بَابُ بَيَانِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ

باب: اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستونوں کا بیان

۱۱۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَيِّنَةُ الْإِسْلَامِ عَلَى خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُؤْخَذَ اللَّهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ)) فَقَالَ رَحُلُ الْحَجِّ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامَ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ هَكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۱۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَيِّنَةُ الْإِسْلَامِ عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكْفَرَ بِنَا ذُونَهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَحُجُّ الْبَيْتِ))

۱۱۳- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبیؐ سے سنا: آپؐ نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے۔ (یہ تشبیہ ہے، اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت جس میں پانچ کھمبے ہوں) اللہ جل جلالہ کی توحید، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا۔ ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے۔ (یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد) ابن عمرؓ نے کہا رمضان کے روزے اور حج میں نے رسول اللہ ﷺ سے یوں ہی سنا۔

۱۱۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَيِّنَةُ الْإِسْلَامِ عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكْفَرَ بِنَا ذُونَهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَحُجُّ الْبَيْتِ))

۱۱۳- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام پانچ ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا تمام جھوٹے خداؤں کا انکار کیا جائے دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے بیت اللہ کا حج کرنا،

(۱۱۱) اگر دوسری روایت خود ابن عمرؓ سے تقدیم حج مروی ہے پھر انھوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا؟ اس کا جواب علماء نے یوں دیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو رسول اللہؐ سے سنایا کہ بار تقسیم صوم اور ایک بار تقسیم حج، پھر اس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو تقدیم صوم تھی جب اس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمرؓ نے اس پر انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت نے یوں فرمایا تقدیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں نکلی کہ انھوں نے دوسری طرح سے یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمرؓ اس وقت تقدیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اس لیے انھوں نے انکار کیا پھر یاد پڑی تو اس کو روایت کیا۔ حافظ ابن الصلاح نے کہا ابن عمرؓ کی مخالفت اس ترتیب سے دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ واکلام عرب میں ترتیب کے لیے آتا ہے اور یہ مذہب ہے بہت سے فقہائے شافعیہ اور بعض نحوویں لیکن جو لوگ دوا سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جہور کا قول ہے اور وہی عقیدہ ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا یہ انکار اس لیے نہ تھا کہ دوا ترتیب کو مختص ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان کے روزے ۲۷ میں فرض ہوئے اور حج ۶ یا ۷ میں فرض ہوا تو روزہ کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے پھر تقدیم حج کی روایت بالاعتناء ہے اور اس میں تعریف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے۔

نودی نے کہا ابن الصلاح کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافات نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں ہے فائدہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہ اسراہیلی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمرؓ کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے۔ لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نودی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دوبارہ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم۔ (نودی)

وَصَوْمُ رَمَضَانَ)).

پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

۱۱۳۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر، "ایک تو گوشتی دینا سات بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا اور حضرت محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے، دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔"

۱۱۲- طاؤس سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے کہا کہ تم جہاد کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے اسلام کے پانچ قہم (ستون) ہیں، ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے خدا کے، دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے رمضان کے روزے رکھنا، پانچویں خانہ کعبہ کاج کرنا۔

باب: اللہ و رسولؐ اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم
کرنا اور اس کی طرف لوگوں کو بلانا، دین کی باتوں کو
پوچھنا، یاد رکھنا اور دوسروں کو پہنچانا۔

١١٣- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ
الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ
الزَّكَاةِ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ.

١١٤- عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا تَعَزُّو فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنْ الْإِسْلَامَ بَنَى عَلَى خَمْسِ شَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَصِيَامَ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَيْتِ))

بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّينِ
وَالدُّعَاءِ إِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهِ
وَتَبْلِيغِهِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ

۱۱۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۱۱۵- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عبد القیس کے وفد رسول اللہ

(۱۱۳) ☆ اور جہاد اس قسم کا کر نہیں کہ ہر مسلمان کو اس کا کرنا ضروری ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کیا تو سب کی طرف سے اِثرام کا تار پاب۔ البتہ اگر کوئی نہ کرے تو سب کے سب گنہگار ہو سکتے۔ یہ اس وقت ہے جب جہاد میں سب مسلمانوں کے شریک ہونے کی ضرورت نہ ہو اور جو جماعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلہ کے لیے کافی ہو اور جب کافر جوہر کم کر آئیں اور جہاد کرنے والے ان کے مقابلہ سے عاجز ہوں تو اس وقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمرؓ رسول اللہؐ کے ساتھ جہاد میں شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اس وقت کا ہو گا جب وہ بوڑھے ہو گئے اور کسی نعرہ سے ان کو جہاد میں جانے کی طاقت نہ ہو گی یا وہ فتنہ کا وقت ہو گا جب کہ خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ ایسے وقت میں تو گھر بیٹھر رہا مہتاب عمہ ہے۔

(۱۱۵) ☆ وند کہتے ہیں ان لوگوں کو جو ایک جماعت یا قوم کی طرف سے منتخب ہو کر بھیجے جاویں کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار کی طرف اور عبدالقیس ایک شخص کا نام ہے جس کی اولاد کو بنی عبدالقیس کہتے ہیں اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا قبیلہ تھا عرب میں۔ یہ لوگ رسول اللہ کے پاس آئے تھے چودہ سو سات تھے جن کا سردار شیخ عسکری تھا اور ان لوگوں میں تھے حمزہ بن مالک حماری اور عبید بن لہب

قَالَ قَدِيمٌ وَفَدَّ عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رِبْعَةٍ وَفَدَّ حَالَتِ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كَفَارٌ مُضَرٌّ فَلَا نَحْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَفَرَرْنَا بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ وَنَدْعُو

ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم ربیعہ کے قبیلہ میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافر روک ہیں (مضر بھی ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس کے لوگ کافر تھے اور وہ عبدالقیس اور مدینہ کے بیچ میں رہتے تھے عبدالقیس کے لوگوں کو آنے نہ دیتے تھے) اور ہم آپ تک نہیں آسکتے مگر حرام مہینے میں۔

لہٰذا ہم بخاری اور صحاح بن عباس مری اور عمرو بن حرم عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگوں کا نام معلوم نہیں ہوا اور ان لوگوں کے آنے کا یہ سبب تھا کہ مہذب بن حیان ایک شخص تھا جو اکثر مدینہ منورہ میں تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانہ میں۔ ایک بار وہ چادریں اور کجوریں بجز (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ میں لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ سے مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ مہذب راویں بیٹھا تھا کہ رسول اللہ اُھر سے گزرے۔ مہذب آپ کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا مہذب تمہاری قوم کے سب لوگوں کا کیا حال ہے پھر آپ نے اس کی قوم کے بڑوں بڑوں میں سے ہر ایک کا نام لیا۔ مہذب یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہوا اور اسی وقت اسلام لایا اور سورۃ فاتحہ اور اقراء سبحی پھر بجز کی طرف جانے لگا رسول اللہ نے اس کے ساتھ ایک خط روانہ کیا عبدالقیس کے لوگوں کو۔ وہ خط مہذب نے عبدالقیس کے لوگوں کو نہیں دیا اور اپنے پاس چھپا رکھا۔ ایک بار مہذب کی بیوی جو اشعر عصری کی بیٹی تھی اشعر کا نام منذر بن عائد تھا لیکن حضرت نے اس کا نام اشعر رکھا (کیونکہ اس کی بیٹی اشعر میں چوت کا نشان تھا) اس نے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑھنے دیکھ کر اپنے باپ منذر سے اس کا تذکرہ کیا اور یہ کہا کہ میرے خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے جب حال ہو گیا ہے ہاتھ پاؤں دھو تا ہے پھر ایک طرف (یعنی قبل کی طرف) منہ کر کے کبھی چپہ جاتا ہے (روکھ) کبھی زمین پر گر جاتا ہے۔ (مجہد) جب منذر اس کے خاوند سے ملا اور دونوں کی باتیں ہوئیں تو اشعر کے دل میں اسلام کا خیال جم گیا اور رسول اللہ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آیا اور پڑھ کر سنایا۔ ان سب کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور انھوں نے ایک جماعت رسول اللہ کی طرف روانہ کی جس کا سردار اشعر ہو گیا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا تمہارے پاس عبدالقیس کے لوگ آتے ہیں جو پورب والوں میں سب سے بہتر ہیں اور ان میں اشعر بھی ہے، وہ لوگ پھرنے والے نہیں نہ شک کرنے والے۔

دوسری روایت میں پانچ باتیں مذکور ہیں چار تو یہی (توحید در سال، نماز، روزہ، زکوٰۃ، مال غنیمت میں سے پانچوں حصہ کی انجی) اور ایک رمضان کے روزے۔ اور بخاری کی روایت میں بھی پانچ باتیں ہیں۔ اس مقام پر یہ اشعار ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتیں فرمائیں اور ذکر کیا پانچ کو علماء نے۔ اس کا جواب کئی طرح سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطلان نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتیں تھیں یعنی توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ مگر ایک بات غنیمت کے قسم کی زیادہ بتلائی اس لیے کہ وہ لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تھے اور ان کو جہاد کرنا پڑتا تھا اور غنیمتیں ملتی تھیں اور ابن الصلاح نے کہا وہ ان تو دو کا عطف شہادۃ ان لا الہ الا اللہ پر نہیں ہے تاکہ پانچ باتیں ہوں بلکہ اربع پر ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور ایک اور بات۔

(فرمایا میں تم کو منع کرتا ہوں دیارے اور حتم سے) حتم کی تفسیر میں علماء نے کئی اقوال ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حتم کہتے ہیں سبز لاکھی گھڑوں کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم میں کتاب الاثر ہے میں ابوہریرہ سے منقول ہے اور یحییٰ قول ہے عبداللہ بن مقفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضوں نے کہا کہ حتم ہر ایک گھڑے (ٹھیلی) کو کہتے ہیں یہ عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے اور بعضوں نے کہا کہ حتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتے ہیں وہ دغنی ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ وہ لال ہوتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ حتم لال رنگ کے گھڑے ہیں ان میں مصر سے شراب آیا کرتی تھی یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلیٰ

(عرب کے نزدیک چار مہینے حرام تھے یعنی ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور ربیع۔ ان مہینوں میں وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافروں کو نہ ستاتے اس وجہ سے ان مہینوں میں مسافر سفر کیا کرتے اور بے کھلے راہ چلتے) تو ہم کو کوئی ایسی بات بتلائے جس پر ہم عمل کریں اور اپنی طرف سے لوگوں کو بھی اس طرف بلا دیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور منع کرتا ہوں چار باتوں سے پھر بیان کیا ان کو حکم کرتا ہوں کہ گواہی دو اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمدؐ اس کے پیغمبر ہوئے ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور منع کرتا ہوں دہاء سے (یعنی کدو کے توہنے) اور حنتم سے اور نقیر سے (یعنی چوہی برتن سے) ایک لکڑی کو لے کر اس کو کھدو کر گڑھا سا بنا لیتے تھے) اور مقیر سے۔ خلف بن ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینی اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ کیا آپؐ نے انگلی سے ایک کا۔

إِنِّي مَنْ وَرَأَيْنَا قَالَ ((أَمَرْتُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَأْتُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تَوَدُّوا خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَأْتُمْ عَنْ الذَّبَاءِ وَالْحَتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمَقِيرِ)) زَادَ حَلَفَ فِي رِوَايَتِهِ ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدُ وَاحِدَةٍ))

لہ نے کہا کہ طائف سے اس میں شراب آتی تھی اور کچھ لوگ ان میں نیبڑ بنایا کرتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ حتم وہ گھڑے ہیں جو مٹی اور بال اور خون سے بنتے ہیں اور یہ عطاء سے منقول ہے۔ (توہی)

(فرمایا میں تم کو مقیر سے منع کرتا ہوں) مقیر قار سے نکلا ہے۔ یعنی جس برتن پر قار چڑھا ہو۔ قار زفت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمرؓ سے یہ سند صحیح منقول ہے کہ زفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار زفت کو ہندی میں رال کہتے ہیں۔ یہ جوان چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی اس سے فرض یہ ہے کہ ان برتنوں میں شراب نہ بنائو یعنی بھجور اور انگوڑ نہ بھگوؤ۔ اس لیے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہو کر تھی اور نشہ ان میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے میں شراب نہ بھگونے کی ممانعت نہیں کیونکہ چمڑا لطیف ہے۔ اس میں نشہ والی چیز نہیں چھتی بلکہ اکثر چمڑا نیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی اہل اسلام میں تھی پھر بڑی حد حدیث سے منسوخ ہو گئی۔ اس میں یہ ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا شراب نہ بھگونے سے سوچو زے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگوؤ ہر برتن میں اور نہ پیو اس شراب کو جو نشہ لادے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور خطابی نے کہا ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور علماء کی ایک جماعت نے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول مالک اور احمد اور اسحاق کا ہے اور یہی منقول ہے عمر ابن عباسؓ۔ (توہی)

۱۱۶- عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُرْجِمُ بَيْنَ يَدَيْهِ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَبَيْنَ النَّاسِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيِّ الْخَرِّ فَقَالَ إِنْ وَقَدْ عَبْدَ الْقَيْسِ أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ الْوَفْدُ أَوْ مَنْ الْقَوْمُ)) قَالُوا رِبْعَةٌ قَالَ ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَالٍ وَلَا الْبَدَاحِيِّ)) قَالَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شَقَى بَعِيدَةٍ وَإِنَّا تَيْنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيَّ مِنْ كُفَّارٍ مُضَرٍّ وَإِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَمِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصَلَّ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْهِنَةَ قَالَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ قَالَ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَخَذَهُ وَقَالَ ((هَلْ تَذَرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ)) قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَبِإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَأَنْ تَتَوَدَّعُوا خُصْمًا مِنَ الْمُعْتَمِ)) وَنَهَاهُمْ عَنْ الدِّيَابِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُرْمَةِ قَالَ شُعْبَةُ وَرَبَّمَا

۱۱۶- ابو جعفر (نصر بن عمران) روایت ہے کہ میں ابن عباسؓ کے سامنے ان کے اور لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا (یعنی اوروں کی بات کو عربی میں ترجمہ کر کے ابن عباسؓ کو سمجھاتا) اسے میں ایک عورت آئی جو آپ کو پوچھتی تھی گھڑے کی نیزہ کے بارے میں۔ ابن عباسؓ نے کہا عبد القیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گزر چکے ہیں) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپؐ نے پوچھا یہ وفد کون ہیں یا یہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ۔ (کیونکہ بغیر لڑائی کے خود مسلمان ہونے کے لیے آئے۔ اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو دور سوا ہوتے) لوٹ کر غلام بنائے جاتے، مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپؐ کے پاس دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور ہمارے اور آپؐ کے بیچ میں یہ قبیلہ ہے مضر کے کافروں کا، تو ہم نہیں آسکتے آپؐ تک مگر حرام کے مہینہ میں۔ (جب لوٹ مار نہیں ہوتی) اس لیے ہم کو حکم کیجئے ایک صاف بات کا جس کو ہم بتلا دیں اور لوگوں کو بھی اور جاویں اس کے سبب سے جنت میں۔ آپؐ نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ ان کو حکم کیا اللہ کی توحید پر ایمان لانے کا اور ان سے پوچھا کہ جانتے ہو ایمان کیا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کا قیام

(۱۱۷) ☆ ایک عورت نیزہ کے گھڑے کے بارے میں دریافت کرتی تھی یعنی مٹی کی مطور یا بالٹری یا گھڑے میں جو گھوڑا یا گھوڑا کا شربت بنایا جائے اس کا پینا کیسا ہے؟ نووی نے کہا اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورت انہی اور غیر مردوں سے بات کر سکتی ہے اور ان کی آواز سن سکتی ہے اور وہ اس کی آواز سن سکتے ہیں احتیاج کے وقت۔

مرحبا کہ جس کو عرب کے لوگ ملاقات کے وقت بولتے ہیں یعنی جب کوئی ملے کو آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اچھی جگہ آئے، وسعت اور کشائش کی جگہ میں۔

قَالَ النَّبِيُّ قَالَ شُعْبَةُ وَرَبَّمَا قَالَ الْمُعْتَبِرُ وَقَالَ ((احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا بِهِ مِنْ وَرَائِكُمْ)) وَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ ((مَنْ وَرَاءَكُمْ)) وَلَيْسَ فِي رِوَايَتِهِ الْمُعْتَبِرُ.

کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا (یہ چار باتیں ہو گئیں اب ایک پانچویں بات اور ہے) اور غنیمت کے مال میں سے پانچویں حصہ کا ادا کرنا (یعنی جو کافروں کی لوٹ میں سے مال ملے اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالنا) اور منع فرمایا ان کو کدو کے توبے اور بنز لا کھی گھرے اور روغنی برتن سے 'شعبہ نے کبھی یوں کہا اور تقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے۔ (دونوں کے معنی اوپر گزری چکے ہیں) اور فرمایا اس کو یاد رکھو اور ان باتوں کی ان لوگوں کو بھی خبر دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔ اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے من وراء کم کہا بدلے من وراء کم کے (اور مطلب دونوں کا ایک ہے) اور ان کی روایت میں مقیر کا ذکر نہیں ہے۔

۱۱۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَالَ ((أَنَهَاكُمْ عَمَّا يُنْبِذُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالْمُزَنَّتِ)) وَزَادَ ابْنُ مُعَازٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَشْجِ أَسْجُ عَبْدِ الْقَيْسِ ((إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُجِبُهُمَا اللَّهُ الْجَنَّمَ وَالنَّارَ))

۱۱۸- عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْ لَعَبِيَ الْوَفْدَ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

(۱۱۷) ☆ یہ رسول اللہ نے اس لیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے لوگ مدینہ میں پہنچے تو صحت پت رسول اللہ کے پاس آ گئے مگر اش سامان کے پاس کھڑے رہے اور سب سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پھر ایتھے کپڑے بدلے اس کے بعد آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو نزدیک بلایا اور اپنے بازو کی طرف بٹھایا پھر یہ فرمایا کہ حقیقت میں تمھنکی اور اطمینان یہ دونوں صفیں ایسی ہیں جو تمام خوبیوں کی جڑ ہیں۔ بعض آدمی عقلمند ہوتے ہیں لیکن جلد باز۔ ان سے بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں پھر شرمندہ ہوتے ہیں۔ عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اس میں خوب فکر کرے اور اس کے فائدوں اور نقصانوں پر نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہوں اور اس کا انجام بھی اچھا ہو تو اس کو کرے۔ اگر خود سے یہ کام نہ ہو سکے تو اور عقلمند دوستوں سے مشورہ لے۔ حکماء نے کہا ہے کہ جو آدمی پر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے اس میں اور جانور میں کچھ فرق نہیں۔ جانور کی عقل اسی قدر ہے کہ جو خیال آیا ہی طرف دوڑا فکر و ملاحظہ اور انجام دینی کچھ نہیں۔

عبدالقیس کے قبیلہ میں سے، (اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے یہ حدیث سنی۔ اس کو تدلیس کہتے ہیں) سعید نے کہا قتادہ نے ابو نضرہ کا نام لیا انھوں نے سنا ابو سعید خدریؓ سے تو قتادہ نے اس حدیث کو ابو نضرہ (منذر بن مالک بن قلعہ) سے سنا انھوں نے ابو سعید خدریؓ سے (سعید بن مالک سنان سے) کہ کچھ لوگ عبدالقیس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے نبی اللہ کے! ہم ایک شاخ ہیں ربیعہ کی اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافر ہیں اور ہم نہیں آسکتے آپ تک مگر حرام مہینوں میں تو حکم کیجئے ہم کو ایسے کام کا جس کو ہم بتلادیں اور لوگوں کو جو ہمارے پیچھے ہیں اور ہم اس کی وجہ سے جنت میں جاویں جب ہم اس پر عمل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ (جن چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ) اللہ کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کے مالوں میں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے، کدو کے تو بے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور تھیرے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! تھیر آپ نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں جانتا تھیر ایک لکڑی ہے جس کو تم کھود لیتے ہو پھر اس میں قطعیا (ایک قسم کی چھوٹی کھجور) اس کو شہریر بھی کہتے ہیں) بھگوتے ہو سعید نے کہا تا تر بھگوتے ہو پھر اس میں پانی ڈالتے ہو جس سے اس کا جوش ختم جاتا ہے تو اس کو پیتے ہو یہاں تک کہ ایک تم میں اپنے چچا کے بیٹے کو تلوار سے مارتا ہے۔ (نثر میں آکر جب عقل جانی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہیں رہتی) اپنے بھائی کو جس کو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے۔ شراب کی برائیوں میں سے یہ ایک بڑی برائی ہے جس کو آپ نے بیان کیا) راوی نے کہا ہمارے لوگوں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيدٌ وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ فِي حَدِيثِهِ هَذَا أَنَّ أَنَسًا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا حَمِيٌّ مِنْ رَبْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَارٌ مُضَرٌّ وَلَا تَقْدِيرُ عَلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَرَمِ فَمَرْنَا بِأَمْرِ نَأْمُرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْحَنَةَ إِذَا نَحَرْنَا أَخَذْنَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا الْخُمْسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَاءِ وَالنَّحْتِ وَالْمَرْقَةِ وَالْفَقِيرِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا عَلِمْتُكَ بِالْفَقِيرِ قَالَ ((بَلَى جَذَعٌ تَنْقَرُونَهُ فَتَقْذِفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطْعَاءِ)) قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنْ النَّمْرِ ثُمَّ تَصْبُونَ فِيهِ مِنْ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا سَكَنَ غَلْيَانُهُ شَرِبْتُمُوهُ حَتَّى إِذَا أَحَدَكُمْ أَوْ إِذَا أَحَدُهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَرَاخَةٌ كَذَلِكَ قَالَ وَكُنْتُ أَحْبَبُهَا حَيَاءً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَفِيمَ نَشْرَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فِي أَسْقِيَةِ الْأَذَمِ الَّتِي يُلْأَثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَرْضَنَا كَثِيرَةٌ الْجُرْذَانِ وَلَا تَبْقَى بِهَا أَسْقِيَةُ الْأَذَمِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَإِنْ أَكَلْتُمُهَا الْجُرْذَانُ وَإِنْ أَكَلْتُمُهَا الْجُرْذَانُ وَإِنْ أَكَلْتُمُهَا))

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهِ عَبْدُ الْقَيْسِ ((إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُجِبُهُمَا اللَّهُ الْجَنَّةَ وَالْأَنَاءَ))

میں اس وقت ایک شخص موجود تھا (جس کا نام جہم تھا) اس کو اسی نشہ کی بدولت ایک زخم لگ چکا تھا اس نے کہا کہ لیکن میں اس کو چھپاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے شرم کے مارے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پھر کس برتن میں ہم شربت پیئیں؟ آپ نے فرمایا پیو چڑے کے برتنوں میں، مشکوں میں جن کا منہ باندھا جاتا ہے۔ (ذوری یا ترمذی سے) لوگوں نے کہا اے نبی اللہ کے ہمارے ملک میں چوہے بہت ہیں وہاں چڑے کے برتن نہیں رہ سکتے۔ آپ نے فرمایا پیو چڑے کے برتنوں میں اگر چہ چوہے ان کو کاٹ ڈالیں۔ (یعنی جس طور سے ہو سکے چڑے ہی کے برتن میں پیو۔ چوہوں سے حفاظت کرو لیکن ان برتنوں میں چنار دست نہیں کیونکہ وہ شراب کے برتن ہیں) راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عبد القیس کے لیٹ سے فرمایا تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عظمندی دوسری سہولت اور اطمینان، جلدی نہ کرتا۔

۱۱۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَنْزِلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ ((وَتَذْيِقُونَ فِيهِ مِنْ الْقَطِيعَةِ أَوْ التَّمْرِ وَالْمَاءِ)) وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنْ التَّمْرِ.

۱۲۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلْنَا اللَّهُ فِدَاكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنْ الْأَشْرَبَةِ فَقَالَ

۱۲۰- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے عبد القیس کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہنے لگا اے نبی اللہ کے! اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے، کوئی شراب ہم کو درست ہے؟ آپ نے فرمایا تیسرے میں نہ پیو۔ انھوں نے کہا اے نبی اللہ کے! اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا

(۱۲۰) نووی نے کہا اس حدیث سے (یعنی اس حدیث سے جو کئی راویوں سے مختلف طریقوں سے اوپر روایت کی گئی ہے) بہت سے مسائل معلوم ہوئے جو جاہل اوپر مذکور ہوئے اور میں اختصار سے ان کو یہاں بیان کرتا ہوں۔ ایک تور و ساء اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مهم کاموں کے لیے۔ دوسرے سوال سے پہلے عذر ظاہر کرنا۔ تیسرے مہمات اسلام اور راکان اسلام کا بیان سوانح کے اور اوپر ہم کہہ چکے ہیں کہ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ چوتھے عالم کا مدد چاہنا دوسروں کے سمجھانے کے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباسؓ کے مترجم تھے

((لَا تَشْرَبُوا فِي الْغَيْرِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ
 حَلَّلْنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ أَوْ تَدْرِي مَا الْغَيْرُ قَالَ
 ((نَعَمْ الْجَذَعُ يَنْقُرُ وَسَطَهُ وَلَا فِي الذَّبَابِ وَلَا
 فِي الْحَنَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمَوْتَى))
 آپ جانتے ہیں فقیر کو؟ آپ نے فرمایا ہاں فقیر ایک لکڑی ہے
 جس کے بیچ میں کھوکھڑا کر گڑھا کر لیتے ہیں اور کدو کے تو بنے میں نہ
 پیو اور ہنر لا سکی برتن میں نہ پیو اور پیو (چمڑے کی) مشکوں میں جن
 کا منہ ڈوری یا تسمہ سے بندھا ہو۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ
 الْإِسْلَامِ
 باب: لوگوں کو شہادتین کی طرف بلانے اور اسلام کے
 ارکان کا بیان

۱۲۱- عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 أَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ
 ((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
 فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ
 فَأَعْلِمْنَهُمْ أَنَّ اللَّهَ أَفْرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ
 صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ
 ۱۲۱- ابن عباسؓ سے روایت ہے معاذ بن جبلؓ نے کہا مجھ کو
 رسول اللہ ﷺ نے (میں کی طرف حاکم کر کے) بھیجا تو فرمایا تم ملو
 گے کچھ لوگوں سے اہل کتاب کے تو بتانا ان کو اس بات کی گواہی کی
 طرف کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور میں خدا کا بھیجا ہوا
 ہوں۔ (یعنی حضرت محمد) اگر وہ اس کو مان لیں تو بتلانا ان کو یہ بات
 کہ اللہ نے ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو
 مان لیں تو ان کو یہ بات بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی

اور ابو جرحہ تھے۔ پانچویں ترجمہ اور فتویٰ اور خبر میں ایک شخص کا قول کافی ہوتا۔ مجھے مہمان کے لیے مہربان کہا اس کے خوش کرنے کے لیے اس
 کی تعریف کرنا۔ ساتویں منہ پر تعریف کرنا جب کہ اس میں فتنہ کا خوف نہ ہو اور منہ پر تعریف کرنا یعنی مدح جو منہ سے وہاں کسی وقت ہے جب کہ
 فتنہ کا خوف ہو۔ ورنہ خود رسول اللہؐ سے بہت سے مقاموں میں مدح ثابت ہے۔ آپؐ نے ازار لگانے کی حدیث میں ابو بکرؓ سے فرمایا تو ان لوگوں
 میں سے نہیں ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہیں اور فرمایا اے ابو بکر! امت رو سب لوگوں سے زیادہ احسان صحبت اور مال کی وجہ سے مجھ پر حیرا
 ہے اور جو میں کسی کو دوست بنانا (سوا خدا کے) تو ابو بکر کو بتانا اور ایسی ہی بہت سی حدیثیں اور آثار منقول ہیں۔ آٹھویں پوچھنے والے پر عتاب نہ
 کرنا اگر وہ کہے مجھ سے کھول کر بیان کرو۔ نویں صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہوتا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ دسویں عالم سے دو بارہ
 کہنے کے لیے پوچھتا۔ گیارہویں تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے۔ بارھویں یہ کہنا درست ہے کہ خدا مجھے تم پر قربان اور فدا
 کرے۔ اجماعی مختصر۔

(۱۲۱) یعنی فوراً اللہ تک پہنچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بہت باتیں نکلتی ہیں 'قبول کرنا' خبر واحد کا اور واجب
 ہونا غلط اس پر اور ترک واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذؓ رسول اللہؐ کی وفات سے چند روز پہلے یمن کی طرف بھیجے گئے تھے پھر اگر وہ واجب ہوتا
 تو آپؐ اس کو بھی نمازوں میں شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کا طرف توحید کے جنگ سے پہلے اور حکم نہ ہونا اسلام کا جب تک
 شہادتین کا زبان سے اقرار نہ کرے اور یقیناً مذہب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پانچوں نمازوں کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام
 کا فسق کرنا ماننے والوں کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوٰۃ وصول کرنے والے پر عہد مال چھانٹ لینا۔ اسی
 طرح صاحب مال پر براہ مال دینا اور زکوٰۃ نہ دینا کا خوف نہ مالدار کو۔ اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطابی اور ہمارے اصحاب نے کہ حق

ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی، پھر انہی کے فقیروں اور محتاجوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں تو خبردار نہ لینا عمدہ مال ان کے (یعنی زکوٰۃ میں متوسط جانور لینا، عمدہ دودھ والا اور پر گوشت فرہ چھانٹ کر نہ لینا) اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔

۱۲۲- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

أَطَاعُوا لَذَلِكَ فَأَعْلَمْنَهُمْ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُوْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَذَلِكَ فَإِنَّكَ وَكَرَّانِهِمْ أَمْوَالِهِمْ وَأَتَى دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ))

۱۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا)) بِمِثْلِ حَدِيثٍ وَكَيْفٍ

۱۲۳- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذؓ کو یمن بھیجا تو ان سے کہا تم جاؤ گے اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس تو سب سے پہلے جس طرف تم ان کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے، پھر جب وہ خدا کو پہچان لیں تو ان کو بلاؤ کہ

۱۲۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ((إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلُ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا

تو زکوٰۃ کا نقل جائز نہیں یعنی ایک ملک کی زکوٰۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو نہ بھیجی جائے اور یہ استدلال قوی نہیں کیونکہ اس سے مراد مسلمانوں کے فقیر ہو سکتے ہیں۔ اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز، روزہ کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں یعنی ان کو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لائیں اور اسی امر کے نہ کرنے پر ان کو عذاب ہوگا۔ نماز، روزہ وغیرہ ان پر جب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہوں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرتؐ نے اس حدیث میں یوں فرمایا اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بتاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتیں ہی کو نہ مانیں تو اور ارکان اسلام ان پر واجب نہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب وہ شہادتیں کا اقرار کریں تو ان کو بتلاؤ کہ نماز کا مطالبہ ان سے ہوگا نیاں اور نیاں تو ارکان اسلام کا مطالبہ جس ہی ہوگا جب وہ اسلام لائیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آخرت میں بھی ان کو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہ ہو اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ حضرتؐ نے ایک ایک بات پر ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تھی پھر جو اس سے کم پھر جو اس سے کم اور خود اسی حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لیں تو بتلاؤ ان کو زکوٰۃ کی فرضیت حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پھر اس کے بعد زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

(۱۲۳) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ خدا کو نہیں پہچانتے اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر میں خدا کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کو پہچان لیا اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ جو شخص رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا جو شخص خدا کو اور مخلوقات کے مشابہ سمجھتا ہے یا خدا کو مجسم جانتا ہے اور اجسام کی طرح یہود میں سے۔ یا خدا کی اولاد ہو تا جائز جانتا ہے یا اس کی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حطل اور انتقال اور امتزاج اجسام کی طرح اس کے لیے جائز سمجھتا ہے نصاریٰ میں سے۔ یا اس کے اوصاف ایسے بیان کرتا ہے جو اس کو لائق نہیں یا اس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا ثابت کرتا ہے جو اس اور بت پرستوں میں سے۔ ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہیں اگرچہ وہ اس کا نام خدا رکھیں۔ تو درحقیقت انھوں نے سچے خدا کو نہیں پہچانا۔ اس نکتہ کو سمجھ کر یاد رکھنا چاہیے۔ (نودیؒ) اللہ

اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ہر رات و دن میں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو ان کو بلاؤ کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالوں میں سے لی جائے گی پھر انہی کے فقیروں کو دی جائے گی۔ جب وہ یہ بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ لے اور ان کے عمدہ مالوں سے بچ۔

باب: جب تک لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں ان سے لڑنے کا حکم

۱۲۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے وہ کافر ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا تم ان

عَرَفُوا اللَّهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ صُلُواتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيَالِيهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأْخَبَرَهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تَوْخَّذُ مِنْ أَعْيَانِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخَذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ))
بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ .

۱۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَوَفَّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحْلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنْ

تہ یہ جو فرمایا ان کے مال میں سے زکوٰۃ لی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان زکوٰۃ نہ دے تو جبراً اس کے مال میں سے وصول کی جائے گی۔ اس میں اختلاف نہیں ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ آیا وہ باطناً و دیناً اللہ زکوٰۃ سے بری ہو گیا نہ ہو گا۔ اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں۔ (نووی)

(۱۲۴) ☆ خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ وہ طرح کے تھے۔ ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنی کفری حالت کی طرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابو ہریرہؓ نے جو کافر ہو گئے عرب کے لوگ جو کافر ہوئے تھے اس سے سزا دینا کہ اس قسم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے۔ ایک گروہ تو مسلمان کذاب کو کافر جانتا تھا اور اسود غسی کو رسول مانتا تھا اور اس کے قبول کرنے والے یمن کے لوگوں میں سے تھے اور ایک گروہ اس کے برعکس۔ یہ فرقتے تو بالکل ہمارے پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور سیدنا اسود کو پیغمبر سمجھتے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے ان سے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ سیدنا عمارؓ اور اسود غسیؓ معانیں مارا کیا اور ان کی جماعتیں ٹوٹ گئیں اور اکثر ان میں سے مارے گئے۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزہ کو چھوڑ چکا تھا اور پھر اسی جاہلیت کے طریق پر ملنے لگا تھا اس وقت خدا کو سجدہ صرف تین سجدوں میں ہو تھا۔ ایک کہ کی مسجد، دوسری مدینہ کی مسجد، تیسری عبد القیس کی مسجد۔ بحرین میں۔ دوسری طرح کے وہ لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ یہ لوگ درحقیقت ایک قسم کے باغی تھے۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کو شبہ ہوا۔ (السرراج الوہاج)

حضرت عمرؓ کا اعتراض بنظر ظاہر حدیث کے تھا کہ جب حضرت نے فرمایا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے بچا لیا ہے انہی مال اور جان کو اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں پھر ان سے لڑنا اور ان کی مال و جان لینا کیوں کر درست ہو گا۔ مطلب حضرت ابو بکرؓ کا یہ تھا کہ رسول اللہ نے مال اور جان کی حفاظت دوسرے طریق پر معلق کی ہے اور جو حکم دوسرے طریق پر معلق ہو وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہیں ہو تا جب دوسری شرط نہ ہو پھر قیاس کیا اس کا نماز سے بعد اس کے زکوٰۃ کو مثل نماز کے قرار دیا اور اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ جو شخص نماز چھوڑ دے باجماع صحابہؓ اس سے لڑائی درست ہے۔ جب ابو بکرؓ نے زکوٰۃ کو جو مختلف تھی نماز کے مثل قرار دیا جو متفق علیہ تھی۔ تو اس معاملہ میں حضرت عمرؓ نے عوام حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکرؓ نے قیاس سے اور معلوم ہے

اللہ ۛ فقال أبو بکر واللہ لأفعلن من فرق بین
المصلّۃ والزکاة فإن الزکاة حق المال واللہ لو
منعونی عبداً کانوا یؤذونہ إلی رسول اللہ
(اگر اس کے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان
ہو گیا ہو تو قیامت میں اللہ اس سے سمجھ لے گا۔ دنیا ظاہر ہے۔
دنیا میں اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا) حضرت ابو بکرؓ نے کہا قسم خدا

تو دوسرا شریک نہیں ہو سکتا اور وہ جب ہے کہ آیت میں صاف ارشاد ہوا کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے ومن اللیل فہجد بہ
نافلۃ لک اور جیسے فرمایا الخصالۃ لک من دون المومنین۔ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اس میں پیغمبر اور
سب امت کے لوگ برابر ہیں جیسے اقم الصلوۃ لدلوک الشمس 'تاکم کر نماز کو آفتاب کے و سلتے ہی اور جیسے فاذا قرأت القرآن فاستعذ
باللہ من الشیطن الرجیم یعنی جب تو قرآن پڑھنے لگے تو پتہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے واذا کنت فیہم فاعلم الصلوۃ اور یہ
خطاب ہو اجہاد میں جو رسول اللہؐ سے خاص نہیں بلکہ سب امت اس میں شریک ہے۔ اسی طرح یہ خطاب بھی ہے عذ من اموالہم صدقۃ لایۃ۔
تو یہ جو شخص رسول اللہؐ کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور اسی کے مثل ہے یہ آیت یا بیہا النبی اذا طلعت
النساء کہ خطاب ہے نبی کی طرف اور حکم ہے سب مسلمانوں کو بلکہ بعض مقاموں میں خطاب ہے پیغمبر کی طرف اور مراد اور لوگ ہیں جیسے
فان کنت فی شک معا الزنا الیک۔ اے کسے کہ حضرت کو شک نہ تھا اس میں جو آپؐ پر اترا تھا۔ رہا تطہیر اور تزکیہ اور دعا تو یہ ہر ایک امام کر سکتا
ہے صاحب صدق کے لیے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم ہے 'آپ کی وفات سے متوقف نہیں ہو گیا اور امام اور عامل کو مستحب
ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرے تاکہ اس کے مال کی ترقی اور برکت رہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور اس
کے سوال کو رد نہ کرے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں زکوٰۃ دینے کے لیے تاویل کی تھی وہ باقی قرار پائے۔ اب اگر اس زمانہ
میں کوئی زکوٰۃ کی فریضت کا انکار کرے اور اس کو ادا نہ کرے تو کیا اس کا حکم مثل انہوں کے ہو گا تو جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں اس زمانہ میں جو
کوئی زکوٰۃ کی فریضت کا انکار کرے وہ بالا جماع کافر ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کی وجہوں سے۔ ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت کا ان
سے قریب تھا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ لوگ نادان تھے اور نئے مسلمان ہوئے تھے اس لیے شبہ میں پڑ گئے۔ اب تو
دین اسلام شائع اور مشہور ہو گیا اور دین کی باتیں خاص اور عام سب کو معلوم ہو گئیں۔ اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن
ہے تو اب کوئی معذور نہ ہو گا اس کے انکار میں۔ اسی طرح حکم ہے ہر ایک شخص کو جو انکار کرے امت کے اجماعی کاموں میں سے کسی کام کا جو
مشہور ہو جیسے پانچوں نمازوں کا یا رمضان کے روزوں کا یا جانا بت سے غسل کا یا زکات کے حرام ہونے کا یا شراب کے حرام ہونے کا یا حرم غورتوں
سے نکاح حرام ہونے کا البتہ اگر کوئی اس زمانہ میں بھی تو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچھی طرح جانتا ہو وہ اگر انکار کرے نادرستہ تو کافر نہ ہو گا
اور اسلام کا اطلاق اس پر باقی رہے گا اور جو باتیں امت کی اجماع ہیں پر خاص و عام میں مشہور نہیں ان کا انکار کفر نہ ہو گا جیسے چوہ بھی اور بھیجی کو
جمع کرنا یا خالہ اور بھائی کو کیا قاتل کو میراث نہ دلا یا داوی کو چھنا حصہ ملنا۔ (اچھی باختصار)

السران الوہاب میں ہے کہ ابو بکرؓ جو دلیل لائے اور مٹنے جو اعتراض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دوسری روایت کی خبر
نہیں ہوئی جس کو ابو بکرؓ نے روایت کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے حکم ہو لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی
معبود پر حق نہیں سوا خدا کے اور یقین لادیں میرے اد پر اور اس پر جو میں لایا۔ جب ایسا کریں گے تو تجا یا انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر
حق کے بدلے پھر حساب ان کا اللہؐ پر ہے اور ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود پر حق نہیں سوا خدا کے اور محمدؐ اس
کے رسول ہیں اور لو کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ اور انہی کی روایت میں ہے کہ منہ کریں نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف اور کھائیں ہمارا ذبغ کیا
ہو جانور اور ہماری ہی نماز پڑھیں۔ اس لیے کہ اگر حضرت عمرؓ کو ان روایتوں کی خبر ہوئی تو یہ اعتراض ہی نہ کرتے اور ابو بکرؓ کو اگر خبر ہوئی تو قہر

کی میں تو لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوٰۃ میں۔ اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ قسم خدا کی اگر وہ ایک عقلمند رو کہیں گے جو دیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو تو میں لڑوں گا ان سے اس کے نہ دینے پر۔ حضرت عمرؓ نے کہا قسم خدا کی پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابو بکرؓ کا سینہ کھول دیا ہے لڑائی کے لیے۔ (یعنی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی) تب میں نے جانا کہ یہی حق ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتْنَهُمْ عَلَىٰ مَنبَعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَذَٰلِكَ شَرَحَ صَدْرُ أَبِي بَكْرٍ لِلْفِتْنَةِ فَعَرَفَتْ أَنَّهُ الْحَقُّ.

۱۲۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اس کا اللہ پر ہے۔

۱۲۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ غَضَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ)).

۱۲۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم

۱۲۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ

تو وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیوں کرتے۔

اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو قیاس کا جوت ہونا اور اس پر عمل کرنا۔ دوسرے نماز یا زکوٰۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نہ کرنے والوں سے لڑنا۔ تیسرے باغیوں سے لڑنے کی اجازت۔ چوتھے امام کو ضرورت کے وقت اجتہاد اور سنت ہونا اور امام سے بحث کرنا۔ نوویؒ نے کہا صاف معنی عیاں ہے کہ لالہ اللہ کہنے پر جان اور مال محفوظ رہتا مگر کے شرک اور بت پرستوں کے لیے ہے ان کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہیں جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بیخ نہیں سکتے۔ اس لیے دوسری حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو رسول نامیں اور نماز پر ہیں اور زکوٰۃ دین اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ سے ثابت ہیں ان سب کو مانیں۔ پھر نوویؒ نے کہا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے زندگی کی توبہ قبول کرنے میں یعنی جو بالکل شریعت الہی کا منکر ہو۔ (جیسا ہمارے اس دعاوی زمانہ میں ایک فرقہ نکلا ہے جس کو نیچر کی باطنی کہتے ہیں) تو اس میں پانچ قول ہیں 'سب میں صحیح اور صواب یہ ہے کہ توبہ اس کی قبول ہے یہ سب احادیث صحیحہ مظاہر کے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں بلکہ اس کو قتل کرنا چاہیے' پھر اگر وہ حقیقت سچا ہو گا تو آخرت میں اس کی نجات ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ قبول ہے' پھر اگر کفر اختیار کرے تو قبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے تو قبول ہے اور تکرار کے ذرے کرے تو قبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں ورنہ قبول ہے۔ ابھی

(۱۲۶) ☆ نوویؒ نے کہا اس حدیث میں بیان ہے اس بات کا جو دوسری روایتوں میں اختصار کیا گیا صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتوں جن سے صرف لا الہ الا اللہ کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل ہیں۔ جان اور مال بچانے کے لیے تو

ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور ایمان لادیں مجھ پر (کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں) اور اس پر جس کو میں لے کر آیا۔ (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جن کو میں لایا) جب وہ ایسا کریں گے تو انھوں نے مجھ سے بچالیا اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔

۱۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا۔ باقی حدیث وہی ہے۔

۱۲۸- جابر اور ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جب انھوں نے لا الہ الا اللہ کہا تو بچالیا مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی انما انت مذکور لست علیہم بمسيطر یعنی تو تو نصیحت کرنے والا ہے لوگوں کو۔ تیرا کچھ زور ان پر نہیں۔ (یہ آیت اس وقت کی ہے جب جہاد فرض نہ ہوا تھا)

۱۲۹- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ گواہی دیں اس بات

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَانُهُمْ عَلَى اللَّهِ))

۱۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ)) بِعَنْ حَدِيثِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۱۲۸- عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا فَعَلُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَانُهُمْ عَلَى اللَّهِ)) ثُمَّ قَرَأَ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصْطَفِرٍ.

۱۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ

لہ جیسے لا الہ الا اللہ کا قرار ضروری ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت کا ماننا جن کا ثبوت بتواتر یقین کو پہنچ گیا ہے ضروری ہے اور اس بیان کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نہ کرے تو وہ مومن ہے اور مومن ہے ضروری نہیں کہ اہل کلام کے دلائل دریافت کرے اور خدا کو ان دلیلوں سے پہچانے۔ یہی قول ہے متقین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگوں کے نزدیک ایمان پورا ہونے کے لیے دلائل پہنچانا ضروری ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سے بھی۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ نے بھی صرف یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنے کی شرط نہیں کی۔

(۱۲۹) السراج الوہاب میں ہے کہ امام شوکانیؒ سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل میں رہتے ہیں اور کوئی حکم شرعی نہیں نبھاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں وہ کافر ہیں یا مسلمان اور آیا مسلمانوں کو ان سے جہاد کرنا چاہیے یا نہیں؟ تو جواب دیا انھوں نے "اوشادہ الساکل" میں ہے کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد علیہ

جہان کنی نہ شروع ہوا اور مشرکین کے لئے دعا کا مانع ہے اور جو شرک پر مرے گا وہ جہنمی ہے، کوئی وسیلہ اس کے کام نہ آئے گا۔

الْفَرَقُ وَتَوَسَّخَ جَوَارِ الْإِسْتِغْفَارِ
لِلْمُشْرِكِينَ وَالذَّلِيلِ عَلَى أَنْ مَاتَ
عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ فِي أَصْحَابِ الْجَحِيمِ
وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ مِنَ الرُّسَائِلِ

۱۳۲- سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین میں سے ہیں۔ ابن مدینی نے کہا میں نے ان سے زیادہ علم میں کوئی تابعی نہیں پایا۔ فقیہ ہیں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں) انھوں نے کہا جب ابوطالب بن عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور پرورش کرنے والے) مر گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل (عمرو بن ہشام) اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا میرے! تم کہہ لو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ "یس اللہ کے پاس اس کا گواہ رہا کروں گا کہ ابوطالب موحد تھے اور ان کو جہنم سے نجات ہوئی چاہیے" انھوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید

۱۳۲- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةَ حَاضَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا عَمَّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرَعْبُ عَنْ بِلْعَةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ يَلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آجِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى بِلْعَةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(۱۳۲) سعید روایت کرتے ہیں اپنے باپ مسیب سے جو صحابی ہیں۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب سے اس کا راوی کوئی نہیں سوائے ان کے بیٹے سعید کے تو رد ہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہیں کی جس کا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہے کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت کرنے والے کسی سے کم دو چاہئیں۔ (نوری) نبی نے کہا اپنے چچا ابوطالب سے جب وہ مرنے لگے یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا یقین ہو گیا یہ مراد نہیں ہے کہ سکران شروع ہو گئی کیونکہ نزاع اور سکران کے وقت توبہ قبول نہیں۔ فرمایا اللہ جل جلالہ نے ولست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم الموت قال انت اتي الان يعني نہیں ہے توبہ ان لوگوں کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوطالب سے حضرت نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپ کے خلاف ان کو سمجھایا۔ آخر ابوطالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم ہوا کہ نزاع کی حالت نہ تھی۔ قاضی عیاض نے کہا بعض متکلمین نے یہاں معنی کئے ہیں کہ نزاع کی حالت ابوطالب پر طاری ہوئی اور یہ صحیح نہیں تو ابوطالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم کو اختیار کیا۔

السرانج الوہاب میں ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبد المطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابوطالب۔ امام ابو حنیفہ

کا اقرار کیا تھا) ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے اے ابو طالب! عبد المطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ ﷺ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کے لیے۔ اور ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ اپنی بات کہتے رہے) یہاں تک کہ ابو طالب نے اخیر بات جو کہ وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی میں تمہارے لیے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع نہ ہو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ماکان للنسی والذین امنوا الخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو درست نہیں کہ مشرکوں کے لیے دعا کریں اگرچہ وہ مانتے والے ہوں جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت اتاری رسول اللہ ﷺ سے فرمایا انک لا تھدی من احببت الخیر تک یعنی تم راہ پر نہیں لا سکتے جس کو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جس کو چاہے اور وہ جانتا ہے ان لوگوں کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے۔

۱۳۳- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں دونوں آیات ذکر کریں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَمَّا وَاللّٰهُ لَا تَسْتَغْفِرُنْ لَكَ مَا لَمْ اَنْتَ عَنْكَ)) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اَوْلٰى اُولٰٓئِ فُرِّقِيْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنْهُمْ اَصْحَابُ الْحَجِيْمِ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ اٰيَةِ طٰلِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنْ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ.

۱۳۳- وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ جُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرُ ح وَ حَدَّثَنَا حَسَنُ الْحُلَوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ جُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اُمِّي

لہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا ہے کہ ابو طالب کفر پر مرے۔

رسول اللہ نے فرمایا قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کروں گا۔ نو دینی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کھادے درست ہے اور اس جگہ قسم سے تاکید مقصود ہے کہ میں تمہارے لیے ضرور استغفار کروں گا اور یہ آپ نے ابو طالب کو خوش کرنے کے لیے فرمایا اور ان کی وفات مکہ میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی تھی۔ ابن قاس نے کہا ابو طالب جب مرے تو رسول اللہ کی عمر شریف انچاس برس آٹھ مہینے گیارہ دن کی تھی اور ابو طالب کی وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا۔ اسی واسطے اس سال کو ”عام الحزن“ کہتے ہیں۔

نو دینی نے کہا مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت انک لا تھدی من احببت ابو طالب کے باب میں اتاری ہے۔ نہ جانے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

عَنْ صَالِحٍ كَلَامًا عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ
غَيْرَ أَنَّهُ حَدِيثُ صَالِحٍ انْتَهَى عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّاتَيْنِ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ
وَيَعُودَانِ فِي بَلَدِكَ الْمَقَالَةِ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ
مَكَانَ هَذِهِ الْكَلِمَةِ هَلَمْ يَزَالَا بِهِ.

۱۳۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مرتے وقت کہا تم لا الہ الا اللہ کہو میں قیامت کے دن تمہارے لیے اس کا گولہ ہوں گا۔ انھوں نے انکار کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من احببت الخمر تک۔

۱۳۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ الْخَمْرَ

۱۳۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دوں گا تمہارے لیے قیامت کے دن انھوں نے کہا اگر قریش میرے اوپر عیب نہ رکھتے وہ کہیں گے ابو طالب ڈر گیا یاد بشت میں آگیا البتہ میں ٹھنڈی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہہ کر (یعنی تم کو خوش کر دیتا اور لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے۔ وہ کہیں گے ابو طالب ایسا دل کا بود اور کچا تھا کہ مرتے وقت ڈر کے مارے اپنا دین بدل ڈالا۔) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری انک لا

۱۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ لَوْ لَا أَنْ تُعْرِضَنِي قُرَيْشٌ يَقُولُونَ إِنَّمَا حَمَلُهُ عَلَى ذَلِكَ الْخَزْعُ لَأَفْزَوْتُ بِهَا عَيْنُكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ.

تہدی من احببت ولكن الله يهدي من يشاء ○

باب: موحد قطعی جنتی ہے

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا ۱

۱۳۶- حضرت عثمانؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

☆ ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنوں عذاب پاوے گا اپنے اور گناہوں پر پڑوہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہ سکتا۔ نووی نے کہا اہل سنت اور اہل حق کا مسلم اور خلف میں سے یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال میں جنت میں جاوے گا۔ پھر اگر گناہوں سے پاک ہو جیسے باطل جنوں جو بالغ ہوتے ہی مجنون ہو گیا ہو یا اس نے صحیح توبہ کی ہو تمام گناہوں سے اور پھر توبہ کے بعد کوئی گناہ نہ کیا ہو یا خدا کی طرف سے اس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوئی ہو وہ توحید میں جاوے گا اور جہنم میں بالکل نہ جاوے گا اور یہ جو آیت ہے کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر جہنم ہے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مِنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا جَوْفَ مَرَجَاوے اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ کوئی لائق

نہیں ہے۔ اس پر اس کا رد ہو گا۔ تو رد سے مراد مرد ہے یعنی اس پر سے گزرنا اور گزر تو سب کے لیے ہے کیونکہ صراط یعنی پہلی جہنم کے اوپر سے ہے۔ اللہ ہم کو جہنم سے اور سب آفتوں سے بچا دے اور اگر اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں گے اور بغیر توبہ کے مرے تو اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے تو اس کا قصور معاف کر دے اور اس کو جنت میں بھیجے اور اگر چاہے تو تھوڑے دنوں اس کے قصور کے لائق عذاب دے کہ پھر جنت میں لے جائے پر وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔ تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسے بھی گناہ کرے ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا جیسے کہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنت میں نہ جائے گا۔ یہ مختصر بیان ہے اہل حق کے عقیدہ کا اس مسئلہ میں اور کتاب اور سنت اور اجماع امت دلیل ہیں اس اعتقاد کی اور نصوص متواترہ ہیں اس باب میں جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی حدیثیں وارد ہوں اگرچہ ظاہر میں کچھ اس قاعدہ کے خلاف ہوں پر ان کو اسی قاعدہ پر حل کرنا چاہیے تاکہ نصوص شریعہ میں تناقض اور تخالف نہ ہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثوں کی تاویل بیان کریں گے جن سے اور حدیثوں کی تاویل بھی معلوم ہو جائے گی۔ اجماعاً۔

(۱۳۶) نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس شخص کے باب میں جو شہادتین کا قائل ہو یعنی توحید و رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مر جیہ (ایک گناہ فرقت ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور خوار کرتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا کبیرہ گناہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور نہ اس کو مومن کہیں گے نہ کہ کافر بلکہ فاسق کہیں گے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت ہیں وہ شخص مومن ہے۔ اب اگر اس کا گناہ نہ بخشا جائے اور اس کو عذاب ہو تو ہمیشہ نہ ہو گا ایک نہ ایک دن وہ جنت میں جاوے گا۔ تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوار نہیں اور معتزلہ کا اور مر جیہ جو دلیل لائے ہیں اس حدیث سے ان کا جواب یہ ہے کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے۔ اس حدیث میں تو یہ ہے کہ مومن جنت میں جائے گا پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا گناہ بخش دیا جائے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار عذاب پاکر جنت میں جائے گا اور یہ تاویل ضروری ہے اس لیے کہ بہت سی آیات اور احادیث سے گناہگاروں کے لیے عذاب لکھا ہے پر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے مطابق کرنا لازم ہے اور جو فرمایا اس حدیث میں کہ اس کو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض کئے مر جیہ کا جو کہتے ہیں شہادتین کو صرف زبان سے کہنے والا جنت میں جاوے گا گو دل سے اس پر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث میں اس کی اور تاکید مروی ہے یعنی اس کو شک نہ ہو اور یہ مؤید ہے ہمارے مذہب کے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے وہ شخص بھی جنت لا تا ہے جو کہتا ہے صرف دل سے شہادتیں کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں گناہ کا کافی نہیں۔ البتہ جب زبان سے کہے کہ دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضروری ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں۔ البتہ جب زبان میں کوئی آفت ہو جیسے گویائی نہ رہے یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جائے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث میں جنت نہیں اس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا۔ اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے کہ جس نے کہا لا الہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الہ الا اللہ کی اور معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جس کی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہو گی وہ جنت میں جاوے گا اور ایک روایت میں ہے جو اللہ سے ملے گا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا اور ایک روایت میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں مگر اللہ حرام کر دے گا اس کو جہنم پر اور ایسا ہی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے اعمال چاہے جیسے ہوں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اس کو شہادتین میں شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے۔ ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ تو مسلم کی ایک جماعت سے ہے

إِنَّهُ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

عبادت نہیں سوائے اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت میں جائے گا۔

جن میں سعید بن مسیبؓ بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اس وقت کی ہیں جب اور فرائض اور اوامر اور نواہی نہ تھے اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں مجمل ہیں شرع کی محتاج ہیں اور مطلب ان کا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور ان کے حقوق و فرائض سب کو ادا کرے اور یہ قول حسن بصریؓ کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ اس شخص کے لیے ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اس کا اقرار کرے پھر مر جائے یہ قول بخاریؒ کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت اسی وقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبہ پر لے جائیں تو تاویلی مشکل نہیں جیسے علماء تحقیقین نے بیان کیا ہے۔ تو پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ تمام اہل سنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہاء اور متکلمین کا وہ ہب یہ ہے کہ گنہگار اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں جاوے گا پھر اگر اس نے گناہوں سے توبہ کر لی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو اپنے پروردگار کی رحمت سے جنت میں جائے گا اور جہنم پر حرام کیا جائے گا پھر اگر ہم ان حدیثوں کو ایسے شخصوں پر محمول کریں تو مطلب صاف ہو گا اور حسن بصریؓ اور بخاریؒ کی یہی مراد ہے اور اگر وہ شخص گناہوں کے ساتھ آلودہ ہو و اجنبات کو ترک کیا ہو یا حرام کار کا رکاب تو وہ اللہ کی مشیت پر ہے اس کا یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ جہنم میں بالکل نہ جائے گا اور پہلے ہی پہل جنت میں چلا جائے گا لیکن اس کا یقین اس کے وہ ایک دن آخر کو ضرور جنت میں جائے گا اور خدا نے تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کا گناہ معاف کر دیوے اور چاہے اس کو چند روز عذاب دے کر پھر جنت میں لے جائے اور ممکن ہے کہ سب احادیث اپنے معنی پر قائم ہیں اور جمع بھی ہو جائیں اس طرح پر کہ جنت میں جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اسے ہو گیا ہو یا بالفعل بطور یا آئندہ بعد عذاب اور جہنم حرام ہونے سے یہ فرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اس پر حرام ہے اور دونوں مسکون میں خوار جن اور معتزل کا خلاف ہے اور احتمال ہے کہ حدیث میں کماں آخر کلامہ لا الہ الا اللہ یعنی جس کی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہو گی وہ جنت میں جائے گا یہ اس شخص کے لیے ہو جس کی زبان سے مرتے وقت اخیر میں یہ کلمہ نکلے اور پھر بعد اس کے دوسری بات نہ کرے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کر چکا ہو پر شائد خاتمہ کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے برخلاف ان گناہگاروں کے جن کی آخری بات یہ کلمہ نہ ہو۔ اسی طرح پر جو عبادہ کی حدیث میں ہے کہ وہ جنت کے جس دروازہ میں سے چاہے جائے وہ خاص ہے اس کے لیے جو شہادتین کے ساتھ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھ متصف ہو اور اس کا ثواب اس قدر ہو جائے کہ اس کے گناہوں سے بڑھ جائے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے تمام ہواکام کا فرضی عیاض کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن مسیبؓ سے جو تاویلی منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے۔ اس لیے کہ ابو ہریرہؓ بہت دیر میں اسلام لائے تھے جس سال خبر فتح ہوا اُس میں وہ اور اس وقت تو تمام احکام شریعت جاری ہو چکے تھے اور سب فرائض مثل نماز اور روزے اور زکوٰۃ کے فرض ہو چکے تھے اور حج بھی فرض ہو گیا تھا اس قول کے موافق جو کہتا ہے حج ۵ یا ۶ میں فرض ہو اور شیخ ابن الصلاحؒ نے اس مقام پر ایک اور تاویل بیان کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ شاید یہ قصور راویوں کے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہؐ کی طرف سے۔ آپؐ نے تو پورا پورا ایمان دوسری حدیثوں میں کیا ہے اور چاہے کہ یہ اختصار رسول اللہؐ نے کیا ہو بت پرستوں کے ساتھ خطاب کرنے میں کیونکہ توحید ان کے لیے دین کی تمام باتوں کو لازم کرتی تھی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا اسی پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے اور اس کا وہ حال ہو جو ابو ہریرہؓ نے بیان کیا تو حکم کیا جائے گا اس کے اسلام کا اور ہم وہ کہیں گے اس حال میں جیسے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کے اسلام کا حکم کیا جاوے گا پھر اس پر جبر کریں گے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اس پر جبر کریں گے اور اس کا حکم مثل مرتد کے ہو گا۔ اگر وہ باقی احکام کو عبادت لائے اور نفس الامر اور آخرت کے احکام میں وہ مسلمان نہ ہو گا حالانکہ ہم نے جس کو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام میں مسلمان ہیں۔ واللہ اعلم (نوویؒ)

۱۳۷- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۳۷- عَنْ الزُّبَيْدِ أَبِي بَشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً.

۱۳۸- ابوہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں (جنگ تبوک میں) تو لوگوں کے توشے تمام ہو گئے اور آپؐ نے قصد کیا لوگوں کے بعض لاونٹ کاٹ ڈالنے کا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کاش! آپؐ جمع کرتے لوگوں کے سب توشے اور پھر اس پر اللہ سے دعا کرتے۔ (تاکہ اس میں برکت ہو اور سب کے لیے کافی ہو جائے) آپؐ نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گیسوں تھیں لے کر آیا اور جس کے پاس کھجور تھیں وہ کھجور لے کر آیا اور جس کے پاس گٹھلی تھیں وہ گٹھلی لے کر آیا۔ میں نے کہا گٹھلی کو کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا اس کو چوستے تھے پھر اس پر پانی پی لیتے تھے۔ راوی نے کہا آپؐ نے ان سب توشوں پر دعا کی تو لوگوں نے اپنے اپنے توشے کے برکتوں کو بھر لیا۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے وہی سچا خدا ہے اور سب جھوٹے خدا ہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونوں باتوں میں اس کو شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

۱۳۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ قَالَ فَخَفِذْتُ أَزْوَاجَ الْقَوْمِ قَالَ حَتَّى هَمُّ بَنَحْرٍ بَعْضُ خِمَابِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ حَفَفْتُ مَا بَقِيَ مِنْ أَزْوَاجِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتُ اللَّهَ عَلَيْهَا قَالَ ففَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهِ وَذُو الثَّمَرِ بِثَمَرِهِ قَالَ وَقَالَ مُحَابِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاتِهِ قُلْتُ وَمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ بِالنَّوَى قَالَ كَانُوا يَمْصُونَهُ وَيَشْرَبُونَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهَا حَتَّى مَلَأَ الْقَوْمُ أَزْوَاجَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذَلِكَ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍ فِيهِمَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

(۱۳۸) حدیث میں حمانہم ہے حمانے سے یا جمانہم جیم سے دو دونوں منقول ہیں۔ صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونوں کو ذکر کیا ہے۔ لیکن صاحب تحریر نے جمانہم جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمانے سے۔ شیخ ابو عمرو نے کہا دونوں صحیح ہیں۔ تو جب حمانے سے ہو تو ہما کی جمع ہے حمولہ کی یعنی وہ لاونٹ جس پر لا دا جاوے سامان وغیرہ اور جب جیم سے ہو تو جیم ہے جمال کی اور ہما جمع ہے جمل کی، ہما لاونٹ کو کہتے ہیں۔

نوٹی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافروں کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ لے کر کھانا درست ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھائے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے۔

جب لوگ اپنے اپنے توشے کے برکتوں کو لے آئے تو آپؐ نے دعا کی تو توشے میں آپؐ کی دعا کی برکت سے ایسی افزائش ہو گئی کہ یا تو تمام ہونے کے قریب تھا یا سب کے برحق سے بھر گئے اور اطمینان حاصل ہو کر ایک معجزہ تھا آپؐ کے پیچڑوں میں سے۔

۱۳۹- ابو ہریرہؓ یا ابوسعیدؓ سے روایت ہے (یہ شک ہے اعمش کو جو راوی ہے اس حدیث کا) جب غزوہ تبوک کا وقت آیا (تبوک شام میں ایک مقام کا نام ہے) تو لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کاش! آپ ہم کو اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ آپ نے فرمایا اچھا کاٹو۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر ایسا کیجئے گا تو ساریاں کم ہو جائیں گئیں لیکن سب لوگوں کو بلا بھیجئے اور کہئے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لے کر آؤں پھر خدا سے دعا کیجئے کہ توشہ میں برکت دیوے۔ شاید اس میں اللہ کوئی راستہ نکال دے۔ (یعنی برکت اور بہتری عطا فرمائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا پھر ایک دسترخوان منگایا اس کو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگایا کوئی مٹی بھر جو اڑ لایا کوئی مٹی بھر سمجھو لایا کوئی ردنی کا ٹکڑا یہاں تک کہ سب مل کر تھوڑا سا دسترخوان پر اکٹھا ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے برکت کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اپنے اپنے برتنوں میں توشہ بھر دو سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جس کو نہ بھرا ہو۔ پھر سب نے کھانا شروع کیا اور سیر ہو گئے اس پر بھی کچھ بک رہا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی

۱۳۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ شَكَّ الْأَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَخَافَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَذْنُتَ لَنَا فَتَحَرْنَا نَوَاضِحًا فَأَكَلْنَا وَآذَعْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((افْعَلُوا)) قَالَ فَخَاءُ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَعَلْتُ قُلَّ الظَّهْرُ وَلَكِنْ اذْغُهُمْ بِفَضْلِ أَرْزُوجِهِمْ ثُمَّ اذْغُ اللَّهُ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَمَدَعَا بِنَطْعٍ قَبَسَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَرْزُوجِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّحْلُ يَجِيءُ بِكَفٍّ ذَرَّةً قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفٍّ نَمْرٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكُسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى الطَّعْمِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرُ قَالَ فَمَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ((خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ)) قَالَ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى سَا تَرَكُوا فِي الْفَسْكَرِ رِغَاءً بِالْمَلُوءِ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

(۱۳۹) ☆ دار قطنی نے اس حدیث کی اسناد میں طعن کیا ہے کہ اس میں اعمش سے اختلاف ہے اور کبھی اعمش سے کبھی ابی صالح عن جابر بھی روایت کیا گیا ہے ہر حدیث کی صحت میں یہ طعن کچھ تدرج نہیں کرتا ہے۔ اس لیے کہ اعمش کو صحابی کے نام میں شک ہے اور صحابہ سب ثقہ ہیں۔ نووی نے کہا جب کوئی راوی نام لے کر یوں کہے کہ مجھ سے فلاں نے یا فلاں نے حدیث بیان کی اور وہ دونوں ثقہ ہوں تو روایت حجت ہے بلا خلاف۔ اس لیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے۔ اس قاعدہ کو خطیب بغدادی نے کفایہ میں اور اور لوگوں نے بیان کیا ہے اور یہ غیر صحابہ میں ہے تو صحابہ میں تو بطریق اولیٰ ہو گا اس لیے کہ صحابہؓ عادل ہیں۔ پھر راوی کے تعین نہ کرنے سے مقصود فوت نہیں ہوتا۔

صحابہؓ نے سخت بھوک کی وجہ سے خواہش ظاہر کی کہ کاش! آپ ہم کو اجازت دیتے تو اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ یہ ایک عمدہ طریقہ ہے اب کی جگہ پر سوال کرنے کا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگوں کو اپنے جانور جو لڑائی میں مدد دیتے ہیں کا نانا درستہ نہیں جب تک امام اجازت نہ دے۔ (السرائح الوہاب ج ۱ ص ۱۲۲)

وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرٌ شَاكٍ فَيُخَبَّرُ عَنْ الْجَنَّةِ)).

۱۴۰- عَنْ عُمَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَالَ أَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَابْنُ أُمِّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْفَاها إِلَى مَوْتِهِ وَزَوْجٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الشَّمَانِيَةِ شَاءَ)).

۱۴۰- عُمَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں وہ ایسا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں اور بے شک حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہیں اور اس کی بات سے پیدا ہوئے جو اس نے مریمؑ میں ڈال دی (یعنی حکم کر دیا کہ اس کے ساتھ پھر وہ گھسے بن باپ کے) اور رحمت ہیں خدا کی یا روح ہیں خدا کی (یعنی حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہتے

ہے آپؐ نے فرمایا اچھا اپنے اونٹوں کو کاٹو اسے میں حضرت عمرؓ آئے اور نبیؐ سے کہا اگر ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم میں اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجہ والے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وقتی مصلحت کے مطابق بڑے درجہ والے کو عمدہ مشورہ دے اور ان کے احکام کو منسوخ کرنے کے لیے کہے۔

(۱۴۰) ☆ نوٹی نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد میں جو جامع ہے تمام ضروری باتوں کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملوثوں کا انحصار کے ساتھ۔ بعض لوگ ہمارے زمانہ میں یہ شبہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے کیوں کر پیدا ہوئے؟ حالانکہ فقط۔۔۔ کے قاعدہ سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث؟ اگر حادث مانتے ہو تو ابتداء آفرینش میں نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہو گا جو نہ باپ رکھتا تھا نہ ماں پھر جب خدا نے بغیر ماں اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اس کے نزدیک کیا ہوا ہے۔ اگر قدیم جانتے ہو تو قدیم سے یہ مراد نہیں کہ عالم ہی طرح بوضوح خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کے کرات متفرق اور پریشان ہو سکتے ہیں اور ان کے اجزاء پھر دوبارہ مل کر ایک نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ابی تور اور دیو جانس اور فلاسفہ کی ایک جماعت نے جو قدیم عالم کے قائل تھے یہ لکھا ہے کہ اوائل ترکیب زمین میں زمین سے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے۔ آخر زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت کھٹے کھٹے اب یہ فوت ہو گئی ہے کہ سوانبات اور کم درجہ کے حیوانات جیسے چوہے گھونس کیڑے کو ذریعہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہیں ہوتے۔

پھر جس خدا نے زمین میں یہ استعداد رکھی ہے کہ آدمی اور سب طرح کے جانور اس میں سے پیدا کر دیوے اس کے نزدیک خود انسان میں سے ایک دوسرا انسان پیدا کرنا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف۔ ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسیٰ کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفہ کا دم بھرتے ہیں اور حکیموں اور فلسفیوں کی لغویات کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کی بھی قرین قیاس باتوں میں شبہ کرتے ہیں۔ خود حکیم اور فلسفی انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش میں اس قدر اختلاف رکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتے ہیں۔

ہیں اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے ان کی روح کو پیدا کیا۔ اگرچہ سب روحوں کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسیٰ کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اس لیے خدا کی طرف نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہیں اور بے شک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے، تو لے جاوے گا اس کو اللہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے چاہے جائے۔

۱۴۱- یہ حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ اس کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ اس کو اس کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائیں گے۔

۱۴۱- وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِيٍّ فِي هَذَا الْبَابِ بِحَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ ((مِنْ أَيْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ)).

۱۴۲- صناجی سے روایت ہے میں عبادہ بن صامتؓ کے پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے میں رونے لگا انھوں نے کہا مجھ کو مہلت دو (یعنی مجھ کو بات کرنے میں) کیوں روتا ہے؟ قسم خدا کی اگر میں گواہ بنایا جاؤں گا تو تیرے لیے ایمان کی گواہی دوں گا اور اگر میری سفارش کام آئے گی تو تیری سفارش کروں گا اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو تجھ کو فائدہ دوں گا۔ پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث

۹۴۲- سَنَنْ لِّصَنَابِجِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَهْلًا لِمَ تَبْكِي قَوْلَ اللَّهِ لِمَنْ اسْتَشْهَدْتُ لَأَشْهَدَنَّ لَكَ وَلِمَنْ شَفَعْتُ لَأُشَفِّعَنَّ لَكَ وَلِمَنْ اسْتَظَفْتُ لَأَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا مِنْ حَبِيبٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

(۱۴۳) صناجی سے روایت ہے) صناجی صناع کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ مراد کی ایک شاخ ہے اور نام ان کا ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن عریبہ ہے۔ نووی نے کہا یہ طویل القدر تاجری تھے۔ یہ رسول اللہؐ سے ملنے کے لیے جا رہے تھے ابھی یہ درامیں تھے ہی میں تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ کی وفات کے پانچ یا چھ دن بعد یہ مدینہ میں آئے اور ابو بکر صدیقؓ اور بہت سے صحابہ سے ملے اور روایتیں کیں۔ ”قریب“ میں ہے کہ عبد الملک کی خلافت میں انھوں نے انتقال کیا۔ نووی نے کہا جس کو حدیث میں اشغال نہیں ہے وہ اس صناجی کو صناع بن عمر خیال کرتا ہے حالانکہ صناع بن عمر صحابی ہیں۔

عبادہ بن صامتؓ نے صناجی سے قسم کھا کر کہا کوئی حدیث میں نے رسول اللہؐ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے وہ حدیثیں چھپائیں جن کے بیان کرنے میں انکو نقصان یا فتنہ معلوم ہوا۔ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور اس میں کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کی حدود میں سے۔ اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا اس حدیث کو جس سے لوگوں میں فساد پھیلنے کا خوف تھا اس وجہ سے کہ اس کے سمجھنے سے ان کی عقل کا صر تھی۔ ایسے ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بیان میں یا قیامت کی علامات میں یا صحیح

میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا البتہ ایک حدیث میں نے اب تک بیان نہیں کی وہ آج بیان کرتا ہوں کس لیے کہ میری جان جانے کو ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنی دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کہ خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔ (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے کو یا جہنم کے اس طبقہ کو جس میں ہمیشہ رہنے والے کا فردا لے جائیں گے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِنَّا حَدَّثَكُمْهُ إِنَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمْهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أَحْبَبْتُ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مِنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ)).

۱۴۳- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور آپ کے درمیان میں سوائے پالان کی پچھلی ککڑی کے کچھ نہ تھا آپ نے فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور آپ کا فرمانبردار ہوں یا رسول اللہ! پھر آپ تھوڑی دیر چلے اسکے بعد فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول اللہ فرمانبردار خدمت میں حاضر ہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے اس کے بعد فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول اللہ فرمانبردار آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کو پوچھیں اور اس کے ساتھ کسی کو

۱۴۳- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مَوْخَرَةٌ الرَّحْلِ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمَ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ يَا مُعَاذُ

لہ کسی قوم کے برے اوصاف میں یا ان کی مذمت اور لعنت میں نہیں (تودی)

(۱۴۳) ☆ صاحب "تحری" نے کہا کہ جتنے ہیں ہر موجود کو چاہیے جانے یا جس کا پایا جانا آئندہ ضروری ہو اور اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازل سے باقی ہے ابدی ہے موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں کیا معنی "وہ ضروری ہو پائی جائیں گی" اور ہوگی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں یعنی وہ پائی گئی ہے اور اس کا وجود ہے۔ اسی طرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں جس میں اختیار نہ ہو جیسے فرائض اللہ کے جن کا کار لازم ہے یا کسی کا فرض جس کا اور کار لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق میں سے۔ تو جب یوں کہیں اللہ کا حق بند پر تو اس کے معنی یہ ہیں جو بندہ پر کار لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یوں کہیں بندوں کا حق اللہ پر تو وہاں حق سے مراد اس کا تحقق ہے یعنی وہ ضرور پایا جاوے گا۔ یہ نہیں کہ لہ

شریک نہ کریں۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے، فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یا رسول اللہ! میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپؐ کا فرمانبردار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ جب بندے یہ کام کریں یعنی اسی کی عبادت کریں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔

۱۳۴- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار تھا جس کا نام ”غفیر“ تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اللہ اس کو عذاب نہ دیوے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں خوش نہ کروں لوگوں کو یہ سنا کر؟ آپؐ نے فرمایا مت سنالں کو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس پر بھروسہ کر ٹیٹھیں۔

مِنْ حَبْلِ قُلْتُمْ لَتَبَيِّنَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَسَعْدِيْكَ قَالَ ((هَلْ تَذَرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ ((اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ))۔

۱۴۴- عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ غَفِيْرٌ قَالَ فَقَالَ ((يَا مَعَاذُ تَذَرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ ((فَاِنْ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ ((لَا تُبَشِّرُوْهُمْ فَيَتَكَبَّرُوْا))۔

اللہ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی کام لازم اور واجب نہیں اور نہ کوئی اس پر کسی کام کو واجب کر سکتا ہے۔ وہ خود بادشاہ ہے مانگ ہے صاحب ہے سارے جہاں کا جو چاہے کرے جو نہ چاہے کرے۔ پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے۔ اس کی بات مٹنے والی نہیں۔ اس نے جیسا فرمایا اس کے نیک بندے جنت میں ضرور جائیں گے۔ لیکن اگر وہ چاہے تو ٹیکوں کو بھی دوزخ میں ڈال دے کسی کی کیا مجال جو اس کو کچھ بھی کہہ سکے۔

(۱۳۴) غفیر بضم غین مہمل اور فتح فاموحدہ یہی صحیح ہے اور یہی معتبر نسخوں میں ہے اور قاضی میاض نے جو اس کو ضمیمہ سے کہا ہے وہ متروک ہے۔ نووی نے کہا یہ وہ گدھا تھا جو رسول اللہ کی سواری کا تھا۔ بعضوں نے کہا وہ چھ الوداع میں مر گیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث میں جو مذکور ہے وہ اور بار کا ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث میں پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتا ہے۔ اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو کہ میرے اور آپؐ کے درمیان میں صرف اتنا فاصلہ تھا جیسے پالان کی لکڑی۔

آپؐ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا لوگوں کو خوشخبری مت سنالں۔ ایسا نہ ہو وہ اس خوشخبری پر بھروسہ کر ٹیٹھیں پھر اور نیک کام کرنا اور گناہوں سے بچنا چھوڑ دیں۔ اگرچہ توحید نجات کے لیے کافی ہے پر جہنم سے بالکل محفوظ رہنے کے لیے اور جنت میں اعلیٰ درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ نہ کرنا اور برے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

۱۴۵- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَلَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ)) قَالَ ((أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ)) فَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)) .

۱۴۵- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا حق بندہ پر کیا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوے خدا اور شریک نہ کیا جاوے اس کے ساتھ کوئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔ (یعنی ہمیشہ کا عذاب جیسے مشرکوں کو ہوگا)

۱۴۶- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكْرِيَاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَيْلَدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ جَلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ)) نَحْوَ حَدِيثِهِمْ .

۱۴۶- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكْرِيَاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَيْلَدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ جَلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ)) نَحْوَ حَدِيثِهِمْ .

۱۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فَعْرَدًا خَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يُقْطَعَ دُونَنَا وَفَرَعْنَا فَعَمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَعَ

۱۴۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ ابو بکر اور عمرؓ بھی تھے اور آدمیوں میں اتنے میں رسول اللہ ﷺ اٹھے اور باہر تشریف لے گئے پھر آپؐ نے ہمارے پاس آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپؐ کو اکیلا پا کر نہ مار ڈالیں۔ ہم گھبرا اٹھے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں آپؐ کو ڈھونڈنے کے لیے نکلا اور بنی نجار

(۱۴۵) ☆ اور بعض نسخوں میں عیناً ہے حسب تو ترجمہ یہ ہو گا کہ پوچھے بندہ اللہ کو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرے کسی کو۔

(۱۴۶) ☆ حضرت ابو ہریرہؓ نے دیکھا کہ ایک نالی بیہ خار ہے یعنی باہر کنویں سے بانگ کے اندر جاری ہے تو خار کے کنویں کی صفت ہے اور بعضوں نے کہا کہ خار کے ایک ٹھنڈے کانام ہے تو ترجمہ یہ ہو گا خار کے کنویں سے یعنی پانی کی دودھالی خار کے کنویں سے آتی تھی۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے بنی کا خوشخبری والا پیغام عمو کو سنایا تو حضرت عمرؓ نے میری چھاتیوں کے بیچ میں ایک ہاتھ مارا جس سے میں سرین کے بل گر پڑا۔ اس سے حضرت عمرؓ کا قصد نہ تھا کہ ابو ہریرہؓ کو گرا دیں بلکہ ان کو اس کام سے باز رکھنا مقصود تھا اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ ان کو تنبیہ ہو اور وہ یہ کہنے سے باز ہیں۔ قاضی عیاضؒ وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہؐ پر کیونکہ ابو ہریرہؓ کے پیغام میں اس وقت کے خوش کرنے کے اور کوئی بری بات نہ تھی۔ مگر حضرت عمرؓ نے ایسے پیغام کو فاش کر دینا خلاف معمول کے جانا کیونکہ وہ وقت سنی اور کوشش کا تھا اور میں اس اور تمام احکام الہی کا بجا لانے کا اہل انصاف تھا وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اس وقت نہایت ضروری تھا اور اگر یہ خوش خبری سب کو پہنچ جاتی تو احتمال تھا کہ بہت لوگ تن آسانی کرتے اور اس پر بھروسہ کر کے ست ہو جاتے تھے

کے باغ کے پاس پہنچا۔ بنی نجار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اس کے چاروں طرف دروازہ کو دیکھتا ہوا بھرا کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں۔ (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ اس کے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی نہیں۔ (شاید اس باغ میں دروازہ ہی نہ ہو گا یا اگر ہو گا تو ابورہہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا ہو گا) دیکھا کہ باہر کنویں سے ایک ٹالی باغ کے اندر جاتی ہے۔ میں لومڑی کی طرح سمٹ کر اس ٹالی کے اندر گھسا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ نے فرمایا ابورہہ! میں نے کہا یہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کیا حال ہے تیرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپ نے آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو ہم سے جدا کر کے نہ ستائیں۔ ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور اس باغ کے پاس آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور سب لوگ میرے پیچھے آتے ہیں۔ آپ نے کہا ابورہہ! اور عنایت کیں مجھ کو اپنی جوتیاں (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابورہہ کی بات کو سچ سمجھیں) اور فرمایا میری یہ دونوں جوتیاں لے کر جا اور جو کوئی تجھے اس باغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ سنا کر خوش کر دے کہ اس کے لیے جنت ہے۔ (ابورہہ نے کہا میں جوتیاں لے کر چلا) تو سب

فَخَرَجْتُ أَبْعَثِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى آتَيْتُ حَاطِبًا لِلْأَنْصَارِ لِيُنْبِي النِّجَارَ فَذَرْتُ بِهِ هَلْ أَحَدٌ لَهُ بَابٌ فَلَمْ أَحْذِ فَإِذَا رَسِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَاطِبٍ مِنْ بَنِي حَارِجَةَ وَالرَّبِيعِ الْخَذُولُ فَاحْفَرْتُ كَمَا يَحْفَرُ الثَّعْلَبُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَبُو هُرَيْرَةَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) قُلْتُ كُنْتُ بَيْنَ أَطْهَرِنَا فَمَسَتْ فَاظْبَاطُ عَلَيْنَا فَحَشِينَا أَنْ نَقْطَعَ دُونَنَا فَفَرَعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَعَ فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَاطِبَ فَاحْفَرْتُ كَمَا يَحْفَرُ الثَّعْلَبُ وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَأَيْتُ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ((وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ قَالَ)) اذْهَبْ بِنَعْلَيْهِ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَاطِبِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بَهَا قَلْبُهُ فَشَرُّهُ بِالْحَنَّةِ)) فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ فَقَالَ مَا هَاتَانِ الثَّغْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بَهَا قَلْبُهُ

لے اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ حضرت ابورہہؓ کے ساتھ آئے اور حضرت سے یہ مصلحت بیان کی۔ آپ نے ان کے رائے کو ٹھیک سمجھا اور اسی پر عمل کیا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہنچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ اس بات کو اعتراض کا معقول جواب دے کر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکھے۔ (نووی)

نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فائدوں پر مشتمل ہے۔ ایک عالم کا بیٹھا لوگوں کو سمجھانے اور دین کی باتیں بتانے کے لیے۔ دوسرے غیر کے ملک کے اندر جانا بغیر اس کی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ دو نامراض نہ ہو گا۔ کیونکہ ابورہہؓ باغ کے اندر تھے

سے پہلے میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا انھوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ جوتیاں کبسی ہیں؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں ہیں۔ آپ نے یہ دے کر مجھ کو بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ گوامی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو اس کو جنت کی خوشخبری دوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے ایک ہاتھ میری چھاتیوں کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گرا۔ پھر کہا اے ابو ہریرہ! رسول اللہ کے پاس لوٹ جا۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر چلا گیا اور رونے والا ہی تھا کہ میرے ساتھ پیچھے سے عمرؓ بھی آ پیچھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تجھے کیا ہوا۔ میں نے کہا میں عمرؓ سے ملا اور جو پیغام آپ نے مجھے دے کر بھیجا تھا پہنچایا۔ انھوں نے میری چھاتیوں کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا لوٹ جا؟ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ابو ہریرہ کو آپ نے اپنی جوتیاں دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گوامی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھ کر تو خوشخبری دو اس کو جنت کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ایسا نہ کیجئے کیونکہ میں ڈر تا ہوں لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھیں گے۔ ان کو عمل کرنے دیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ان کو عمل کرنے دو۔

بَشَرْتُهُ بِالْحَنَّةِ فَصَرَبَ عَمْرُؤُ بَيْنَ نَدْيَيْ فَحَزْرَتْ لِسَانِي فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَارْجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْضَشْتُ بُكَاءً وَرَكِبْنِي عَمْرُؤُ فَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ لَقِيتُ عَمْرُؤَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ فَصَرَبَ بَيْنَ نَدْيَيْ ضَرْبَةً حَزْرَتْ لِسَانِي قَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ((يَا عَمْرُؤُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَتَعْنُ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِي يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَفِينًا بِهَا قَلْبَهُ بَشَرَهُ بِالْحَنَّةِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَكَلَّمَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلَّهْمُ يَعْمَلُونَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَخَلَّهْمُ))

ملے گئے اور حضرت نے بھی منع نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتھیار سے فائدہ اٹھانا اور دوسرے کا کھانا کھالینا اور اس کے جانور پر سواری کرنا اور کھانا اپنے گھر لے جانا اور اس کے مثل اور باتیں جو اس کو ناگوار نہ ہوں لیکن روپیہ پیسہ لینا اور ست نہیں جو ناگوار ہو۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی رضامندی کا یقین ہو اور جو شک ہو تو بغیر لڑن کے تصرف درست نہیں۔ تیسرے امام کو نشان دے کر کسی کو بھیجا۔ چوتھے بعض دین کی باتیں چھپانا بغیر مصلحت یا خوف فساد۔ پانچویں تابع کا اعراض کرنا متوجع پر اور تابع کی رائے قبول کرنا جب رائے ٹھیک ہو۔ چھٹے یہ قول درست ہو تا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اور بعض سلف نے اس کو مردہ رکھا ہے مردہ صحیح نہیں۔

۱۴۸- انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبلؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے سواری پر، آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور فرمانبردار ہوں آپ کا یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور فرمانبردار ہوں آپ کا۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور فرمانبردار ہوں آپ کا۔ آپؐ نے فرمایا جو بندہ گواہی دے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ حرام کرے گا اس کو جہنم پر۔ معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کی لوگوں کو خبر کر دوں وہ خوش ہو جاویں۔ آپؐ نے فرمایا تب تو وہ تکلیہ کر لیں گے اس پر۔ پھر معاذؓ نے گناہ سے بچنے کے لیے مرتے وقت یہ حدیث بیان کی۔

۱۴۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيقُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أَتَحَبَّرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ ((إِذَا يَتَكَلَّمُوا)) فَأَحْبَبُ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأْتِلًا.

(۱۴۸) کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جائے منع ہے۔ معاذ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہیں ہو سکتی تھی اور جب مرتے گئے تو یہ ہو کہ یہ حدیث بالکل تلف ہو جائے گی اس لیے انھوں نے بیان کر دیا اور حضرت نے جو بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بطور تحریم کے نہ تھا بلکہ بطور مصدق کے تھا یا ممانعت مشہورہ کرنے سے تھی نہ کہ خاص لوگوں سے بیان کرنے کی۔ ورنہ معاذ کو کیوں بتلاتے۔ شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ رسول اللہؐ نے معاذ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا تھا اس ڈر سے کہ کہیں جاہل اور بے خبر آدمی سن کر دھوکہ نہ کھائے اور تکلیہ کر بیٹھے اور خود آپؐ نے یہ حدیث ان لوگوں کو بتائی جن کے دھوکے میں پڑنے کا ڈر نہ تھا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبلؓ تو معاذ بھی ایسی راوی پر چلے۔ انھوں نے بھی خاص آدمیوں کو جن کو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں جو یہ منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے ان کو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تھا تو یہ پہلی رائے تھی جس کے بعد رائے بدل گئی اور رائے دینا یعنی اجتہاد رسول اللہؐ کو بھی درست تھا جیسے اور مجتہدوں کو درست ہے۔ پر آپؐ کو اور مجتہدوں پر فضیلت ہے کہ آپؐ خطا پر قائم نہیں رہتے تھے فی الفور وحی سے اس کی اصلاح ہو جاتی بر خلاف اور مجتہدوں کے کہ وہ خطا پر قائم رہتے ہیں اور جس شخص نے دین کی باتوں میں رسول اللہؐ کے لیے اجتہاد جائز نہیں رکھا وہ یہ کہتا ہے شاید ابو ہریرہؓ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اتر اہو پھر حضرت عمرؓ کے سوال کے وقت دوسرا حکم اتر اہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ نوہی نے کہا کہ رسول اللہؐ کے اجتہاد میں تفصیل ہے جو مشہور ہے لیکن دنیاوی امور میں تو آپؐ بالاطلاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتوں میں عام اختلاف ہے۔ اکثر جازر کہتے ہیں اجتہاد کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ آپؐ خدا سے پوچھ کر یقین حاصل کر سکتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ لڑائی کے کاموں میں اجتہاد جائز تھا اور باتوں میں نہیں۔ پھر جن علماء نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز رکھا ہے انھوں نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اجتہاد آپؐ نے کیا بھی یا نہیں؟ اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے تو قوت کیا اس مسئلہ میں۔ پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انھوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپؐ سے ہو سکتی تھی یا نہیں؟ عقلمند کا یہ قول ہے کہ خطا آپؐ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوئی تھی پر آپؐ اس خطا پر قائم نہیں رہتے تھے اور یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں ہے۔

۱۴۹- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انھوں نے سنا عثمان بن مالک سے۔ محمود نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا تو عثمان سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے جو مجھے پہنچی ہے تم سے تو بیان کرو اس کو۔ عثمان نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا۔ (دوسری روایت میں ہے کہ وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں آپ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو مصلیٰ بنالوں (یعنی ہمیشہ وہیں نماز پڑھا کروں اور یہ درخواست اس لیے کی کہ آنکھ میں فتور ہو جانے کی وجہ سے مسجد نبوی میں ان کا آنا دشوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جن کو خدا نے چاہا اپنے اصحاب میں سے ساتھ لائے۔ آپ اندر آئے اور نماز پڑھنے لگے اور آپ کے اصحاب آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ (منافقوں کا ذکر چھڑ گیا تو ان کا حال بیان کرنے لگے اور ان کی بری باتیں اور بری عادتیں ذکر کرتے تھے) پھر انھوں نے بڑا منافق مالک بن دحشم کو کہا یا مالک بن دحشم یا مالک بن دحشم یا دحشم اور چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے لیے بددعا کریں وہ مر جائے اور اس پر کوئی آفت اترے۔ (تو معلوم ہوا کہ بدکاروں کے تباہ ہونے کی آرزو کرتا رہا نہیں) اسے میں رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنی مالک بن دحشم) اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا

۱۴۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عُثْمَانَ فَقُلْتُ حَدِّثْ بَلْغَنِي عَنْكَ قَالَ أَصَابَنِي فِي بَصَرِي نَغْصُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ تَأْتِيَنِي فَصَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي فَأَتَجِدُهُ مُصَلًّى قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي مَنْزِلِي وَأَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ أَسْتَدُوا عَظُمَ ذَلِكَ وَكَثُرَ إِلَى مَالِكِ بْنِ دَحْشَمٍ قَالُوا وَدُّوا أَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوا أَنَّهُ أَصَابَهُ شَرٌّ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ وَقَالَ ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ)) قَالُوا إِنَّهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ ((لَا يَشْهَدُ أَحَدٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ أَوْ تَقَطَّعَتْ)) قَالَ أَنَسٌ فَأَعْتَجِبَنِي هَذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ احْتَبِهْ فَكُنْهَ.

(۱۴۹) غوی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں وہ انس بن محمود اور عثمان بن مالک۔ دوسرے یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی۔ انس بڑے ہیں محمود سے ان کا علم اور مرتبہ میں (انھوں نے یعنی صحابہ نے مالک بن دحشم کو بڑا منافق کہا) صحابہ نے خفاق میں اول درجہ کا اس شخص کو قرار دیا حالانکہ یہ بدر میں شریک تھا اور لڑائیوں میں اور خفاق اس کا ثبات نہیں ہوا بلکہ خود حضرت انس کو مومن قرار دیا بخاری کی روایت میں ہے کہ وہ لالہ الا اللہ شخص خدا کے واسطے کہتا ہے۔

وہ تو اس بات کو زبان سے کہتا ہے لیکن دل میں اس کے یقین نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جو گواہی دیوے لالا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پھر وہ جہنم میں نہ جائے گا یا اس کو انکار سے نہ کھائیں گے۔ انسؓ نے کہا یہ حدیث مجھ کو بہت اچھی معلوم ہوئی تو میں نے اپنے بیٹے سے کہا اس کو لکھ لے۔ اس نے لکھ لیا۔

۱۵۰۔ انسؓ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے عثمان بن مالکؓ نے۔ وہ اندھے ہو گئے تھے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے مکان پر تشریف لائیے اور مسجد کی ایک جگہ مقرر کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ آئے اور آپؐ کے لوگ آئے پر ایک شخص غائب تھا جس کو مالک بن دحیثم کہتے تھے۔ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

باب : جو شخص اللہ کی خدائی، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہو وہ مومن ہے اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے

۱۵۰۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ عَمِيَ فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَى فَخَطُّ لِي مَسْجِدًا فَخَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَاءَ قَوْمِهِ وَنَعْتُ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدَّحْثَمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ.

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنْ ارْتَكَبَ الْمَعَاصِيَ الْكَبِيرَ

۱۵۱۔ عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ ۱۵۱۔ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَمِعَ رَوَايَتَهُ

(۱۵۰) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں کچھ اوپر گزریں۔ ایک بات یہ ہے کہ آحاد صالحین کے ساتھ تحریک کرنا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ علماء اور فضلاء اور مشائخ کو اپنے مریدوں اور شاگردوں کے گھر جانا اور ان سے ملنا بہتر ہے۔ تیسرے مفسول کو فاضل سے کچھ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے۔ چوتھے نماز پڑھنے والے کے سامنے باتیں کرنا درست ہے اگر نماز کی خارج نہ ہو۔ پانچویں جو شخص ملاقات کو جائے اس کو امت و درست ہے اگر صاحبِ خانہ رضامند نہ ہو۔ چھٹے حاکم اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کرنا یا جواب اس سے ضرر کا خوف ہو درست ہے۔ ساتویں حدیث کا لکھنا درست ہے کیونکہ انسؓ نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اس کو۔ لکھ لینا مستحب ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت بھی۔ ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نہ کرے صرف لکھنے پر بھروسہ کرے حالانکہ اس کو یاد کرنے کی طاقت ہو اور اجازت اس کے لیے ہے جو یاد نہ رکھ سکے اور بعضوں نے کہا ممانعت اس وقت تھی جب حدیث کے مل جانے کا ڈر تھا قرآن کے ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہؓ اور تابعین میں اختلاف تھا حدیث کی کتابت میں لیکن بعد میں کتابت کے درست ہونے پر امت کا اجماع ہو گیا۔ آٹھویں امام یا عالم کو اپنے آدمی کے ساتھ لے جانا درست ہے ملاقات کے لیے یا دعوت میں۔ انہی باختصار۔

(۱۵۱) ☆ نووی نے نقل کیا صاحب "تحریر" سے "راضی ہونا یعنی قناعت کرنا اور کافی جانا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کو طلب نہ کرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے راستوں پر نہ چلے اور حضرت کی شریعت کے موافق رہے پھر جس میں اللہ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ذَاقَ اللَّهُ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا))
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ اچکا اس نے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کی پیغمبری پر۔

انہی یہ صفات ہو گئی ہے شک ایمان کی حلاوت اس کے دل میں معلوم ہو گئی اور وہ اس کا خزانہ بن گیا۔

قاضی عیاضؒ نے کہا مزہ اچکینے سے یہ مراد ہے کہ اس کا ایمان صحیح ہو گا اور اس کے دل کو مطمئن ہو گا۔ اس واسطے کہ جب وہ ان چیزوں سے راضی ہوا تو یہ دلیل ہے اس کے کمال معرفت اور نفاذ بصیرت کی اور اس کے ساتھ اس کا دل بھی خوش ہو گا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ اس پر کھل ہوئی ہے۔ اسی طرح جب مومن کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتیں اور اطاعتیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں اور لذت دیتی ہیں۔ تختہ اختیار میں ہے کہ خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا اور قدر پر راضی رہے، رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوہ نہ کرے اور دین اسلام پر راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جائے، غم کی رسومات کے گرد نہ پھٹے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے حد پوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اس کو ایمان کے مزے کی خبر نہیں۔ اچھی

مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرتؐ نے ایک بڑے مرتبہ کی طرف اشارہ کیا جو عام مومنوں اور مسلمانوں کو حاصل نہیں، پھر دنیا میں ان کو ایمان کی حلاوت اور لذت کچھ نہیں ہے۔ وہ تمام عبادتیں اور اطاعتیں جو کرتے ہیں تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور دل کے کرتے ہیں اور دین کے احکام بجالانان کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہیں جیسے بھاری پتھر و حماد اور کوئی محنت شاقہ کرنا جس کو دل نہ چاہتا ہو پر پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے۔ قہر و دیش بر جان و دیش۔ پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت اور محنت کر کے نفس کی بری خواہشوں اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے۔ پر ان باتوں کا مزہ ابھرتا آگے چل کر کتنے دنوں کے بعد حاصل ہو گا جب اس کا نفس بکھر اور عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے ان کاموں کا عادی ہو جائے گا تو اس کو ان کاموں میں ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا۔ جیسے انسان پہلے کسرت کرتا، ڈنڈ پھینکا، مگدہ ہلاتا ہے تو چند روز کیسے ناگوار گزرتے ہیں، پھر ان میں ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چھوڑنا دشوار گزرتا ہے اور بے کسرت کے چین نہیں پڑتا۔ یہ تو جہان کی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو عادت ہونے کے بعد چھوٹ نہیں سکتی۔ ایمان جو روحانی لذت ہے اس کا مزہ اور اللہ کس قدر ہو گا؟ قیاس کرنا چاہیے۔ پر اس کا بیان کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس کو تو یہی جانے جس نے اس کا مزہ اچکا ہوا۔ آدمی جب دنیا میں مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انکساریات اور حرکات اور تغیرات میں غور کرتا رہتا ہے تو اس کو ایک غلبان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اسباب خیر اور راحت اور خوشی کی جمع کرنا چاہتا ہے پر اسباب کی تنقیر شناخت میں غلطی کرتا ہے تو ہر مرتبہ اس کی کوشش رائیگ اور اس کی سعی برباد ہونے سے اس کو دھشت پیدا ہوتی جاتی ہے، انجیر میں ایک ایسا تختہ اور اضطراب اس کے دل کو ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیا داری عار سے میں گرفتار ہیں ان کو ہم بھر چین نہیں ان کی زندگی موت سے بدتر ہے۔ ان کو دنیا ہی میں وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ۔ جب کسی شخص کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو حکمت ایمان کو طوطے کی طرح کہتا ہے پر دل میں اس کے نور ایمان بالکل نہیں اور رضا بالقدر کا مزہ اس کو حاصل نہیں جس نے خداوند کریم کو اپنا مالک پروردگار مربی سرپرست ہر طرح کی حاجتیں برلانے والا سب کے کام نکالنے والا برے اور اچھے کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بند و بست کرنے والا تمام ایذاؤں اور تکلیفوں سے بچانے والا سمجھا اور دل سے اس پر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا۔ اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اس کو رہائی برابری رنج اور اضطراب پیدا ہو وہ تو اپنے مالک کے ارادوں پر اور اس کے کاموں پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرنا وہی اس کا مصلحت اور مقصد ہے۔ پھر اس کو کیا تکلیف اور رنج کیا اور حلقان کیسا۔

کرامت ساز بال فکر کارما فکر مایہ کارما آزاد بابا

بَابُ بَيَانِ عَدَدِ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَفْضَلِهَا
وَأَذْنَاهَا وَفَضِيلَةِ الْحَيَاءِ وَكَوْنِهِ مِنْ

باب: ایمان کی شاخوں کا بیان، کون سی شاخ افضل ہے
اور کون سی ادنیٰ، شرم و حیا کی فضیلت اور اس کا ایمان
میں داخل ہونے کا بیان

۱۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَتَسْبُعُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ))
۱۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر پر کئی شاخیں ہیں اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(۱۵۲) دوسری روایت میں ساتھ پر کئی شاخیں ہیں مگر اس میں راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخیں ہیں یا ساتھ پر کئی شاخیں اور بخاری نے بغیر شک کے ساتھ پر کئی روایت کی اور ابوداؤد اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک روایت میں ترمذی کی ایمان کے چونسٹھ دروازے منقول ہیں اور علماء نے اختلاف کیا ہے کہ صحیح کون سی روایت ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح ساتھ پر کئی شاخیں ہیں۔ شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ یہ شک سیل راوی کی طرف سے واقع ہوا۔ ایسا ہی کہا ترمذی نے اور سیل نے ستر پر کئی شاخیں بغیر شک کے بھی منقول ہیں اور راجح ان کی روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے۔ کسی نے کسی روایت کو ترجیح دی ہے کسی نے زیادہ کی روایت کو۔

حدیث میں بضع کا جو لفظ آیا ہے تو اس کے معنوں میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ کسی نے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا۔ تین سے نو تک کو۔ غلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا دس سے دس تک کو اور بارہ سے تین تک کو اور شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ایمان ستر پر کئی خصلتوں کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا اوپر یہ بات گزر چکی ہے کہ ایمان لغت میں یقین کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں دل سے یقین کرنے کو اور زبان سے اقرار کرنے کو۔ اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہیں جیسے ایک حدیث میں ہے کہ سب سے افضل خصلت ایمان کی کلہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ میں سے ایذا دینے والی چیز بنانا۔

اور ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ کمال ایمان کا اعمال سے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا گناہ اور ان سب شاخوں کا نام اللہ تعالیٰ کا تہ ہے اور دلیل ہے تعذیب کی اور یہ خصلتیں ان ہی کی ہیں جو تعذیب رکھتے ہیں تو وہ ایمان سے خارج نہیں ہیں نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے اور رسول اللہ نے اس بات کو بتلایا کہ افضل ان سب خصلتوں میں توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتی گویا یہ جز ہے۔ اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانوں کو ضرر پہنچے گا گمان ہو جیسے کاٹنا وغیرہ وہ رو سے بننا یا اور ان دونوں کے بیچ میں بہت سے خصلتیں ہیں جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور بعضوں نے اس میں کوشش کی ہے مگر ان پر یقین نہیں ہو سکا کہ وہی رسول اللہ کے دل میں تھیں اور ان کا نہ پہچانا ایمان میں کچھ نقصان نہیں کرتا اس واسطے کہ اصول اور فروغ ایمان کی سب معلوم اور محقق ہو چکی ہیں البتہ اجراء یقین کرنا کہ ایمان کے خصال اس قدر ہیں ضروری ہے۔ قاضی عیاض کا کلام ختم ہوا۔

حافظ ابن حبان نے کہا میں نے اس حدیث میں ایک مدت تک غور کیا اور عبادت اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر پر کئی سے بہت زیادہ ہیں۔ پھر میں نے حدیثوں کی طرف رجوع کیا اور جن علماء توں کو رسول اللہ نے ایمان میں شمار کیا ہے ان کو جو ذات وہ ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں۔ آخر میں رجوع ہوا اللہ کی کتاب کی طرف اور اس کو غور سے پڑھا اور جن عبادتوں کو اللہ نے ایمان میں داخل کیا ہے ان کو جو ذات وہ بھی ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں۔ پھر میں نے قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتیں مکرر ملیں ان کو نکال ڈالا تو اللہ اور اس کے رسول کی بیان کی ہوئی تھ

۱۵۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی یا ساٹھ پر کئی شائیں ہیں۔ ان سب میں افضل لالہ الا اللہ کہنا ہے اور اوئی ان سب میں راہ میں سے موذی چیز کا ہٹانا ہے اور حیاہ ایمان کی ایک شاخ ہے۔

۱۵۴- سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص اپنے بھائی کو حیاہ کے باب میں نصیحت کر رہا تھا فرمایا (جانے دے یعنی حیاہ سے مت منع کر)۔ (بخاری) حیاہ ایمان میں داخل ہے۔

یعنی آپ ایک انصاری پر گذرے جو اپنے بھائی کو نصیحت کر رہا تھا۔ ۱۵۵- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۵۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَسِتُّونَ أَوْ بَضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَذْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ)) .

۱۵۴- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَعْطُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ)) .

دوسری روایت میں ہے: مَرَّ بِرَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَعْطُ أَخَاهُ ۱۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

تھ عبادتیں ملا کر ستر پر تو ہوئیں نہ زیادہ نہ کم۔ جب میں نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتیں ہیں۔ اور ابن حبان نے ان سب عبادتوں کو اپنی کتاب شعب الایمان میں بیان کیا ہے اور اس فن میں سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے ابو عبد اللہ طحطائی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ پر کئی کی روایت بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہیں اور اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس سے بڑھ کر اور نہیں ہیں۔ (آجھی کام النودی) السراج الوہاج میں مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بیہادر فرماتے ہیں کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر میں نے قزوینی کے خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اس کا نام اروض النھیب رکھا۔

(۱۵۳) اور ایک روایت میں ہے کہ حیاہ ایمان میں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حیاہ نہیں ہوتی مگر بھائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حیاہ بالکل خیر ہے۔ واحدی نے کہا کہ حیاہ اور استیاء دونوں حیات سے نکلے ہیں اور حیاہ انسان کی قوت حیات ہے۔ جو جس شخص کا احساس لطیف اور رحات قوی ہے اسی کو حیاہ ہوتی ہے۔ جنید بغدادی نے کہا کہ حیاہ نعمتوں کا دیکھنا اور اپنے قصوروں پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جس کو حیاہ کہتے ہیں اخلاق میں فضائل نفس تیس رکے ہیں عفت اور شجاعت اور عدالت پھر حیاہ عفت کا ایک شعبہ ہے۔ ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ میں کہا کہ حیاہ نفس کا بری باتیں کرنے سے رک جانا ہے اور برائی سے پرہیز کرنا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا حیاہ تو ایک خلقی صفت ہے پھر اس کو ایمان میں داخل کیا اس لیے کہ کبھی حیاہ پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل ہوتے ہیں اور کبھی خلقی ہوتی ہے لیکن حیاہ کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہو تا ہے کسب اور نیت اور علم کی طرف تو وہ ایمان میں ہے اور دوسرے یہ کہ حیاہ ایک کام کرائی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ لیکن یہ جو فرمایا کہ حیاہ بالکل خیر ہے اور نہیں ہوتی اس سے مگر خیر تو اس میں یہ اشکال ہو تا ہے کہ بعض وقت حیاہ کی وجہ سے انسان حق بات کہنے سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر تا ہے اور کبھی حیاہ کی وجہ سے اس کے حقوق تلف ہو جاتے ہیں تو خیر محض کیونکر ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حیاہ نہیں ہے یہ تو بھرا اور اتنا ہوتا ہے۔ اس کو حیاہ بعضوں نے مجازاً کہا ہے لیکن حیاہ حیاہ اس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچری بات کی طرف بلاتی ہے اور کسی حقدار کے حق میں قصور کرنے سے منع کرتی ہے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے۔ (نودی)

الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعْطُ أَخَاهُ.

۱۵۶- عمران بن حصین حدیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہیں ہوئی مگر بہتری۔ بشر بن کعب نے کہا حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے۔ عمران نے کہا میں تو تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے۔

۱۵۶- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ)) فَقَالَ بَشِيرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةٌ فَقَالَ عِمْرَانُ أَحَدَّثَكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحُفِكَ.

۱۵۷- ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین کے پاس ایک ربط میں تھے ہمارے لوگوں میں سے (ربط کہتے ہیں دس سے کم مردوں کی جماعت کو) اور ہمارے لوگوں میں بشر بن کعب (ابن ابی الحمیری عدوی ابو ایوب بصری) بھی تھے۔ عمران نے ایک دن حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حیا خیر ہے۔ بشر بن کعب نے کہا ہم نے بعض کتابوں میں یا حکمت میں دیکھا ہے کہ حیا

۱۵۷- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بَشِيرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يُؤْمِنُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ قَالَ أَوْ قَالَ)) ((الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ)) فَقَالَ بَشِيرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا

(۱۵۶) ☆ وقار کہتے ہیں سوچ سمجھ کر ایک کام کرنے کو اور اس کے خلاف چھپو راہن ہے کہ جلدی سے جو خیال میں آئے کرنے لگے اور اس کا انجام نہ سوچے جیسے جانوروں کا حال ہے اور سکینہ بھی وہی وقار کو کہتے ہیں یعنی سکون نفس اور ثبات حرکات کے وقت اور اس کے خلاف میں ہیں اضطراب اور غلت۔

(عمران بن حصین نے بشر بن کعب سے کہا کہ میں تو تجھ سے رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے) یعنی قرآن وحدیث کے سامنے حکیموں کے اقوال بیان کرنا بے موقع ہے۔ گو حکیم بڑے دانشمند اور عقل تھے مگر پھر بھی ان سے بزرگوں طرح کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے۔ اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے۔ پھر پیغمبر کا قول جب مل جائے تو اب حکیموں کی بات ڈھونڈنا بے کار ہے۔

(۱۵۷) ☆ ایک حیا ضعف نفس ہے یعنی بودا پن اور ذر پوک پن اپنست جو صلتگی جس کے دل میں طاقت نہیں ہوتی، خون اس میں کم ہوتا ہے۔ اس کو یہ مفت اکثر لاحق ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں مجز اور خور اور مہا نہ بھی کہتے ہیں۔ اس مفت کی وجہ سے انسان میں دنایت اور لامت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہیں کر سکتا، ذرا تپاے آخر جو مل جاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہیں مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں کوشش بھی نہیں کرتا۔ اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت میں مبتلا ہیں اور یہ اخلاق ہمیشہ میں سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے تھے آئے ہیں اور در حقیقت یہ حیا نہیں ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق قاضیہ میں سے ہے۔ پر بعضوں نے اس پر حیا کا اطلاق مخالفت سے یا مجازاً کیا ہے۔ دیو جانی حکیم جو یونان میں تھا اس نے بھی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے اور اس کو ترک کرنا چاہیے۔ مراد اس کی وجہ

تَلَحُّدٌ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوْ الْحِكْمَةِ أَوْ مِنْهُ سَكِينَةٌ وَوَقَارًا لِلَّهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى اخْمَرَتْهَا عَيْنَاهُ وَقَالَ آتَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ فِيهِ قَالَ فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَعَادَ بُشَيْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مِنَّا يَا أَبَا نُجَيْدٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ.

کی ایک قسم تو سیکینہ اور وقار ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک حیا ضعف نفس ہے۔ یہ سن کر عمران کو غصہ آیا ان کی آنکھیں لال ہو گئیں اور انھوں نے کہا میں تو رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے ابو قتادہ نے کہا عمران نے پھر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا۔ بشیر نے پھر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہوئے۔ (اور انھوں نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے اے ابانجید! (یہ کینت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم میں سے ہے (یعنی مسلمان ہے) اس میں کوئی عیب نہیں (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہیں جیسے تم نے خیال کیا)

۱۵۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النُّضْرُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ الْعَدَوِيُّ قَالَ سَمِعْتُ خُشَيْرَ بْنَ الرَّبِيعِ الْعَدَوِيَّ يَقُولُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ حَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

۱۵۸- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

حیاء بھی مفت رذیلہ ہے نہ کہ وہ حیا جو انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے۔ وہ تو بالافتقار عمدہ مفت ہے۔ (عمران بن حصین نے بشیر بن کعب سے کہا میں تو رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے) ہر چند حدیث میں جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت کی حیاء وہی مفت ہے جو اخلاق فاضلہ میں ہے جس کا بیان ابھی ہوا اور جو انسان کو قباغ اور ماحصی سے روکتی ہے اور بالکل خیر ہے مراسر بہتری ہے اور عکت کی رو سے جو امر ثابت ہے وہ بھی صحیح ہے۔ اس لیے کہ عیسوں نے اس کا کورا نہیں کہا بلکہ ضعف نفس کو جو در حقیقت حیا میں داخل نہیں ہے اور دونوں قولوں میں کسی قسم کے تضاد کے خلاف نہیں ہے۔ پر چونکہ بشیر نے حیا کا اطلاق اس بری مفت پر بھی کیا اور حیا کو دو قسموں پر تقسیم کیا ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے۔ تو ظاہر گویا حدیث کے خلاف میں ایک بات کہی اور عکت کی بات کو حدیث کے مقابلہ میں بیان کیا اس لیے عمران غصہ ہوئے۔ اسرار الوہاب میں ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کے صلحاء نے ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اس شخص پر جو رسول اللہ کے مقابلہ میں کسی اور کا قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجہ کا شخص ہو۔ اس لیے کہ کسی صحابی یا دلی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت کے برابر نہیں ہو سکتا پھر اس کی بات بھی حضرت کے ارشاد کے خلاف میں شخص بے وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت کے اور جتنے لوگ ہیں سب کے اقوال میں سے کچھ لینے کے قابل ہیں اور کچھ چھوڑنے کے قابل بتول "خذلما صفا ودع ما کدرو" اور مجھے توبہ ہوتا ہے اس شخص پر جو ایمان لاوے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور قیامت پر کہ اس کا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لے رسول اللہ کی پھر اور کسی کی امت میں سے بات مانے یا سنے اور اس کی بات کو مقدم کرے رسالت مآب کی بات پر جن کی شان میں یہ آیت اتزی وما ینطق عن

الہوی ○ انہو الا وحی یوحی ○

بَابُ جَامِعِ أَوْصَافِ الْإِسْلَامِ

باب: جامع اوصاف اسلام کا بیان

۱۵۹- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي سَامَةَ غَيْرَكَ قَالَ ((قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِمَّ)).

۱۵۹- سفیان بن عبد اللہ الثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کو آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ نے فرمایا کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر چارہ ابو اسامہ کی روایت میں ہے آپ کے سوا کسی سے۔

بَابُ بَيَانِ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ وَأَيُّ أُمُورِهِ أَفْضَلُ

باب: خصائل اسلام کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ اسلام میں کون سے کام افضل ہیں۔

۱۶۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ

۱۶۰- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول

(۱۵۹) قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جامع الکلم میں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول ان الذین قالوا اربنا الله ثم استقموا کے مطابق ہے یعنی جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پرستے رہے یعنی توحید کی اہل جلالہ کی اور اس پر ایمان لانے اور چھ رہے یعنی توحید سے ڈگے نہیں اور شرک میں نہ پھنسے اور انھوں نے اللہ جلالت کی اطاعت لازم کر لی یہاں تک کہ اسی حال میں مرے اور یہی تعبیر ہے اس آیت کی اکثر مفسرین صحابہ کرام فن بعد ہم کے مطابق اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے قاضی کا کلام تمام ہوا۔

ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں فاستقم کلامت کہ رسول اللہ پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشار اور سخت نہیں اتنی اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپ سے کہا آپ جلد بڑھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے سورہ بود اور اس کے مانند اور سورتوں نے بڑھا کر دیا۔

استاذ ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور ان کا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقامت نہ ہو اس کی کوشش سب رائیگاں ہے اور اس کی سعی سب بے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اس کو بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ سومات کے ترک سے اور خلاف شریعت عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص و صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے حاصل ہوتی ہے اسی واسطے رسول اللہ نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہر گز سب نیکیاں نہ کر سکو گے۔

واسطی نے کہا استقامت وہ خصلت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اس کے نہ ہونے سے سب نیکیاں بری ہو جاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبد اللہ الثقفی سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اس سے کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر آفتیں اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکم میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اس کی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ مصلحت کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالے۔

(۱۶۰) کون سا اسلام بہتر ہے یعنی اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث سے بیان ہوئی کہ مسلمان حق

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ ((طَعْمُ الطَّعَامِ وَقُرْآنُ السَّلَامِ عَلَى مَنْ عَزَمَتْ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْ))

اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا (یہ) کہ تو بھوکے اور مہمان کو) کھانا کھلاوے اور ہر شخص سے السلام علیکم کرے خواہ تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

۱۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۱- عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں (یعنی نہ زبان سے کسی مسلمان کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے)

۱۶۲- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۲- جابرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔

۱۶۳- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۳- ابو موسیٰ اشعرئیؓ سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۶۴- وَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْهَابٍ عَنْ سَعِيدِ الْحَوْفَرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۱۶۴- حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

تھ سے اسلام علیکم کرے خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے اسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچان ہو اچھی نہیں۔

(۱۶۳) بخاری نووی نے کہا کبھی حضرت نے افضل اس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے اور کبھی اس کو جس کی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہیں۔ یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال و سائیکس اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور طعام یعنی کھانا کھلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپ نے اسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع پر ایذا دہی سے روکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اسی کو بیان فرمایا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جس میں یہ صفت ہو اور یہ فرض نہیں کہ جس میں یہ صفت نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں ہے اور ان حدیثوں میں بہت سے فوائد ہیں ایک یہ کہ کھانا کھانا اور سخاوت کرنا اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا یا نہ کا بہت ضروری کام ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے۔ کسی کی توین یا سخاوت نہ کرنا چاہیے۔ تیسرے اس میں مسلمانوں کو یک دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکھنے کی ترغیب ہے قاضی عیاضؒ نے کہا باہم الفت رکھنا اور اتفاق کرنا دین کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے اور شریعت کا بڑا ارکان ہے اور اسی سے اسلام کا انتظام ہے۔ چوتھے حکم یہ سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص کیا گیا ہے اور کا فر کو سلام کرنا ضروری نہیں۔ پانچویں ہدایت سے اخلاص عمل کے واسطے۔ چھٹے اور شاد ہے تواضع اور انکساری کی طرف جو شاعر ہے اسلام کا۔

بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ سَيِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ فَذَكَرَ مَثْلَهُ.

باب: ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا

بَابُ بَيَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ

مزا ملتا ہے

وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ

۱۶۵- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكُونَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكُونُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ))

۱۶۵- انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں ہو گئی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پائے گا۔ ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھے۔ دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے دوستی رکھے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اس سے ڈر ہو) تیسرے کہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اس کو نجات دی اس سے اتنا رہا جتنا جیسے آگ میں پڑنا۔

(۱۶۵: ☆) نوٹ: یہ کہایہ حدیث بہت بڑی ہے اور اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔ علماء نے کہا ہے حلاوت ایمان کے معنی یہ ہیں کہ عبادت میں اور تکلیف اٹھانے میں خدا اور رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ چھوڑ دینا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی کو مقدم رکھے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اس کا حکم مانے اور اس کی مخالفت کو ترک کرے ایسی ہی رسول اللہ کی محبت ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے حدیث اسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گزری۔ ایک حدیث کہ ایمان کا مزا پچھو اس نے جو خدا کی خدا کی ساتھ اور عہد کی پیغمبری کے اور اسلام کے دین کے ساتھ راضی ہو اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان سے محبت اسی طرح کفر کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہیں ہوگی مگر اس شخص کو جس کا ایمان اور یقین زوردار ہے اور اس کے دل کو اطمینان ہے اور اس کا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں اثر کر گیا ہے۔ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی مٹھاس پائی۔ اور خدا کیلئے کسی سے محبت رکھنا پھل ہے خدا کی محبت کا۔ اور بعضوں نے کہا خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے توجہ خدا کو پسند ہے وہی اس کو بھی پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند ہے وہ اس کو بھی ناپسند ہو۔ اور اس باب میں متذکرین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل بھی تو ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب ہیں جیسے خوبصورتی خوش آواز، لکھانے کا لذت اور کبھی ان چیزوں کی طرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی یہ میل اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کسی نے اس پر احسان کیا ہو یا مصیبت سے بچایا ہو اور یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم میں موجود ہیں کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی آپ میں جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ میں موجود تھے اور آپ کا احسان اور فضل تو اتنا عام ہے کہ سب مسلمانوں کی گردن پر ہے۔ ان کو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوانا جہنم کے عذاب سے بچانا۔ پھر خداوند کریم کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیونکہ اسی نے حضرت کو پیدا کیا پھر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا۔ پس درحقیقت اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی محبت رسول اللہ اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور ائمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کی طرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کی بالعرض ہے

۱۶۶- انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہو گئی وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ جو شخص کسی سے دوستی رکھے پھر اس سے دوستی نہ رکھتا ہو مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے اور سب لوگوں سے یا چیزوں سے زیادہ ہو جو آگ میں ڈالا جانا پسند کرے مگر پھر کفر اختیار کرنا پسند نہ کرے جب خدا نے اس کو کفر سے نجات دی۔

۱۶۷- انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں وہی حدیث جو اوپر مذکور چکی سوائے اس کے کہ اس میں ہے کہ یہودی یا نصرانی ہونا پسند نہ کرے۔

باب رسول اللہ ﷺ سے بی بی اولاد ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے اور جس کو ایسی محبت نہ ہو وہ مومن نہیں۔

۱۶۸- انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کے بندہ مومن نہیں ہو تا جب تک اس کو میری محبت گھروالوں اور مال اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو اور عبد الوارث کی روایت میں ہے کوئی

۱۶۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْفَرَّةَ لَا يُحِبُّهَا إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ يُقْلَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُزَجَّعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ))

۱۶۷- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْحُو خَدَيْشَهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مِنْ أَنْ يُزَجَّعَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا))

بَابُ وَجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةُ

۱۶۸- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ

اللہ یعنی خدا کی محبت کے ذیل میں اور جو کوئی سوا خدا کے کسی اور شے سے بالذات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے یہو نہیم کعب اللہ یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنوں کی یہ صفت ہے والذین امنوا اشد حبا لله (نوری مخ زیادہ)

(۱۶۶) ☆ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو پہلے کافر یا مشرک تھے پھر خدا نے ان کو اسلام سے مشرف فرمایا تو ان کا اسلام ان کو تب ہی مزہ دے گا جب وہ کفر کے دین سے اس قدر بیزار ہوں کہ آگ میں گرنا قبول کریں پر کفر قبول نہ کریں۔

(۱۶۸) ☆ خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہیں ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے جو مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت اور آپ کے ارشاد کی تعمیل سب چیزوں پر مقدم رکھے ماں باپ، بی بی، اولاد، دوست، آشنایہ سب اگر ناراض ہو جائیں تو قبول کرے پر خدا اور اس کے رسول کی تافرمانی ہرگز اختیار نہ کرے۔ یہی محبت صادقہ ہے جس پر ایمان کا کھد ار ہے۔ ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو استاد سے۔ دوسری محبت شفقت اور پیمار کی جیسے ماں باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔ تیسری محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونے کی جیسے دوست آشنائوں سے ہوتی ہے تو یہ

آدمی مومن نہیں ہوتا۔

مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))۔

۱۶۹- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہو تا جب تک کہ اس کو میری محبت اولاد، مال، باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

۱۶۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))۔

باب: ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ خِصَالِ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ

۱۷۰- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہو تا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا اپنے ہمسایہ کے لیے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

۱۷۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ قَالَ لِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))۔

۱۷۱- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہو تا جب تک اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے وہی نہ چاہے جو

۱۷۱- عَنْ أَنَسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِجَارِهِ)) أَوْ قَالَ ((لِأَخِيهِ مَا

تو حضرت نے ان تمام محبتوں کو جمع کیا ہے۔ ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کا یقین کرے کہ رسول اللہ کا حق اس پر زیادہ ہے اس کے باپ اور بیٹے کے حق سے۔ کیونکہ رسول اللہ کے طفیل سے ہم کو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے مگر اسی سے نکل کر ہدایت پائی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ کی محبت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی سنت کی مدد کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اس کا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدیق ہو جائے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے اور ایمان صحیح نہیں ہو تا جب تک رسول اللہ کی قدر و منزلت ماں باپ، بزرگ، محسن سب سے زیادہ دل میں نہ ہو اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ مومن نہیں ہے۔ (نوی)

(۱۷۰) ☆ علماء نے کہا ہر آدمی ہے کہ مومن کامل نہیں ہو تا وہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی تمام وہ چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے۔ نسا کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت کے حاصل کرنے کو دشوار اور محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہو تا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنی اس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا چاہتا ہے اگر خود کا نقصان نہ ہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنی جس کا دل صاف ہو البتہ جس کے دل میں کینہ اور حسد بھرا ہو اس پر بہت دشوار ہے۔ خدا ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے بچائے۔ (نوی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اس میں کچھ ضرر نہ ہو تو اس پر خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے۔

يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

اپنے لیے چاہتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ تَحْرِيمِ اِيْذَاءِ الْجَارِ

باب: ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے۔

۱۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمُرُ جَارَهُ بِتَوَاقُّهْ))

۱۷۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کے مکرو و فساد سے محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى اِكْرَامِ الْجَارِ

باب: ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب اور

وَالصَّيْفِ وَلِزُومِ الصَّمْتِ اِلَّا عَنْ

چپ رہنے کی فضیلت اور ان باتوں کا ایمان میں داخل

الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذَلِكَ مِنْ الْاِيْمَانِ

ہونا۔

۱۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُفْلِحْ خَيْرًا أَوْ

۱۷۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور پیچھے دن (قیامت) پر یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے اور جو شخص اللہ پر اور پیچھے دن پر

(۱۷۲) ☆ یعنی اس کی بدی اور ظلم سے امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہیں مجھ کو صدمہ نہ پہنچے اس کی طرف سے۔ علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستاؤ اور ست بھیجے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت میں نہ جائے گا۔ یا یہ فرض ہے کہ اس کو جنت پہنچے ہی جنت میں جانا نصیب نہ ہو گا بلکہ روکا جائے گا یہاں تک کہ اس کے گناہ پر عذاب ہو یا معاف کیا جائے اور ضرورت ان تادیبوں کی یہ ہے جو اوپر گذرنا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرہ گناہ کر تا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ چند روز عذاب دیا جائے گا یا معاف کیا جائے گا پھر جنت میں جائے گا۔ بہر حال ہمسایہ کو رنج و دینا اور ناحق اس کو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے۔

(۱۷۳) ☆ سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے۔ نو دینی نے کہا فرض یہ ہے کہ جب بات کرنے کا ارادہ کرے تو سوچ لے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے تو اب کی بات واجب ہے یا مستحب اس وقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہو رہے۔ پھر چاہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس میں نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر ہے اور اولیٰ یہ کیونکہ مباح باتیں لے جاتی ہیں انسان کو حرام اور مکروہ کی طرف اور ایسا اتفاق اکثر ہو تا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا مَا بَلِغْتُ مِنْ قَوْلِ الْاِلٰهِيَةِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ یعنی جو بات انسان منہ سے نکالے ہے اس کے پاس ایک شخص ہے جو رکو دیکھتا ہے تیار ہے اس کے لکھنے کو۔ اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلہ میں کہ انسان کی سب قسم کی باتیں اگرچہ مباح ہوں کبھی جاتی ہیں یا صرف وہی باتیں جن میں ثواب یا عذاب ہو۔

ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ صرف وہی باتیں لکھی جاتی ہیں جن کا بدلہ ملے گا ثواب یا عذاب۔ اس صورت میں آیت کو خاص کرتا پڑے گا اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتیں بہت کرنا چھانچیں کیونکہ انسان اکثر بہت باتیں کرنے سے گو مباح ہوں حرام یا مکروہ باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

امام شافعیؒ نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اس کو یہ امر متحقق ہو کہ اس بات سے کچھ نقصان نہیں تو اس بات کو کہے اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اس سے ضرر ہو گا یا ضرر اور عدم ضرر میں شک ہو تو چپ رہے۔ امام لامؒ

بِصُنْتٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَبِيَّهُ))۔
ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کی خاطر داری کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے۔

۱۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))۔
۱۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو شخص اللہ

پر ایمان ابلیز یا مگلی نے کہا تمام آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثوں سے نکلتے ہیں ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا چھٹا اسلام یہ ہے کہ اس بات کو چھوڑ دے جو کام نہ آئے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لا نغضب یعنی غصہ مت کر۔ چوتھی وہ حدیث جو اوپر گزری کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص چاہتا ہے۔ اور استاد ابوالقاسم قشیری نے فرمایا کہ موقع پر چپ رہنا مردوں کی صفت ہے جیسے موقع پر بولنا نہایت عمدہ خصلت ہے اور میں نے ابوبلی وفاق سے سنا وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہاں حق بات بیان کرنے کا موقع ہو) تو وہ گونگا شیطان ہے لیکن ارباب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باتیں کرنے میں طرح طرح کی آفتیں ہیں اور اس میں نفس کو دخل ہوتا ہے۔ وہ اپنی تعریف کرتا ہے اور کبھی اپنی فصاحت اور شیریں بیانی لوگوں پر ظاہر کرتا چاہتا ہے اور یہ سکوت خاموشی تہذیب و اخلاق کا ایک بڑا رکن ہے۔ فضیل بن عیاض نے یوں بیان کیا کہ جو شخص بات کو اپنے اعمال میں سے ایک عمل سمجھے گا وہ بے فائدہ بات کم کرے گا اور ذوالنون مصری نے کہا کہ سب سے زیادہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والا وہ شخص ہے جو اپنی زبان کو زیادہ روکے۔

جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کرے۔ قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہیے اس کو ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضروری ہے اور اللہ نے اپنی کتاب میں ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم کیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا جبرئیل بیٹھ مجھ کو وصیت کرتے تھے ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کے لیے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ جبرئیل اس کو ترک نہ کریں گے۔ اسی طرح مہمانداری کرنا بھی اسلام کا طریقہ ہے اور پیغمبروں اور صالحین کی خصلت ہے اور لیٹ نے کہا کہ ایک رات مہمان داری کرنا واجب ہے اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے ہر مسلمان پر واجب ہے اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم کسی قوم پر اترو پھر وہ بطور مہمانی تم کو کچھ دیں تو اس کو قبول کر دو اور جو نہ دیں تو ان سے اپنی مہمانی کا حق لو۔ اور اکثر فقہاء اس بات پر ہیں کہ مہمانی کرنا اخلاق میں داخل ہے پر واجب نہیں اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے کہ ضیافت کا جائزہ ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہیں عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اعتیاری ہوتے ہیں نہ کہ وجوبی۔ اور بھی حضرت نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہیں کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ ایک ساتھ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتھ سلوک واجب نہیں اور اگلی حدیثوں کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ احوال اسلام کی حدیثیں ہیں جب دل داری اور خاطر داری واجب تھی۔ پھر اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مہمان داری بہت سی باتوں اور جنگل والوں دونوں پر واجب ہے یا صرف جنگل میں رہنے والوں پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونوں پر واجب ہے اور مالک اور حنوف نے کہا کہ صرف جنگل والوں پر واجب ہے اس لیے کہ بہت سی باتیں مہمان مسافر کو ظہر کرنے کی جگہ مل جاتی ہے سرائے وغیرہ میں اور کھانے پینے کی چیزیں بھی سب بازار سے ملتی ہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ضیافت جنگل میں رہنے والوں پر ہے نہ بہت سی والوں پر۔ لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے۔ (نوری)

فَلْيَكُفِّرُمْ حَتْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلْيُكْفِرْ غَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُنْتُ))

۱۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَدِيثِ أَبِي حَصِينٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيُخْسِنِ إِلَى جَارِهِ.

۱۷۶- عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْحَزَازِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُخْسِنِ إِلَى جَارِهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكُفِّرْ حَتْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْفِرْ غَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُنْتُ))

ثواب ہو یا چپ رہے۔

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ
الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَأَنَّ الْأَمْرَ
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبَانِ

۱۷۷- عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْحَطْبَةِ يَوْمَ الْيُودِ

(۱۷۷) ☆ عید کے دن سب سے پہلے جس نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا وہ مروان تھا۔ قاضی عیاض نے کہا اس بات میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمانؓ نے پڑھا ہے اور بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ نے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز ختم ہوئی تو چل دیتے تھے اور خطبہ کے ختم ہونے کا انتظار نہ کرتے اور بعضوں نے کہا اس میں یہ مصلحت تھی کہ دور رہنے والوں کو بھی نماز مل جائے اور جو لوگ دیر میں آئیں ان کو بھی نماز ملے اور بعضوں نے کہا کہ یہ فصل سب سے پہلے معاویہؓ نے کیا اور بعضوں نے کہا عبد اللہ بن زبیرؓ نے کیا (یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ سے ثابت ہوئے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز عید پڑھی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکوں کے فقہاء اور بعضوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع اختلاف کے بعد ہوا یا یہ کہ انصاف نہیں کیا گیا یا یہی امیہ کے اختلاف کی طرف کیونکہ تمام خلفائے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہو چکا تھا اور اس روایت میں ابو سعیدؓ نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق لوٹا کر دیا سب لوگوں کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک سنت ثابت ہو چکی تھی پر خلاف اس کے جو مروان نے کیا تھا اور یہ بھی ابو سعیدؓ نے کہا میں نے رسول اللہؐ سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شروع دیکھے اس کو منادے اور لے

قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَاةُ خَلْفَاءُ بَنِي أُمِيَّةٍ مِنْ سَبِيلِ خَلِيفَةٍ هِيَ) اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تَرَكْنَا هَذَاكَ فَقَالَ أَبُو اور کہنے لگا خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چاہیے۔ مروان نے کہا یہ بات

تو خلاف شرع وہی کام ہو گا جو سنت کے خلاف ہو گا اور اس پر عمل نہ ہوا ہو گا زمانہ سابق میں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ سوامر وان کے اور کسی خلیفہ نے ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ (نودی)

ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چاہیے۔ مروان نے کہا یہ بات موقوف کر دی گئی اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو سعید خدری نے خود کیوں نہیں منع کیا اس بارے کام سے یہاں تک کہ ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا۔ اب اس کا جواب یہ ہے کہ شاید ابو سعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہو گئے تو اس شخص نے اعتراض کیا۔ پھر ابو سعید پہلے سے موجود ہوں لیکن انھوں نے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لیے یا فتنے کا تو سابقہ ہو گیا اس سے انکار جو واجب تھا اور اس شخص نے خوف نہ کیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو صرف اپنے نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت میں بلکہ مستحب ہے اور احتمال ہے کہ ابو سعید نے اس کی تائید کی اور دوسری روایت میں جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے نکالا باب صلوة العید میں یہ ہے کہ ابو سعید نے خود مروان کا ہاتھ کھینچا جب اس کو منبر پر جاتے دیکھا اور مروان اور ابو سعید ساتھ آئے تھے پھر مروان نے ابو سعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہے کہ یہ موقع دوبارہ ہوا ہو۔

اگر زبان سے منع یعنی روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے سے سب سے کم درجہ کا ایمان ہے اگر یہ بھی نہ ہو اور دل میں بھی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آئے تو سمجھنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر جم گیا لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ نودی نے کہا کہ یہ جو حضرت نے فرمایا برے اور خلاف شرع کام کو مٹانے اور بگاڑنے ہاتھ پاؤں سے تو یہ امر باجماعت واجب کے لیے ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر کتاب و سنت اور اجتماع امت سے دلیل ہے اور یہ فصیحت میں داخل ہے جو خود دین ہے اور اس میں سوا چند رافضیوں کے کسی نے خلاف نہیں کیا اور ان کے خلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام الحرمین نے بھی کہا کہ ان کے خلاف کا اس مسئلہ میں اعتبار نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ مسلمانوں کا اس کے وجوب پر رافضیوں کے پیدا ہونے سے پہلے اتفاق ہو چکا تھا اور وجوب اس کا شرع سے ہے نہ کہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہے اور یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ لا یضربکم من ضل اذھابتہم یعنی اسے ایمان والو تم اپنے تئیں سنبھالو تم کو دوسرے کے گمراہ ہونے سے کچھ نقصان نہ ہو گا جب تم ہدایت پاؤ گے تو یہ ہمارے مذہب کے خلاف میں نہیں کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر یہ ہیں کہ جب تم سب احکام کو جو تم پر واجب ہیں بجالاؤ گے تو دوسروں کی تقصیر سے تم کو ضرر نہ ہو گا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا ولا تزدوا ذرۃ و ذرۃ یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے گا پھر جب کسی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اس پر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہی پر رہے گا جس نے بر اکام کیا۔ یہ بھی جانتا چاہیے کہ اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کر دیا تو سب کے ذمہ سے یہ فرض ادا ہو گیا اور نہ سب گنہگار ہو گئے۔ اور بعض مقاموں میں یہ فرض ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے اس مقام میں کوئی نہ ہو سو اس کے یا کسی کے حکم سے وہ حکام سنتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی بر اکام کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے۔

علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا تو بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ فصیحت سے مسلمانوں کو کچھ فائدہ ضرر ہو گا اور اوپر ہم کہ چکے ہیں کہ اس شخص کا کام حکم کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے برے کام سے اب چاہے وہ مانے یا نہ مانے منوا اس کا فرض نہیں جیسے اچھے جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہیں مگر پہنچا دینا۔ علماء نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں یہ شرط نہیں ہے کہ حکم کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلا ہو اور بری باتوں سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ خود تقصیر دار ہو تو حق

سَجِيدٌ اَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مِنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ كَسِيَ مُنْكَرًا خِلَافَ شَرِّهِ)) (مَنْ دیکھا کہ کسی نے کفر یا گناہ کرنے کا عمل کیا ہے تو اس کو بددعا دے کہ وہ اس سے باز آجائے اور اگر وہ اس سے باز نہ آئے تو اس کو منکر کے خلاف شرع کا کام کر دے کہ وہ اس سے باز آجائے)۔

تو بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پھر ایک میں غفلت ہونے سے دوسرے کو بھی ضائع کرنا ضروری نہیں اور یہ کام حاکموں سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اس کو کر سکتا ہے۔

امام الحرمین نے کہا اس پر مسلمانوں کا اجماع دلیل ہے اس لیے کہ صدر اول میں اور اس کے قریب زمانہ میں لوئی اونی مسلمان خود حاکموں کو بری باتوں سے منع کرتے اور اچھے کاموں کا حکم کرتے حالانکہ وہ مسلمان ان کو اس کام سے نہ روکتے اور اس پر زجر نہ کرتے۔ پھر اگر حکومت شرط ہو انی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے قیادت اور مسلمان اس کو سمجھا دیتے کہ تمہارا یہ عہدہ نہیں ہے یا بات ضروری ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اس مسئلہ کو چاہتا ہو اگر وہ بات مشہور واجبات یا محرمات سے ہو جیسے نماز، روزہ، زنا، شراب، غر توہر ایک مسلمان کو ان باتوں کا علم ہے وہ حکم اور منع کر سکتا ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اس میں مدخلت نہیں چھٹی اور نہ ان کو انکار پہنچتا ہے بلکہ یہ منصب علماء کا ہے پھر علماء کو بھی اس کام کا انکار کرنا حکم کرنا چاہیے جو ایمانی ہو اور جو کام اخلاقی ہو اس میں کسی فریق کو دوسرے فریق سے جھگڑا کرنا درست نہیں اس لیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضوں کے نزدیک اور خطی بھی ہے اور بعضوں کے نزدیک ایک مصیب ہے اور باقی خطی لیکن خطی معنی نہیں ہو سکتا اور جو معین بھی ہو تو بوجہ خطائے اجتہادی کے اس پر گناہ نہیں ہر اگر نصیحت کے طور پر اس کو نرمی سے سمجھائے تو وہ بہتر ہے اس لیے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اختلاف سے نکل جانا چاہیے حتی المقدور جب کسی سنت میں غفلت نہ آئے یا کسی اور دوسرے اختلاف میں نہ پڑ جائے۔ قاضی القضاۃ ابوالحسن ماوردی بصری شافعی نے اپنی کتاب ”احکام سلطانہ“ میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ اگر بادشاہ کسی کو محتجب بنائے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل میں جس فقہ کا چاہے مذہب اختیار کرے اور ہمیشہ فروعات میں صحابہ اور تابعین اور من بعد ہم کا اختلاف رہا تو نہ محسوب ہے کوئی انکار کرے نہ محتجب دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر۔ اسی طرح علماء نے کہا ہے کہ مفتی اور قاضی کو نہیں پہنچتا کہ اپنے مخالف پر اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت ضائع ہو گیا بہت مدت دراز سے اور اس زمانہ میں جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تھا جس پر دین کا دار تھا اور جب برائیاں بہت پھیلیں گی تو عذاب الہی عام ہوگا نیک و بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے نہ روکیں گے تو خدا تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فليحذر الذين يخالفون عن امره الاية یعنی وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے پہنچے گا ان کو قتل ہوگا کہ کاذب۔

تو جو شخص آخرت کا طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ اس بات کا خیال رکھے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ اس کا بڑا فائدہ ہے خاص کر اس حالت میں کہ جب وہ موقوف ہو گیا ہے اور اپنی نیت خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اس سے خوف نہ کرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا البتہ خدا مدد کرے گا اس کی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص مجرم و سار کے اللہ پر اس کو سیدھی رو ملی اور فرمایا جن لوگوں نے ہماری راہ میں کو شش کی ہم ان کو اپنی راہ بتلائیں گے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمائش نہ ہوگی۔ ان سے پہلے جو لوگ گزر گئے ان کو بھی ہم نے آزمایا تو البتہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانے گا جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو جو سمجھوتے ہیں اور یہ بات خیال کر لینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اتنا ہی زیادہ ملتا ہے جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نہ کرنا چاہیے ویسے ہی اچھا

فَيْلْسَافِهِ فَإِنَّ لَمْ يَسْتَطِعْ فَيَقْلِبْهُ وَذَلِكَ أَوْضَعُ
 دل ہی نے سکی (دل میں اس کو برا جانے اور اس سے بیزار ہو) یہ
 سب سے کم درجے کا ایمان ہے۔

دوستی اور محبت اور سستی کی وجہ سے ترک نہ کرنا چاہیے اور اپنی سرخروئی اور مرتبہ بڑھانے کے لیے بھی نہیں۔ اس لیے کہ دوستی اور محبت سے تو اس کا حق اس پر ہو گیا اور وہ حق یہ ہے کہ اس کو نصیحت کرے اور آخرت کی بھلائی بتلائے اور مضر اور مہلک باتوں سے بچائے۔ اور آدمی کا دوست اور عزیز وہی ہے جو اس کی آخرت کی بھلائی میں کوشش کرے اگرچہ دنیا میں اس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگوں کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسی وجہ سے۔ پیغمبر جو مومنوں کے دوست سمجھے جاتے ہیں وہ اسی سبب سے کہ وہ ان کی آخرت کے درست کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ یا اللہ تو ہم کو اور ہمارے دوستوں کو اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے میں کوشش کریں اور اپنی رحمت و عنایت ہم سب پر عام کر دے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اس کو چاہیے کہ نرمی کرے تاکہ اس پر لوگ جلدی عمل کریں۔

امام شافعیؒ نے فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ نصیحت کی اس نے اس کو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کھلم کھلا نصیحت کی اس نے اپنے بھائی کو رو سوا کیا۔ اور اس باب میں سے ایک کام وہ ہے جس میں اکثر لوگ سستی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو عیب دار چیز بیچے ہوئے دیکھتے ہیں پھر اس کو منع نہیں کرتے اس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علماء نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو جانتا ہے کہ اس چیز میں یہ عیب ہے تو اس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اس عیب سے آگاہ کر دے لیکن طریقہ منع کرنے کا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اس کو (یعنی برے کام کو) ہاتھ سے بگاڑے اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دل سے۔ دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اس کا بگاڑنا نہیں ہو سکتا پر کیا کرنا چاہیے اس کا اختیار اسی قدر ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا سب سے کم درجے کا ایمان یہ ہے یعنی یہ ایک اونٹنی شمرہ ہے ایمان کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اس سے نفرت کرے۔

قاضی عیاضؒ نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے برے کام کے بگاڑنے میں تو بگاڑنے والے پر واجب ہے کہ جس طرح سے ہو سکے بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہوں ان کو ہاتھ سے توڑے اور شراب اور مسکرات کو بھا دیوے یا دوسرے سے کہو کہ بھادے اور زبردستی سے جھینے ہوئی چیز چھین کر خود اس کے مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہے کہ بگاڑنے میں نرمی کرے جاہل پر اور اس ظالم پر جس سے شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہے کہ اس کو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے متعجب ہے یہ بات کہ بگاڑنے والا خود صالح اور صاحب فضیلت ہو اور جو شخص اجتہاد پر مگر گمراہ ہو یا اپنے کام میں اصرار کرتا ہو اس پر سختی بھی کرے جب یہ معلوم ہو کہ اس کی سختی سے فائدہ ہو گا اور خوف نہ ہو۔

دوسرے مسندہ کا اگر اس کو گمان غالب ہو کہ ہاتھ سے بگاڑنے میں اور کوئی بڑا فائدہ ہو گا یعنی کسی کا خون ہو گا خود بگاڑنے والے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور خدا کے عذاب سے ڈرے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے میں جس امر قسم کا شر ہو گا تو صرف دل سے اس کو برا سمجھے اور چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہے حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اس کو کوئی نہ مددگار ملے تو اس سے مدد لیوے پر ہتھیار نہ اٹھائے اور لڑائی شر ذرا نہ کرے اور چاہے کہ اطلاع کرے اس کی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا حتیٰ

۱۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ۱۷۸- یہ حدیث بالکل وہی ہے جو اوپر گزری ہے مگر ایک اور سند حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ سے بھی مروی ہے۔
بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَيْشِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُقْيَانِ.

تو صرف دل سے اس کو برا سمجھے۔ یہی مسئلہ ہے اور یہی محققین علماء کے نزدیک صواب ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر حال میں زبان سے کبہ سے پھر اگر قتل کیا جائے یا ایذا پایا جائے تو مہر کرے۔ قاضی عیاض کا کلام تمام ہوا۔

امام الحرمین نے کہا کہ رعیت میں سے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو رد کے اس گناہ سے پر لڑائی شروع نہ کرے اور ہتھیار نہ اٹھائے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے۔ پھر اگر بادشاہ بھی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے باز نہ آئے اور سمجھائے نہ سمجھے تو سب مسلمان جو صاحب الرائے ہوں مل کر اس بادشاہ کو تخت سے اتار دیں اگرچہ اس میں ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پڑے اور خون ریزی اور لڑائی ہو۔ یہ کلام ہے امام الحرمین کا۔ اور قاضی القضاہ مادردی نے کہا محاسب کو بحث کرنا نہیں چاہیے ان گناہوں سے جو ظاہر نہ ہوں پھر اگر گمان غالب ہو کہ بعض لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہیں تو اس میں دو قسمیں ہیں۔

ایک قسم تو یہ ہے کہ جس کا تذکرہ بعد وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محاسب کو خبر کرے کہ فلاں شخص فلاں عورت کے ساتھ جنمائی میں زنا کرنا چاہتا ہے یا فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً محاسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اس واقعہ کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر محاسب کے سوا اور لوگوں کو خبر ہو ان کو بھی بندوبست کرنا چاہیے۔

دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اس میں تجسس اور کھوج جائز نہیں جیسے کسی مکان سے باجے بجانے کی آواز آئے تو باہر سے پکار کر منع کرے اور گھر کے اندر نہ گئے اور بادردی نے ”احکام سلطانین“ کے آخر میں ایک عمدہ باب احتساب کے باب میں لکھا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قاعدوں پر مشتمل ہے اور ہم نے اس مقام پر اس کے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دی اس لیے کہ مفید ہے اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اس کی بہت حاجت پڑتی ہے۔ (نودی)

السران الوہاب میں ہے مسلمانوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں دین کے بڑے ستون ہیں اور یہ واجب ہیں ہر مسلمان پر۔ القول الجمیل میں ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کالاب یہ ہے کہ نری اور ملاعت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت بادشاہوں کو نہیزا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جادلہم بالہی ہی احسن بحث کران سے اچھے طور سے۔ وضو اور نماز میں امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسی کو دیکھ دھواؤں اچھی طرح نہیں دھو تا تو یہ حدیث سنائے خرابی ہے کوچوں کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا تو یہ حدیث سنائے کہ پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور لباس اور کلام وغیرہ میں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف ویہنون عن المنکر واولئک ہم المفلحون۔ یعنی تم میں سے وہ تھے جن میں کچھ لوگ جو نیکی کی طرف بلائیں اچھی بات کا حکم کریں اور بری بات سے منع کریں اور وہی لوگ ہیں جہنم کا پانے والے۔

۱۷۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَقُولُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةٌ)

۱۷۹- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقے پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوئے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کاموں کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (ان کو برا کہے ان کی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی لڑے ان سے دل سے (ان کو برا جانے)

(۱۷۹) ☆ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں۔ حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ لوگ جو قریم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنے والے یا پیغمبر کے بعد خلافت کے مستحق ہوں۔

عبد اللہ بن مسعود آئے اور قہار بن امیر نے نوادی نے کہا قہار بن امیر ایسا ہی ذکر کیا اس کو حمیدی نے کتاب المجمعین میں اور اکثر نسخوں میں بھی یہی ہے اور مسلم کی اکثر روایت کرنے والوں نے ہضائہ روایت کیا ہے قہار مودعہ سے قہار غلام کہتے ہیں اس میدان کو جو گھر کے سامنے ہو تا ہے۔ ایسا ہی روایت کیا ابو عوانہ اسراہی نے قاضی عیاض نے کہا سر قہار کی روایت قہار سے ٹھیک ہے اور جبہور کی روایت غلام قہار سے اور صحیفہ۔

صالح بن کیسان نے کہا ای طرح یہ حدیث اور انفع سے روایت کی گئی ہے یعنی صالح بن کیسان نے کہا کہ یہ حدیث اور انفع سے اس نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے اور اس میں عبد اللہ بن مسعود کا ذکر نہیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی طرح باختصار اور انفع سے اس نے رسول اللہؐ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ابو علی جلالی نے کہا امام احمد بن حنبلؒ نے کہا یہ حدیث محفوظ نہیں ہے اور یہ کلام ابن مسعود کے کلام سے نہیں ملتا تو یہ روایت کرتے ہیں کہ ایسے وقت میر کر دیہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اس کی اتنااد میں حادث بن فضیل انصاری ہے۔

ابو عبد اللہ مدنی بجلی نے کہا وہ اللہ ہے اور روایت کیا اس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اس کا ذکر ضعیف کی کتابوں میں نہیں پایا۔ اس کے علاوہ حادث منفرد نہیں ہے اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے اس کی دوسرے نے جیسا کہ صالح بن کیسان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا کہ یہ حدیث اور طریقوں سے بھی مروی ہے ان میں سے ایک روایت ہے ابو داؤد قہار لیشی کی ابن مسعود سے انھوں نے رسول اللہؐ سے اور یہ جو ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ تم میر کر دیہاں تک کہ مجھ سے ملو تو یہ اس موقع پر ہے جہاں قتل اور خون ریزی اور قتل کا ذکر ہو اور اس حدیث میں جو حکم ہے نالائقوں سے جہاد کرنے کا مجھ سے اور زبان سے وہ اس موقع پر ہے جہاں کسی فتنے کے اٹھ کر لڑے ہوئے کا ذکر نہ ہو علاوہ اس کے اس حدیث میں اگلی امتوں کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہیں ہے۔ تمام اہل کلام ابو عمرو کا اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا ذکر اس حدیث میں بہت عجیب ہے۔ (انجلی ما قال النوادی)

السر ابن ابی ہازم میں ہے کہ اگرچہ حدیث میں اس امت کا ذکر نہیں لیکن حضرتؐ نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت میں بھی ہے

وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رانی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں (یعنی اگر دل سے بھی برانہ جانے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابو رافع (جنہوں نے اس حدیث کو ابن مسعود سے روایت کیا اور تاہم ان کا مسلم یا ابن ابی شیبہ یا مزین یا ثابت یا یزید تھا مولیٰ تھے رسول اللہ ﷺ کے) نے کہا میں نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمر سے روایت کی انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا۔ اتفاق سے میرے پاس عبد اللہ بن مسعود آئے اور قناتہ (مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے) میں اترے تو عبد اللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبد اللہ بن مسعود کی عیادت کو۔ میں ان کے ساتھ گیا۔ جب ہم بیٹھے تو میں نے عبد اللہ بن مسعود سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر سے بیان کیا تھا۔ صالح بن کیسان نے کہ یہ حدیث ابو رافع سے اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

عَرَزَلُ ۙ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ فَقَدِمْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَتَزَلَّ بِقَنَاتٍ فَاسْتَتَبَعَنِي إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَعُودُهُ فَأَنْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثْتُهُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تَحَدَّثُ بَنَحْوِ ذَلِكَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ.

۱۸۰- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے حوالی نہ ہوں وہ اس کی (یعنی اپنے نبی کی) راہ پر چلتے ہیں اور اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں پھر روایت کو اس طرح بیان کیا جیسے اوپر گزری مگر اس میں ابن مسعود کے آنے کا اور ان سے ابن عمر کے ملنے کا ذکر نہیں۔

۱۸۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ كَانَ لَهُ حَوَارِيُّونَ يَهْتَدُونَ بِهَدْيِهِ وَيَسْتَنْوُونَ بِسُنَّتِهِ)) مِثْلَ حَدِيثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قُدُومَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ.

لن ہوگا۔ اس قول سے فمن جاهدہم یعنی جو کوئی ان سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ امت شامل نہ ہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثوں میں بھی منقول ہے آپ نے فرمایا ایچیز القرون قرنی اخیر حدیث تک۔ نوٹی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں چار تابعی ہیں ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور عبد الرحمن اور ایسے ہی ایک اسناد پہلے گزر چکی ہے اور میں نے ایک رسالہ بتایا ہے اسی قسم کی رباعی اسنادوں میں ان میں سے بعض اسناد ایسی ہیں جن میں چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور چار تابعی ایک دوسرے سے۔

بَابُ تَفَاضُلِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِيهِ وَرُجْحَانِ أَهْلِ الْيَمَنِ فِيهِ

باب: ایمان داروں کا ایک دوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگوں کا ایمان زیادہ ہونا

۱۸۱- عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ ((أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ هَهُنَا وَبِأَنْفِ الْقُسُوفَةِ وَغَلَطَ الْقُلُوبُ فِي الْفُتَادَيْنِ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ فِي رِبْعَةٍ وَمُضَرٍّ)).

۱۸۱- ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب میں جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اس میں بہت سے شہر اور بستیاں ہیں صنعاء وہاں کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا خبردار رہو ایمان ادھر ہے اور کڑا پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کی دم کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان کے دو سیٹنگ نکلتے ہیں یعنی قوم ربیعہ اور مضر۔

۱۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((جَاءَ أَهْلُ

۱۸۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ

(۱۸۱) غیاث اللغات میں ہے کہ یمن اقلیم اول اور دوم میں ایک مشہور ملک ہے اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے۔ اس واسطے اس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ کعبہ کو عربوں نے ایک شخص قرار دیا ہے جس کا منہ پورب کی طرف ہے اور پیچہ اس کی پیچم کی طرف۔ اول حضرت نے یمن کی طرف اشارہ کر کے ان کی تعریف کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کی طرف اشارہ کیا اور ان کی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جن کے پاس اونٹ بہت تھے اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت مخالف رہے۔ شیطان کے دو سیٹنگ سے مراد سورج ہے اس واسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونوں سیٹنگ (یعنی سر کے دونوں کوٹے) اس پر رکھ دیتا ہے کہ کافروں کا سجدہ اسی کو ہو۔ (تختہ الاخبار)

نودی نے کہا شیطان کے قرن سے مراد اس کے سر کے دونوں کوٹے ہیں اور بعضوں نے کہا اس کی دونوں جماعتیں جن کو وہ بھیجتا ہے لوگوں کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے دونوں گردہ کافروں میں سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کی طرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے کنبر کا سر مشرق کی طرف ہے اور حضرت کے زمانہ میں یہی حال تھا کیونکہ اس وقت پورب کی جنوب جو ملک واقع تھے جیسے ہندو چین اور خود عرب کے ملک میں سے نجد وغیرہ وہاں ایمان بالکل نہ تھا اور تراکف ہی کفر تھا اور جس وقت دجال نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اس وقت بھی کفر کا سر مشرق ہی کی طرف ہو گا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسی طرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکوں کا جو انتہاء چہ کے جنگی اور فساد ہی ہوتے ہیں اور فتنہ ان ترکوں کا "ہلاکو" کے زمانہ میں غارت کرنا ان کا بغداد کو اور ختم کر دینا خلافت عباسی کو اور قتل ہونا لاکھوں مسلمانوں کا ان کے ہاتھ سے تاریخ میں مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ ہے جس کے مثل اسلام میں بہت کم ہوا ہے پھر فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنوں کی دوسری حدیثوں میں بھی حضرت نے خبر دی ہے۔

(۱۸۲) نودی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اس کو علماء نے ظاہر سے پھیرا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع مکہ سے ہوا پھر مدینہ سے۔ ابو عبیدہ مغرب کے امام نے اس باب میں چند قول بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے کیونکہ تہامہ میں ہے اور تہامہ ملک لٹھ

10F

۱۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَلِهِ

۱۸۴- عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرْقُ أَفْئِدَةً الْفِقْهُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ))

۱۸۳- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔
۱۸۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس یمن والے آئے ان کے قلب ضعیف اور فواد نرم ہیں فقہ بھی یعنی ہے اور حکمت بھی یعنی ہے۔

لے ہوتی ہے اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جس میں یہ سب باتیں موجود ہوں۔ ابو بکر بن ورید نے کہا جو کلمہ فصاحت کا ہوا زجر کا اور جو بات بہتری کی طرف لے جائے اور برائی سے بچائے وہ حکمت ہے اور وہ حکم ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث میں ان من الشعر لحکمة یعنی بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔ کذا قال النووی۔ اور السراج الوہاب میں ہے کہ حکمت رسول اللہ کی حدیث کو کہتے ہیں جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیۃ يعلمہم الکتاب والحکمة کی تفسیروں کی ہے اسی طرح اس آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنۃ کی توصیف حدیث کے معنوں میں یہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جس پر حدیث کی کتابیں مشتمل ہیں اور فرمایا کہ بعض شعر حکمت ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شعر حدیث کے موافق ہو تا ہے وہ اچھا اور جو حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو اہل الصلاح وغیرہ نے حکمت کے معنی بیان کیے ہیں وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتے ہیں اور اس سے قریب ہیں اور ایک دلیل اس بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اس کے ساتھ فقہ کو بیان کیا اور یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور اس میں رسول اللہ کی طرف سے یمن اور اہل یمن پر شہادت ہے کہ ان میں ایمان ہے اور حدیث ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے بڑھ کر دوسری فضیلت نہیں اور کئی آیتیں اور حدیثیں ان کی شان میں اور ان کے ایمان کی صفت میں وارد ہوئی ہیں ان کو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے اور میں نے ان کو سلسلۃ العجد وغیرہ میں ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعاء کا بیان کئی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان میں سے حظیرۃ القدس اور ریاض المرآض ہیں اور میں نے یمن والوں میں سے چند علماء کا حال جو کتاب و سنت پر چلنے والے تھے کتاب "تحائف العلماء" اور "الترجیح للکمال" میں ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم میں ہم کو اہل یمن سے تو سل ہے۔ اچھی۔

(۲۸۴) ☆ فواد اور قلب دونوں شہرت کی بنا پر ایک ہیں اور بعضوں نے کہا فواد مغائر ہے قلب کے اور یمن ہے قلب کی اور بعضوں نے کہا کہ فواد باطن قلب ہے اور بعضوں نے کہا کہ قلب کا پردہ ہے اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس میں خدا کا خوف اور تواضع ہے اور وہ نصیحت پانے کے قابل ہے اور بخشی اور قسوت سے سالم ہے جیسے اور لوگوں کے دل میں ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہیں جو حکیموں کے نزدیک بڑا عیب ہے۔

۱۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((زَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْيَبِيلِ الْفَقْدَايْنِ أَهْلُ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))

۱۸۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفر کی چوٹی مشرق کی طرف ہے اور بڑائی و شبہی مارتا اور فخر و گھمنڈ کرنا گھوڑے والوں اور اونٹ والوں میں ہے جو چلاتے ہیں اور وبر والے ہیں اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے۔

۱۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْكَفْرُ قِبَلُ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّمَاءُ فِي الْفَقْدَايْنِ أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ))

۱۸۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں میں ہے اور گھمنڈ اور دکھاوا شور کرنے والوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں۔

۱۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((الْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي الْفَقْدَايْنِ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))

۱۸۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا بڑائی اور گھمنڈ کرنا شور کرنے والوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور مسکینی بکری والوں میں ہے۔

۱۸۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اتنا اضافہ ہے کہ ایمان یمن والوں میں ہے، حکمت یمن والوں میں ہے۔

۱۸۸- وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ))

۱۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَزْقُ أَفْبَدَةً وَأَضَعَفُ قُلُوبُهُ الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ السَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي

۱۸۹- ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یمن والے آگے ہیں یہ لوگ نرم دل اور کمزور دل والے ہیں۔ ایمان یمن والوں میں ہے، حکمت یمن والوں میں ہے، مسکینی بکریاں چرانے والوں میں ہے اور فخر و غرور اور شور و

(۱۸۵) حدیث میں فدوین کا لفظ ہے اسکے معنوں میں اختلاف ہے ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ فدو کی جمع ہے جیسے یہ دال اور فدو کا گئے تیل کو کہتے ہیں جن سے کھیت میں کام لیا جاتا ہے اس سے مراد کاشتکار اور زمیندار ملکی لوگ ہیں لیکن اوروں نے اس کا انکار کیا اور کہا فدوین ندید سے ہے جس کے معنی ہیں چلا تا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں اور کھیتوں میں چلایا کرتے اور حد درجہ کے بد خلق اور سخت ہوتے ہیں۔ ابو عیوبہ نے کہا فدوین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس بہت اونٹ ہیں دوسو سے لے کر ہزار تک (نودی) تختہ الاخیار میں ہے کہ جانوروں کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے۔ سائیکس اور شر بان اکثر بد خلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے ہیں اسی واسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا۔

(اور وبر والے ہیں) اور کہتے ہیں اونٹ کے پالوں کو اور یہ اونٹ والوں کے پاس ہوں گے نہ کہ گھوڑے والوں کے پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ دونوں ہوں۔

غواونٹ پر آنے والوں میں ہے جو مشرق کی جانب رہتے ہیں۔
۱۹۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمنی آئے ہیں یہ بہت نرم دل اور رقیق القلب ہیں حکمت اور ایمان یمن میں ہے اور کفر کاسر چشمہ مشرق میں ہے۔

۱۹۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے صرف اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ کفر کاسر چشمہ مشرق کی طرف ہے۔

۱۹۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۱۹۳- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلوں کی تختی اور کھر کھر اپن پورب والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں۔

الْفُذَّادِينَ أَهْلَ الْوَبَرِ قَبْلَ مَطْلِعِ الشَّمْسِ))۔

۱۹۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَتَيْنَ قُلُوبَنَا وَأَرْزُقُ أَفْبَذَةَ الْيَمَانِ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ رَأْسُ الْكُفْرِ قَبْلَ الْمَشْرِقِ))۔

۱۹۱- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((رَأْسُ الْكُفْرِ قَبْلَ الْمَشْرِقِ))۔

۱۹۲- وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَ حَدَّثَنِي بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَغْيِي ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ حَرِيرٍ وَ زَادَ ((وَالْفَخْرُ وَالْخِلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْيَابِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ))۔

۱۹۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((غِلْظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْيَمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ))۔

(۱۹۳) ☆ مدینہ سے مشرق کی طرف مصر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جس میں مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہیں۔

السرراج ابواب میں ہے کہ اس حدیث میں مشرق کی ذمت اور حجاز کی تعریف ہے اور یمن حجاز میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ ایک گزشتہ زمانہ کی حکایت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر اپنا فضل کیا اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلا یا اور ہند کے بہت سے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علماء اور فضلاء گزرے ہیں اور بہت سے محدث جو کتب اور سنت پر عمل کرتے تھے اور ہند کے رہنے والے وہ بعض بدعتی جو اس حدیث سے بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث عبد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جو نجد سے نکل کر حجاز میں آئے تھے اور انھوں نے توحید کو پھیلا یا تھا تو یہ متبعین ہند کا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ کفر کی چوٹی پورب میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام ان ممالک کو شامل ہے جو مدینہ سے پورب کی جانب واقع ہیں ہند ہو یا سندھ اور شیخ محمد بن عبد الوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت دیا کرتے تھے۔ وہ نہ کافر تھے نہ اسلام سے خارج تھے۔ پھر وہ اس لٹے

۱۹۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایماندار نہ بنو گے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے اور میں تم کو وہ چیز نہ بتا دوں جب تم اس کو کرو تو آپس میں محبت ہو جائے۔ اسلام کو آپس میں رائج کرو۔

مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوی سے سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مروا ”بدایاں“ کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہاں سے شیطان کا قرن نکلا، جس نے دنیا میں بعد امت کاروان دیا اور علمائے موصحین کو کافر اور فاسق قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے تمام مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا رب العالمین۔

بخاری نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر سے روایت کیا انھوں نے کہا تین یا تین ہیں جس نے ان کو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا۔ ایک تو انصاف اپنے نفس سے، دوسرے سب کو سلام کرے، تیسرے بھگتی کے وقت خرچ کرے گا اور بخاری کے سوا اور لوگوں نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور سلام میں ایک اور فائدہ یہ وہ ہے کہ اس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو نیکیوں کا منہلہ والا ہے مگر سلام خاص خدا کے واسطے کرے نہ کہ خواہش نفسانی سے اور نہ اپنے دوستوں اور احباب کو خاص کرے۔ لہٰذا ذکر الہی ہو۔

تحفۃ الاخیار میں ہے کہ بہشت کا ٹٹا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت پر موقوف ہے پھر حضرت نے محبت حاصل کرنے کا آسان طریقۃ السلام ظہیم کرنا بتلایا۔ اسلام سے اس واسطے محبت حاصل ہوتی ہے کہ وہ دعائے خیر ہے یعنی خدا تم کو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والے کو اپنا دوست جاننا اور سمجھتا ہے تو آپ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ ہر چند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور سخاوت تمام عالم کے مسلمانوں سے نہیں ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہو سکتا ہے اس واسطے حضرت نے اسی کو خاص کر کے بتلایا ہے لیکن افسوس عجب التنازعہ مانہ ہو گیا ہے کہ جہات اور غرور کے سبب سے اب بعض لوگ سلام علیک کرنے سے ناخوش ہوئے اور عداوت پر کمر باندھتے ہیں جہت اور خیر خواہی کی چیز ان الٹوں کے نزدیک اچھی

۱۹۵- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تَوُفُّوا)) بِمَنْحِلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَذَوِجَعٍ.

۱۹۵- دوسری روایت بھی ایسی ہے اس میں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اخیر تک ابو معاویہ اور ذکیج کی حدیث کی طرح۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ

۱۹۶- عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ)) فَلَمَّا لَمِنَ خُلُوصَ أَوْ خَيْرَ خَوَاصٍ كَانَامَ هُمْ نَعْنَى كَهَا كَيْ خَيْرٍ خَوَاصٍ؟ أَوْ

باب: دین خیر خواہی سچائی اور خلوص کو کہتے ہیں

۱۹۶- تميم دارري سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہم نے کہا کسی کی خیر خواہی؟ آپ

لہ حدیث کا سبب ہو گئی ہے۔ ابھی

مترجم کہتا ہے میں نے جن لوگوں کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا وہ وہ لوگ ہیں جو انتہاء درجہ کے جاہل اور وحشی ہیں جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ سلام علیک کے معنی کیا ہیں اگر انہی لوگوں سے کوئی اردو زبان میں کہے خدا آپ کو سلامت رکھے جو عینہ سلام علیک کے معنی ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ پس ایسے جاہلوں کا علاج یہ ہے کہ ان کو سلام علیک کے معنی بتا دیے جائیں اور یہ سمجھا دیا جائے کہ صحابہ کرام رسول اللہ کو جو دین و دنیا دونوں کے ہادی تھے سلام علیک کیا کرتے تھے اور یہ اسلام کا شعار ہے پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ بھی کیا ہے اور تم کو کون پوچھتا ہے اگر اس برسے خیال کو ترک نہ کرو گے تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونوں تباہ ہوں گے۔

(۱۹۶) ☆ نووی نے کہا یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اس پر اسلام کا دار و مدار ہے اور وہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ یہ ان چار حدیثوں میں سے ایک حدیث ہے جو اسلام کی تمام باتوں کو جامع ہیں تو صحیح نہیں بلکہ صرف اسی حدیث پر اسلام کا مدار ہے اور یہ حدیث مسلم کے افراد میں سے ہے اور تميم دارري سے صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں اور نہ مسلم میں اس کے سوا اور کوئی روایت ہے۔

اس روایت پر امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک جامع لفظ ہے جس کے مثل دوسرا لفظ زبان عرب میں بہت کم ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ سب بھلائیوں کا اٹھا کر ناجس کے لیے نصیحت کی جائے ایسے ہی فلاح کا لفظ ہے عربی زبان میں جو دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیوں کو جامع ہے بعضوں نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نصح الرجل نوحہ سے یعنی سیافلانہ نے کپڑا لپٹ کر نصیحت کرنے والے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے سینے سے کپڑا درست ہوا ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہیں اور درد درست ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا وہ ماخوذ ہے نصحت العسل سے یعنی صاف کیا میں نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات کو جس میں کھوپڑیاں نہ ہوں اس شہد کے ساتھ جو موم اور چرک سے صاف کیا جائے لیکن نصیحت کی تفسیر میں تو خطابی اور علانہ نے اس باب میں ایک نفس کلام کہا ہے اور میں سب کو مل کر مختصر طور پر بیان کرتا ہوں اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اسکی صفات میں بے دینی اختیار نہ کرے جتنے صفات کمال اور جمال کے ہیں وہ سب اس کے لیے ثابت کرے اور اس کو پاک سمجھے تمام نیکیوں اور نقصانات سے اس کی عبادت کے لیے مستعد رہے اس کی نافرمانی سے بچتا رہے اس کے لیے دوستی رکھے اور اسی کے لیے دشمنی جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اس سے جہاد کرے اس کے احسان کا قرا کرے اس کا شکر گزار رہے تمام کاموں میں سچا اور مخلص رہے ان باتوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور ان کی سب لوگوں کو یا جن پر اسے قدرت تھی

قَالَ ((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَنفُسِهِ))
 مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔

لہ ہے ترغیب دے۔ خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو صحیح حاصل ہو تا ہے نہ اللہ تعالیٰ کو کیونکہ اللہ ہے پر دلو ہے بر تاج کی نصیب سے۔
 دوم یہ کہ خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ وہ اللہ کا کام ہے اسی نے امارا ہے کسی حقوق کا کام اس کے مثل نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی حقوق اس کے مثل ہو سکتا ہے پھر اس کی بڑائی دل میں رکھے اس کی عداوت کرے جس طرح عداوت کا حق ہے اس کو خوش آواز کی سے بڑے درد اور رقت کے ساتھ اس کے حروف اچھی طرح سے ادا کرے۔ جو لوگ اس میں خوف کرنا چاہتے ہیں تاویلات سے ان کا رد کرے جو اس پر اعتراض اور طعن کرتے ہیں ان کا جواب دے جو مضمون اس میں ہیں ان کی تصدیق کرے اس کے احکام سے خبردار ہو اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھے اس کی نصیحتوں پر غور کرے اس کے جانب و غائب میں غرور و خوض کرے اس میں جو آیتیں محکم ہیں ان پر عمل کرے (یعنی حلال حرام کی آیتیں اور احکام کی آیتیں) اور جو آیتیں تشابہ ہیں (یعنی اعتقاد کی آیتیں) ان کو تسلیم کرے (یعنی ان کے ظاہر کی معنی پر یقین کرے اس کی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اس میں تاویل یا تحریف یا انکار نہ کرے اس کے عام اور خاص اور ناخ اور منسوخ کر پچھانے اس کے علوم کو پھیلانے اس کی طرف دعوت کرے۔

رسول اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اس پر یقین رکھے اور حق بائیں آپ لے کر آئے ہیں ان سب پر ایمان لائے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اس سے باز رہے آپ کی مدد کرے گو آپ دقات پانچے ہیں (جیسے زندگی میں آپ کی مدد کرنا اگر آپ دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے) جو شخص آپ کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی توقیر کرے آپ کے طریقے کو زندہ کرے آپ کی سنت کو چلائے آپ کی دعوت کو پھیلانے آپ کی شریعت کو مشہور کرے آپ کی شریعت پر جو کچھ تہمت لگائے اس کی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم کو پھیلانے آپ کی شریعت کے مضامین میں غور کرے۔ اس کی طرف لوگوں کو بلانے اس کے سیکھنے اور سکھانے میں کو مشغول اور زری کرے اس کی عظمت اور بزرگی کرے اور اس کو بڑھتے وقت ادب سے بڑے لغو باتیں نہ کرے بغیر جانے بوجھے اس میں گفتگو نہ کرے جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہوں یعنی قرآن و حدیث کا ان کی عظمت اور بزرگی کرے آپ کے اطلاق و عادات کو اختیار کرے آپ کے آداب پر چلے آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو آپ کی شریعت میں بدعت نکالے اس سے علیحدہ رہے (یعنی اس کا شریک نہ ہو اس کی مدد نہ کرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اس سے جدا رہے۔

مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات میں ان کی مدد کرے ان کی اطاعت کرے اور ان کو حق بات کا حکم کرے اور یاد دلائے اور نرمی اور ملاحت سے نصیحت کرے اور جس بات سے وہ غافل ہوں ان کو بتائے اور مسلمانوں کے کسی حق کی ان کو خبر نہ ہو تو اس سے مطلع کرے اور ان سے بھلائی اور سرکشی نہ کرے اور لوگوں کا دل ان کی اطاعت کی طرف مائل کرے۔

خطابی نے کہا یہ بھی ان کے لیے نصیحت ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھے ان کے ساتھ کافروں سے جہاد کرے زکوٰۃ ان کو لوہا کرے نکواری ان پر نہ اٹھائے جب وہ کچھ ظلم کریں یا بد خلقی کریں اور جھوٹی خوشامد سے ان کو مغرور نہ کرے اور ان کے واسطے نیکی کی دعا کرے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ مسلمانوں کے اماموں سے خلفاء و قیمر مراد ہوں جو مسلمانوں کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں حکومت و دلوں میں سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسی کو نقل کیا پھر کہا اماموں سے سمجھی دین کے علاوہ مراد لے جاتے ہیں اور ان کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ان کی باتوں کو مانیں جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں لیکن عام مسلمانوں کے لیے نصیحت وہ بات ہے کہ ان کو وہ بات بتائے کہ جس میں حق

۱۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَعْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَبْلِهِ.

۱۹۸- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَبْلِهِ.

۱۹۹- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۰۰- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۱۹۹- جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

۲۰۰- جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے بیعت کی۔

یہ خلاصہ ہے اس کا جو بیان کیا گیا نصیحت کی تفسیر میں۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہیں اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعض کریں گے تو کافی ہے باقی لوگوں کے اوپر مواخذہ نہ رہے گا اور نصیحت اپنی طاقت کے موافق لازم ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی اور اس کے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اس کی جان پر کوئی آفت نہ آئے گی اگر کسی مصیبت یا آفت کا خوف ہو تو مختار ہے چاہے تو نصیحت چھوڑ دے۔

(۱۹۹) ☆ خاص کیا نماز اور زکوٰۃ کو کیونکہ یہ دونوں شہادتین کے بعد دین کے بڑے رکن ہیں اور روزہ کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کی سننے اور مان لینے پر اور روزہ اس میں داخل ہے بلکہ دین کے تمام احکام اس میں آگئے۔

۲۰۱- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقِنِي ((فِيمَا اسْتَطَعْتُ)) وَالنَّصِيحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَالَ يَغُفَرُ فِي رَوَاتِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ.

۲۰۱- جریر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرمائیں گے اس کو سنوں گا اور بجالاؤں گا) پھر آپ نے مجھے سکھایا اتنا اور کہہ جہاں تک مجھے قدرت ہے (یہ آپ کی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آوے اس لیے اتنا اور پڑھا دیا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے) اور اس بات پر میں نے بیعت کی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ ہوں گا۔

بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِالْمَعَاصِي وَتَفْيِهِ عَنِ الْمُتْلِسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلَى إِرَادَةِ نَفْيِ كَمَالِهِ

باب: گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے اور بوقت گناہ گنہگار سے ایمان کے جدا ہو جانے یعنی گناہ کرتے وقت ایمان کا کمال نہ رہنے کا بیان

۲۰۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ الْإِنْسَانُ حِينَ يُؤْمِنُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقَ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

۲۰۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا مگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور نہ چور چراتے وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا

(۲۰۱) ☆ پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کے لیے بھیجا وہ تین سو درہم میں ایک گھوڑا چکا لایا۔ اس کا مالک بھی دام لینے کے لیے ساتھ آج رہے گھوڑے کے مالک سے کہتا رہا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ۔ اس نے کہا میں نے تم کو اختیار دیا جو دام مناسب ہے دے دو۔ جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانچ سو درہم کو بیچ۔ اس طرح جریر سو سو درہم بڑھاتے گئے اور مالک کم پر راضی تھا یہاں تک کہ آٹھ سو درہم تک لگائے اور آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا کیا؟ جریر نے کہا میں نے رسول اللہ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی تو گھوڑا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیر خواہی کی نہ تھی کہ میں اس کا مال کم قیمت میں خرید لوں اور اسے نقصان دوں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

(۲۰۲) ☆ نووی نے کہا علمائے محققین نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ ان افعال کو کرتے وقت اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایسا عاودہ بہت ہے کہ ایک شے کی نفی کرتے ہیں اور مراد اس کے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہیں علم نہیں مگر وہ جفا کہہ دے مال نہیں مگر اونٹ میٹھ نہیں مگر آخرت کا میٹھ اور ہم نے یہ تاویل اس لیے کی کہ ابو ذر وغیرہ کی حدیث یوں آئی ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ دنیا پروری کرے اور عاودہ بن صامت کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ سے اس بات پر بیعت کی کہ چوری نہ کریں گے نہ زنا کریں گے نہ اور کوئی گناہ۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے اپنی بیعت کو پورا کرے اس کا ثواب اللہ پر ہے اور جس سے ان خطاؤں میں سے کوئی خطا ہو جائے پھر اس کو دنیا ہی میں سزا مل جائے تو یہی اس کا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا ملے تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اس کو معاف کرے چاہے عذاب دے۔ تو یہ دونوں معاشیں مع اپنے نظارے اور اللہ تعالیٰ کی اس قول کے ان اللہ لا یغفر لہ

ہے۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبد الملک بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پھر کہتے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں اتنا اور ملا دیتے تھے نہ لوٹنے والا ایسی لوٹ جو بڑی ہو (یعنی حقیر چیز نہ ہو) جس کی طرف لوگوں کی نظر اٹھے لوٹتے وقت مومن ہو تا ہے۔

۲۰۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زنا کر تازانی۔ باقی حدیث وہی ہے جو گذر چکی ہے اس میں ”ذوات شرف“ کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هَؤُلَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُوا وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُلْجِئُ مَعَهُمْ ((وَلَا يَنْتَهَبُ نَهْيَةَ ذَاتِ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

۲۰۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزْنِي الزَّانِي)) وَأَقْصَصَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النَّهْيَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

لله ان يشرك به ويغفر مادون ذلك لمن يشاء يعني الله تعالى شرک کو نہیں بخشے گا اور سوا شرک کے جس کو چاہے گا گناہ بخش دے گا اور اہل حق کا اس بات پر اجماع ہے کہ زانی اور چور اور قاتل اور ان کے سوا اصحاب کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہو مومن ہیں مگر ان کا ایمان ناقص ہے اگر توبہ کریں گے تو گناہ معاف ہو جائے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مر جائیں گے تو خدا کے اختیار پر ہے چاہے ان کو بخش دیوے اور جنت میں لے جائے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دے کر پھر جنت میں لیجائے ہم کو اس حدیث کی تائید پر لاچار کرتی ہیں اور جو حدیث اس کے مشابہ آئی ہے۔ پھر یہ تائید ظاہر ہے لغت سے بعید نہیں نہ استعمال سے اور جب دو حدیثیں ایسی وارد ہوں کہ بظاہر ان میں اختلاف ہو تو ان کی تائید کا ضروری ہے اور جمع کرنا واجب ہے اور بعض علماء نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ جو شخص زنا کرے اس کو حلال جان کر یا چوری کرے اس کو حلال جان کر تو وہ مومن نہیں کیونکہ شرعی حرام کو حلال جانتا باطلاق علماء کفر ہے۔ اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا مومن نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہیں رہتا کہ مومن اللہ کا دوست ہے وہ کسی اور پرے لقب کا مستحق ہو تا ہے جیسے زانی یا چور یا لٹیئر یا شربانی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اس کے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے اور مہلب نے کہا اس کی پیروی اللہ کی عبادت میں جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثیں اس کے مشابہ آئی ہیں ان پر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئی ہیں اس پر رواں کرنا چاہیے اور اس کے معنی میں زیادہ غور نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہمیں اس کے معنی معلوم نہیں اور انھوں نے کہا کہ جلاؤ ان حدیثوں کو اسی طرح جیسے اگلے لوگوں نے ان کو چلا کیا اور بعضوں نے اس حدیث کے معنی میں اور اقوال بیان کیے ہیں جو ظاہر نہیں ہیں بلکہ بعض غلط ہیں اس لیے میں نے ان کو نقل نہیں کیا اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہیں اور صحیح دی معنی ہیں جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کے معنی یہی بیان کیے ہیں کہ وہ مومن کامل نہیں ہو تا اور اس میں ایمان کا نور نہیں رہتا۔

۲۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَثَلٍ حَدِيثَ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ "نَهْجَةً" كَمَا ذَكَرَ بـ "ذَاتِ شَرَفٍ" مَذْكُورَ شَيْئٍ هـ

۲۰۵۔ و حَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ

۲۰۶- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ۲۰۶- اس سند سے بھی وہی حدیث روایت کی گئی ہے۔

۲۰۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ هَؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ الْعُلَاءَ

ابصارہم“ کے الفاظ نہیں اور ہمام کی حدیث میں ”یرفع الیہ المومنون اعینہم“ کے الفاظ ہیں۔ اس میں اضافہ ہے کہ ”لا یغل... الخ“ پس تم بچتے رہو، تم بچتے رہو۔

۲۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ الْوَأْمِيُّ حِينَ يُؤْمِنُ

148

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُسْرِقُ حِينَ يُسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرِبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالْوَتِيَّةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ))
نہیں ہوتا۔ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور توبہ اس کے بعد قبول ہوگی۔

۲۰۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سَفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ ذُكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ ((لَا يُؤْنِي الزَّانِي)) ثُمَّ ذَكَرَ بَعْثًا حَدِيثَ شُعْبَةَ

باب: منافق کی خصلتوں کا بیان
۲۱۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ

لہذا قاضی عیاضؒ نے کہا کہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف اور دیا گیا سب سے توڑنا اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جو خواہش نفسانی سے ہوتے ہیں اور حرام کی خواہش سے اور شراب اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہیں اور اس کے حقوق سے غافل کرتے ہیں اور لوٹ اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جس میں اللہ کے بندوں پر ظلم ہوتا ہے اور ان کی بے عزتی ہوتی اور دنیا جانا ناطریوں سے انکشی کی جاتی ہے۔

(۲۱۰) ☆ اور بعض روایتوں میں یہ ہے جب اس کے پاس لمات نہ رکھی جائے تو خیانت کرے۔ نووی نے کہا علماء نے اس حدیث کو مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتیں اس مسلمان میں پائی جاتی ہیں جو ارکان ایمان پر یقین رکھتا ہے اور علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جو شخص دل سے یقین رکھے اور زبان سے ایمان کے ارکان کا اقرار کرے پھر یہ چاروں کام کرتا ہو تو وہ کافر نہیں نہ منافق ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس لیے کہ حضرت یوسف علی نبیہ وعلیہ السلام کے بھائیوں میں یہ چاروں خصلتیں موجود تھیں تو علماء محققین نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ ان خصال میں اور اخلاق میں منافقوں کے مشابہ ہے کیونکہ نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص میں یہ خصلتیں ہو گئی اس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو اور نفاق ان ہی لوگوں کے حق میں اثر کرے گا جن سے وہ وعدہ کرے گا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑے گا یا امانت لے گا اور اسلام کے حق میں یہ نفاق اثر نہ کرے گا کیونکہ اسلام میں اس کا ظاہر باطن کے خلاف میں نہیں ہے اور رسول اللہ کا یہ مقصود نہیں ہے کہ ان خصلتوں کے رکھنے والا ایسا منافق ہے جو کافر ہو تا ہے جس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ وہ منافق ہو گا اس سے غرض یہ ہے کہ ان خصلتوں کے سبب سے منافق کے بہت مشابہ ہو گا۔ بعض علماء نے کہا ہے یہ حدیث اس شخص کے باطن میں ہے جس سے ایسی خصلتیں عموماً توقع میں آتی ہوں لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتیں ہو جائیں وہ اس میں داخل نہیں ہے اور حدیث کے معنی میں یہی مختار ہے اور امام ابو عیسیٰ ترمذی نے علماء سے اس کے یہ معنی نقل کیے ہیں کہ حدیث سے مراد عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد کا نفاق اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے اس حدیث سے وہ منافق مراد ہیں جو رسول اللہ کے زمانہ میں تھے اور لہ

ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دیوے۔ ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ دوسرا یہ کہ جب اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے۔ تیسرا یہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے چوتھا یہ کہ جب جھگڑا کرے تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے۔

۲۱۱- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی نشانیاں تین ہیں جب بات کرے تو جھوٹی جب وعدہ کرے تو خلاف کرے جب لمانت لے تو اس میں خیانت کرے۔

۲۱۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافق کی تین خصلتیں ہیں جب بولے جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب امان بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۲۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اتنا اضافہ

بِنَافِقٍ حَتَّى يَدْعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذِبًا وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ((غَيْرَ أَنَّ مِمَّنْ حَدِيثُ سُفْيَانَ)) (وَأَنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُمْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)).

۲۱۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ)).

۲۱۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ)).

۲۱۳- حَدَّثَنَا عُفْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ النُّعْمِيُّ حَدَّثَنَا

انہوں نے جھوٹ مٹا دیا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت میں خیانت کی تھی اور دین کی مدد کا وعدہ کیا تھا پھر وعدہ کا خلاف کیا اور لڑائی جھگڑے میں ناحق بیرونی کی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح کا اور جوع کیا اسی طرح حسن بصری نے اگرچہ پہلے اس کے خلاف پر تھے اور یہی منقول ہے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے اور انہوں نے روایت کیا اس کو رسول اللہ ﷺ سے۔

قاضی میاضؒ نے کہا ہمارے بہت سے امام اسی قول کی طرف گئے ہیں اور خطابیؒ نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہے کہ مقصود اس حدیث سے ذرا ہے مسلمانوں کو کہ وہ ان خصلتوں کی عادت نہ ڈالیں ورنہ خوف ہے کہ حقیقتاً منافق ہو جائے گا اور خطابیؒ نے حکایت کی کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب میں اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ آپ صاف یوں نہ فرماتے کہ فلاں منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا کیا کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے اللہ جل جلالہ نے مجھے الہام کیا کہ حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور نہ اس میں تاویل کی ضرورت ہے۔ بے شک جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو گئی اور وہ ہمیشہ یہی کہتا ہو کہ بات کرتے وقت جھوٹ بولے، عہد کرے توڑ ڈالے، لڑتے وقت ناحق چلے، امانت میں خیانت کرے تو وہ منافق ہو گا اس لیے کہ دین کی باتوں میں بھی وہ یہی کرے گا زبان سے اقرار کرے گا پر دل میں خلاف ہو گا۔ دین کے احکام میں بھی خیانت کرے گا اس لیے کہ اس کا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہے یہ نہیں کہ کبھی کبھی اس سے یہ باتیں سرزد ہوں اور وہ ان پر شرمندہ ہو۔ اس صورت میں نواحد کذب وغیرہ یہ سب تضاد پاکہ ہو گئے نہ کہ جزئیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جس کا پیشہ یہ قاعدہ ہو مومن نہیں ہو سکتا۔

تختہ الاخیار میں ہے کہ منافق کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ دل میں کفر ہو صرف زبان سے اقرار کرتے۔ حضرتؐ کے وقت میں جو منافق تھے اسی طرح کے تھے دوسرے یہ کہ دل میں کفر نہیں بلکہ اسلام ہے لیکن ست اعتقاد اور فسق و فجور میں گرفتار ہو اس حدیث میں دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تھا کہ آدمی ان بد کاموں سے بچتا پھر جب ان بد کاموں میں گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اس میں کچھ ظاہر نہ ہوا اس واسطے اس کو منافق فرمایا۔ اچھی۔

يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قَيْسٍ أَبُو زَكِيَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))

ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو اور سمجھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

۲۱۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْحِلٍ حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ذَكَرَ فِيهِ ((وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))

۲۱۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ۔

باب بَيَانِ حَالِ إِيْمَانٍ مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمُ يَا كَافِرُ

باب: مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان

۲۱۵- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا كَفَرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَخَذَهُمَا))

۲۱۵- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹے گا۔

(۲۱۵) یعنی اگر وہ جس کو کافر کہا حقیقت میں کافر ہے تو بجا ہو اور اگر وہ کافر نہیں تو اس وقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکے رکھے ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب میں گرفتار ہو۔ ہاں یوں کہنا مضائقہ نہیں کہ فلاں شخص کافروں کے سے کام کرتا ہے اگر اس کے عمل دین کے خلاف ہوں اور اگر کسی کا کفر بدلیل قطعی ثابت ہو گیا ہو اور ضروریات کا وہ انکار کرتا ہو تو اس کو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اس کی راہ پر نہ چلے اور شریعت محمدیؐ میں خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانہ میں فقہ فقیر ظاہر ہوتے ہیں کہ شریعت محمدیؐ پر چبوتے ہیں بے شک وہ کافر ہیں۔ اچھی مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں ایک ایسا فارقہ مسلمانوں میں بھریا ہوا ہے جن کو نیچری کہتے ہیں وہ گواہ تین عقل کے تابع کہتے ہیں بر عقل سلیم سے بہرہ نہیں رکھتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتوں کا، شیطان کا، وحی کا، معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان ان کے کفر میں شبہ کرے تو اس ڈر تاہوں کہیں وہ خود بھی کافر نہ ہو جائے۔

لما نووئی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علماء نے مشککات میں سے خیال کیا ہے۔ اس لیے کہ ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ اہل حق کا وہ بہت ہے کہ مسلمان گناہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہیں ہو تاہیں اسی طرح اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر نہ ہو گا جب تک دین اسلام کے بطلان کا عقیدہ نہ کرے اور جب یہ معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتوں سے کی گئی ہے ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے کفر پلٹنے سے یہ مراد ہو گا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہے دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اس کا گناہ اور عیب کہنے والے پر لوٹ جائے گا تیسرے یہ کہ حدیث ان خواریں پر محمول ہے جو حق

۲۱۶- عَنْ اَبْنِ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَخَذْنَاهَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ)).

۲۱۷- ۲۱۶- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارے تو دونوں میں سے ایک پر کفر آجائے گا۔ اگر وہ شخص جس کو اس نے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اس پر رہے گا) ورنہ پکارنے والے پر لوٹ آئے گا۔

بَابُ بَيَانِ خَالَ إِيْمَانٍ مَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ.

باب : اپنے باپ کے سوا اور کا بیٹا کہلانے والا کافر ہے۔

۲۱۷- ۲۱۶- ابوذر غفاریؓ (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے تئیں کس اور کا بیٹا کہے اور وہ جانتا ہو کہ اس کا بیٹا نہیں ہے (یعنی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلائے) وہ کافر ہو گیا اور جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا گھانا جہنم میں بنالیوے۔ اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلاوے یا خدا کا دشمن کہہ کر پھروہ جس کو اس نام سے پکارا

تو مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بدعت کی طرح کافر نہیں ہیں۔ لیکن مذہب صحیح اور مختار ہے۔ چوتھی تاویل یہ کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اس کافر ہوگا اس لیے کہ گناہ کو کافر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرے تو ذرے کے گناہوں کی غصت اس کو کفر تک نہ لے جائے اور مزید ہے اس تاویل کی دہرے روایت چوہو بھوانی استراحتی نے اپنی کتاب خراج علی صحیح مسلم میں نکالی کہ پھر اگر وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا حقیقت میں کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آئے گا اس پر او ایک روایت میں ہے جب اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر کفر واجب ہو گیا۔

پانچویں تاویل یہ ہے کہ مراد پلٹنے سے اس کی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اس نے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تو اس نے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ مثل اس کے ایک مسلمان ہے۔ اتھنی ما قال النووی۔

(۲۱۷) ☆ جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتائے تو وہ کافر ہو گیا۔ نووی نے کہا اس کی تاویل دو طرح پر ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہیں ہے جو اسلام کے مقابل ہے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہے یعنی ناشرعی اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اس نے فراموش کر دیا اور غیر کو باپ بتلایا اور اس کی نظیر دوسری حدیث میں ہے آپ نے فرمایا عورتوں کے بارے میں کہ وہ کفر کرتی ہیں یعنی خاوند کی ناشرعی کرتی ہیں۔ اسی

جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا گھانا جہنم میں بنالیوے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شے میری نہیں ہے خود دوسرے کسی کی ہو یا نہ ہو اس پر دعویٰ کرے کہ میری ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی ہماری راہ اور طریقہ پر نہیں ہے کیونکہ اسلام کی شان سے جھوٹا دعویٰ کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہیں ہے یعنی میری وضع اور چال تھی

ہے ایسا نہ ہو (یعنی کافر نہ ہو) تو وہ کفر پکارنے والے پر پلٹ آئے گا۔

بَابُ بَيَانِ حَالِ إِيْمَانٍ مَنْ رَغِبَ عَنْ إِيْمِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

۲۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَزْعُمُوا عَنْ آيَاتِكُمْ لَمَنْ رَغِبَ عَنْ إِيْمِهِ فَهُوَ كُفْرٌ)).

۲۱۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے باپوں سے نفرت مت کرو (یعنی اپنے باپ کو باپ کہو دوسرے کو باپ مت بناؤ) جو شخص اپنے باپ سے نفرت کرے وہ کافر ہو گیا (اس کے معنی اوپر گزر چکے ہیں)۔

۲۱۹- أَبُو عُمَانَ (ہندی عبد الرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا تو میں ابو بکرؓ سے ملا (زیاد ان کا مداری بھائی تھا) اور میں نے کہا تم نے یہ کیا کیا (یعنی تمہارے بھائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس

لہ پر نہیں ہے اور جہنم میں ٹھکانا بنانے سے یہ فرض ہے کہ اس قصور کی سزا جہنم ہے پھر اگر خدا چاہے تو معاف کر دے اور توبہ سے بھی معاف ہو سکتا ہے۔ (نووی)

(۲۱۹) ☆ جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا اصل میں زیاد عبید ثقفی کا بیٹا تھا اور حضرت علیؓ کے یاروں میں سے تھا۔ پھر معاویہؓ نے اس کو اپنے باپ ابو سفیان کا خلفہ قرار دیا اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہؓ کا بھائی بن بٹھا۔

فرمایا جس نے اسلام میں آن کر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اس پر حرام ہے اور وہ اس امر کو درست جان کر کرے یا اس فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت اس پر اس وقت حرام ہوگی جب اچھے لوگ جنت میں داخل ہو گئے پھر خدا چاہے تو یہ جزا اس کو دیوے یا معاف کر دے۔ (نووی)

ابو بکرؓ نے کہا میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا ہے اور ابو بکرؓ نے اس گناہ کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ زیاد سے کبھی بات نہ کروں گا۔ (نووی)

سراج الہیاج میں ہے کہ لوگوں نے اس بات میں بڑی صحت کی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد بن بیٹھے اور وہ جانتے ہیں کہ ہم ان کی اولاد نہیں اور بادشاہوں اور امیروں اور نوابوں میں حرام کی بس بہت جھیلی ہے اور ابو بکرؓ اس کے اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں باپوں کی طرف حالانکہ وہ بنی قاطلہ نہیں ہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہیں لیکن دنیا کی دجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوقان جوڑتے ہیں اور اکثر ایسے ہلاکت اور تباہی میں امیر اور مطلق پڑ جاتے ہیں امیر تو اپنی شان و بھانے کے لیے اور مطلق پیشہ کمانے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے ان کی عقلوں کو مٹا دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے۔ خدا نیک راہ کی ہدایت کرے۔

نے اسلام میں آن کر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اس پر حرام ہے ابو بکرؓ نے کہا میں نے یہ خود سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۲۲۰۔ سعد اور ابو بکرؓ دونوں سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ انوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بنائے تو اس پر جنت حرام ہے (یعنی وہ جنت سے روکا جائے گا)۔

باب: مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

۲۲۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ زہید نے کہا میں نے ابو داؤد سے پوچھا آپ نے خود عبداللہ بن مسعودؓ کو نبیؐ سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو انھوں نے کہا ہاں اور نہیں ہے شعبہ کی حدیث میں پوچھنا زہید کا ابو داؤد سے۔

أَبِيهِ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ ((مَقَالٌ لِّ أَبِي بَكْرَةَ وَآنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. عَنِ سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ كَلَامَهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُهُ أَذْنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مُحَدَّثًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ ادَّعَى إِلَى هَبْرٍ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)) .

باب بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابَ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ۲۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) قَالَ زَيْدٌ فَقُلْتُ لِأَبِي وَأَبِي أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ يَرْوِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زَيْدٍ لِأَبِي وَأَبِي.

باب بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابَ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ۲۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) قَالَ زَيْدٌ فَقُلْتُ لِأَبِي وَأَبِي أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ يَرْوِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زَيْدٍ لِأَبِي وَأَبِي.

۲۲۰) ☆ مراد یہ ہے کہ اپنا نبی باپ کسی کو بتائے یعنی اپنے تئیں اس کے نطفے سے کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے۔ (۲۲۱) یہ نووی نے کہا مسلمانوں کو ناحق برا کہنا باجماعت حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہیں ہے اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کی جگہ بیان کر چکے ہیں تو حدیث کی تاویل کی طرح ہر ایک یہ ہے کہ حلال جان کر لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اس کا کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ کافروں کا فعل ہے۔

السران الوہاج میں ہے کہ حدیث دلیل سے روافض کے فسق کی اور جو اسے مثل اہل بدعت اور شرک اور عقید میں سے ہیں جو صحابہؓ اور علماء مطلقہ اور اہل حدیث کو برا کہتے ہیں اور دلیل ہے ان لوگوں کے کفر کی جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں جیسے خوارج اور نوامبہ اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت میں۔

مترجم کہتا ہے اس حدیث پر مسلمانوں کو التفات کرنا چاہیے اور ذرا اذرا سی بات پر جو وہ مسلمانوں سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے ہیں تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی ان کا اور چہ کہاں تک پہنچائی ہے۔ ایک امر مستحب یا سنت کے لیے لڑ کر اپنے تئیں کافر بنانا اجتہاد چہ کا جہل اور غلو ہے خدا پچائے۔

۲۲۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

۲۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نَعْتَمٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ كُلَّاهُمَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۲۳- جریر بن عبد اللہ بخلی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنی آخری حج جس میں وداع کاج اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کو رخصت کیا۔ اس حج میں دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کراؤ لوگوں کو (تاکہ وہ اس ضروری بات کو سنیں) پھر فرمایا میرے بعد (میرے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافرنہ بن جانا۔

۲۲۳- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ((اسْتَنْهَيْتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).

۲۲۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۴- وَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَائِلٍ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۲۵- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں وحکم یا ویکم فرمایا

۲۲۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

(۲۲۳) ☆ یعنی اتفاق سے رہنا اور سب مل کر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کی ترقی ہو اور جو پھوٹ ڈالو گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مار دے تو خود کافر ہو جاؤ گے۔

امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قول ہیں ایک یہ کہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جانیں تاہم وہ تو بلاشبہ کافر ہیں دوسرے یہ کہ مراد کفر سے اسلام کے حق کی ناشکری ہے تیسرے یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جائیں گے اور یہ فعل ان کو کفر تک پہنچانے کا پوسٹہ ہے کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے۔ پانچویں یہ کہ مراد کفر ہے حقیقتاً اور غرض آپ کی یہ ہے کہ میرے بعد کافرنہ ہو جانا اسلام پر قائم رہنا۔ چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلاح پوش ہیں یعنی ہتھیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر مت کہنا پھر کفر کے بہانے سے گردنیں مارنا اور سب میں ظاہر چوتھی تاویل ہے اور قاضی عیاض نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۲۲۵) ☆ وحکم یا ویکم قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے ہیں۔ سیبویہ نے کہا وایل اس کے لیے کہتے ہیں جو تپائی میں پڑ جائے اور ترحم کے لیے اور منقول ہے ان سے کہ دوح زجر ہے اس شخص کے لیے جو بلائ کے حق

((وَيَحْكُمُ)) أَوْ قَالَ ((وَيُلْكُمْ لَا تَوْجَعُوا بَعْدِي كُفَّارًا تَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).
۲۲۶- عَنْ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ.

۲۲۶- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب: نسب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر
رونے والے پر کفر کا اطلاق

۲۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِثْنَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كَفَرُوا الطَّغْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ)).
۲۲۸- عَنْ مَنْصُورٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ ((إِثْنَانِ عَبْدٌ

باب: اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر
کہنے کا بیان

۲۲۸- مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ ((إِثْنَانِ عَبْدٌ

لقہ قریب ہو اور ان کلموں سے بد دعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب مقصود ہے اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ دُخ رحمت کا کلمہ ہے اور دُخیٰ نے کہا کہ دُخ اس شخص کے لیے کہتے ہیں جو آفت میں پڑ جائے اور اس کے سر اور نہ ہو اور وہیل اس کے لیے جو سر اور ہو تو دُخ سے رحم مقصود ہو تا ہے اور وہیل سے نہیں۔ (نودی)

(۲۲۷) ☆ نسب میں طعن کرنا یعنی کسی کی ذات پر دھبہ لگانا کہ وہ شریف نہیں ہیں یا ناکا خاندان برا ہے یا لونڈی کے بنے ہیں یہ سب کافروں کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حسب و نسب پر بڑا فخر کیا کرتے تھے اور دوسروں کے نسب پر طعن و تضحیک کرتے تھے مسلمانوں کو یہ بات ہرگز سزاوار نہیں اس لیے کہ سب بنی آدمی ہیں اور نفسیات و بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت میں ہر شخص کو اس کے عمل کام آئیں گے ذات اور نسبت کچھ کام نہ آئے گی جیسے دوسری حدیث میں صاف مصرح ہے۔

میت پر چلا کر دنا یعنی اس کے اوصاف بیان کر کے دنا جسے نوحہ کہتے ہیں۔ نودی نے کہا ان دونوں کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ کافروں کے فعل ہیں اور جاہلیت کی عادات ہیں یا وہ کفر کی طرف مودی ہوئے ہیں یا مراد کفرانِ نعمت ہے 'اور ان کا سون کو حلال یا ناشکر جان کر کہنا وہ تو بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے نوحہ کی اور نسب میں طعن کرنے کی بڑی برائی نکلی اور ہر ایک کے باب میں مشہور حدیثیں آئی ہیں۔

(۲۲۸) ☆ یہ منصور نے خاص لوگوں سے کہہ دیا اور مرفوع روایت کرنا انھوں نے اس لیے برا جانا کہ اس زمانہ میں بعض میں خوارج کا زور تھا

أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ فَقَدْ كَفَّرَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ))
 قَالَ مَنْصُورٌ قَدْ وَاللَّهِ رَوَيْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُرَوَى عَنِّي هَهُنَا
 بِالْبَصْرَةِ.

٢٢٩- عَنْ جَرِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَتَى فَقَدْ بَرَأَتْ مِنْهُ الذُّمَّةُ)) .

٢٣٠- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ)) .

بَابُ بَيَانِ كُفْرٍ مِّنْ قَالَ
مُطِرْنَا بِالنَّوْءِ

۲۳۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً طَوَّلَ حَاجُ كَبِيرِهِ مَنَاءَ كَرْنِ دَالٍ كُوفَرِ كَبْتِ اَوْرِ مِيشِ كَلِ لِي جَنَمِ اَوْرِ مِشِ خَرَامِ رُحِ كَاغْدِ اَوْرِ اَسْ كَا بَطْلَانِ مِيَانِ كِي كَحِي جِي۔ (نَوْدِ)

(۳۳۱) نووی نے کہا اختلاف کیا علماء نے اس شخص کے باب میں جو کہ پانی پڑا (بارش ہوئی) تاروں کی حرکت سے۔ بعضوں نے کہا وہ درحقیقت کافر ہو گیا اور اسلام سے نکل گیا اور یہ اس صورت میں سے کہنے والا تاروں کو قائل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی پر سنانے کے لیے جسے جاہلیت کا

قریب کہ کے) اور رات کو پانی پڑ چکا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے بعضوں کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضوں کی کفر پر تو جس نے کہا پانی پڑا اللہ کے فضل اور رحمت سے وہ ایمان لایا مجھ پر اور کافر ہوا تاروں سے اور جس نے کہا پانی پڑا تاروں کی گردش سے وہ کافر ہوا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر۔

الصُّبْحُ بِالْحَدِيثِ فِي إِبْرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ)) قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنِينَ وَكَافِرًا فَمَاذَا مِنْ قَالَ مُطْبَرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنِينَ بِي كَافِرٍ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطْبَرْنَا بِنُوءٍ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٍ بِي مُؤْمِنٍ بِالْكَوْكَبِ))

۲۳۲- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے میں نے کوئی

۲۳۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَمْ تَرَوْا إِلَيَّ مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا أَنْعَمْتُ

لہ کے لوگوں کا اعتقاد تھا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اس کے کفر میں کچھ شک نہیں اور اسی قول کی طرف جمہور علماء گئے ہیں۔ ان میں سے ہیں امام شافعی اور یہی ظاہر ہے حدیث سے اور ان لوگوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی کہے تاروں کی گردش سے پانی پڑا لیکن اس کا اعتقاد ہے ہو کہ پانی برسانے والا اللہ ہے اور اسی کی رحمت سے پانی پڑتا ہے اور تار اگر کچھ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنے کی تو وہ کافرنہ ہو گا کہ ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہیں ہے اس میں۔ اور سب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ مشابہ ہے کافروں کے کلمہ کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضوں نے کہا کفر سے مراد ناشکری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس نے ناشکری کی خدا کی عین یہ اسی صورت میں ہے جب کہنے والا تاروں کو قائل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت میں ہے کہ صبح کی بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کوئی نعمت اپنے بندوں کو نہیں دی پر بعضے ان میں سے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ نے نہیں اتاری پر بعضے کافر ہوئے اس کے ساتھ۔ تو مراد اس سے کفر ان نعمت ہی ہے اور نوہ کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس میں بڑی گفتگو ہے۔ خلاصہ بیان کیا ہے اس کا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انھوں نے کہا نوہ تار سے کو نہیں کہتے بلکہ نوہ کے معنی ڈوبنا لکھنا ہے اور اصل یہ ہے کہ کلمہ انھیں تار سے ایسے ہیں جن کا لکھنا تمام سال میں معین اور معروف ہے اور وہی انھیں منازل ہیں قمری یعنی چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان میں سے مغرب کی طرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اس کے اسی وقت مشرق سے نکلتا ہے تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب پانی پڑتا تو اس تارے کی طرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصحیٰ نے کہا کہ اس تارے کی طرف جو نکلتا ہے مشرق سے۔ ابو عبیدہ نے کہا نوہ سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوہ خود تارے کو کہتے ہیں۔ زجاج نے کہا جو تارے مغرب میں ڈوبیں ان کو نوہ کہتے ہیں اور جو مشرق کی طرف نکلیں ان کو پارح کہتے ہیں۔ اسی ہما قال النوہی۔

(۲۳۲) ☆ یعنی تاروں کے پھرنے کو اس نعمت کی علت قرار دی اب تک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقاد تا سمجھ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی برائی کو اس کے ستارے کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قمر اور سجدہ سیارہ کی حرکات کو خاص خاص انسان اور آدمیوں کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے جسموں کو بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزاروں فائدہ میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے پر یہ تاثیر سب نباتات و حیوانات پر مل

عَلَىٰ عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَعَا

نعت نہیں دی ایسے بندوں کو مگر ایک فرقے نے ان میں سے صبح

اور بطور عموم ہے جیسے انکار پاپائی کی تاثیر۔ انکار اور پاپائی کی طرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے۔ آفتاب یا چاند انسان کی طرح عقل نہیں رکھتے نہ جان کر بعضوں کو نفع پہنچاؤں اور بعضوں کو نقصان اور جو اجرامِ طویہ کو کاٹتا اور صاحبِ قوت خیال کرتے ہوں تو زمین بچاؤ کیلئے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہنچا سکتا حالانکہ بنا برہیت جدیدہ کے زمین اور سیاروں میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں جب آلات اور دور زمینیں ایسی نہ تھیں تو لوگوں نے صرف آفتکھوں سے کام لیا تھا اور جہاں تک ان کی آفتکھوں سے کام کیا وہ یہ تھا کہ انھوں نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک ایک سیارہ خیال کیا اس طرح پانچ سیارے یعنی عطارد اور زہرہ مشتری، مریخ اور زحل اور پورے کہ یہ اجسام نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آتے اور ان کے دورات ہمیشہ مختلف منازل میں زمین کے گرد پڑتے تھے اس لیے عوام کیا بہت سے خواص غلامانہ اور حکما کو بھی یہ خیال گزرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہیں انھوں نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جن کے اسباب پوشیدہ تھے ان سیاروں کی طرف منسوب کیا پر یہ خیال بڑے بڑے یہاں تک بڑھا کہ صائین اور کلدانی اور مصری لوگوں نے چاند اور سورج اور سیاروں کی پرستش شروع کر دی اور شرک میں گر کر ہوئے اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کی روشنی دنیا میں پھیلانی اور یہ اعتقاد مٹا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا: تمہیں جھوٹے ہیں۔ بعد اس کے جب بہت کی زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دور زمینیں ایجاد ہوئیں تب سے تو اس کی اعتقاد کی جڑا کھڑکی کیونکہ سو ان سیاروں کے اور کئی سیارے نظامِ شمسی میں معلوم ہوئے جیسے سیریز، پالاس، جونو، زحل اور یورانیس اور آفتاب مرکز عالم ظہیر اور زمین بھی ان سیاروں کی طرح ایک سیارہ قرار پائی اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارے کائنات کو جزاوں برس سے سمجھنے کے قائل کیا تھا اہل پلٹ اور چوہ ہو گیا اور محال ہے کہ مشتری، مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوتی ہو اور سیریز، پالاس اور یورانیس وغیرہ کی نہ ہوتی ہو حالانکہ وہ بھی ان کی طرح سیارے ہیں پھر محال ہے کہ زمین جس پر ہم سب بستے ہیں اور وہ بھی ایک سیارہ ہے اس کی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی باوصف اس قدر بعد کے ہمارے لوہ یہ قدرت اور طاقت ہو دور کے ذمہ ہونے سے زمین بچاؤ کی گہری مرقی ہے اس کی کوئی قدر اور منزلت نہیں۔ اس کو ٹھوکر دیتے ہیں، کو تھپتھپاتے ہیں، اس پر چلتے ہیں، پاؤں سے روندتے ہیں پھر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھ کر مقدس اور پاکیزہ خیال کئے جاتے ہیں حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جائے کہ ایسے ان میں سے زمین سے بھی میلے اور کھلے اور پھلڑاں ہیں خود چاند میں دور زمین سے بہت بڑے بڑے غار معلوم ہوتے ہیں ہزار ہا صند بائیل کی ان کی گہرائی ہے۔ معاذ اللہ وہ کیسے میسب اور تاریک ہو گئے۔ اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ مستحقوں کے من کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزاں مقرر سے جانچے ہوئے ایک خیال کو مایلینا ہے اور اس کا بغیر ہو جاتا ہے۔ خیر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہیں اور چمکتے اور روشن ہیں خدا کی مدد ان لوگوں پر جو پتھر اور دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں کو پوجتے ہیں اور ان کو اپنا معبود، مالک اور متصرف خیال کرتے ہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بے جان پتھر مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا بنا کر اس کو پوجتے ہیں خدا کو اپنی خواہش کے موافق گھڑا کرتے ہیں اور وہ من مت اتخذ الھہم اور یعنی جو ان کی نسبت ذرا عاقل ہیں وہ آدمیوں اور جنوں کو پوجتے ہیں اور آدمی کی بے ثبات اور ناپائیدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہیں آدمی کو خدا کا بنا دینا محبوب خیال کر کے اس کو مقدس اور لائقِ عبادت کرتے جاتے ہیں حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کسی بات میں اور آدمیوں سے مستزاد تھے کھاتے دھتے پیتے دھتے حوائج ضروریہ ان کو پیش آتی تھیں جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مر گئے یا مرنے والے ہیں پھر ان کو خدا کی عیلاقت؟ وہ ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہیں اور اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اب تک بے خدا کو نہیں پہچانا اور اس کی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہیں کیا۔ نہ ان کی ناپاک بات کہتے ہوئے ان کو شر مآں آدمی اور سچے خداوند کی درگاہ میں ایسے الٹی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اس کی عظمت میں صحت

كَافِرِينَ يَقُولُونَ الْكَوْكَبُ وَالْكَوْكَابُ ۖ ۱۱۔ کو اس کا انکار کیا اور کہنے لگے تارے تارے۔

حق غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ زمین اس کی ایک اونی مخلوق ہے جس کا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشرقی جو ہمارے نظام شمسی میں ایک سیارہ ہے وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اس کا قطر لاکھ میل ہے۔ اسی طرح زحل زمین سے قریب چھ سو درجے کے بڑا ہے اس کا قطر اتنی ہزار میل اسی طرح اور سیارے کچھ زمین سے بڑے کچھ چھوٹے کچھ زمین کے برابر ہیں ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہے وہ بھی اس قدر بڑا ہے کہ اس کا قطر دو ہزار میل سے زیادہ ہے مشرقی کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یو اس کو چھ چاند یو ج اس کے کہ آفتاب سے بہت دور ہیں عنایت ہوئے ہیں۔ پھر آفتاب جو ان سب سیاروں کا مرکز ہے اس کی بڑائی اس قدر ہے کہ اکیلا ہماری زمین سے تیرہ لاکھ حصے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ چوبیس لاکھ میل بعد رکھتا ہے۔ اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک گھڑے کے سمجھو تو زمین کی قدر ایک مزر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کے قریب سے توپ چھوڑ دی جاوے تو زمین تک اس کا گولہ انیس برس میں بھی نہیں پہنچے گا۔ اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پھرتے ہیں اور اس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہیں زمین کی حرکت اس قدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا زیادہ توپ کے گولے سے حرکت کر رہی ہے اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے میں کرتی ہے اسی طرح اور تارے بھی اپنے اپنے مدار پر بڑی سرعت اور تیزی سے گھوم رہے ہیں پھر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسموں کو لیے ہوئے معلوم نہیں کس کے گرد گھوم رہا ہے۔ اب سو ان سیاروں کے خود ہمارے نظام میں بڑے بڑے دمدار تارے ہیں جن کی عظمت پر خیال کرنے سے خدا کا خوف دل میں آ جاتا ہے ایک دم دار تارے کی دم دوس کروڑ میل سے بھی زیادہ لمبی حساب کی گئی ہے اور یہ دم دار تارے ایسے تیزرو ہیں کہ ان کی تیزروی خیال سے باہر ہے یہ آفتاب کے پاس آتے ہیں اور پھر کھرتے ہیں پھر اپنے کج دور استوں میں نہایت جلد چلے جاتے ہیں۔ ۱۴۵ء میں ایک دم دار تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تھا کہ چاند اور زمین کے بیچ میں ہو گیا تھا اور چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا وہ دم دار تارہ جو ۱۷۷۱ء میں نمودار ہوا تھا۔ زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذب نے اس کے چلنے پر اثر کیا تھا اور دم دار تارہ ہماری اس زمین سے گزر کھا کر ایک صدمہ پہنچا تا تو زمین سے مع سمندروں اور پہاڑوں کے پانی کی ایک بوند کی طرح یا پتھر کے ایک ٹکڑے کی طرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑی لیکن دوا پنی تیزروی سے مشرقی کے چاندوں کے بیچ میں سے ہو کر نکل گیا اگر ان چاندوں میں سے کہ وہ آپ نہایت تیزرو ہیں کسی کو اس تیزرو دم دار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یادوں نوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب مخلوقات پر ہے اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے۔ اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیاروں اور دم دار تاروں وغیرہ کے خدا کی ان مصنوعات کے مقابلے میں جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہیں بے قدر ہے اس لئے کہ یہ جو سب تارے صدمہ میل آسمان پر چمکتے نظر آتے ہیں ہر ایک ان میں سے بمنزلہ ایک آفتاب کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان میں سے سیارے عنایت ہوئے ہیں پس کیا کیا عجب قدرت اور اکی سے رات کو آسمان کی طرف دیکھ کر غور کرو کہ جتنے سیارے دور ہیں سے نظر آتے ہیں وہ آٹھ کروڑ ہیں ان میں سے ایک ایک اس آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال میں یوں آتا ہے کہ ایک ایک ان میں سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے جلیوں میں سیاروں کو رکھتا ہے اور ان کو گرمی اور روشنی دیتا ہے۔ اسلئے شہنشاہ بے درداہ قادر مطلق سچے خداوند کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لمحہ زمین اور دم دار ستاروں اور سیاروں اور لاکھوں کروڑوں آفتابوں سیاروں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور اختیار سے ان بے شمار عالموں کو اپنی راہوں پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کھانے نہیں دیتا پھر ان ثابت ثابت بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کوئی آدمی ان کے بعد کا حساب نہیں کر سکتا ستر لاکھ برس میں جتنی دور توپ کا گولہ جائے گا ستر لاکھ اس سے بھی زیادہ دور ہے پھر کون جتنو کرے اللہ کی قدرت کو پاسکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کر سکتا ہے۔ اب ایسے خداوند عظیم الشان کے جلال اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اس کی ایک اونی مخلوق یعنی زمین کا کیرا ہے اور وہ کس منہ سے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے لہ

۲۳۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اتاری اللہ نے آسمان سے کوئی برکت مگر صبح کو ایک فرقہ اس کا انکار کرنے لگا۔ اللہ پانی برساتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں فلاں فلاں تارہ نکلا یا ڈوباس کی وجہ سے پانی برسا اور مرادی کی حدیث میں فلاں تارے فلاں تارے کے سبب سے۔

۲۳۴- ابن عباسؓ سے روایت ہے پانی پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپؐ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر تو جنہوں نے شکر پر کی انھوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انھوں نے کہا فلاں تو فلاں نوہ صبح ہوئے پھر یہ آیت اتری فلا اقسام بمواقع النجوم اخیر تک۔

باب: انصار اور حضرت علیؓ سے محبت رکھنا
ایمان میں داخل ہے اور ان سے بغض رکھنا
نفاق کی نشانی ہے

۲۳۵- انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے محبت رکھے۔

۲۳۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ يَنْزِلُ اللَّهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِي حَدِيثِ الْأُمَوِيِّ بِكَوْكَبٍ كَذَا وَكَذَا))۔

۲۳۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مُطِرَ النَّاسَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوا هَذِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ فَتَرَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ فَلَا أَسْمِعُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ حَتَّى يَلْغَوْا وَتَحْمِلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تَكْذِبُونَ۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ حُبَّ الْأَنْصَارِ وَعِلْيَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْإِيمَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبُغْضِهِمْ مِنَ عِلَامَاتِ النِّفَاقِ
۲۳۵- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ))۔

لہذا جہاز پہاڑ یا دریا یا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر یا ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے ایسے خداوند عظیم الشان کی طرف اپنے دل کو مستوج نہیں کرتا اور اس کو چھوڑ کر اور اس سے مدد چاہتا ہے اور اور اس سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ (۲۳۴) یعنی میں قسم کھاتا ہوں تارے ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے آخر تک یہاں تک فرمایا کہ تم اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھگڑا ہو۔ شیخ ابو عمروؒ نے کہا یہ مقصود نہیں کہ سب آیتیں نوہ کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اس کا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت وتعملون رزقکم انکم تکذبون نوہ کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں اور ابن عباسؓ سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر اپنے رزق کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو خدا کی رحمت سے اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کی طرف۔

(۲۳۵) کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہؐ کو مدینہ میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو بھانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہی ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۲۳۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

۲۳۷- عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازبؓ سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ ان کا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے گا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کرے گا۔ شعبہ نے کہا میں نے عدی سے پوچھا تم نے یہ حدیث براء سے سنی؟ انھوں نے کہا براء نے مجھ ہی سے یہ حدیث بیان کی۔

۲۳۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھے گا وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر۔

۲۳۹- وہی ہے جو اوپر گزرا یہ روایت ابوسعیدؓ سے ہے۔

۲۴۰- زر بن حبیش (اسدی کوئی جو ایک موسیٰ یا تمیم یا ستائیس برس کا ہو کر مرا اور اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا) نے کہا حضرت علیؓ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس نے دانہ حیرا (پھر اس نے گھاس اگائی) اور جان بنائی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھے گا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

۲۳۶- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُهُمْ آيَةُ النِّفَاقِ)) .

۲۳۷- عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ ((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ)) قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيِّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ إِيَّايَ حَدَّثَ .

۲۳۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)) .

۲۳۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)) .

۲۴۰- عَنْ زُرِّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ ((لَا أَنُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ)) .

(۲۴۰) ☆ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے چچا اور بھائی اور آپ کے داماد تھے اور مجھیں ہی سے ایمان لائے تھے اور آپ ان سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انھوں نے آپ کی اور لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جان بازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو ان کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے اور ہر ایک مسلمان کو ان سے محبت رکھنا ضروری ہے۔

بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ
وَبَيَانِ إِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلَى غَيْرِ
الْكُفْرِ بِاللَّهِ كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحَقُوقِ

باب: عبادت کی کمی سے ایمان کا گھٹنا اور ناشکری اور
احسان فراموشی کو کفر کہنا

۲۴۱- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
کہ اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں
نے دنیا جہنم میں اکثر عورتیں ہیں؟ ایک عقل مند عورت بولی یا
رسول اللہ! کیا سب سے عورتیں کیوں زیادہ ہیں جہنم میں؟ آپ نے
فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں۔ اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ میں
نے عقل اور دین میں کم اور عقل مند کو بے عقل کرنے والی تم
سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا۔ وہ عورت بولی ہماری عقل اور دین میں کیا
کمی ہے؟ آپ نے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ

۲۴۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
قَالَ ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ
الِاسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ))
فَقَالَتْ: أَمْرَأَةٌ مِنْهُنَّ خَزَلَتْ وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ ((تَكْفِيْنَ اللَّغْنَ وَتَكْفُرْنَ
الْعُسْبِيَّ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ عَقْلٍ وَدِينٍ
أَغْلَبَ لِيَّ لُبَّ مَنْكُرٍ)) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(۲۴۱) نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو غریب صدقہ اور نیک کاموں کی اور استغفار بہت کرنے کی۔
دوسرے یہ کہ نکلیوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور
جہنم کا وعدہ اسی گناہ میں ہوتا ہے جو کبیرہ ہو۔ چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں
اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے۔ اور رسول اللہ نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے لعنت کے
حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہیں لغت میں دو کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع میں اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہیں ہے یہ بات
کہ دور کرے اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اس کا حال اور اس کے خاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہ ہو۔ اس لیے علماء نے کہا کہ کسی شخص خاص پر
لعنت کرنا خواہ مسلمان ہو یا کافر درست نہیں یہاں تک کہ جانور پر بھی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ کافر ہے مرے یا کافر پر
مرے کا جیسے ابو جہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا مواصف کے ساتھ تو حرام نہیں ہے خود حدیث میں لعنت آئی ہے اس عورت پر جو بال جوڑے یا
جوڑا دے کو دنا گودے یا گداوے، سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، تصویر بنانے والوں پر، ظالموں پر، فاحشوں پر، کافروں پر جو زمین کی
نشانی بنے، اس پر جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسی کو مالک بناوے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بناوے جو اسلام میں بدعت نکالے یا بدعتی
کی حد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگوں پر۔ پانچویں یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری و احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے۔ چھٹی یہ کہ ایمان
میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ ساتویں یہ کہ لامر حاکم کو فصیحت کرنا اپنی رو کا یا کو ڈرانے کا گناہوں سے رغبت دلانا عبادتوں کی درست ہے۔
آٹھویں یہ کہ شاکر کو استاد اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آوے۔ نویں یہ کہ صرف
رمضان کا لفظ کہنا درست ہے باور رمضان یا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ امام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا ہے جو عورتوں کی عقل کی کمی کی گواہی
سے نکالی ہے اس آیت کی طرف ان نقص احدهما اخیر تک یعنی اگر ایک عورت بھول جاوے تو دوسری اس کو یاد دلاوے اس سے
معلوم ہو کہ عورتوں میں ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے عقل میں۔ بعضوں نے کہا عقل طم کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا

دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین میں
کی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے میں) نماز نہیں
پڑھتی (حیض کی وجہ سے) اور رمضان میں روزے نہیں
رکھتی (حیض کے دنوں میں)۔

۲۴۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۲۴۳- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَمَا نُفَصِّنَ الْعَقْلَ وَالَّذِينَ قَالَ ((أَمَا نُفَصِّنُ
الْعَقْلَ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ
فَهَذَا نُفَصِّنَ الْعَقْلَ وَتَمَكَّنْتَ اللَّيَالِي مَا تَصْلِي
وَتَقْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا نُفَصِّنَ الدِّينَ))

۲۴۲- وَ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَعْمَرُ بْنُ زُهَيْرٍ
عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ أَبِي الْهَادِ هَذَا الْإِسْنَادُ مَثْلَهُ.

۲۴۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
أَبِي بُرَيْقَةَ وَأَبْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ
الْمَعْبُورِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

تہ بعض علوم ضروریہ کو اور بعضوں نے کہا عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کے حقائق میں اور عقل کی حقیقت اور
اس کی اقسام میں بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اس کے بیان کرنے کی اس مقام پر نہیں ہے پھر اختلاف کیا ہے لوگوں نے عقل
کی جگہ میں۔ مثلاً کہ عقل کی جگہ دل ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ ہے۔

مزید کہتا ہے کہ حال کے ٹیکوں نے بہت دلائل سے بات ثابت کی ہے کہ عقل اور تمام قوائے مدد کہ کا ظرف دماغ ہے اور جس
فصل کو یہ دلائل دیکھنا وہ حکمت کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے اور عمدہ معنی عقل کا یہ ہے کہ بوجہ مختلف تجارت اور واقعات کے جو قوت
مدد کہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہے برے اور بھلے صحیح اور فاسد میں۔

پھر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جو عورتوں کے دین کی کمی حیض کے دنوں میں نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے سے بیان کی اس
کو بعض لوگوں نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ یہ بات نہیں کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادت کو ایمان اور دین کہتے ہیں
اور جب یہ ثابت ہوا تو جس کی عبادت زیادہ ہیں اس کا ایمان اور دین بھی زیادہ ہے اور جس کی عبادت کم ہیں اس کا دین اور ایمان بھی کم ہے پھر
نقصان دین کا بھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اس کی وجہ سے گنہگار ہو تا ہے جیسے کوئی نماز پار و زہ ترک کرے بغیر عذر کے اور بھی اس طرح
سے ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے گنہگار نہ ہو جیسے کوئی جہاد یا جہد ترک کرے عذر سے اور بھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اس کے ساتھ
جیسے حائضہ روزہ نماز ترک کرے۔ اگر کوئی کسی حائضہ جب معذور ہے تو چاہئے کہ حیض کی حالت میں اس کو نماز کا ثواب ہو اگرچہ وہ اس کو قضا
نہیں کرتی جیسے مرثیہ یا مسافر کو نوافل کا جن کو وہ حالت صحت اور اقامت میں ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہو گا اور فرق یہ ہے کہ مرثیہ اور مسافر نوافل کو یہ نیت دوام ادا کرتے تھے اور وہ ان کے
لائق ہیں بر خلاف حائضہ کے اور اس کی توقیت بھی یہی ہے کہ حیض کی حالت میں نماز ترک کرے گی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حال میں حرام ہے
تو حائضہ کی نظیر وہ مرثیہ یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تھا اور بعض وقت نہیں ایسے مرثیہ یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملے گا اپنے
مرض یا سفر میں جب وہ ان کو ادا نہ کرے۔ اسی قال العلوی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْعِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ
تَرَكَ الصَّلَاةَ

۲۴۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا قُرَأَ ابْنُ آدَمَ السُّجْدَةَ فَسَجَدَ اغْتَوَلَ الشَّيْطَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا بَتْلَاءُ فِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ يَا وَيْلَيْ أَمَرْتُ ابْنَ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأَمَرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَى فَلِيَ النَّارُ))

۲۴۵- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِضَلَّةٍ غَيْرِ أَنَّهُ قَالَ ((فَعَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ))

۲۴۶- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ

(۲۴۴) نووی نے کہا امام مسلم کا مقصد اس حدیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعض افعال کے ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا ہیبتاً برائے نام اور شیطان کا کفر سمجھ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے وَاذْكُرْنَا لِلْمَلَكَةِ اسْجُدَا لِآدَمَ فَسَجَدَ وَالْإِبْلِيسَ ابْنِ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ یعنی یاد کر اس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انھوں نے پھر ایٹس نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں سے۔ جمہور علماء نے یہ کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ کافر تھا اور بعض نے کہا کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافر دل میں سے جیسے وحال بینھما الموج فكان من المعرفین۔

(۲۴۶) نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندہ اور شرک اور کفر کے بیچ میں کوئی روک نہ رہی اور شرک و کفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کیا جاتا ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہو گا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اس کی فریضت کا انکار کرے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور ارکان اسلام سے واقف نہ ہو تو کافر نہ ہو گا اور جو شخص نماز کو ترک کرے کسے اور کابلی سے اس کو فرض جان کر تو اس کے باب میں علماء کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا بلکہ فاسق ہو گا اس سے توبہ کرائی چاہوے گی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر اور اس کو قتل کر دیں گے حد ایسے ذاتی محسن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک الصلوٰۃ کو تلوار سے قتل کریں گے اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو چاہے گا اور یہی منقول ہے حضرت علیؓ سے اور یہی مروی ہے امام احمدؒ سے اور اسی طرف گئے ہیں ائمہ

الشُّرْكَ وَالْكُفْرُ تَرَكُ الصَّلَاةَ))۔

کے بیچ میں نماز کا ترک ہے۔

۲۴۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشُّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرَكُ الصَّلَاةَ))۔
۲۴۷- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى
أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ

باب: اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے
بڑھ کر ہے

۲۴۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْ الْأَعْمَالِ أَفْضَلَ قَالَ ((إِيْمَانٌ بِاللَّهِ))
۲۴۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر) آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اس کے بعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حج مبرور۔
۲۴۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْ الْأَعْمَالِ أَفْضَلَ قَالَ ((إِيْمَانٌ بِاللَّهِ)) قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((حَجٌّ مَبْرُورٌ))۔

صلی اللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ۔ السراج الوہاج میں ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علمائے حدیث نے اور علامہ ابن قیمؒ کی ایک جدا کتاب ہے اس باب میں انھوں نے مخالفوں کی سب دلیلوں کا جواب دیا ہے اور امام شوکانیؒ نے اسلئے الجہاد میں اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصد نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گا اور مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہے اس کو قتل کرنا اور اس سے کہا جاوے گا نماز پڑھ پھر اگر اس نے انکار کیا تو فوراً قتل کیا جائے گا اور کوئی ضرورت نہیں کہ مہلت دی جاوے اس کو تین روز کی بلکہ انکار کرتے ہی اس کو قتل کریں گے اور میں نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے ”بدلیۃ السائل“ میں ابھی۔ نووی نے کہا ابو حنیفہؒ اور ایک جماعت کا اہل کو فہ میں سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اس کو سزا دیں گے اور قید کریں گے یہاں تک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر کا قائل ہو ہے اس کی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اس کو قتل نہ کریں اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہیں حلال ہے مسلمان کا خون اگر ایک بات سے تین باتوں میں سے اور اس میں نماز کا ترک نہیں ہے اور جہور نے جو کہا وہ کافر نہ ہو گا تو دلیل لاتے ہیں اس آیت سے ان الله لا يعفو ان يشكوك به ويعفو مادون ذلك لمن يشاء يعني الله انفسه لا يعفو عن نفسه كما شرک کو اور بخش دے گا اس کے سوا جس کو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لا اله الا الله کہا وہ جنت میں جاوے گا اور جو شخص مر جاوے لا اله الا الله پر یقین رکھ کر وہ جنت میں جاوے گا اور اس کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے فَاَنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ یعنی اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کو چھوڑ دو یعنی جان بخشی کر اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا اله الا الله کہیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں پھر جب وہ ایسا کریں تو بچا لیا انھوں نے اپنا خون اور مال اور اس کی تائیل یہ کی کہ بندہ نماز کے ترک سے مستحق ہو گا اس سزا کو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کیا حدیث محمول ہے اس پر کہ جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے تو ایسا انجام کفر ہے یا اس کا فضل کافر کو سا ہے۔ ابھی

(۲۴۸) ☆ نوویؒ نے کہا حج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعضوں نے کہا حج قبول ہو جاوے خدا کو یا جو صادق ہو خلاصہ ہوا پھر قبول ہونے کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام کرے اور گناہوں سے بچتا رہے۔

۲۴۹- و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَغُنْدَرُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ غُلَيْبِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْنَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۵۰- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ ((الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ ((أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا نَمَنًا)) قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ ((نَعْبِئْ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعْ لِأَخْرَقَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ ((تَكْفُفْ شَرَكًا عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ))

(۲۵۰) ہمیں نے پوچھا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا اطلاق ایمان پر بھی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادہ تین کا۔ یقین تو دل کا عمل ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہاں ایمان میں اور اعمال داخل نہیں ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ کیونکہ ان کو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان اعمال کو ایمان نہ کہیں۔ (السرارج الوہاب)

پوچھا کیا کونسا مردہ آزار کرنا افضل ہے؟ فرمایا وہ جو اس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو۔ یہ جب ہے کہ ایک ہی مردہ آزار کرنا چاہے اور جو اس کے پاس کچھ پروردہ ہو اور ان کے بدلے دہرے اسے مل سکتے ہوں پر اعلیٰ پروردہ ایک ہی آتا ہے تو دو کو لے کر آزار کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزار کرنے سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی میں ایک موٹی تازی بکری دو دہلی بکریوں سے بہتر ہے۔ (السرارج الوہاب)

کہا گیا کہ میں یہ نہ کر سکوں؟ فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی۔ السرارج الوہاب میں ہے کہ بعضے ضحون میں بجائے صانع کے صانع ہے یعنی گھانے والا اور بعضے ضحون میں صانع ہے مگر صحیح صانع ہے صادمہملہ سے جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ اور نون سے تو معنی یہ ہو گئے کہ مدد کر کسی کارمگر کی جو تاجہ سے محنت اور مزدوری کر تا ہو جیسے بڑھی یا لوبہ یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمائیاں حلال ہیں اور مراد وہ پیشہ والا ہے جس کو اس کی کمائی بس نہ ہوتی ہو اور اس کے ہال بچے بہت ہوں جن کی پرورش اس کی کمائی میں دشوار ہو تو اس کی مدد کرنا بڑا ثواب ہے اور جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ اور نون سے تو وہ ضیاع ہے جس کے معنی عیال کے ہیں یعنی جو عیال دہرے ہو اور مطلق ہو اس کی مدد کرنا اور جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ اور نون سے تو معنی نہیں رہتا کیونکہ صانع سونے چاندی کے گھانے والے کو کہیں گے پر اس کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور امام نوویؒ نے اس مقام پر دو ہی لفظوں کو نقل کیا ہے ایک صانع صادمہملہ اور نون سے اور دوسرے صانع ضادمہملہ اور مین مہملہ سے پھر یہ کہ ایک صحیح علماء کے نزدیک صانع صادمہملہ اور نون سے ہے اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اس کا اخرق سے اور اخرق اسے کہتے ہیں جسے کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار میں بھی صرف دو لفظوں کو نقل کیا ہے پھر یہ کہ ہے کہ بعضوں نے صانع صادمہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے تو معلوم نہیں کہ السرارج الوہاب میں تیسرا لفظ صانع صادمہملہ اور نون سے کہار سے نقل کیا ہے اور لفظ

عَلَى نَفْسِكَ))

کر سکوں؟ آپ نے فرمایا تو کسی سے برائی نہ کر یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر۔

۲۵۱- ابو ذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔

۲۵۱- عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحُوهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَتَعِينُ الصَّانِعَ أَوْ تَصْنَعُ لآخرق))

۲۵۲- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر ہے ثواب میں) آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے (یعنی ان کو خوش اور راضی رکھنا اور ان کے ساتھ احسان کرنا اور ان کے دوستوں کے ساتھ بھی سلوک کرنا)۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں۔ پھر میں نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کر کے (تاکہ آپ پر بار نہ گزرے)۔

۲۵۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ ((الصَّلَاةُ لِوَفْقِهَا)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) فَمَا تَرَكْتُ أَسْتَزِيدُهُ إِلَّا إِِرْعَاءَ عَلَيْهِ

۲۵۳- عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی کون سے اعمال جنت کے قریب کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ میں نے پوچھا اور کیا؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ میں نے پوچھا اور بتائیں۔ کہا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

۲۵۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ ((الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِفِهَا)) قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))

۲۵۴- ابو عمرو شیبانی سے روایت ہے مجھ سے بیان کیا اس گھر والے نے اور اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعود کے گھر کی طرف کہا پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کون سا کام بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ کو؟ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی جو اوپر گزری۔

۲۵۴- عَنْ أَبِي عُمَرَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَيَّ دَارَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۵۵- دوسری روایت بھی ایسی ہے اس میں یہ ہے ابو عمرو شیبانی

۲۵۵- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَزَادَ

لَمْ يَشَأْ يَسْأَلُ سِوَهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

یہ جو فرمایا کسی سے برائی نہ کریں تیرا صدقہ یہی ہے اپنے نفس پر یعنی جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح برائی نہ کرنے سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا میں آرام ملتا ہے اور آخرت میں ثواب ملے گا۔

وَأَشَارَ إِلَى ذَاكَ عَبْدُ اللَّهِ وَمَا سَمَاءُ لَنَا.

نے اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعود کے گھر کی طرف اور ان کا نام نہ لیا۔

۲۵۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۲۵۶- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے

وَسَلَّمَ قَالَ ((أَفْضَلُ الْغَسَاكِ أَوْ الْفَعْلِ

فرمایا سب کاموں سے بڑھ کر یاسب سے بڑھ کر کام نماز پڑھنا ہے

الصَّلَاةُ لَوْفِئَهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ)).

اپنے وقت پر اور سبکی کرتا ہے ماں باپ سے۔

بَابُ كَوْنِ الشَّرْكِ أَفْبَحَ الذَّنْبِ وَبَيَانَ

باب : شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس کے

أَعْظَمُهَا بَعْدَهُ

بعد کون سا گناہ ہے اس کا بیان

۲۵۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ

۲۵۷- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے رسول اللہ

(۳۵۶) ☆ نو دینی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعض روایتوں میں سب سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض میں ایمان اور جہاد کو اور نماز کو پھر ماں باپ سے سلوک کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض میں کھانا کھلانے اور ہر ایک کو سلام کرنے اور بعض میں قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اس کے مثل بہت سی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے تو اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیونکر جمع ہو گا ان اختلافوں کا۔ علی نے قتال۔۔۔ شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہیں یہ بات سب سے بہتر ہے اور یہ سراو نہیں ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے حج نہیں کیا اس کے لیے حج چاہی جس سے بہتر ہے اور جس نے جہاد نہیں کیا اس کے لیے ایک جہاد چاہی جس سے بہتر ہے۔ دوسری کہ افضل الاعمال سے پہلے سن کا لفظ محذوف ہو تو ترجمہ یہ ہو گا کہ افضل کاموں میں سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہیں جیسے کہتے ہیں فلاں شخص ان میں سے عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ان کے عاقلوں یا افضلوں میں سے ہے اور ایسے ہی قول ہے رسول اللہؐ کا بہتر تم میں سے وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگوں کے لیے اور معلوم ہے یہ بات کہ گھروالوں کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگوں سے بہتر نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی لوگ کہتے ہیں سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنے والے اس کے ہمسائے ہوتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کے ہمسایوں سے بھی زیادہ اس کی پروا نہ کرنا ہو۔ یہ کلام ہے قتال کا اس صورت میں ایمان سب سے افضل ہو گا اور باقی اعمال برابر ہوں گے فضیلت میں پر بعضے خاص صورتوں میں یا خاص شخصوں میں ایک عمل دوسرے سے فضیلت رکھے گا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتوں میں ہے اس سے کسی ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت میں مقصود نہیں بلکہ شخص تر تیب ذری کے لیے ہے جیسے ثم کان من الذین امنوا اور قاضی عیاضؒ نے جمع کے لیے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انھوں نے کہا کہ جواب میں اختلاف ہو جہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تھا ان کے لیے با جس کو انھوں نے حاصل نہیں کیا تھا یا پچانہ تھا دوسرے یہ کہ آپ نے مقدم کیا جہاد کو حج پر اس لیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اس زمانہ میں جو بد شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک یہ وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب میں تر تیب کو مقصود نہیں اور یہ قول شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پھر صاحب تحریر نے کہا صحیح ہے کہ جہاد کو آپ نے مقدم کیا اس واسطے کہ مراد آپ کی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافروں کا جہوم ہو جائے اس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد میں فائدہ ہے تمام مسلمانوں کا اور حج تو دوسرے وقت میں بھی ادا ہو سکتا ہے۔ اسی ما قال النوویؒ ملخصاً۔

(۲۵۷) ☆ یعنی مفلس ہو اور تجھے خود اپنی بی بی کے کھانے کی تکلیف ہو تو یہ خیال کر کے کہ اولاد کو کہاں سے کھلاؤں گا ان کو مار ڈالے تو

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنادے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پھر تو اپنے صاحب پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک بنادے یہ کتنا بڑا اندھیرا ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا)۔ میں نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لا کا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ روٹی کھائے گا۔ میں نے کہا پھر کون سا گناہ۔ آپ نے فرمایا تو زنا کرے اپنے ہمسائے کی عورت سے۔

۲۵۸- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے۔ اس نے کہا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کھائے گی تیرے ساتھ۔ اس نے کہا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی کے موافق اتارا والذین لا یدعون مع اللہ الہا اخر الخیر تک یعنی اللہ مائی کے خاص بندے وہ ہیں جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہیں زنا کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اس کی سزا پاوے گا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ بِنْدًا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ))

۲۵۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ ((أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ بِنْدًا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْتَ لَنْ تَقْتُلَ)) اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَحَلَّ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا.

اللہ تو یہ بڑا گناہ ہے جو شرک کے بعد ہے پر اور سب گناہوں سے بڑھ کر ہے کس لیے کہ یہ گناہ ہے؟ مجھ سے ہے گناہوں کا دل تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بد اعتقاد ہونا وہ جس پر یہ دیکھ کر تباہ اس کا رزق بھی اتارنا ہے تیرے حرم کھانے کی چوتھے بجلی پانچویں بے رحمی، جیسے کہینہ پن اور باہمی پن اور بے ہمتی خدا بچا دے ایسے خیالوں سے اس کی بی بی یا لڑکی سے ہر چند زنا مطلقاً کسی عورت کے ساتھ ہو بڑا گناہ ہے پر ہمسائے کی بی بی کے ساتھ ہو اور بھی گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اس کا ہمسایہ اس کی مدد کرے گا اس کے بال بچوں کی ضرورت کے وقت حفاظت کرے گا پھر ایسے موقع میں اسی کی بی بی کے ساتھ زنا کرنا کتنی بڑی بے حیائی اور خیانت ہے خدا بچائے۔

بَابُ بَيَانِ الْكِبَارِ وَأَكْبَرُهَا

باب: بیان میں ان گناہوں کے جو کبیرہ ہیں پھر ان میں

بڑے کون کون سے گناہ ہیں ان کا بیان

۲۵۹- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَلَا أُتْبِعُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَارِ ثَلَاثًا

(۲۵۹) کبیرہ و گناہوں کا مفصل بیان ● نوٹی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کبیرہ گناہ کی تعریف میں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے

جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اس کا کرنا کبیرہ ہے۔ اور یہی اختیار کیا ہے استاد ابو اسحق نے اور قاضی عیاضؒ نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کی طرف نظر کرتے ہوئے کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ گناہ و قسم کے ہیں ایک کبیرہ و ایک صغیرہ اور یہ بھی ابن عباسؓ سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلیں ہیں۔ امام غزالیؒ نے ”بسیط“ میں لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں جو فرق ہے اس کا انکار کرنا فتنہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے مضامین سے یہ امر ثابت ہے اور اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بے شک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خود کو کسی چھوٹی ہو نہایت بری ہے یہ نسبت اللہ کے جلال اور بزرگی کے پر بعض مخالفت بعض سے بڑھ کر ہے اور اسی وجہ سے بعض گناہ ایسے ہیں جو معاف ہو جاتے ہیں نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور بعض ایسے ہیں جو معاف نہیں ہوتے۔ پھر اول قسم کے گناہ معاف ہیں اور دوسری قسم کے کبار۔ اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ و قسم کے ہیں ایک معاف اور ایک کبار تو علماء نے ان کے ضبط میں بڑا اختلاف کیا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے جہنم یا غضب یا لعنت یا عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اس کے فرمایا ہے اور حسن بصریؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے آخرت میں جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا میں کسی سزا (حد) کا۔ امام غزالیؒ نے ”بسیط“ میں کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرے اس کو ہلکا سمجھ کر اور اس سے ڈر نہائیں نہ شرمندہ ہو تا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اس کو نہایت ہوتی ہے اور آئندہ پہنچنے کا خیال ہو تا ہے وہ کبیرہ نہیں۔ ابن الصلاح نے کہا کبیرہ کہتے ہیں بڑے گناہ کو اور اس کی کئی نشانیاں ہیں ایک یہ کہ اس میں حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا شراب خوردگی یا جہت زنا یا زانیہ) دوسری یہ کہ اس پر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اس کے کرنے والے کو فاسق کہا ہو چوتھے یہ کہ اس پر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اس پر جو زمین کی نشانی مٹا دی۔ امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہے تو اس گناہ کی برائی میں غور کر اگر اس کی برائی ان گناہوں کی برائی سے جن کو حد میں کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ کبیرہ ہے ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کریم کو برا کہا ہے یا اس کے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی بیخبری کی یا جھٹلائی کسی پیغمبر کو یا کہیں میں نجاست لگائی یا قرآن کو اٹھا کر نجس جگہ میں چھیک دیا تو اس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہیں کہا مگر اس طرح اگر کسی شخص نے ایک پاک دامن عورت کو پکڑا یا تار کرنے کے لیے یا کسی مسلمان کو پکڑا خون کرنے کے لیے تو پکڑے ہوئے شخص کو اس کی برائی جہنم کا مال کہا جائے سے بڑھ گئی اور وہ کبیرہ ہے۔ پس یہ بھی کبیرہ ہوئے اسی طرح اگر کافروں کو مسلمانوں کے بال بچے عورتیں یتیمیں اور وہ جانتا ہے کہ کافران کو ستائیں گے اور عورتوں کو بے عزت کریں گے تو اس کی برائی میدان جنگ میں بھانگنے سے زیادہ ہے پس یہ بھی کبیرہ ہو اسی طرح اگر کسی آدمی پر ایسا جھوٹ باندھا جس کی وجہ سے جانتا ہے کہ وہ مارا جاوے گا تو یہ ایک کبیرہ ہو البتہ اس کی وجہ سے ایک سمجھور اس کی جاتی رہے گی تو وہ کبیرہ نہیں ہے اور شرع نے تصریح کر دی کہ جھوٹی گواہی اور جہنم کا مال کہا جاتا دونوں کبیرہ گناہ ہیں پھر اگر ان دونوں

الْبَشْرَاءُ بِاللَّهِ وَغَفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ كَبِيرِهِ گناہ ہے) دوسرے نافرمانی کرنا ماں باپ کی۔ تیسرے جھوٹی الزور (أَوْ قَوْلُ الزُّورِ) وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ گواہی دینا یا جھوٹ بولنا اور رسول اللہ ﷺ تکلیف لگائے تھے آپ بیٹھ

تلقہ کاموں سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہیں اور جو نقصان بہت قلیل ہو تب بھی وہ کبیرہ ہیں تاکہ ان گناہوں کی جڑ مٹ جاوے اور لوگ باز آویں جیسے شراب کا ایک قطرہ چٹا کبیرہ ہے اگرچہ اس سے کوئی فساد نہیں ہو تا اسی طرح تاقیق فیصلہ کرنا بھی کبیرہ ہے کیونکہ جھوٹی گواہی سبب ہے تاقیق فیصلہ کی پھر جب جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم تاقیق کرنا ضرور کبیرہ ہو گا اور بعض علماء نے یہ تفریق کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے ساتھ کوئی وعید یا حد یا عتذ مذکور ہو پھر جو گناہ برائی میں ایسے گناہ کے برابر ہو تو وہ بھی کبیرہ ہو گا۔ امام ابو الحسن و احدی نے کہا صحیح ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہیں بلکہ بعض گناہوں کو شرع نے کبیرہ کہا اور بعضوں کو صغیرہ اور بعض گناہوں کا ذکر شرع نے نہیں کیا ان میں کبیرہ بھی ہیں اور صغیرہ بھی اور حکمت بیان نہ کرنے کی ہے کہ آدمی ان سب گناہوں سے اس ڈر سے کہ کہیں کبیرہ نہ ہو بچے اور یہ ایسا ہے جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چھپایا۔ علماء نے کہا کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا اور اصرار (یعنی بار بار کرنا) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہو جاتا ہے اور صغیرہ و اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اس گناہ کو کرے جس سے اس کی بے پرواہی معلوم ہو اسی طرح جب کئی صغیرہ گناہ ہوں کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو پہنچ جائیں۔ ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرے کہ اس سے باز آنے کا قصد نہ کرے بلکہ پھر کرنے کا قصد کرے یا بیشمار اس کو کرتا رہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہیں اگر بار بار توبہ یا ندامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے استغفار کیا اس نے اصرار نہیں کیا اگرچہ دن میں ستر بار ہی گناہ کرے جس حدیث میں حقوق کا لفظ ہے جس کے معنی کاٹنا نہ ماننا اور عاق اس کو کہتے ہیں جو اپنے باپ کی اطاعت چھوڑ دے۔ نوٹی نے کہا جو حقوق شرع میں حرام ہے اس کی تعریف کم لوگوں نے کی ہے۔ شیخ امام عبد اللہ نے کہا میں نے حقوق والدین اور ان کے حقوق میں کوئی قاعدہ نہیں پایا اسلئے کہ باطلاق علماء ہر ایک امر اور نواہی میں والدین کی اطاعت ضروری اور واجب نہیں البتہ جہاد بظہر اجازت ماں باپ کے درست نہیں کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گراں گزر تا ہے وہ ڈرتے ہیں لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے جانے سے اور اس سے ان کو بہت رنج ہو تا ہے اسی پر ہر ایک سفر کو قیاس کر لینا چاہیے جس میں جان جانے کا یا کسی امر صدمے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو حقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اس پر شرع کی رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر میں واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور ان کا خلاف کرنا حقوق کے اور مشتبہ کاموں میں بھی ان کی اطاعت بعض علماء نے واجب کی ہے اور ہمارے علماء نے جو طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز رکھا ہے بغیر ماں باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اس حکام کے خلاف نہیں ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض مشل اور فرائض کے ہے مگر خدا کی اطاعت ان کی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا ان کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور ممنون اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہیں ہے اس لیے بے ماں باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش مل و عیال کے تو اس میں اجازت ان کی ضروری نہیں پر جہاں تک ہو سکے اگر ان کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹی کمادے تو بہتر ہے۔ نوٹی نے کہا ہر چند والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی دونوں کبیرہ گناہ ہیں پر وہ شرک کے برابر نہیں ہو سکتے اسی صورت میں تاویل کرنا ہو گی کہ اور وہ جھوٹا گواہی جو کافر بھی ہو یا مسلمان وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھ کر کرے یا یمن کا لفظ مخدوف ہے یعنی یہ چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں اور یہی تیسری تاویل ٹھیک ہے اس لیے کہ جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ لوگ اس سے لپ

گئے اور بار بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جاویں اور ان کاموں سے باز رہیں) ہم نے اپنے دل میں کہا کاش آپ چپ رہیں (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہوں کا خیال کر کے کہ لوگ ان کو کیا کرتے ہیں)۔

۲۶۰- عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُفَّاءِ قَالَ ((الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ))۔

۲۶۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكُفَّاءَ أَوْ سِئَلَ عَنِ الْكُفَّاءِ فَقَالَ ((الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكُفَّاءِ قَالَ قَوْلُ الزُّورِ أَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّورِ)) قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ شَهَادَةُ الزُّورِ۔

۲۶۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ))

۱۰ بازار ہیں اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم تھی پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے۔ اچھا۔

(۲۶۱) امام نووی سے جو فائدہ اور نقل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کو شرک سے کیونکر بڑھایا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس عمل پر جھوٹی گواہی سے ڈرنا منظور تھا کیونکہ خوف ہو گا تو لوگوں کے پڑ جانے کا اس گناہ میں اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہیں کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور ایک بھید یہ بھی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندوں پر ویسے ہی شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پھر جس نے جھوٹ بولنا اور رکھا جھوٹی گواہی وہ شرک کرنے میں بھی پاک نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی دینی لوگ دیتے ہیں جن کے دل میں اللہ کی عظمت مطلق نہیں ہوتی تب تو اس کا نام لے کر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں ۱۰ طبع میں ایمان کھوتے ہیں۔ پس ایسے شخص شرک کرنے میں یا شرک کی بات کرنے میں کب رکھیں گے اگر ان کو ایک ذرا ہی بھی طبع دی جاوے۔

(۲۶۲) نووی نے کہا یہ دلیل ہے اس ہمارے مذہب کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکھنا اور سکھانا سب حرام ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا جادو کا سیکھنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادو کی شناخت ہو اور جادو کو حق

اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاندانِ ایمان دارِ پاک دامن عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا۔

۲۶۳- عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنے ماں باپ کو؟ آپ نے فرمایا ہاں دیتا ہے۔ کوئی گالی دیتا ہے دوسرے کے باپ کو پھر وہ گالی دیتا ہے اس کے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو وہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو۔

۲۶۴- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

الْمُؤَبَّاتِ)) قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ ((الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسَّخَرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالْوَلِيُّ يَوْمَ الرَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ وَالْعَافِيَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)).

۲۶۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مِنْ الْكَبَائِرِ شُحْمُ الرَّجُلِ وَالذَّنِيءُ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَنْتَنِمِ الرَّجُلُ وَالذَّنِيءُ قَالَ ((نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)).

۲۶۴- وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَأَبْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

لے اور جادو کر کو اولیاء اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگوں کے نزدیک حدیثِ محمول ہے جادو کے چلانے پر یعنی ان پر تہمت کرنا زانی۔ نووی نے کہا اس روایت میں سات گناہ مذکور ہیں اور ایک روایت میں تین اور ایک روایت میں چار اس لیے کہ یہ بڑے سخت گناہ ہیں اور اکثر واقع ہوتے ہیں۔ خاص کر چالیت کے زمانے میں یہ گناہ واقع ہوتے تھے اور اس کے بعد کی حدیث میں ایک اور گناہ مذکور ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور حدیث میں جمل خوزی اور پیشاب سے پانی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابوں میں جنوئی قسم کھانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا بھی آیا ہے اور علماء نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان میں منحصر نہیں بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہیں اور ابنِ عباسؓ سے منقول ہے ان سے کسی نے پوچھا کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انھوں نے کہا سات سے ستر تک ہیں بلکہ سات سو تک اور اوپر تفصیل کبیرہ کی گزر چکی۔

(۲۶۳) ☆ تو جس نے پہلے گالی دی وہی سب ہو اے ماں باپ کو گالی کھلانے کا تو گویا اس نے خود گالی دی اپنے ماں باپ کو۔ انسان کی حرمت اور عزت خود اس کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کو گالی دینا پھر آپ کھانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سب ہو کسی کام کا تو وہ کام اس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیر و آگور کا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو اس کی شراب بناتا ہے یا تھپیرا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو ذراک مارتا ہے ناچنا ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ

باب: کبر (یعنی غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اس

کابیان

۲۶۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مسعودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ)) قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَكْثَرُ النَّاسِ كِبَرًا وَأَقَلُّهُمْ تَوْبَةً حَسَنًا وَتَعْلَمُهُ

۲۶۵- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہو گا۔ ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جو اتنا چھا ہو (اور وہ) (تو کیا) بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ

(۲۷۵) یعنی اجل جلالہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوب صورت ہے تو وہ پسند کر تا ہے جو بخیر و برائی اور پاکیزگی اور ستمگرانی کو۔ عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جس قدر حلال ہیں وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر سب شرعی کر دے حلال بلکہ بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں امر کسی آدمی کو شوق ہو لیاں کا وہ دوسروں سے بہتر کپڑا پہنانا چاہے یا جو تا پہنانا چاہے یا جو انہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستمگرانی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کی اور انسان کو الطبعی ہے امر مر خوب ہیں۔ پس ان کا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکھنا کسی طرح برا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بیان ہو گئے۔ نو دینی نے کہا ہے جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کر تا ہے جمال کو تو علماء نے اس کے معنوں میں یہ اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اس کے تمام کام بہتر ہیں اور تمام صفات میں جمال اور مکمل موجود ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے کہا جمیل کے معنی جلیل یعنی بزرگ اور خطاب نے نقل کیا کہ جمیل کے معنی نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تاریکی کا اور بعضوں نے کہا اس کے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کر تا ہے اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا ہے حقوڑے آسمان کا مومن کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث میں خدا کے لیے آیا ہے یہ حدیث خبر واحدہ ہے اور اسناد حسنی کی حدیث میں بھی یہ اسم موجود ہے نیکین اس کی اسناد میں مستند ہے اور مختار ہے کہ اللہ کو جمیل بول سکتے ہیں اور بعض علماء نے اس سے منع کیا ہے۔ امام الحرمین نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کے جو اسما اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ہم ان کا اطلاق کریں گے اور جن سے شرع نے منع کیا ہے ان کے اطلاق سے باز رہیں گے اور جو اسما اور صفات شرع میں نہیں آئے ان کے جو از با عد ہم جو از کسی کا حکم نہیں کریں گے اس کے لیے کہ شرع کے احکام نفس سے معذور ہوتے ہیں اور ان کے ہم جو از با عد ہم جو از کسی کا حکم کریں تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر حکم شرع کے پھر اطلاق کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنی خبر واحدہ کافی ہے) اباحت قیاس کو اس میں دخل نہیں ہو سکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین بخلاصہ ان کا درجہ اور درجہ ہر ایک علم میں خصوصاً اس فن میں یعنی علم کلام میں تواضعاً درجہ کا ہے اور یہ جو انھوں نے کہا کہ ہم جو از اور عدم جو از کسی کا حکم نہیں کریں گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو ہمارا اس کی اس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیاء میں یہ ہے کہ کوئی حکم نہ کیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت نہ اباحت کا کوئی نکتہ اس سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہو اور اولی سنت سے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ان اسما اور صفات کا جو شرع میں وارد نہیں ہوئے اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسما اور صفات جمال اور جلال اور مال اور مدح کے ہوں تو بعضوں نے ان کا اطلاق جائز رکھا ہے اور بعضوں نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا جماع نہ ہو اور خبر واحدہ سے جو حق

حَسَنَةُ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ))
 الْكِبِيرُ يَنْظُرُ الْحَقُّ وَغَمَطُ النَّاسِ))

نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو۔ غرور گھمنڈ یہ ہے
 کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کو سچ یا نفسانیت سے
 ایک بات واجب ہو اور صحیح ہو اس کو رد کرے اور نہ مانے) اور
 لوگوں کو حقیر سمجھے۔

۲۶۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرَدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرَدَلٍ مِنْ كِبَرٍ))

۲۶۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ))

۲۶۶- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں نہ جاوے گا (یعنی ہمیشہ کے لیے) وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اور جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر گھمنڈ اور غرور ہو۔
 ۲۶۷- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر غرور ہو۔
 ۲۶۸- اسماء مفت ثابت ہو اس کے اطلاق میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاض نے کہا صحیح یہ ہے کہ اس کا اطلاق جائز ہے۔ ابھی ما قال النووی۔ السراج الباج میں ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسامہ اور صفات میں وقوف صحیح ہے یعنی جو اسامہ اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ان ہی کا اطلاق کرتا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشا بہتر نہیں گوان کے معنی عمدہ ہوں۔ از امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب میں نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے اور اپنے تئیں عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ مفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت ذلیل کرتی ہے اور لوگ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کو دشمن جانتے ہیں اس بکثرت مفت کی وجہ سے صرف یہی عذاب نہیں کہ جنت سے محروم ہو گا بلکہ دنیا میں بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہو گی۔ جو شخص گھمنڈ کرتا ہے اور خود سرے لوگ اس کی فکر میں رہتے ہیں اور کسی موقع پر اس کو ذلیل کرتے ہیں کہ اس کا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے۔ حدیث میں غمط الناس عامہ مہملہ سے مراد یہ ہے جس کے معنی لوگوں کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخوں میں یہ لفظ ابو داؤد نے بھی اس کی کو اسی طرح نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے محض صادر مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اس کا بھی یہی ہے۔

(۲۶۹) نووی نے کہا اس کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے۔ خطابی نے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لا۔ میں انتقاد اسامی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے تو وہ جنت میں ہرگز نہ جاوے گا جب اسی حالت میں سرے دوسرے یہ کہ جب لوگ جنت میں جاویں گے تو ان کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور نہ ہو گا اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہم نے نکال لیا بہشتیوں کے دلوں میں سے جو کچھ کھٹک تھی ان میں اور یہ دونوں تاویلیں بعید ہیں اس لیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ کبر کی ممانعت میں لوگوں کو اس بری بات سے بچانے کے لیے اور ان دونوں تاویلوں کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ۔ ہے جو قاضی عیاض اور محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کو کبر کا بدلہ نہ ملے گا اگر اس کو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جاوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ پرہیز گاروں کے ساتھ پہلی بار جنت میں نہ جاوے گا۔

بَابُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا
دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ
النَّارَ

باب: جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت
میں جاوے گا اور جو شرک کی حالت میں مرے وہ جہنم
میں جاوے گا

۲۶۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَيْفَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ
نُعْبَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ
النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا
دَخَلَ الْجَنَّةَ))

۲۶۸- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا اور ایک روایت میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ
فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا
ہو تو وہ جہنم میں جاوے گا۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں کہتا ہوں
جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ
جنت میں جاوے گا۔

۲۶۹- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُوجِبَاتُ فَقَالَ ((مَنْ مَاتَ
لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ
يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ))

۲۶۹- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس
آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی
ہیں جنت کو اور جہنم کو؟ آپ نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ
کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا اور جو
شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ
جہنم میں جاوے گا۔

(۲۶۸) ☆ ایسا ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور کاظمی عیاض نے بھی ایسا نقل کیا ہے اور بعض نسخوں میں اس
کے برعکس ہے یعنی پہلے جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملہ کو رسول اللہ کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں
ایسا ہی نقل کیا ہے اور ابو عروانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملے مرفوعاً جابر سے ثابت ہیں پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ
حضرت کی طرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انھوں نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہو گا اور دوسرا جملہ قرآن و
حدیث سے انھوں نے خود نکالا مگر اس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے جو دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضرت سے نقل کیا تو
شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہو گا اس لیے انھوں نے اپنی طرف نسبت دیا۔ واللہ اعلم۔

(۲۶۹) ☆ نوٹی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا لیکن شرک کا جہنم میں جانا وہ عموماً ہے وہ جہنم میں جاوے گا اور ہمیشہ اس میں ہی رہے گا
اور یہودی اور نصرانی بت پرست اور سب قسم کے کافروں کا یہی حکم ہے ان میں کوئی فرق نہیں ہے وہ سب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اسی
طرح جو کافر ہو عتادے یا بغیر عتادے یا جو مخالف ہو ملت اسلام کے یا جو اسلام کی طرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پھر حکم کیا جاوے اس
کے کفر کا کسی امر کے انکار سے اور جو شرک نہ ہو مودہ ہو اس کا جنت میں جانا بھی یقینی ہے پھر اگر اس سے کبیرہ گناہ پر اصرار نہیں ہو اور وہ پہلے
ہی جہنم میں جنت میں جاوے گا اور جو کبیرہ پر اصرار کرتا رہا تو وہ خدا کی مشیت پر ہے چاہے اسے معاف کرے اور سیدہ حاجت میں لے جاوے
اور چاہے چند روز عذاب کر کے پھر جنت میں لے جاوے لیکن ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۲۷۰- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جاوے گا اور جو اس سے ملے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم میں جاوے گا۔

۲۷۱- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث آتی ہے۔

۲۷۲- ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت جبریلؑ میرے پاس آئے اور مجھ کو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت سے مرے گا اور وہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرتا ہو گا تو جنت میں جاوے گا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے انھوں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے۔

۲۷۳- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سورہے تھے ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوئے پھر میں آیا تو آپ سورہے تھے پھر میں آیا تو آپ جاگتے تھے۔ میں بیٹھا آپ کے پاس آپ نے فرمایا جو لا الہ الا اللہ کہے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر (یعنی اللہ کی توحید پر) تو وہ جنت میں جاوے گا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟

۲۷۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَ اللَّهَ يُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ)).

۲۷۱- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِعِثْلِهِ

۲۷۲- عَنْ أَبِي ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُخْبِرُنِي أَنَّهُ مِنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)).

۲۷۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ نَوْبٌ أَيْضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَيْقَظَ فَحَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قَالَ ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ وَإِنْ زَنَى

(۲۷۰) ☆ نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نہ جاوے گا اور اگر جاوے گا تو چند روز کے بعد وہاں سے نکل کر پھر جنت میں جاوے گا اور اوپر اس کا بیان مفصل کر چکا ہے۔ ابھی۔ زنا اور چوری کو اس لیے غاص کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور زنا حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موحّد ہو اور اس گناہ میں مبتلا ہو جو حقوق العباد ہو تب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی وہاں سے نکل کر آخر کو جنت میں ضرور جاوے گا۔

(۲۷۳) ☆ یعنی ابوذرؓ کی ذلت ہو اس لیے کہ یہ امر ان کی رائے اور مرضی کے خلاف تھا وہ گناہوں سے بڑی نفرت کرتے تھے اور گنہگاروں کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر ان کے باہر پارہ پیچھے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری کرنے پر بھی وہ جنت میں جائے گا گناہوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی اس کو جنت ملے گی یعنی جو لفظ حضرتؓ نے فرمایا تھا اسی کو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہائی محبت تھی ابوذرؓ کی رسول اللہؐ کے ساتھ۔

تین بار ایسا ہی فرمایا۔ چوتھی بار آپ نے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے۔ پھر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے۔

باب: کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل

کرنا حرام ہے

۲۷۴- مقداد بن اسود سے روایت ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں ایک کافر سے مجروح ہو جھ سے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلووار سے کاٹ ڈالے پھر مجھ سے بچ کر ایک درخت کی آڑ میں چھپ جائے اور کہنے لگے میں تابع ہو گیا اللہ کا کیا میں اس کو قتل کروں جب وہ کہہ چکے؟ آپ نے فرمایا تم قتل کر اس کو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا کیا میں اس کو قتل کروں؟ آپ نے فرمایا تم قتل کر اس کو (اگرچہ تجھ کو اس سے صدمہ پہنچا اور زخم لگا) اگر تو اس کو قتل کرے گا تو اس کا حال تیرا سا ہو گا قتل سے پہلے اور تیرا حال اس کا سا ہو گا جب تک اس نے یہ

وَابْنُ سَرَقٍ قَالَ وَابْنُ زَيْنٍ وَابْنُ سَرَقٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ ((عَلَى رِغْمِ ابْنِ ذُرٍّ)) قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذُرٍّ وَهُوَ يَقُولُ وَابْنُ رِغْمِ ابْنِ ذُرٍّ.

بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ أَنْ قَالَ لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۲۷۴- عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ارَأَيْتَ إِنْ لَقِيتَ رَجُلًا مِنْ الْكُفَّارِ فَقَاتَلْتَنِي فَضَرَبَ إِيَّاهُ بِدَيْءٍ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَازِمَنِي بِسُحْرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ قَاتَلَنِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقْتُلُهُ)) قَالَ فَقَتَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا أَفَأَقْتُلُهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقْتُلُهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَابْنُ

(۲۷۴) ☆ ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اس کو قتل کرے گا تو وہ تیری مثل ہو جائے گا۔ یعنی وہ مسلمان ہو گا اور تو اس کے مثل ہو جائے گا یعنی جیسے وہ تھا اسلام لانے سے پہلے یعنی کافر ہو جائے گا۔ اس میں یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہیں ہو سکتا خصوصاً اس صورت میں جب اس کو احتیال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اس نے مسلمان کو زخمی بھی کیا ہو۔ نوٹی نے کہا اس حدیث کے مطلب میں علماء نے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ معنی وہ ہے جو امام شافعی اور ابن قسطل سے منقول ہے کہ جب اس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہو گیا یعنی جان کی حرمت اور حفاظت میں جیسے تو تھا اس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اس کو قتل کیا تو تو اس کے مثل ہو گیا یعنی تیری جان کی حرمت نہ رہی اور تیرا خون حلال ہو گیا جیسے اس کا حال تھا اسلام لانے سے پہلے۔ قاضی عیاض نے کہا اس کا یہ معنی ہے کہ تو اس کے مثل ہو گیا حق کی مخالفت میں اور گناہ کے ارتکاب میں اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اس کی مخالفت اور گناہ میں فرق ہے اس کا گناہ کفر تک پہنچا تھا اور تیرا گناہ فسق تک پہنچے گا پھر علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد میں ایسا کرے یعنی کسی کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے بعضوں نے کہا اس پر کچھ نہیں ان قصاص سے نہ دیتے نہ کفارہ دے کہ آگے کی حد میں آوے گا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تھا پھر رسول اللہ نے ان کو قتل کیا نہ دیتے ان سے نہ کفارہ ان پر واجب کیا اور بعضوں کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شہید کے کہ اس کو کافر سمجھ کر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کفارہ تو حید پڑھنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں اور دیت کے واجب ہونے میں امام شافعی کے دو قول ہیں پھر یہ لوگ اسامہ کی حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ کفارہ واجب نہیں اور دیت بھی اس واسطے نہ لی گئی کہ اسامہ مفلس ہوں گے۔

بَسْمَلِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ))۔ کلمہ نہیں کہا تھا۔

۲۷۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ الْأَوْزَاعِيَّ وَابْنَ جُرَيْجٍ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ كَمَا قَالَ الْبُتَيْبِيُّ فِي حَدِيثِهِ وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَنُفِيَ حَدِيثُهُ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ بِأَقْلَتِهِ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

۲۷۶- عَنْ الْمُقَدِّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِابْنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ شُهَدَاءِ بَدْرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنْ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِعَيْتِلِ حَدِيثِ الْبُتَيْبِيِّ۔

۲۷۷- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيٍّ فَصَبَحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَذْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَطَعَنَتْهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتَلْتَهُ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ قَالَ ((أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا)) فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدُ وَأَنَا وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتَّى يَقْتُلَهُ ذُو الْبَطْنَيْنِ يَغْنِي

(۲۷۷) ☆ اللہ نے فرمایا سورہ انفال میں لڑو کہافروں سے یہاں تک کہ فساد نہ رہے یعنی ان کا زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان میں غلط نہ ڈال سکیں اور ہو جاوے سب دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ مسلمان بھی اگر فساد کریں تو ان سے لڑنا جائز ہے۔ سعد نے اس کو اہرام دیا کہ یہ تو اور فساد پڑھاتا ہے آپس میں لڑو اور ہماری لڑائیاں فساد ماننے کے لیے تھیں۔

ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے چند بھائیوں کو تاکہ میں ان سے باتیں کروں۔ عیسیٰ نے لوگوں کو کہلا بھیجا وہ اکٹھے ہوئے تو جنابؑ آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صرح میں ہے برنس وہ ٹوپی جس کو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے تھے اور اوی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جس کا سر اس میں لگا ہوا ہو کرت یا جبہ۔ جوہری نے کہا برنس ایک لمبی ٹوپی تھی جس کو لوگ ابتدائے اسلام میں پہنتے تھے) انھوں نے کہا تم باتیں کرو جو کرتے تھے یہاں تک کہ جنابؑ کی بارہمی آئی (یعنی ان کو بات ضرور کرنا پڑی) تو انھوں نے برنس اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم پر بھیجا اور وہ دونوں ملے (یعنی آمناسامنا ہوا امید ان جنگ میں) تو مشرکوں میں ایک شخص تھا وہ جس مسلمان پر چا پتا اس پر حملہ کر تا اور مار لیتا۔ آخر ایک مسلمان نے اس کی غفلت کو تاکا اور لوگوں نے ہم سے کہادہ مسلمان اسامہ بن زیدؓ تھے پھر جب انھوں نے تم کو اس پر سیدھی کی تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ۔ لیکن انھوں نے مار ڈالا اس کو۔ بعد اسکے قاصد خوشخبری لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے اس سے حال پوچھا اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس شخص کا بھی حال کہا (یعنی اسامہؓ بن زیدؓ کا) آپ نے ان کو بلایا اور پوچھا تم نے کیوں اس کو مارا؟ اسامہؓ نے کہا رسول اللہ! اس نے بہت تکلیف دی مسلمانوں کو تو مارا غلام نے اور فلا نے کو اور نام لیا کئی

عَسَىٰ بَنِي سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِّنْ اِخْوَانِكَ حَتَّىٰ اُخَذْتَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُ جُنْدَبٌ وَعَلِيٌّ. بُرْنُسٌ اَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوْا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُوْنَ بِهٖ حَتَّىٰ دَارَ الْحَدِيْثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيْثُ اِلَيْهِ حَسَرُ الْبُرْنُسُ عَنْ رَاْسِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ اَتَيْتُكُمْ وَلَا اُرِيْدُ اَنْ اُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ نَفَرًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاِنَّهُمْ التَّقُوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ اَنْ يَقْصِدَ اِلَى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصِدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَاِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصِدَ غَفْلَتَهُ قَالَ وَكُنَّا نَحْدُثُ اَنَّهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيْرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَاَخْبَرَهُ حَتَّىٰ اَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاہُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ((اَلَيْمَ قَتَلْتَهُ)) قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُزْجَعُ فِيْهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَتْلُ فُلَانًا وَقُلَانَا وَسَمَىٰ لَهُ نَفَرًا وَاِنِّيْ حَضَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

تھ بعض شخصوں میں الا کا لفظ اور لکھا ہوا ہے یعنی یوں ہے ولا ارید ان اخبرکم عن نبیکم اس صورت میں تو مطلب صاف ہے یعنی میرا ارادہ کچھ نہ تھا سو اس کے کہ حدیث بیان کروں تم سے تمہارے پیغمبر کی اور نووی کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص میں الا کا لفظ نہیں ہے تو شاید مراد ان کی وہ نسخے ہیں جو ان کو دمشق میں دستیاب ہوئے نووی نے کہا یہاں پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جناب نے خود عیسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگوں کو جمع کرو میں ان سے حدیث بیان کروں گا پھر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ تھا اور اس کا دفعہ دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت میں ترجمہ وہ ہو گا جو اوپر مذکور ہوا یعنی میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے

وَسَلَّمَ أَفَلَا تَهْتَفُونَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ((فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ ((وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ فَحَمَلٌ لَا يُوَدِّدُهُ عَلَى أَنْ يَقُولَ ((كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

آدمیوں کا پھر میں اس پر غالب ہوا جب اس نے تلواریں کو دیکھا تو لالہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لالہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا دن قیامت کے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے میرے لئے بخشش کی۔ آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لالہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے تم کیا جواب دو گے لالہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے روز۔

باب: جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے وہ مسلمان نہیں ہے

۲۸۰- عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

۲۸۱- عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السِّيفَ فَلَيْسَ مِنَّا))

۲۸۲- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السِّيفَ فَلَيْسَ مِنَّا))

۲۸۱- سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۲- ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

لفظ سے کہ بیان کروں میں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہو جائے گا جیسے قرآن میں لا کافظ لعلیٰ یعلم اهل الكتاب اور ما منعك الا تسجد میں زائد ہے دوسرے یہ کہ لا کافظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ میں تمہارے پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ تھا بلکہ اپنی طرف سے باتیں کرنے کا پر میں اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بھی بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ رسول اللہ نے ایک لشکر بھیجا بغیر تک۔ خیر جاری میں ہے کہ شاید لا سے پہلے ہجرہ استہقام مخدوف ہو یعنی میں تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ ہو (یعنی میرا ارادہ ہے)۔ واللہ اعلم

(۲۸۰) ☆ نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے ناخن بغیر کسی قسم کی تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ جانے وہ تو تمہارے اور کافر نہ ہو گا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ حدیث محمول ہے حلال جانے والے پر یا مروی ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے پر نہیں ہے۔ ابھی

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

۲۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) .

۲۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صَبْرَةَ فَادْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَقَالَتْ أَصَابَعُ بِلَئْلًا فَقَالَ ((مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ)) قَالَ أَصَابَتُهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((أَفَلَا جَعَلْتَهُ لَوْ أَنَّ الطَّعَامَ كُنِيَ يَرَاهُ النَّاسُ مِنْ غَشٍّ فَلَيْسَ مِنِّي)) .

بَابُ تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالِدُّعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

۲۸۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ أَوْ شَقَّ الْجُيُوبَ أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) هَذَا حَدِيثٌ يَحْيَى وَأَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَابْنُ بَكْرٍ فَقَالَا ((وَشَقٌّ وَدَعَا)) بغير ألف .

۲۸۶- وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَرِيرٌ ح وَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حَسَنٍ قَالَا حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ((وَشَقٌّ وَدَعَا)) .

باب: جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے وہ ہم سے نہیں۔

۲۸۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہم کو دھوکا دیوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۴- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کارہ میں آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر تری آگئی۔ آپ نے پوچھا اناج کے مالک یہ کیا ہے؟ وہ بولا پانی پڑ گیا تھا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر تو نے اس سے بھیکے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے؟ جو شخص فریب کرے دھوکہ دیوے وہ مجھ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا۔

باب: رخسار پر مارنا، گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی سی باتیں کرنا حرام ہے

۲۸۵- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو گالوں کو پیٹے اور گریبانوں کو پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے کی باتیں کرے اور دوسری روایت میں ”او“ کے بدلے ”و“ ہے۔

۲۸۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۲۸۵) ☆ یعنی جو شخص گالوں کو پیٹے گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (یعنی مصیبت کے وقت) ہماری شریعت میں یہ سب کام حرام ہیں۔ واللہ و اللہ راہون کہنا چاہیے اور مبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل آویں تو مضافاً نہیں۔ جاہلیت کی سی باتیں یہ ہیں کہ خدا کی ناشکری کرے پکارے چلائے تو نہ کرے دوا یا کرے زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادب کی بات نہ کالے۔

۲۸۷- ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ بیمار ہوئے۔ ان کو شش آگیا۔ ان کا سر ایک عورت کی گود میں تھا ان کے گھروالوں میں سے تو ایک عورت چلائی ان کے گھروالوں میں سے۔ ابو موسیٰ کو طاقت نہ ہوئی اس کو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا میں بیزار ہوں اس سے جس سے رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں آپ بیزار ہوئے ہیں چلانے والی سے (یعنی جو عورت مصیبت میں چلا کر رووے) اور ہال منڈانے والی سے (یعنی جو عورت غمی میں ہال منڈوائے) اور کپڑا پھانسنے والی سے۔

۲۸۷- عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَجَعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا فَعُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي خَضِرٍ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ نَصَحَتْ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُرَدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ ((أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِئْتُ مِنْهُ)) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِفَةِ وَالْحَالِفَةِ وَالشَّاقَةِ.

۲۸۸- عبدالرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسیٰ اشعریؓ بے ہوش ہو گئے تو ان کی عورت ام عبداللہ آئی چلا رہی تھی رو رو کر پھر ان کو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہیں جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیزار ہوں اس شخص سے جو ہال منڈائے اور چلا کر رووے اور کپڑے پھاڑے مصیبت میں (کیونکہ یہ کافروں کی رسمیں ہیں)۔

۲۸۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ وَأَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَا أَعْمِيَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَأُفْلِتَ امْرَأَتُهُ ثُمَّ عَبْدَ اللَّهِ تَصِيحُ بِرَبِّهِ قَالَا ثُمَّ أَفَاقَ قَالَ لَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحْدِثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ خَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ.

۲۸۹- ابو موسیٰ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یوں ہے ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو یہ کام کرے اور یہ نہیں کہا کہ بیزار ہوں۔

۲۸۹- عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ حَدِيثَ عِيَاضِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا وَلَمْ يَقُلْ ((بَرِيءٌ)).

باب: چغل خوری سخت حرام ہے

۲۹۰- حدیث کو خبر پہنچی کہ فلاں شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کھاتا ہے) انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ

بَابُ بَيَانِ غِلْظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ
۲۹۰- عَنْ حَدِيثِهِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنْتُمِي الْحَدِيثَ فَقَالَ حَدِيثُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۲۸۷) نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنی یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالحہ منہ پینے والی کو کہتے ہیں۔ (۲۹۰) نووی نے کہا چغلی کہتے ہیں لوگوں کی بات دوسروں کو پہنچانا، لڑانے اور فساد کرانے کے لیے۔ امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں کہا اکثر چغلی اس کو کہتے ہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دیتا یعنی اس شخص سے کہنا کہ فلاں نے تجھے ایسا کہا تھا اور حالانکہ چغلی کچھ بھی امر نہیں بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اس سے اس بات کے کہنے والے کو رنج ہو یا جس کے لیے کہی جاوے اس کو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے اور کنایہ سے سب چغلی میں داخل ہیں تو حقیقت چغلی کی راہ کا کھولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسی کو ناگوار ہو پھر اگر کسی شخص کو دیکھا پتلا روپیہ گانڈے ہوئے اور ذکر کیا اس کا دوسروں سے تو چغلی کی پھر امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے حق

يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَامٌ)) .

فرماتے تھے چغل خور جنت میں نہ جاوے گا۔

۲۹۱- عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ فَكَتَبْنَا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا بَشَرٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حَدِيثُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ)) .

۲۹۱- ہمام بن حارث سے روایت ہے ایک شخص لوگوں کی باتیں حاکم سے بیان کیا کرتا تھا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ لوگوں نے کہا یہ شخص حاکم تک بات کو پہنچاتا ہے۔ پھر وہ آیا بیٹھا ہمارے پاس۔ حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں نہ جاوے گا چغل خور۔

۲۹۲- عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ حَدِيثَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحَدِيثَةٍ إِنَّ هَذَا يَرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حَدِيثُهُ إِرَادَةُ أَنْ يُسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ)) .

۲۹۲- ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم مسجد میں حدیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آکر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے حدیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ یاد شاہ تک بات لگاتا ہے۔ حدیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سنانے کی نیت سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں نہ جاوے گا چغل خور۔

بَابُ بَيَانِ غِلْطٍ تَحْرِيمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ
وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَفْيِيقِ السَّلْعَةِ بِالْحَلِفِ
وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ

باب: تہہ بند ٹخنوں سے زیادہ نیچے رکھنے کی اور احسان کر کے جتانے کی اور مال کی جھوٹی قسم کھا کر پیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیوں کا بیان جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے

دن میں اس کو کوئی چغل کھاوے اس کو چھ باتیں ضروری ہیں ایک تو یہ کہ اس کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا من سے اس کو منع کرے اور برا کہے اس کو، تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے (یعنی چغلی کھانے والا) چوتھے یہ کہ اپنے بھائی پر جس کی چغلی اس نے کھائی ہے بدگمانی نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ اس بات کا زیادہ تجسس نہ کرے اور اس کو دریافت نہ کرے ورنہ خود اسی گناہ میں پھنسے گا جس سے چغل خور کو منع کرتا تھا حتیٰ الامکان نوادی نے کہا یہ سب اس صورت میں ہے جب اس میں کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اس کے فاش کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو منع نہیں مثلاً کوئی کسی کے قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس میں اور لوگوں کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہیں ہے بلکہ بعض صورت میں واجب ہے یا مستحب ہے۔

مترجم کہتا ہے اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس کے فاش کرنے میں یا امام یا حاکم سے کہنے میں عام کی بھلائی اور منفعت ہے تو بے شک کہنا چاہیے اور جو کسی کا فائدہ نہیں صرف اس شخص کو ضرر ہے تو اس کا کہنا ضروری نہیں پھر نوادی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت میں نہ جاوے گا تو اس میں دو تاویلیں ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام نہ سمجھے۔ دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے کہ چغل خور اور اچھے جنتیوں کے ساتھ جنت میں نہ جاوے۔

دن بات نہ کرے گا اور نہ دیکھے گا طرف ان کے، نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو دکھ کا عذاب ہوگا

الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

۲۹۳- ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ ان کی طرف دیکھے گا (رحمت کی نگاہ سے) نہ ان کو پاک کرے گا (گناہوں سے) اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا تو ابوذرؓ نے کہا برباد ہو گئے وہ لوگ اور نقصان میں پڑے وہ کون ہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا ایک تو لنگانے والا ازار کا دوسرے احسان کر کے اس کو جتانے والا تیسرے جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا۔

۲۹۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)) قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ جَاءُوا وَخَسِرُوا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الْمُسْبِلُ وَالْمَنَانُ وَالْمُنْفِقُ سَلْعُهُ بِالْخَلْفِ الْكَاذِبِ))

۲۹۴- ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے روز، ایک احسان جتانے والا جو دے کر احسان جتاوے، دوسرے اپنا مال چلانے والا جھوٹی قسم کھا کر تیسرے ازار لنگانے والا۔

۲۹۴- عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَنَانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مِنْهُ وَالْمُنْفِقُ سَلْعُهُ بِالْخَلْفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَةً))

۲۹۵- اس روایت میں ہے کہ تین آدمیوں سے اللہ بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ

۲۹۵- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيِّ وَقَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا

(۲۹۳) ☆ یعنی تین برباد پائے گویا کرتے کو خنثوں کے نیچے غرور اور تکبر کی راہ سے جیسے دوسری حدیث میں صاف آیا کہ اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا اس شخص کی طرف جو کبکڑا اپنا لٹکاوے غرور سے اور یہ غرور کی قید خاص کرتی ہے ازار لنگانے والے کے عموں کو۔ اس سے یہ بات نکلی کہ وعید اسی کے لیے ہے جو غرور سے لٹکاوے اور خود رسول اللہؐ نے رخصت دی ہے حضرت ابو بکرؓ کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا۔ امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت میں حضرت نے صرف ازار لنگانے والے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اس وقت کا ازار ہی تھا اور قیاس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث میں صاف آگیا ہے جس کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسد حسن سالم سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا لٹکانا ازار میں ہے اور قیاس میں اور غمائے میں اور جو کوئی ان میں کسی کو لٹکاوے غرور سے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ (نوی)

یہ جو فرمایا احسان کر کے اس کو جتانے والا یعنی اوچھا مثل مشہور ہے خدا اور پیغمبر کا احسان نہ کر اوے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان تو ہتھ دے کہ اس کا ذکر نہ کرے کسی جملے میں اپنا احسان اس پر نہ جتاوے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا اور مال کو جھوٹی قسم سے بچنا جیسے بے ایمان تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں اگرچہ خریدار کو اس کی قیمت میں یا خرید میں تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہیں اور خریدار دھوکے میں آکر خرید لیتا ہے۔

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ))۔

کا عذاب ہے۔

۲۹۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَنِيعٌ زَانٍ وَمَلَكَ كَذَّابٌ وَعَابِلٌ مُسْتَكْبِرٌ))۔

۲۹۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے خدا بات نہ کرے گا قیامت کے روز نہ ان کو پاک کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہے ایک تو بوڑھا زنا کرنے والا دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور۔

۲۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فُضْلٍ مَاءٍ بِالْفَلَاقَةِ يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَانِعٌ رَجُلًا يَسْبِغُهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَخَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَرَجُلٌ بَانِعٌ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنَّ آعْطَاهُ مِنْهَا وَلَى وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَبْ))۔

۲۹۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے خدا قیامت میں نہ بولے گا نہ ان کو دیکھے گا نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کیلئے بڑے درد کا عذاب ہے ایک تو وہ جو جنگل میں حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو پھر مسافر کو اس پانی سے روکے دوسرے وہ جس نے کسی کے ہاتھ کو کی مال بیچا عصر کے بعد اور خدا کی قسم کھائی کہ میں نے اتنے کو مول لیا ہے اور خریدار نے سچ سمجھا اس کی بات کو حالانکہ اتنے کو اس نے نہیں لیا تھا (یعنی جھوٹی قسم کھائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ وہ متبرک وقت ہے فرشتوں کے جمع ہونے کا یا وہ اصل وقت ہے خرید اور فروخت کا تیسرے وہ جس نے بیعت کی امام سے دنیا کے طمع سے پر اگر امام نے اس کو کچھ دیا دنیا کا مال تو اس نے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نہ کی (تو اس شخص نے دھوکا دیا مسلمانوں

(۲۹۶) ☆ ہر چند حرام کاری اور جھوٹ اور غرور سب کے حق میں برا ہے لیکن ان تینوں شخصوں کے حق میں نہایت بے موقع ہے کہ باوجود بڑھاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور ثبوت کم ہو جاتی ہے زنا اور حرام کاری کرنا امر شقات ہے اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہیں یعنی جھوٹ بولنا یا نکل بد بنتی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا جو جان کے تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان گناہوں کی کوئی ضرورت اور احتیاج نہیں اگرچہ کرنے میں کوئی معذور نہیں پر ان لوگوں کو تو بالکل کسی کا عذر نہیں ہو سکتا تو اب گناہ کرنا گویا عداوت کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے خدا کے احکام کو۔

(۲۹۷) ☆ اور کہیں پانی نہ ہو کہ مسافر کے کام آوے۔ نووی نے کہا اس فعل کی حرمت نہایت سخت اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانوروں کو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو ضرورت سے زیادہ ہو پھر آدمیوں کو روکنا کیونکر درست ہو گا لہذا اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اس کو پانی دینا واجب نہیں۔ (احتجی)

کو بیعت کر کے کہ وہ اس کے عہد کے بھروسے رہے اور یہ دنیا کی فکر میں تھا عہد کی پرواہ نہ تھی۔

۲۹۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۹۹- یہ روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے جس نے قسم کھائی عصر کی نماز کے بعد ایک مسلمان کے مال پر پھر مار لیا اس کو (یعنی جھوٹی قسم کھا کر)۔

باب: خود کشی کی سخت حرمت اور خود کشی کرنے والے کا عذاب جہنم میں اور نہ جانا جنت میں سوا مسلمان کے

۳۰۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں آپ لوہے کے ہتھیار سے مار لے تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جھوٹا رہے گا اس کو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور جو شخص زہر پی کر اپنی جان لے تو وہ چوسا کرے گا اسی زہر کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گرا کر اپنے تئیں مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ میں (سدا اس کا یہی حال رہے گا کہ اونچے مقام سے نیچے گرے گا)۔

۳۰۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

۲۹۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ حَدِيثَ حَرْبٍ ((وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلَاقَةٍ)) .
۲۹۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَرَاهُ مَرْفُوعًا قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يَكْتُمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى مَالٍ مُسْلِمٍ فَأَقْطَعَهُ)) وَبِأَبِي حَدِيثِهِ نَحْوُ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ .

بَابُ غِلْظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ وَأَنْ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَ بِهِ فِي النَّارِ وَأَنْهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ

۳۰۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا)) .

۳۰۱- عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكَوَانَ .

(۳۰۰) ☆ نووی نے کہا اس مقام پر کئی قول ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خود کشی کو حلال جان کر ایسے کاموں سے اپنی جان دیوے وہ تو کافر ہے بلکہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنے سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے تیسرے یہ کہ اس کے فعل کا بدلہ یہی تھا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے پر خدا نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جس کا خاتمہ اسلام پر ہو گا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۳۰۲- ثابت بن ضحاک سے روایت ہے انھوں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی بات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یوں کہے اگر میں ایسا کام کروں تو نصرانی ہوں یا یہودی ہوں یا ہندو ہوں) جھوٹی قسم تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا اور جس نے قتل کیا اپنے تئیں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں (جیسے نذر کرے اور کسی کا بردہ آزاد کرنے کی)

۳۰۳- ثابت بن ضحاک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنی واجب نہیں جو اس کے ملک میں نہیں اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اس کو قتل کرنا اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا میں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے اپنا مال بڑھانے کے لیے تو خدا اس کا مال اور کم کر دے گا اور جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے جھوٹی۔

۳۰۴- ثابت بن ضحاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی اور دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ قصد آتو وہ ایسا ہی ہو گیا اور جو شخص قتل کرے اپنے

۳۰۲- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِي شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهُ)) .

۳۰۳- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِينَ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عَذَّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ اذْغَى ذَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكْتَرُ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا قَلَةً وَمَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرًا فَاجِرَةً)) .

۳۰۴- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ خَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ

(۳۰۲) ☆ یعنی کافر ہو گیا یہ زجر اور تغلیط کے طور پر ہے۔ نووی نے کہا اگر اس کے دل میں اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے اور جو اور دین کی عظمت نہیں بلکہ اسلام اس کے دل میں رائج ہے تو وہ کافر نہ ہو گا اس صورت میں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تھا کہ ایسی بد قسم نہ لکاتا۔

(۳۰۳) ☆ نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا درست نہیں اسی طرح اس مسلمان پر جو فائق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو مگر اس کافر پر جس کا کفر پر مرنے سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابولہب اور ابو جہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافروں کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اللہ کی کافروں پر یا یہودیوں پر یا نصاریٰ پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت اور قتل دونوں حرمت میں برابر ہیں اگرچہ قتل سخت ہے۔ یہی اختیار کیا ہے ہزاری نے۔ اس کا مال بھی اللہ تعالیٰ کم کر دے گا۔ نووی نے کہا یہاں یہ عبارت محذوف ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے کے مبتداء پر اور یہ مطلب دوسری روایت میں پورا آیا ہے جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غصے ہو گا۔

تیں کسی چیز سے تو خدا عذاب کرے گا اس کو اسی چیز سے جہنم کی آگ میں۔ یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت میں ہے جو شخص قسم کھاوے کسی دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسے اس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئیں کسی چیز سے تو وہ اسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن۔

۳۰۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جنگ حنین میں (قاضی عیاضؒ نے کہا صحیح خیر ہے بجائے حنین کے) آپؐ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعویٰ کرتا تھا اسلام کا (یعنی اپنے تئیں مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے۔ جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا وہ آج خوب لڑا اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم میں گیا۔ بعض مسلمانوں کو اس میں شک ہونے کو تھا (کیونکہ ظاہر حال سے اس کا ضعیف ہونا پایا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مران میں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے تئیں مار لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا اللہ بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا بھیجا ہوا ہوں (اس لیے کہ جو بات آپؐ نے بتلا دی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپؐ نے حکم کیا بلالؓ کو اس نے منادی کر دی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاوے گا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور اللہ بد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے۔

۳۰۶- سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور

نَفْسُهُ بِشَيْءٍ عَذَبَهُ اللَّهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)) هَذَا حَدِيثٌ سَفِيانٌ وَأَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيثُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ خَلَفَ بِمِلَّةِ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذَبَحَ بِهْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۳۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنِينًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدْعُو بِالْإِسْلَامِ ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّمَا ((إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِبْنِي النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيَّنَّا لَهُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنْ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ فَقَالَ ((اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ ((أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))

۳۰۶- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ

(۳۰۵) ☆ یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان دل میں کافر اگرچہ اس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اٹھی ہوا، پھر ایمان نہ ہونے سے کوئی کوشش اس کی کاہنہ آتی معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچائے پروہ جنتی نہیں ہو سکتا۔

(۳۰۶) ☆ تو اسان کو چاہیے کہ اپنے اعمال پر غور نہ کرے اور بھروسہ نہ رکھے بلکہ خدا سے ڈرے اور حسنِ خاتمہ کے لیے دعا کرنا

مشرکوں کا سامنا ہوا جنگ میں توڑے۔ پھر جب آپ اپنے لشکر کی طرف بچکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کی طرف گئے تو آپ کے اصحاب میں ایک شخص تھا (اس کا نام قزمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) اکاد کا کونہ چھوڑتا بلکہ اس کا پیچھا کر کے کھارے مار ڈالتا (یعنی جس کا فرسے بھڑتا اس کو قتل کرتا) تو صحابہ نے کہا آج ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا ایسا کوئی نہ آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تو جہنمی ہے۔ ایک شخص ہم میں سے بولا میں اس کے ساتھ رہوں گا (اور اس کی خبر رکھوں گا کہ وہ کونسا کام کرتا ہے جہنم میں جانے کا کیونکہ ظاہر میں تو وہ بہت عمدہ کام کر رہا تھا) پھر وہ شخص اس کے ساتھ نکلا جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑ کر چلتا یہ بھی اس کے ساتھ دوڑ کر جاتا آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مر جاتا چاہا اور کھوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر اس پر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا۔ تب وہ شخص (جو اس کے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا اور لوگوں نے اس پر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا میں تمہارے واسطے اس کی خبر رکھوں گا پھر میں اس کی تلاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اس نے کھوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی اپنی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر زور دیا اس پر یہاں تک کہ مار ڈالا اپنے تئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ آدمی جنتیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّفَرُّهُ هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتُلُوا فَلَمَّا مَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَا الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ شَاةٌ إِلَّا اتَّبَعَهَا بِضَرْبِهَا بَسِيفِهِ فَقَالُوا مَا أَحْزَنُ مِنَّا أَيُّوْمَ أَحَدٍ كَمَا أَحْزَنُ فَلَمَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَخَرَجَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْمَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ نَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ ((وَمَا ذَلِكَ)) قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتُ أَنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْطَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِيهِ طَلَبِهِ حَتَّى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْمَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ نَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ))

۳۰۷- عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ ((إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ)) كَانَ ((قَبْلَكُمْ خَرَجْتَ بِهِ فَرُوحَةً فَلَمَّا آذَنَهُ انْتَزَعَ مِنْ كِبَانِيهِ فَنَكَحَهَا فَلَمْ يَرْفَأِ الدَّمَ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ خَرَعْتُمْ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا الْخَدِيثِ حُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ.

۳۰۷- حسن سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگلے لوگوں میں ایک شخص کے پھوڑا نکلا۔ اس کو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا اس سے پھر خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے حرام کیا اس پر جنت کو۔ پھر اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کی طرف بڑھایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجھ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ ﷺ سے اس مسجد میں۔

۳۰۸- عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ حُنْدَبٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَحْلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَحْشَى أَنْ يَكُونَ حُنْدَبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خَرَجَ بَرَجَلٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ)).

۳۰۸- حسن سے روایت ہے کہ ہم سے جندب بن عبد اللہ بکلی نے اس مسجد میں حدیث بیان کی پھر ہم اس کو نہیں بھولے اور نہ ہم کو ڈر ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے جھوٹ باندھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص کے پھوڑا نکلا پھر بیان کیا قصہ اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔

بَابُ غِلْظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

باب : مال غنیمت چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت میں صرف ایماندار ہی جائیں گے

۳۰۹- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فَلَانٌ شَهِيدٌ فَلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فَلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْذَةِ غَلْظٍ أَوْ عَنَاءَةٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ

۳۰۹- حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے یہاں تک گزرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر گز نہیں میں نے اس کو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری میں (یعنی چوری کی وجہ سے)۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! اٹھ اور نکار دے لوگوں میں کہ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار

(۳۰۷) ☆ قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خود کشی کو حلال جانتا ہو گا یا مراد یہ ہے کہ اس پر جنت حرام ہے اس وقت جب اچھے اور نیک لوگ جاویں گے یا اس کے حساب میں طول ہو گا یا دور کا رہے گا اعراف میں۔ نووی نے کہا احتمال ہے کہ اس وقت کی شرع میں کبیرہ گناہ کرنے والا کافر ہو جاتا ہو اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ اس نے جلد مرنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اس لیے کہ دوا اور علاج کے لیے پھوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدہ کا۔

ہیں (اور چور نہ جاویں گے) حضرت عمرؓ نے کہا میں نکلا اور میں نے پکار دیا لوگوں میں۔ خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار ہیں۔

أَذْهَبَ فَنَادَى فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَيَحْرَجْتُ فَتَأَذَيْتُ أَلَّا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ)).

۳۱۰- ابوہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے خیر کی طرف پھر اللہ نے فتح دی ہم کو تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدغم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جس کا نام رفاعہ بن زید تھا بنی ضعیب میں سے۔ جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ کا غلام کھڑا ہوا آپ کا کباد کھول رہا تھا اتنے میں ایک غیبی تیر اس کو لگا جس میں اس کی موت تھی۔ ہم لوگوں نے کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے وہ شملہ اس پر انگار کی طرح سلگ رہا ہے جو اس نے مال غنیمت میں سے خیر کے دن لے لیا تھا اور اس وقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تمہہ یاد دے کر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں نے خیر کے دن ان کو پایا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ تمہہ یا تمہے انگار کے ہیں (یعنی اگر تو ان کو داخل نہ کرتا تو یہ تمہہ انگارہ ہو کر قیامت

۳۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرٍ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَعْتَمِدْ ذَهَبًا وَلَا وَرَقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالنِّيبَاتِ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الْوَادِي وَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَهُ وَهَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جَذَامٍ يُدْعَى رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضَّبْيِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِي قَامَ عَبْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلٍّ رَحْلُهُ قُرْمِي بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ حَنْفُهُ فَقَلْنَا هَيْبًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ الشُّمْلَةَ لَلْتَلْبَهُ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرٍ لَمْ تُصْنِفْهَا الْمَقَاسِمُ)) قَالَ فَفَرَّغَ النَّاسُ فَمَاءَ رَجُلٍ بِشِيرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((شِرَاكٌ مِنْ

(۳۱۰) ☆ نووی نے کہا ان دونوں حدیثوں سے یہ احکام نکلے ہیں ایک تو غلول یعنی چوری کا حرام ہونا مال غنیمت میں دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر میں یہاں تک کہ ایک تمہہ کی چوری بھی حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جس نے غلول کیا اس کو شہید نہ کہیں گے جو تھے یہ کہ جو کفر پر مرے وہ جنت میں نہ جاوے گا اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔ پانچویں یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم کھائی چھٹے یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال میں تو اس کو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اس کو لے لیں اور اس کا مال نہ جلاویں خود وہ پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شملے کے چور کا اور تسے کے چور کا مال نہ جلاویا اور جو یہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال میں چوری کرے اس کا اسباب جلاو اور اس کو مار دیا اس کی گردن مارو تو ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کو ابن عبد البرؒ نے بیان کیا ہے۔ طحاویؒ نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اس وقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی (یعنی اب شریعت میں مالی سزا دینا جیسے جرمانہ مضطرب یا جلاو وغیرہ نہیں رہی)۔

ایمان کے بیان میں

نَارَ أَوْ شِرَاكًا مِّنْ نَّارٍ).

کے دن تجھ پر پلٹایا تجھے عذاب ہو تا ان قسموں کی وجہ سے)۔

باب: خود کشی کرنے والا کافر نہ ہوگا

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

۳۱۱- جاہز سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں (اس قلعہ کے لیے کہا جو دوس کا تھا جاہلیت کے زمانے میں) آپ نے قبول نہ کیا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے حصے میں یہ بات لکھ دی تھی (کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس رہیں ان کی حمایت اور حفاظت میں) تو جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمروؓ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی پھر مدینہ کی ہوا ان کو ناواقف ہوئی (اور ان کے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیلؓ کے ساتھ آیا تھا بیمار ہوا اور تکلیف کے مارے اس نے چوڑی گانیاں لے کر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونوں ہاتھوں سے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر طفیل بن عمروؓ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کی شکل اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے تھا طفیلؓ نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا بخش دیا مجھ کو اس لیے کہ میں نے ہجرت کی تھی اس کے پیغمبر کی طرف۔ طفیلؓ نے کہا کیا وہ ہے میں دیکھتا ہوں تو دونوں ہاتھ اپنے چھپائے ہوئے ہے۔ وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہوا ہم اس کو نہیں سنوایں گے جس کو تو نے خود بخود بگاڑا۔ پھر یہ خواب طفیلؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے دونوں ہاتھوں

☆ (۳۱۱) نودی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص اپنے تئیں مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پھر بغیر توبہ کے مر جاوے تو وہ کافر نہیں ہے اور نہ ہی ضروری ہے کہ وہ جہنم میں جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور پھر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگاروں کو عذاب ہو گا اور گناہوں سے نقصان پہنچتا ہے اور رہے مرنے کا جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہوں سے ضرر نہ ہوگا۔ تحتہ الاخبار میں ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئی اس شخص کو علیہ

کو بھی بخش دے یعنی جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کر دے۔

باب: اس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور مار دے گی ہر اس شخص کو جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا

۳۱۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا چلاوے گا ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی پھر یہ ہوا نہ چھوڑے گی اس شخص کو جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنی مار ڈالے گی اس کو۔

باب: فتنے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجا لانے کی ترغیب

۳۱۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کر لو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہونگے صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافریا

بَابُ فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ قُرْبَ الْقِيَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الْإِيمَانِ

۳۱۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ يَنْفِثُ رِيحًا مِنَ الْيَمَنِ الَّتِي مِنَ الْخَرِيرِ فَلَا تَدْعُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ أَبُو عَلْقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ وَ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ))

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْأَعْمَالِ قَبْلَ تَطَاهُرِ الْفِتَنِ

۳۱۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ

اپنے مارنے کی نیت نہ ہوگی کہ حرام موت ہوتی اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید ہلاکت کی نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اس کی مغفرت ہوگئی۔

(۳۱۲) ☆ تو کوئی ایمان دار دنیا میں باقی نہ رہے گا اس وقت قیامت ہوگی۔ نووئی نے کہا اس مضمون کی حدیثیں اور بھی آئی ہیں جیسے قیامت قائم نہ ہوگی مگر اس وقت جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا یا قیامت قائم نہ ہوگی مگر بدترین غلطی پر اور یہ سب حدیثیں اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ میری امت کا حق پر قائم رہے گا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہیں کیونکہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہے گا یہاں تک کہ یہ ہوا اس کو تمام کر دے گی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہ جو فرمایا جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ دم ب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ وہ ہوا شام کی طرف سے چلے گی اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت دو ہوائیں چلیں ایک یمن کی طرف سے اور دوسری شام کی طرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پھر پھیل جاوے شام تک۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۳) ☆ یعنی دنیا کی طمع اس وقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل میں نہ رہے گی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چھوڑ دے گا اور کفر اختیار کرے گا۔ یہ بات ہمارے زمانے میں بہت پھیل گئی کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نہ رہی اور جس کو کدھینو یاد نکاتھ

شام کو ایمان دار ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے۔

باب: مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے
۳۱۴- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اخیر تک تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے میں جہنمی ہوں (کیونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ رگے) اور نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ آپ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے اباعمر! ثابت رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے میں نہیں جانتا کہ وہ بیمار ہے۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اتری اور تم جانے ہو کہ تم سب میں میری آواز اونچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو میں جہنمی ہوں۔ پر سعد رضی اللہ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہیں وہ جنتی ہے۔

الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُؤْمِنُ كَافِرًا أَوْ يُؤْمِنُ مُؤْمِنًا وَيُضَيِّعُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا)).
بَابُ مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْطَ عَمَلُهُ
۳۱۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ ((يَا أَبَا عَمْرٍو مَا شَأْنُ ثَابِتٍ اشْتَكَيْتَنِي)) قَالَ سَعْدٌ إِنَّهُ لِحَارِي وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشُكْوَى قَالَ فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

طلب گار ہے۔ بہت لوگوں کو دیکھا جو پہلے مسلمان ویدار تھے پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہو گئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بن گیا کوئی دہریہ خدا مخلوق رکھے۔ نوادی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس زمانے میں ایسے فتنے پورے پورے ہو گئے کہ ایمان کا بچنا مشکل ہو گیا ایک ہی دن میں ایسا انقلاب ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہوگا۔ تختہ الاخبار میں ہے کہ اس حدیث میں ان فسادوں کی خبر ہے جو بیزید اور سلطنت مرادیہ کے زمانے میں واقع ہوئے۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی قیمت جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکیں سو کر لیوے۔
(۳۱۴) یعنی اے ایمان والو! اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور نہ بولو اس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہیں انکار نہ ہو جا جس تمہارے عمل کو آدمی تم کو خبر نہ ہو تو ڈرنا مومنوں کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت میں۔ ایسا نہ ہو کہ بے ادبی تمام نیک عملوں کو مٹا دے کیونکہ آواز بلند ہو تا کچھ ہر شخص بلکہ رسول اللہ کے سامنے بلند آواز سے باتیں کرنا اور چلاتا منع ہے۔ نوادی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ ان کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب ہو جائیں۔

۳۱۵- دوسری روایت میں یوں ہے کہ ثابت بن قیس بن شمس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اتری اخیر تک اور اس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

۳۱۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۳۱۷- اس روایت میں بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہیں اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگوں کے بیچ میں چلتے تھے ہم ان کو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم میں جا رہا ہے۔

باب: جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کیا کفر کے وقت

کے اعمال کا مواخذہ ہوگا؟

۳۱۸- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے یا رسول اللہ! کیا ہم سے پوچھ ہوگی ان کاموں کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنی سچا مسلمان ہوا دل سے) اس سے تو پوچھ نہ ہوگی جاہلیت کے کاموں کی اور جو برا ہے (یعنی صرف ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں اس کے کفر رہا) اس سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونوں وقت کے کاموں کی۔

۳۱۹- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم سے مواخذہ ہوگا ان کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام میں اس سے جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہ ہوگا اور جس نے برائی کی اسلام

۳۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ بَنَحُوا حَلِيبَ حَمَادٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

۳۱۶- عَنْ أَنَسِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ.

۳۱۷- عَنْ أَنَسِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثُ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْحَنَةِ.

بَابُ هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ

۳۱۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ أَنَسُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْوَاعُذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ ((أَمَّا مَنْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ أَسَاءَ أَخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ)).

۳۱۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْوَاعُذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أَخِذَ

(۳۱۸) ☆ کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور درحقیقت میں وہ مسلمان ہی نہیں ہوا بلکہ منافق رہا۔ دوسری حدیث صحیح میں ہے کہ اسلام گرا دیتا ہے چیشر کے گناہوں کو یعنی کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسلام لانے سے اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔

میں اس سے مواخذہ ہو گا اگلے (یعنی کفر) اور پچھلے (یعنی اسلام) دونوں وقت کے کاموں کے۔

۳۲۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بِأَنَّا وَلِ الْأَخْبِرِ)).

۳۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

باب: اسلام، حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا

بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهَجْرَةُ وَالْحَجَّ

۳۲۱- ابن شامہ (عبدالرحمن بن شامہ بن ذب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عامر کے پاس گئے اور وہ مرنے کے قریب تھے تو روئے بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کی طرف۔ ان کے بیٹے کہنے لگے باوا! تم کیوں روتے ہو تم کو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی ہے خوشخبری نہیں دی؟ تب انہوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل ہم سمجھتے ہیں اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور محمد اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گزرے ہیں ایک حال یہ تھا جو میں نے اپنے کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں قابو پاؤں اور آپ کو قتل کروں۔ (معاذ اللہ) پھر اگر میں مر جاتا اس حال میں تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ نے اسلام کی محبت میرے دل

۳۲۱- عَنْ ابْنِ شَيْمَاسَةَ الْمُهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرًا بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكَى طَوِيلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْحِجَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا قَالَ فَأَقْبَلَ بَوَّاحِيهِ فَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بَغْضًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُكُونَ قَدْ اسْتَمَعْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مَثَّ عَلَيَّ تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنَ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا

(۳۲۱) ☆ یعنی منکر نکیر کو نو دی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اس کو قلبی اور نفسی دینا چاہیے اور میرا اور غمخوار خوشی کی باتیں سنانا چاہیے جیسے عمرو بن عامر کے بیٹے نے کہا اور یہ مستحب ہے بالاقفاق دوسرے یہ کہ صحابہ رسول اللہ کی کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے تیسرے یہ کہ جتاڑے کے ساتھ رونے والی اور آگ لے جانا منع ہے اور علماء نے اس کو مکروہ رکھا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہے اور آگ لے جانا مکروہ ہے بوجہ دوسری حدیث کے اور سب کراہت کا یہ ہے کہ وہ عادت ہے جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب ماکئی نے کہا کہ آگ رکھنے میں شگون بد ہے مردہ کے لیے چوتھے یہ کہ مٹی والا قبر پر مستحب ہے پانچویں یہ کہ قبر پر بیٹھنا نہیں چاہیے جیسے بعض ملکوں میں دستور ہے چھٹے یہ کہ قبر میں مردے کا استخوان ہوتا ہے اور فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے اہل حق کا ساتویں یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور یہ مستحب ہے آٹھویں یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونے لے

حَجَّلَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَنْتَبَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ انْبَسُطْ يَمِينَكَ فَلَمَّا بَايَعْتُكَ
فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ فَقَضَيْتُ يَدَيَّ قَالَ ((مَا لَكَ
يَا عُمَرُو)) قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ
نَشْتَرِطُ بِمَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ ((أَمَا
عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ
الْهَجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلِهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ
مَا كَانَ قَبْلَهُ)) وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَجَلَ فِي
عَيْنِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أَطِيقُ أَنْ أُمَلَأَ عَيْنِي مِنْهُ
إِخْلَالًا لَهُ وَلَوْ سِيلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي
لَمْ أَكُنْ أُمَلَأُ عَيْنِي مِنْهُ وَلَوْ مِثُّ عَلَى بِلْكَ
الْحَالِ لَرَحِمْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْحَنَةِ ثُمَّ
وَلَيْسَ أَشْيَاءَ مَا أَذْرِي مَا خَالِي فِيهَا فَإِذَا أَنَا
مِثُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَابِغَةً وَلَا نَارَ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي
فَتَشْنُوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنَا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي
قَدْرَ مَا تَنْحَرُ جُرُورٌ وَيُقَسِّمُ لَحْمَهَا حَتَّى
أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلُ
رَبِّي.

میں ڈالی اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا اپنا دایا
ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں آپ سے۔ آپ نے اپنا ہاتھ
بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا کیا ہوا تجھ کو اے عمرو! میں نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف
ہوں (جواب تک کہے ہیں)۔ آپ نے فرمایا اے عمرو! تو نہیں
جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشرے کے گناہوں کو اسی طرح حج گرا دیتا
ہے پیشرے کے گناہوں کو۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھ کو کسی کی
محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی
اور میں آنکھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا آپ کے جلال کی وجہ سے
اور اگر کوئی مجھ سے آپ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں
کر سکتا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں
مر جاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ بعد اس کے چند اور
چیزوں میں ہم کو پھنسا پڑا میں نہیں جانتا میرا کیا حال ہو گا ان کی
وجہ سے تو جب میں مرا جاؤں میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے
چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو۔ اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈال
دینا مجھ پر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر
تک جتنی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے
تاکہ میرا دل پہلے تم سے (اور میں تنہائی میں گھبرا نہ جاؤں) اور
دیکھ لوں پروردگار کے وکیلوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔

۳۲۲- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے شرکوں میں چند
لوگوں نے (شرک کی حالت میں) بہت خون کئے تھے اور بہت زنا
کیا تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا آپ جو
فرماتے ہیں اور جس راہ کی طرف بلا تے ہیں وہ خوب ہے اور جو

۳۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوا فَأَكْتَرُوا
وَزَنَوْا فَأَكْتَرُوا ثُمَّ اتَّوُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو

تہ والوں کی آواز سنتا ہے تو یہ کہ مشترک گوشت کا بانٹ لینا درست ہے اسی طرح ترمیموں جیسے انکور وغیرہ اور اس میں ہمارے اصحاب کا
اختلاف ہے جو مشہور ہے۔ ابھی مختصراً

آپ ہم کو بتلاویں ہمارے گناہوں کا کفارہ تو ہم اسلام لادیں تب یہ آیت اتری والذین لا يدعون مع الله الها اخر. اخیر تک یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ اور دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو نہیں مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا اور شرک کرتے اور جو کوئی ان کاموں کو (یعنی خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اس کو دردناک عذاب ہو گا قیامت کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب میں ذلت سے پر جو کوئی ایمان لایا اور اس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو اس کی برائیاں مٹ کر نیکیاں ہو جاویں گی اور اللہ تعالیٰ مہربان ہے بخشش والا (اور خدا نے ان لوگوں کو بتلادیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہو جاویں گے) اور یہ آیت اتری یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم اخیر تک یعنی اے بندو میرے جنسوں نے گناہ کئے ہیں مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے۔

باب: کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے پھر

مسلمان ہو جائے

بَابُ بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا اسَلَّمَ بَعْدَهُ

۳۲۳- حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جو میں نے عبادت کے کام کئے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے

۳۲۳- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّنُ بِهَا فِي الْحَاثِلَةِ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ

(۳۲۳) ☆ یعنی جب تو مسلمان ہو گیا تو میرے کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی بیکار نہ جاویں گی بلکہ ان سب کا ثواب ملے گا البتہ اگر تو مسلمان نہ ہوتا اور کفر ہی پر سر جاتا تو میری سب نیکیاں مٹ جاتیں۔ یہی مطلب حدیث سے نکلا ہے اور یہی قول ہے ابن بطلان اور محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو اس کے وہ نیک کام جو کفر کے زمانے میں کئے ہیں لغو نہ ہونگے اور خدا ان پر ثواب دے گا بدلیل اس حدیث کے جس کو دار قطنی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا جب کافر مسلمان ہو جاوے پھر اس کا اسلام اچھا ہو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیکی کو لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دے گا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کائنات سو تک ثواب ملے گا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاوے گی پر جب خدا اس کو بھی معاف کر دے تو ایک بھی نہ لکھی جاوے گی۔ امام ابو عبد اللہ ہاذری نے کہا ظاہر حدیث خلاف ہے اس قاعدے کے جو مقرر ہو چکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہیں پھر اس کو نیکی پر ثواب بھی نہ ہو گا اور ایمان لانا اس کا اعطاء ہے نہ تقرب۔ اس لیے کہ تقرب میں شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اس کو پچھانے اور وہ کفر کی حالت میں خدا کو ذرا برابر رحم

شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَمْتَ مِنْ خَيْرٍ))
 وَاَلْتَحَنُّنُ التَّعَبُّدُ.
 لیے) ان کا کچھ ثواب مجھ کو ملے گا (یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار تو نہ جاویں گے)؟ آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اگلی ان سب نیکیوں پر جو کر چکا ہے۔

۳۲۴- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَسُولٍ اللَّهُ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنُّنُ بِهَا فِي
 ۳۲۴- حکیم بن حزام سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ! آپ کیا سمجھتے ہیں جو نیک کام میں نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں جیسے صدقہ یا غلام کا آزاد

لہ پچھتاہ تھا۔ اس صورت میں حدیث کی تاویل کرنا ضروری ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کفر کے زمانے میں جو تو نے نیکیاں کی تھیں ان کی وجہ سے تیری طبیعت نیک ہو گئی اور تجھے نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام میں بھی فائدہ اٹھا دے گا کیونکہ وہ لے جائے گی تجھ کو نیک کاموں کی طرف یا یہ مطلب ہے کہ ان نیکیوں کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت میں بھی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت میں تجھ کو نیکیوں کا ثواب اوروں سے زیادہ ملے گا کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کر چکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعید نہیں۔ تمام ہوا کلام مازر کی کا۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگلی نیکیوں ہی کی برکت سے خدا نے تجھے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیاں اوائل میں دلیل ہیں حسن خاتمہ اور سعادت کی کے انجام میں آئیں۔ لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطلان وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہے ظاہر پر۔ ابن بطلان نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندوں پر جتنی چاہے اور جس طرح چاہے عتایت کرے اور کسی کو اس میں اعتراض کی مجال نہیں اور فقہاء نے جو کہا ہے کہ کافر کی عادت صحیح نہیں اور اگر وہ اسلام لاوے تو اس عبادت کا اعتبار نہ ہو گا اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کی رو سے اس کی عبادت صحیح نہیں اور آخرت کا ثواب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اب اگر کوئی یوں کہنے لگے کہ آخرت میں بھی اس پر ثواب نہ ہو گا تو اس کا قول رد کیا جاوے گا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا میں بھی اعتبار ہوتا ہے۔ خود فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کافر پر حالت کفر میں کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اس کو ادا کر دے کفر کی حالت میں تو کافی ہو جاوے گا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہ ہو گا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر میں جہنمی ہو ا پھر غسل کر لیا کفر کی حالت میں بعد اس کے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور ہمارے بعض اصحاب نے اس میں مبالغہ کیا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اسی طہارت سے نماز پڑھنا درست ہے۔ اتنی ما قال النووی

مترجم کہتا ہے کہ اسلام لا نا ایک ایسی بڑی نعمت ہے خدا کی جس کے مقابلہ میں اور کوئی نعمت نہیں تو جہاں تک اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہوں بعید نہیں اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہیں تو وہ اسی وجہ سے کہ اس کی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پھر جب خاتمہ نیک ہو اور انسان کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو ضائع نہ کرے گا اور اس کے نیک کاموں پر ضرور ثواب دے گا دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ کافر کی نیکیوں کو اسلام لانے کے بعد لغو کر دیتے تو لوگوں کو رنج ہو تا اور اسلام کی طرف رغبت گھٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصد آپ کا یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کا شوق پیدا ہو اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ کو سب مٹ گئے اور نیکیاں باقی ہیں وہ ہر گز تلف نہ ہو گئی سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندوں کے ساتھ کسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر کرے۔ اے میرے رب تو میرا خاتمہ بھی اچھا بچھو۔ آمین۔

کرنا یا تا تا ملانا ان کا ثواب مجھ کو ہو گا؟ آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اسی نیکی پر جو پہلے کر چکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اس پر اسلام زیادہ ہوا)۔

۳۲۵- حکیم بن حزامؓ نے کہا یا رسول اللہ! کئی کام ہیں جن کو میں جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتا تھا ہشام نے کہا یعنی نیک کام۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام لایا تو ان نیکیوں پر جو تو نے کیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! تو قسم خدا کی پھر جتنے نیک کام میں نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں ان میں سے کوئی نہ چھوڑوں گا ان سب کو اتنا ہی اسلام کی حالت میں بجا لاؤں گا (تاکہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ رہے نیکیوں کی کثرت میں)۔

۳۲۶- عروہ بن زبیر سے روایت ہے حکیم بن حزامؓ نے جاہلیت کے زمانے میں سوغلام آزاد کئے تھے اور سواونت سواری کے لیے خدا کی راہ میں دیئے تھے پھر انھوں نے اسلام کی حالت میں بھی سوغلام آزاد کئے اور سواونت خدا کی راہ میں سواری کیلئے دیتے بعد اس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

الْحَاجِلِيَّةُ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَقَابَةٍ أَوْ صِلَةٍ رَحِمَ أَوْهَا
أَجَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(«أَسْلَمْتُ عَلَى مَا أَسْلَفْتُ مِنْ خَيْرٍ»).

۳۲۵- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَشْيَاءَ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْحَاجِلِيَّةِ قَالَ هِشَامُ
يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ («أَسْلَمْتُ عَلَى مَا أَسْلَفْتُ لَكَ مِنْ
الْخَيْرِ») قُلْتُ فَوَاللَّهِ لَا أَدْعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي
الْحَاجِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ.

۳۲۶- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ
أَعْتَقَ فِي الْحَاجِلِيَّةِ مَائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مَائَةِ
بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مَائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى
مَائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ.

بَابُ صِدْقِ الْإِيمَانِ وَإِخْلَاصِهِ

۳۲۷- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ خَيْرٌ لَكَ يَتَى جُولُوكِ

۳۲۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ
آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى

(۳۲۷) ☆ نووی نے کا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہیں۔ وہ کہتے کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہیں ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت میں بنے پھر ساٹھ برس تک اسلام کی حالت میں زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال فتح مکہ ہوا اور مرے مدینہ میں ۵۴ھ میں۔ تو اسلام کی حالت میں ساٹھ برس جینے سے یہ فرض ہے کہ اسلام کے زمانے میں ساٹھ برس بنے۔

(۳۲۷) ☆ تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہو گا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انھوں نے شرک نہیں کیا تو ان کو اس نے اگرچہ وہ اوپر لکھا ہوں میں جو شرک سے کم ہیں پچھس گئے ہوں۔ صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے کہ جب آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو اصحاب نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا تھا اس وجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مراد ظلم سے مطلق نہیں ہے بلکہ خاص لفظ

ایمان لائے پھر انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہ پھنسے) ان کو اسن ہے اور وہی براہ پانے والے۔ تو بہت گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کونسا ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا ہے جیسے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

۳۲۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب : دل میں جو دوسے آتے ہیں جب تک وہ جم نہ جاویں ان پر مواخذہ نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے

۳۲۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اتری اللہ ما فی السموات وما فی الارض اخیر تک یعنی اللہ ہی کا

أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا إِنَّمَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ)) يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

۳۲۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِيهِ أَوَّلًا أَبِي عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ عَنْ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ

بَابُ بَيَانِ تَجَاوُزِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَمْ يَكْلَفْ إِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَالسَّيِّئَةِ

۳۲۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لہ ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اس وجہ سے گراں گزری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حق دیا لینا اور گناہوں میں مبتلا ہونا۔ انھوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنی مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ میں رکھنا۔ پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اور لقمان ایک بہت بڑے حکیم گزرے ہیں اور اختلاف کیا علماء نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں۔ امام ابو احنبلؒ ثابتی نے کہا وہ بالا حاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے ان کو نبی نہیں کہا اور لقمان کے بیٹے کے نام جن کو انھوں نے یہ نصیحت کی تھی اہم تھا اور بعضوں نے کہا مشکم۔ واللہ اعلم۔ (نوی)

(۳۲۹) امام ابو عبد اللہ ماریؒ نے کہا یہ آیت ان پر گراں گزری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہو گا ان دوسووں پر جو خود بخود دل میں گزرتے ہیں اور ہم کو ان کے دور کرنے کی طاقت نہیں پھر یہ تکلیف بالا طلاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن اختلاف ہے کہ آیا شریعت میں اس کا اثر

ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اگر تم کھول دو اپنے دل کی بات کو یا چھپاؤ اس کو اللہ تعالیٰ حساب کرے گا اس کا تم سے پھر بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب کرے گا جس کو چاہے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر اور وہ آئے رسول اللہ کے پاس پھر بیٹھ گئے گھٹنوں پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم کو حکم ہو ان کاموں کے کرنے کا جن کی طاقت ہے جیسے نماز، روزہ، جہاد، صدقہ، اب آپ پر یہ آیت اتری اور اس پر عمل کرنے کی ہم میں طاقت نہیں (یعنی اپنے دل پر ہمارا زور نہیں چلنا کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو کہ ایسا کہو جیسے پہلے دونوں کتاب والوں (یہود اور نصاریٰ) نے کہا (جب اللہ کا حکم سنا) سنا ہم نے اور تافرمانی کی (یعنی ہم نے تیرا حکم سنا پر ہم اس پر عمل نہیں کریں گے) بلکہ یوں کہو سنا ہم نے اور مان لیا۔ بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک! تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخش دے ہم کو مالک ہمارے۔ تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔ جب لوگوں نے یہ کہا اور اپنی زبانوں سے نکالا اسکے بعد یہ آیت اتری امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اس پر جو اترا اس کی طرف اس کے مالک کے پاس سے اور ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهٖ اللّٰهُ فَيَغْفِرْ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاتَوَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَّكُوا عَلٰی الرُّكْبِ فَقَالُوْا اٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ كَلَفْنَا مِنْ الْاَعْمَالِ مَا نَطِيْقُ الصَّلٰةَ وَالصَّیَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیْكَ هٰذِہٖ الْاٰیَةُ وَلَا نَطِیْقُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اَتْرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْکِتَابِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِيْرُ)) قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا اَقْرَأَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْہِ اٰیٰتِہَا اَمَنْ الرُّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اَمَنْ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَہِ وَکُتُبِہِ وَرُسُلِہِ لَا تَفْرُقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْ رُّسُلِہِ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا قَعَلُوْا ذٰلِكَ نَسَحَہَا اللّٰهُ تَعَالٰی فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

ظہر حکم ہو لیا نہیں یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے اپنے عاجز بندوں کی سب دعائیں قبول کیں اور سخت سے سخت احکام جو ان سے نہ ہو سکتے اسلام میں اٹھائے اور دین کو آسان کر دیا اور وہ حکم بھی اٹھایا جو پہلے دیا تھا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہو گا۔ اب اگر کسی کے دل میں گناہ کا خیال آوے تو جب تک اس گناہ کو کرے نہیں وہ لکھنا جاوے گا۔ امام بازاری نے کہا وہ ان تبدیلات میں ما فی انفسکم کے منسوخ ہونے میں یہ اعتراض ہے کہ حج وہاں ہوتا ہے جہاں دوسرے حکم میں اور پہلے حکم میں جمع نہ ہو سکے اور یہاں جمع ممکن ہے۔ اس طرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسوں اور خیالوں کو جو اختیار میں ہیں مگر جس صورت میں صحابہؓ پہلی آیت سے دسی خیال سمجھے ہیں جو اختیار میں نہیں اس صورت میں الہت دوسری آیت اس کی ناسخ ہوئی۔ قاضی عیاض نے کہا حج سے کوئی امر مانع نہیں جب راوی نے خود حج کو نقل کیا ہے۔ بعضوں نے

پر۔ ہم ایسا نہیں کرتے کہ ایک رسول کو مائیں اور ایک کو نہ مائیں (جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا) اور کہا انھوں نے ہم نے سنا اور مان لیا بخش دے ہم کو اے ہمارے مالک، تیرے ہی پاس ہم کو جانا ہے۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے اس آیت کو (و ان تبدوا ما فی انفسکم) کو منسوخ کر دیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کے موافق۔ ہر کسی کو اسی کی نیکیاں کام آویں گی اور اس پر اس کی برائیوں کا بوجھ ہوگا۔ اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو اگر ہم بھول یا چوک جاویں۔ مالک نے فرمایا اچھا۔ اے مالک ہمارے مت لاؤ ہم پر ایسا بوجھ جیسے لاؤ تھا تو نے انگوں پر (یہود پر پھر ان سے نہ ہو۔ کا انھوں نے نافرمانی کی۔ مالک نے فرمایا اچھا اور معاف کر دے ہماری خطائیں اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے۔ مدد کر ہماری ان لوگوں پر جو کافر ہیں۔ پروردگار نے فرمایا اچھا۔

۳۳۰۔ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال لما نزلت هذه الآية وإن تبدوا ما في أنفسكم أو تخفوه يحاسبكم به الله قال دخل قلوبهم منها شيء لم يدخل قلوبهم من شيء فقال النبي صلى الله عليه وسلم ((قولوا سمعنا وأطعنا وسلمنا)) قال فالتقى الله اليمان في قلوبهم فأنزل الله تعالى لا يكلف الله نفسا إلا ما وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت ربنا لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا قال قد فعلت ربنا ولا تحمل علينا إصرنا كما حملته على

۳۳۰۔ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال لما نزلت هذه الآية وإن تبدوا ما في أنفسكم أو تخفوه يحاسبكم به الله قال دخل قلوبهم منها شيء لم يدخل قلوبهم من شيء فقال النبي صلى الله عليه وسلم ((قولوا سمعنا وأطعنا وسلمنا)) قال فالتقى الله اليمان في قلوبهم فأنزل الله تعالى لا يكلف الله نفسا إلا ما وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت ربنا لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا قال قد فعلت ربنا ولا تحمل علينا إصرنا كما حملته على

لہ نے کہا حق سے یہاں مردان کے شبہ کا دور کرتا ہے جو ان کو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گراں گزری تھی وہ ان پر اب دوسری آیت سے ان کو اطمینان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا۔ امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہیں ہے۔ (نودی محقق)

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ لَنَا مَا كُنَّا نَعْمَلُ أَنْتَ مَوْلَانَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ.

۳۳۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (۳۳۱) اَلْاِسْرَاجُ الْوَابِقُ فِيهِ هَكَذَا اَيُّ آيَةٍ سَيُطَوَّرُ بِهَا مَعْفَاةُ مَا كُنَّا نَعْمَلُ اَللَّهُ تَعَالَى مَا كُنَّا نَعْمَلُ بِهِ

۳۳۱- عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (۳۳۱) اَلْاِسْرَاجُ الْوَابِقُ فِيهِ هَكَذَا اَيُّ آيَةٍ سَيُطَوَّرُ بِهَا مَعْفَاةُ مَا كُنَّا نَعْمَلُ اَللَّهُ تَعَالَى مَا كُنَّا نَعْمَلُ بِهِ

(۳۳۱) السراج الوابق میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ ماکا حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادہ کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جمنا ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر برخلاف اور اگلی امتوں کے کہ ان سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تھا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں ہے وہ معاف ہے۔ اس خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہو گا نہ گنہگار ہو گا نہ کوئی عبادت اس کی وجہ سے باطل ہو گی نہ کوئی طلاق یا عتقا اس سے چڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہو گا اور ولایت کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علماء سے منقول ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر مواخذہ نہیں اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مواخذہ ہو گا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں انہی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جائے پر آخر وہ خیال ہی رہے گا خارج میں اس کا وجود اعمال کی طرح نہ ہو گا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ سے ہو گا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں اور کلام نبوی کے خاص کرنے کو کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جو نہیں جو اس نے نہیں فرمائی اور بندوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف ہے اور بعض فرق کرنے والوں نے یہ کہا کہ جو خیال دل میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل کئے گئے ہیں میں داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے مقابل ہیں اور یہ دونوں حد ہیں غنوی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ سمجھے گا جو ان لوگوں نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسول نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض نہ کیا جائے کہ خیال سے زیادہ جب تک بھی ان پر مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شرع میں سے خلاف نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا عزم کیا یا نیت کیا اور وہ کیا تو اس نے اس برائی پر عمل نہیں کیا پر اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا چہ جائے کہ برائی کا مواخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعض اہل کلام نے یہ کہا ہے کہ عزم پر مواخذہ اور عتاب ہو گا۔ مثلاً کوئی عزم کرے کسی غیر کی کوئی بات کہ اس کا عزم کرے کہ اس کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کا تو وہ چاہے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان ان کا غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ عانت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عمل کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہو گا یا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان حدیثوں

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ لَنَا مَا كُنَّا نَعْمَلُ أَنْتَ مَوْلَانَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ.

۳۳۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (۳۳۱) اَلْاِسْرَاجُ الْوَابِقُ فِيهِ هَكَذَا اَيُّ آيَةٍ سَيُطَوَّرُ بِهَا مَعْفَاةُ مَا كُنَّا نَعْمَلُ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ لَنَا مَا كُنَّا نَعْمَلُ اَنْتَ مَوْلَانَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ.

۳۳۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (۳۳۱) اَلْاِسْرَاجُ الْوَابِقُ فِيهِ هَكَذَا اَيُّ آيَةٍ سَيُطَوَّرُ بِهَا مَعْفَاةُ مَا كُنَّا نَعْمَلُ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ لَنَا مَا كُنَّا نَعْمَلُ اَنْتَ مَوْلَانَا قَالُوا قَدْ فَعَلْتُ.

(۳۳۱) السراج الوابق میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ ماکا حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادہ کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جمنا ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر برخلاف اور اگلی امتوں کے کہ ان سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تھا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں ہے وہ معاف ہے۔ اس خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہو گا نہ گنہگار ہو گا نہ کوئی عبادت اس کی وجہ سے باطل ہو گی نہ کوئی طلاق یا عتقا اس سے بچے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہو گا اور ولایت کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علماء سے منقول ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر مواخذہ نہیں اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مواخذہ ہو گا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں انہی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جائے پر آخر وہ خیال ہی رہے گا خارج میں اس کا وجود اعمال کی طرح نہ ہو گا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ سے ہو گا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں اور کلام نبوی کے خاص کرنے کو کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جو نہیں جو اس نے نہیں فرمائی اور بندوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف ہے اور بعض فرق کرنے والوں نے یہ کہا کہ جو خیال دل میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل کئے گئے ہیں میں داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے مقابل ہیں اور یہ دونوں حد ہیں غنوی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ سمجھے گا جو ان لوگوں نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسول نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض نہ کیا جائے کہ خیال سے زیادہ جب تک بھی ان پر مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شرع میں سے خلاف نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا عزم کیا یا نیت کیا اور وہ کیا تو اس نے اس برائی پر عمل نہیں کیا پر اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا چاہے کہ برائی کا مواخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعض اہل کلام نے یہ کہا ہے کہ عزم پر مواخذہ اور عتاب ہو گا۔ مثلاً کوئی عزم کرے کسی غیر بھیکر کی توین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کا تو وہ چاہے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان ان کا غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ عادت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عمل کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہو گا یا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان حدیثوں

أَنفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَفْعَلُوا بِهِ)). جب تک ان کو زبان سے نہ نکالیں یا ان پر عمل نہ کریں۔

لہٰذا لوگوں نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم کیا اس امر کا جو جائز نہیں اور یہ سب ہے مواخذہ کا حالانکہ میں ان کی غلطی ہے اس لیے کہ اس نے بے شک عزم کیا اس کا جو جائز نہیں لیکن جو جائز نہیں وہ کام ہے جس کا اس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی دوسرے اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہے جب تک اس پر عمل یا تکلم نہ ہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ تکلم باحق اہل لغت اور اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہیں سلف صالحین نے اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام شافعی پر کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب میں جس کا نام ام ہے لکھا ہے کہ جس خیال کو بیان نہ کرے وہ دل کا دوسرے جو معاف کیا گیا ہے آدمیوں سے۔ اور جس نے تاویل کی ہے اس میں وہ صواب پر نہیں جیسے احادیث تاویل کرنے والا صواب پر نہیں تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج جو انکی امتوں پر تھا یعنی دل کے عزم پر ان کو مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالوں پر خود وہ مجھے ہوں یا نہ ہوں اور مدت تک رہیں یا تھوڑی دیر بیتا یہ سب قسم کے خیالات ہم کو معاف کئے گئے اور انگوں پر ان کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اس مسئلہ میں ہماری تقریر طویل ہو گئی اور پوری بحث اس کی کتاب ”دلیل الطالب علی الریح الطالب“ میں جیسی ہے ویسی کسی دوسرے کی کتابوں میں تجھ کو نہ ملے گی۔ اتنی نوٹی نے کہا امام زہری نے کہا قاضی ابو بکر بن الطیب کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص گناہ کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اس پر مضبوط اور مستعد کر دے تو گنہگار ہو گا اور یہ حدیث اور اس قسم کی دوسری حدیثیں محمول ہیں ان ہی خیالوں پر جو دل پر گزریں اور پلے جاویں اور جن میں اس کی کو ہم کہتے ہیں اور ہم عزم میں فرق ہے اور حدیث میں ہم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہے قاضی ابو بکر کا اور مخالف ہیں اس کے اکثر فقہاء اور محدثین اور ان کی دلیل ظاہر ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور اہل علم فقہاء اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کی طرف گئے ہیں کیونکہ دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب پر مواخذہ ہو گا لیکن انھوں نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اس برائی پر نہ ہو گا جس کا قصد کیا تھا کیونکہ وہ برائی تو اس نے کی ہی نہیں بلکہ خود اس پر ہو گا اس لیے کہ یہ عزم خود ایک برائی ہے پھر اگر وہ اس برائی کو کرنا تو دوسرا گناہ اور لکھا جاتا اب اگر برائی کو چھوڑ دیا تو ایک نیکی لکھی جاوے گی جیسے حدیث میں وارد ہے کیونکہ اس نے چھوڑ دیا اللہ کے دُرے اور مجاہدہ کیا نفسِ لمارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہم جو معاف ہے اور جس میں برائی نہیں لکھی جاتی ہے وہ دوسرے جو بے اختیار دل میں گزر تا ہے نہ اس کا عزم ہوتا ہے نہ نفس میں جتا ہے اور بعض متکلمین نے اس میں اختلاف لکھا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چھوڑ دیا لوگوں سے شرم کر کے نہ خدا کے خوف سے تو اس کو نیکی کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے برائی کو چھوڑا نہ اس سے نہ خوف خدا سے۔ اور یہ ضعیف ہے اس کی کوئی دلیل نہیں تمام ہوا اکام قاضی عیاض کا۔ امام نووی نے کہا قاضی عیاض کا کلام بہت اچھا ہے کیونکہ شرع کی اور نصوص دلائل کرتی ہیں اس پر کہ جو عزم دل میں جم جاوے اس پر مواخذہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں برائی بھیلنا مسلمانوں میں ان کو دکھ کی مار ہے اور فرماتا ہے بچو گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں اور نصوص شرعیہ اور اجماع علماء ہے امیر مسلم ہے کہ حد کرنا اور مسلمانوں کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا خواہاں ہونا حرام ہے حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہیں۔ مترجم کہتا ہے مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اسی طرف مئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اس کا خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور میں بتانا چاہتا ہوں اللہ کی غلظت اور باطل خیال سے اور دعا کہ انہوں نے کہ اللہ عزوجل توفیق دیوے اس مسئلہ میں صواب بیان کرنے کی۔ میرے نزدیک صحیح ہے کہ خیال دو قسم کے ہیں ایک تو خیال اس برائی کا جس کا کہنا زبان سے یا کرنا ہاتھ پاؤں سے شرع میں منع ہوا ہے جیسے غیبت چوری یا زنا یا شر خراب۔ ان گناہوں کا اگر کوئی قصد کرے پھر خود وہ قصد دل میں جم جاوے یا نہ سمجھے ہر طرح اس سے مواخذہ نہ ہو گا جب تک وہ گناہ نہ کرے اور جو نہ کرے گا اللہ کے دُرے اس سے باز رہے گا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی منطوق ہے ابو بکر یہ کہ حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ خیال جو خود شرع میں لکھا

جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل میں) تو مت لکھو اس کو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہیں تو ایک نیکی اس کے لیے لکھ لو اور اگر کرے تو دس نیکیاں لکھو۔

۳۳۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنے کا پھر کرتا نہیں اس کو تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہوں اور جو کرتا ہے اس نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھتا ہوں اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا نہیں اس کو تو وہ برائی میں نہیں لکھتا۔ اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہوں۔

۳۳۶- ابو ہریرہؓ نے حضرت محمد ﷺ سے کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ دل میں نیت کرتا ہے نیک کام کرنے کی تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک اس نے وہ نیکی کی نہیں پھر اگر کیا اس کو تو میں اس کے لیے دس نیکیاں (ایک کے بدلے) لکھتا ہوں اور جب دل میں نیت کرتا ہے برائی کرنے کی تو میں اس کو بخش دیتا ہوں جب تک کہ وہ برائی نہ کرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا ہوں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا ہے حالانکہ پروردگار ان سے زیادہ دیکھ رہا ہے اپنے بندے کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھتے رہو اس کو اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اس ارادے سے) تو اسکے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس نے جھوٹ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا، اتفاق سے خالی) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اس کے لیے ایک کے بدلے دس نیکیاں سات سو تک لکھی جاتی ہیں اور جو

ﷺ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكَبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاتَّكَبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكَبُوهَا عَشْرًا))۔

۳۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرًا حَسَنَاتٍ إِلَى سِتِّ مِائَةٍ ضِعْفٍ وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً))۔

۳۳۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا بِعَشْرِ أَثْنَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ فَقَالَ ارْزُقُوهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكَبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا فَاتَّكَبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَزَائِي)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَثْنَالِهَا إِلَى سِتِّ

برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ مل جاتا ہے اللہ جل جلالہ سے۔

۳۳۷- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اس کو تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کے لیے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی جاتی ہیں اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اس کو تو وہ نہیں لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے۔

۳۳۸- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے پروردگار سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لی نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اس کو جو کہ کئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہیں اس کو تو اللہ اس کے لیے پوری ایک نیکی لکھے گا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کے لیے دس نیکیوں سے سات سو تک اور زیادہ لکھی جاویں گی اور قصد کرے برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے گا اور جو کرے تو اللہ اس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا۔

۳۳۹- دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اس برائی کو کرے تو ایک برائی لکھی جاوے گی یا اس کو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دے گا اور کوئی جاہل نہ ہو گا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت میں جتنا ہے۔

مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ)).

۳۳۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَمَنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ)).

۳۳۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا يَرَوِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَ اللَّهُ عَنْهُ حَسَنَةٌ كَامِلَةٌ وَإِنْ هُمْ بِهَا فَعَمِلَهَا كُتِبَ اللَّهُ عَنْهُ عَشْرُ عَشْرٍ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَ اللَّهُ عَنْهُ حَسَنَةٌ كَامِلَةٌ وَإِنْ هُمْ بِهَا فَعَمِلَهَا كُتِبَ اللَّهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً)).

۳۳۹- عَنْ الْجَعْدِيِّ أَبِي عُمَرَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ ((وَمَحَافَا اللَّهَ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا هَٰذَا)).

(۲۲۸) ☆ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ نیکی کے دو چند ہونے کی کوئی انتہا نہیں سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دو چند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ یہ دو چند ہونا سات سو سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی۔ (نووی)

بَابُ بَيَانِ الْوَسْوََةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا

باب: وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے

۳۴۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کچھ لوگ صحابہ میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ خیال گزرتے ہیں جن کا بیان کرنا ہم میں سے ہر ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اس خیال کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جس کا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا کیا تم کو ایسے وسوسے ہوتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے۔

۳۴۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

۳۴۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَعْظُمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ ((وَفَدَّ وَجَدْتُمُوهُ)) قَالُوا نَعَمْ قَالَ ((ذَلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ))

۳۴۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

۳۴۲- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو آپ نے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے۔

۳۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْوَسْوََةِ قَالَ ((تِلْكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ))

۳۴۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہے کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا

۳۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يُسْأَلُونَ))

(۳۴۰) یعنی تم اس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اس کا نکلنا پسند نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہیں چلا ورنہ اس وسوسے کو دل میں جمادیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی اس کو نکالنے لگتے اور شیطان وسوسے اسی کے دل میں ڈالتا ہے جس کے گمراہ کرنے سے ناامید ہو جاتا ہے اور کافر کے دل میں وسوسے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اس کے قابو میں ہے جس طرح چاہتا ہے اس سے کہتا ہے۔ تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشانی ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو اختیار کیا ہے قاضی عیاضؒ نے۔ (نودی)

(۳۴۳) اور دوسری روایت میں ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے مطلب یہ ہے کہ اس وسواس اور شبہ کو دل سے نکال ڈالے اور اس کا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اس کے دور ہونے کے لیے۔ امام مازنیؒ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلے گی کہ ایسے وسوسوں کو دور کر دینے ان کی طرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضروری نہیں کہ اس وسوسے کو غور اور فکر اور لیلوں سے باطل کرے اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں جتے نہیں، یوں ہی یکایک آگے ان کا علاج تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہو اور ایسے ہی خیال کو وسوسہ کہتے ہیں اور ایک وہ جو دل میں جم جاویں تو وہ دفع نہیں ہوتے ہمیشہ غور اور فکر اور نظر اور استدلال میں پڑیں تو اور زیادہ وسوسہ پیدا ہو جاتے ہیں جن کا دور کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کرے گا جس نے فلسفہ الہی اور حکمت اور کلام حق

حَتَّى يَقَالَ هَذَا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ أَفْنَتَ بِاللَّهِ)).
۳۴۴- عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُوةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ

کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پاوے تو کہے ایمان لایا میں اللہ پر۔
۳۴۳- ہشام بن عروہ سے روایت ہے اسی سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا؟ کس نے زمین پیدا کی؟ تو وہ

تو کہتا اچھی طرح سے چکھا ہوا اس کے دقات اور حقائق میں ایک مدت تک نظر اور فکر اور غور و خوض کیا ہو میں نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اس میں صرف کیا اور بعد اس سے معلوم ہوا کہ جس قدر نظر اور استدلال کو وسعت دو گے اسی قدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل کسی دعوے پر نقض یا محارضہ سے خالی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ۔ اسی واسطے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے جیسے امام غزالی، امام آدمی، ابن فورک امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر میں رجوع کیا طرف کتاب و سنت کے اور اعراض کیا ان وسوس اور خیالات عقلی سے جن میں شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر بنیاد بخدا نے جس کو چاہا اپنے بندوں میں سے اور اللہ قادر ہے ہر شے پر اور اسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے شر سے۔ امام فخر الدین رازی نے کہا کہ انتہا عقل و ذہان کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل رک جاتی ہے اور اس کو حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث میں مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہی کتاب بڑا شبہ شیطان کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب ہے یا ممکن ہے۔ اگر ممکن ہے تو اس کے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہے اور جو واجب ہے تو اس کے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے اب حکماء اور متکلمین کو جو جو قتیض خدا کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے میں پیش آئی ہیں وہ حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور جب ان کو دیکھو اور ان میں خوب غور کرو تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل میں نہیں جمتی اور چاروں طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے ہیں آخر پھر عمدہ طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو ان فطری دلائل سے ثابت کریں جو خدا نے اپنی عنایت سے ہر آدمی کے دل میں رکھی ہیں اور ان بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین اور حکماء نے قائم کی ہیں یک قلم چھوڑ دیں۔ حکماء اور متکلمین کے دلائل ایسے ہیں جیسے مصنوعی پھول کہ ظاہر میں خوشنما پر تاثیر پھول کی نہیں بھوس اس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سونگھنے سے حاصل ہوتی ہے اس مصنوعی پھول سے ایک طرح کی توشیش اور حیرت پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے فطری دلائل خدا کے پچھاننے کے ہیں جن میں ذرا سے غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کی صفت کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج باقی نہیں رہتی جن کو فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل میں سے کچھ دلیلوں کا بیان اوپر کیا ہے اور خدا چاہے تو ہم اس باب میں ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھیں گے۔ بڑی عمدہ دلیل خدا کے پچھاننے کی یہ ہے کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہیں ہو تا پھر اتنی بڑی دنیا کا انتظام جس میں ہزاروں عالم مثل ہماری زمین کے ہیں اور ان سب کی حرکات اور سکناات اور پیداوار اور لیل و نہار کا بدو ان ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہیں لیتا۔ ومن لم يجعل الله له نورا فهمالة من نور۔

(۳۴۳) اس کہنے سے شیطان مایوس ہو کر چلا جاوے گا کیونکہ اس کے بہکانے سے کچھ نقصان نہیں ہوا اگر یہ شبہ دل میں آوے تو اس کا ایک علاج اور یہ ہے کہ اس مردود شیطان سے کہے کہ خدا تو سب کا پیدا کرنے والا ہے اور خدا اسی کو کہتے ہیں جس کا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ ہو پھر تیرا یہ پوچھنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے۔

کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب ایسا شبہ تم میں سے کسی کو ہو تو کہے میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

۳۴۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا؟ یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ اچھا تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا؟ جب تم میں سے کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے۔

۳۴۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا؟ یہ کس نے پیدا کیا؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جس طرح اوپر گزری۔

۳۴۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہم کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ راوی نے کہا ابو ہریرہؓ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے اور یہ تیسرا ہے یا یوں کہ ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے۔

۳۴۸- محمدؐ سے یہ حدیث موقوفہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر مروی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ ہے کہ سچ کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

۳۴۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خَلَقَ الْأَرْضَ فَيَقُولُ اللَّهُ ((ثُمَّ ذَكَرَ بَعْثِهِ وَزَادَ)) وَرُسُلِهِ.

۳۴۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتَّى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ فَلَيْسَ عِندَ اللَّهِ وَلَيْتَهُ)).

۳۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَأْتِي الْعَبْدَ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا)) مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْهَابٍ.

۳۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا)) (اللَّهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ) قَالَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَدْ سَأَلَنِي اثْنَانِ وَهَذَا الثَّالِثُ أَوْ قَالَ سَأَلَنِي وَاحِدٌ وَهَذَا الثَّانِي.

۳۴۸- عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُونِي حَدِيثَ عَبْدِ الْوَارِثِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِسْنَادِ وَلَكِنْ قَدْ قَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ.

۳۴۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

(۳۴۵) ☆ یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام میں مصروف ہو جائے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا دوسرا ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ (نووی)

عَلَيْهِ الْجَنَّةُ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا
يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَإِنْ فَضِيئًا مِنْ
أَزَالِكِ))

گورہ وغیرہ یا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف
بیوی کے پاس رہنے کی باری) مار لوے قسم کھا کر تو اللہ نے اس
کے لیے واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اس پر جنت کو۔ ایک
شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ اگر وہ ذرا سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا
اگرچہ ایک ٹہنی ہو پیلو کی۔

۳۵۴- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَحَاهُ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ
الْحَارَنِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُهُ.

۳۵۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال
تہ جہنم کا پر خدا اس کو معاف کر سکتا ہے اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول بلد میں جب اور جنتی جنت میں جائیں گے تو اس کو جاننا
ملے گا اور یہ جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لوے تو اس سے یہ غرض نہیں کہ کافر ذی کار لینا حرام نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی سخت وعید
اسی کے حق میں ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذی کار مارنا بھی حرام ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس میں اتنا سخت عذاب ہو۔ یہ تفسیر اس
شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن جو مفہوم مخالف کا قائل نہیں اس کو تاویل کی احتیاج نہیں اور قاضی عیاض نے کہا
مسلمان کی قید اس لیے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانوں کے مسلمانوں سے ہی ہوا کرتے ہیں نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست ہے بلکہ کافر اور
مسلمان دونوں کے حق کا ایک ہی حکم ہے پھر یہ عذاب اس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق مارے اور توبہ سے پہلے مر جاوے لیکن جو توبہ
کرے اور شرمندہ ہوا اپنے گنہ گار پر اور وہ حق جو اس نے مار لیا تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاوے گا اور اس حدیث سے تائید ہوتی
ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہیں کرنا اس حق کو جو اس کا نہیں ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک مباح کر دیتا
ہے۔ (نووی)

نووی نے کہا جن لوگوں نے صحابہ کے حال میں کتابیں لکھی ہیں وہ اکثر کہتے ہیں کہ ابوامامہ حارثی یعنی اس حدیث کے راوی نے
وفات پائی جب رسول اللہ جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی۔ اس صورت میں مسلم کی روایت منقطع ہوئی کیونکہ عبد اللہ بن
کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اس شخص سے جس نے وفات پائی ۳۲ھ میں۔ لیکن یہ نقل ابوامامہ کی وفات کی صحیح نہیں کیونکہ
عبد اللہ بن کعب سے یہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابوامامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت میں کیا ہے پھر یہ تصریح ہے
عبد اللہ بن کعب کے سامع کی ابوامامہ سے اور اس سے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابوامامہ نے وفات پائی ۳۲ھ میں اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی تو
مسلم اس سند کو نقل نہ کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب "معرفۃ الصحابہ" میں انکار کیا ہے اس تاریخ وفات کا۔ اتنی۔

(۳۵۵) نووی نے کہا علماء نے کہا غصے سے یہ مروا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا اور اس کو عذاب کرے گا اور اس کے
کام کو بر اجائے گا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الہی یعنی غضب کی علماء سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا ان لئے

مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو طے گا اللہ سے اور وہ اس پر غصے ہوگا۔ جب عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیسؓ آئے اور کہا ابو عبد الرحمن (کنیت ہے ابن مسعودؓ کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے؟ لوگوں نے کہا ایسی ایسی حدیث۔ اشعثؓ نے کہا وہ سچ کہتے ہیں یہ میرے باب میں اتری۔ میری اور ایک شخص کی شرکت میں زمین تھی یمن میں تو جھگڑا ہوا مجھ سے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گولہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اس سے قسم لے لے میں نے کہا وہ تو قسم کھالے گا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھالے مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ غصے ہوگا۔ اس پر پھر یہ آیت اتری ان الذین یشترون بعہد اللہ و ایمانہم ثمنا قلیلا۔ اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم دے کر ذرا سا مال خریدتے ہیں ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا ان سے بات نہ کرے گا اور ان کو پاک نہ کرے گا اور ان کی طرف نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا۔

۳۵۶- فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے جو شخص قسم کھائے ایک مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اس میں تو اللہ جل جلالہ سے ملے گا غصے کی حالت میں (یعنی خدا اس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔ اس میں یوں ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں ٹکرا رہی تھی ایک کنوئیں میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ نے فرمایا تیرے واسطے دو گولہ ہیں یا اس کی قسم ہے۔

۳۵۷- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم

حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ)) قَالَ فَدَخَلَ الْأَنْثَرُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالُوا كَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي نَزَلَتِ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضٌ بِالْيَمَنِ فَحَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((هَلْ لَكَ بَيْنَهُ)) قُلْتُ لَا قَالَ ((قِيمَتُهُ)) قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ)) فَتَزَلَّتْ إِنْ الذِّينَ يَشْتَرُونَ بَعْدَهُ اللَّهُ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ آيَةِ.

۳۵۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بَنِي فَاحْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((شَاهِدَا أَوْ يَمِينُهُ)).

۳۵۷- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ

لہ کو ظاہر پر اور باز ہے ان کی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرے ہیں۔ پر نو دینی اس مقام پر متاخرین متکلمین کی بیرونی کی ہے۔

کھاوے کسی مسلمان کے مال پر ناحق تو بے گناہ اس پر غصے ہوگا۔ عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْكُرُوْنَ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اِيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاَيَةِ۔

۳۵۸- واکل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضر موت (ایک ملک کا نام عرب میں) اور ایک شخص کنہہ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ حضر موت والے نے کہا یا رسول اللہ! اس شخص نے میری زمین دہائی ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کنہہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضہ میں ہے میں اس میں کھیتی کرتا ہوں اس کا کچھ حق نہیں اس میں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حضر موت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ! وہ تو فاجر ہے قسم کھانے میں اس کو باک نہیں اور وہ پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے۔ آپ نے فرمایا تیرا اب کچھ بس اس پر نہیں چلتا سو قسم کے۔ پھر وہ چلا قسم کھانے کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اس نے قسم کھائی دوسرے کا مال اڑا لینے کو ناحق تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اس کی طرف سے منہ پھیر لے گا۔

۳۵۹- واکل بن حجر سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اسے میں دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین جھین لی ہے جاہلیت کے زمانے میں اور وہ امراء القیس بن عابس کنذی تھا اور اس کا حریف ربیعہ بن

مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبًا)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْكُرُوْنَ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اِيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاَيَةِ۔

۳۵۸- عَنْ وَاكِلِ بْنِ حَجْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَ رَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هَذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى اَرْضٍ لِي كَانَتْ لِأَبِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِي فِي يَدِي اُزْرِعْهَا لَيْسَ لَهٗ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ ((اَلَيْكَ بَيِّنَةٌ)) قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَيَّ مَا خَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ ((لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذَلِكُ فَانْطَلِقْ)) لِيُخْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اَذْبَرَ ((اَمَّا لَيْنٌ خَلَفَ عَلَيَّ مَا لِهٖ لِيَاكُلْهُ ظُلْمًا لِيَلْقِيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُغْرَضٌ))۔

۳۵۹- عَنْ وَاكِلِ بْنِ حَجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاتَاهُ رَجُلَانِ يَحْتَصِمَانِ فِي اَرْضٍ فَقَالَ اَحْلُهُمَا اِنَّ هَذَا اَنْتَزَى عَلَيَّ اَرْضِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بَنُ

(۳۵۹) ☆ یا مٹھتا ہے اور ذہیر کی روایت میں باہ موحدہ ہے۔ قاضی عیاض نے کہا صحیح اس کی روایت ہے یعنی عبدان یا مٹھتا ہے اور یہی قول ہے دار قطنی اور عبد الغنی بن سعید اور ابوالضر بن مالو کا اور ابن یونس نے تاریخ میں ایسا لکھا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے ان میں سے ہیں حافظ ابوالقاسم بن عساکر و مشقی اس کو عبدان بکسر پائے موحدہ اور ابن حجر و تہذیب وال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسرے یہ کہ وہ مقدم ہیں قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہوں چیز اس کو دلا دی جاوے گی بغیر قسم کے۔ چوتھے

عبداللہ تھا۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اس پر قسم ہے۔ وہ بولا یا رسول اللہ! تب تو وہ میرا مال اڑالیا (قسم کھا کر) آپ نے فرمایا میں یہی ہو سکتا ہے تیرے لیے جب وہ اٹھا قسم کھانے کو تو رسول اللہ نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مارے گا تو خدا اس پر غصے ہو گا جب وہ اس سے ملے۔ اسحاق کی روایت میں ربیعہ بن عبد اللہ ہے۔

باب: جو شخص پر ایما مال ناحق چھیننا چاہے تو اس کا خون اس کے حق میں لغو ہو جائے گا اور مارا جاوے تو جہنم میں جاوے گا اور مال والا اگر اپنا مال بچانے میں مارا جاوے تو وہ شہید ہے

۳۶۰۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص آوے میرا مال ناحق لینے کو؟ آپ نے فرمایا مت دے اپنا مال اس کو پھر اس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے؟ آپ نے فرمایا تو بھی

عَابَسَ الْكِنْدِيِّ وَحَصَصَهُ رِبْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ((يَمِينُكَ)) قَالَ لَيْسَ لِي يَمِينَةٌ قَالَ ((يَمِينَةُ)) قَالَ إِذْ يُذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَقْطَعَ أَرْضًا طَالِبًا لِقِيَّ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ)) قَالَ إِسْحَاقُ فِي رَوَايَتِهِ رِبْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ قَصَدَ اخْتِذَ مَالٍ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدِرَ الدِّمِ فِي حَقِّهِ وَإِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَأَنَّ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

۳۶۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ اخْتِذَ مَالِي قَالَ ((فَلَا تُعْطِيهِ مَالًا)) قَالَ أَرَأَيْتَ

کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بھی اسکی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اس سے ساقط ہو جاوے گا۔ پانچویں یہ کہ اگر مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصوصیت کے وقت ظالم یا ناجائز کہیں تو مواخذہ نہ ہو گا۔ چھٹے یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعویٰ کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اس کا مورث مر گیا ہے اور سوائے مدعی کے اور کوئی اس کا وارث نہیں ہے تو اس کا فیصلہ کرنا درست ہے اور اس پر کہ مدعی اس کا وارث ہے اور مورث مر گیا ہے گواہ لینا ضروری نہیں اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے درافت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر دعوے کے ثبوت پر۔ انہی مختصر آ۔

(۳۶۰) ☆ یعنی وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر یا اس کو بدلہ ملے گا اس ظلم کا اور جہنم میں جاوے گا یا اللہ معاف کر دے گا۔ اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہو گا تو وہ کافر ہے وہ تو بے شک جہنم ہی میں جاوے گا اور یہ جو آپ نے فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھ کو ثواب شہیدوں کا ملے گا اگرچہ دنیا کے احکام میں شہید نہ ہو گا کیونکہ شہید تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جو کافروں کے ساتھ جہاد میں مارا جاوے کسی سبب سے وہ تو شہید ہے دنیا اور آخرت دونوں کے احکام کی رو سے یعنی دنیا میں یہ حکم ہے کہ اس کو غسل نہ دیں گے نہ اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو درجہ شہیدوں کا ملے گا۔ دوسرے وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے دنیا کے احکام میں شہید نہیں جیسے طاعون سے مرنے والا اپنی کٹی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے مال کے بچانے میں مارا جاوے جن پر شہید کا لفظ احادیث میں وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل دیں گے اور اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو ثواب شہیدوں کا سا ملے گا پر یہ ضروری نہیں کہ پہلی قسم کے شہیدوں کو

إِنْ قَاتَلْتَنِي قَالَ ((قَاتِلْتَهُ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتَنِي قَالَ ((قَاتَلْتَهُ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتَهُ قَالَ ((هُوَ فِي النَّارِ))۔

اس سے لڑ پھر اس نے کہا اگر وہ مجھ کو مار ڈالے آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اس نے کہا کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جاوے گا۔

۳۶۱- عَنْ ثَابِتٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنَسَةَ بِنِ أَبِي سُهَيْلٍ مَا كَانَ يَسِيرُوا لِلْقِتَالِ فَكَبَّ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَمَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ قُتِلَ ذُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ))۔

۳۶۲- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

۳۶۱- ثابت مولى عمرو بن عبد الرحمن نے کہا کہ جب عبد اللہ بن عمرو اور عنسہ بن ابی سہیل کے درمیان جنگ ہوئی تو وہ سیر کر رہے تھے کہ خالد بن العاص نے عبد اللہ بن عمرو کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا کہ عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مارا جائے اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے۔

۳۶۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

جن کے برابر ملے۔ تیسرے وہ جو دنیا کے احکام کی رو سے شہید ہے پر اس کو شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملے گا جیسے وہ شہید جو غیبت کے مال میں خیانت کرے اور مثل اس کے جن کو کہا کہ وہ شہید نہیں ہیں پھر چونکہ اس قسم کا شہید کا فرد کی جنگ میں مارا گیا اس کا حکم دنیا میں شہیدوں کا سا ہو گا نہ اس کو غسل دیں گے نہ اس پر نماز پڑھیں گے۔ پر آخرت میں اس کو پورا ثواب نہ ملے گا۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور اس کی روح جنت میں حاضر ہے برخلاف اور اموات کے وہ قیامت کے دن جنت میں جاویں گے۔ یہ قول نصر بن شہیل کا ہے اور ابن الانباری نے کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں اس کی روح لے جانے کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس کے ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہیں ظاہر کی رو سے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس کا خون اور زخم اس پر گواہ ہیں کیونکہ وہ دشمن کے قیامت کے دن اور اس کا زخم نماز ہو گا خون بہتا ہو گا اور زہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اس کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ گواہ ہو گا قیامت کے دن اور اموات پر۔ اس صورت میں اس کی تحقیق اس کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمارے پیغمبر کی امت گواہ ہے اور اموات پر اتھی۔ ما قال النوی علیہ الرحمۃ۔

(۳۶۱) ☆ یعنی کوئی ظالم ظلم سے اس کا مال ناحق چھیننا چاہے پھر وہ لڑے اس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم میں جاوے گا جیسے اگلی روایت میں گزرا۔ نووی نے کہا ان حدیثوں سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھیننا چاہے اب چاہے یہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعض مالکیہ نے یہ لکھا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے میں جیسے کپڑا کھانا قتل درست نہیں پر یہ مذہب کچھ نہیں کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور فحک و دین ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علماء نے اور اپنا مال بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہیں اگر چاہے تو نہ لڑے مال لٹا کر اگر کیوے لیکن اپنی بیوی کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضروری ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے اور دوسرے کو مار ڈالنا اس میں اختلاف ہے۔

بَابُ اسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ
النَّارِ باب: جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے
اس کے لیے جہنم ہے

۳۶۳- عَنْ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ غَيْبُ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنِ يَسَارٍ الْمُرَبِّيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَالَ مَعْقِلُ ابْنِي مُحَمَّدُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ ابْنِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) .

۳۶۴- عَنْ الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ غَيْبُ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ رَجَعَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنِي مُحَمَّدُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدَّثُكَ إِذْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) قَالَ أَلَا كُنْتُ حَدَّثْتَنِي هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ مَا حَدَّثْتُكَ أَوْ لَمْ أَكُنْ لَأَخَذْتُكَ .

۳۶۳- حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری میں وہ مر گئے تو معقل نے کہا میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اگر میں جانتا کہ ابھی زندہ رہوں گا تو تجھ سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ رعیت دیوے پھر وہ مرے اس حالت میں کہ وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق میں مگر خدا حرام کر دے گا اس پر جنت کو۔

۳۶۴- حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے ان کو معقل نے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے بیان نہیں کی تھی تجھ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہیں دیتا پھر وہ مرتے وقت ان کے حقوق میں خیانت کرتا ہو اور تاہم اسے مگر اللہ حرام کر دیتا ہے اس پر جنت کو۔ ابن زیاد نے کہا کیا تم نے مجھ سے یہ حدیث بیان نہیں کی اس سے پہلے؟ معقل نے کہا میں نے بیان نہیں کی تجھ سے یا میں کا ہے کو بھلا تجھ سے بیان کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہوں اب مجھے تیرا ڈر نہیں اس واسطے بیان کر دی)

(۳۶۳) ☆ یہ حدیث معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرنے وقت بیان کی کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن زیاد کو یہ حدیث فائدہ دے گی پھر انھوں نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہیں اور نیک بات کو بتلانا ضروری ہے اگرچہ وہ مانتے یا نہ مانتے اس وجہ سے انھوں نے اپنی زندگی میں بیان نہ کی کہ ایسا نہ ہوا اس حدیث سے ایک فساد پھیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جان کر اس کی اطاعت سے پھر جاویں یا عبید اللہ بن زیاد معقل کو ایذا پہنچا دے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جاہل تھا اور اس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہیں کی تو اور کسی کو اس سے کیا توقع تھی۔ رعیت کے حقوق میں خیانت کرنے سے یہ مراد ہے کہ حاکم کے لیے اپنی رعیت کے دین اور دنیا دونوں کی اصلاح ضروری ہے پھر اگر اس نے لوگوں کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا انکی جان اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا ان کی حق تلفی کی تو اس نے اپنے فرض منصبی میں خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا تو ہمیش کے لیے جنت سے محروم ہوا اور نہ اول ہلہ میں جب اور جہنمی جنت میں جاویں گے یہ جانے سے محروم رہے گا۔ (نوی)

۳۶۵- ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تھے ان کی بیماری پرسی کے لیے اتنے میں عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی رسول اللہ ﷺ سے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

۳۶۶- ابوالملیح (عامر یازید بن اسامہ بنی بصری) سے روایت ہے۔ عبید اللہ بن زیاد نے بیماری پرسی کی معقل بن یسار کی روایت ہے۔ معقل نے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں مرنے والا نہ ہو تا تو تجھ سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو حاکم ہو مسلمانوں کا پھر ان کی بھلائی میں کوشش نہ کرے اور خالص نیت سے ان کی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہ جاوے گا (بلکہ پیچھے رہ جاوے گا اور اپنی نافرمانی کا عذاب بھگتے گا)

باب: بعضے دلوں سے امانت اور ایمان اٹھ جانے کا بیان اور فتنوں کا آنا دلوں میں

۳۶۷- حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے (امانت کے باب میں) دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھی لیکن دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جزیر

۳۶۵- عَنْ هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُوذُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلُ إِنِّي سَأَدْتُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا.

۳۶۶- عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زَيَْادٍ عَاذَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلُ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ)).

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرَضُ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ ۳۶۷- عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ

(۳۶۷) ☆ نوٹی: کہا ظاہر یہ ہے کہ امانت سے وہ تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی اور وہ اقرار جو ان سے لیا۔ امام ابو الحسن واحدی نے اس آیت انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال کی تفسیر میں کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالیٰ کے وہ فرائض ہیں جو اس نے فرض کئے اپنے بندوں پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین سب امانت ہے اور ابو العالیہ نے کہا امانت سے مراد اور نوامی مراد ہیں اور مقال نے کہا امانت سے عبادت مراد ہیں۔ نووی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت ان سب کے نزدیک عبادت اور فرائض ہیں جن کے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث میں امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت میں ہے انا عرضنا الامانة اور عین ایمان ہے توجب ایمان انسان کے دل میں خوب جما ہو گا اسی وقت وہ تکالیف کو پورا کرے گا اور ان کے ادا کرنے میں کوشش کرے گا۔ ابھی اچھے

الرِّجَالُ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنَ فَلَعِلُّوْا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السَّنَةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظِلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَسْخِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظِلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجَلِّ كَجَمْرِ ذَخَرْتُهُ عَلَى رَجُلِكُمْ فَتَقِطُّ فَرَاةً مُتَبَرِّئًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَخَذَ حَصَى فَذَخَرْتُهُ عَلَى رَجُلِكُمْ فَيَصْبِيحُ

اتری۔ پھر انہوں نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث کو۔ پھر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے) کہ امانت اٹھ جائے گی تو فرمایا ایک شخص تھوڑی دیر سوئے گا پھر اس کے دل سے امانت اٹھائی جائے گی اور اس کا نشان ایک پھیکے رنگ کی طرح رہ جائے گا پھر ایک نیند لے گا تو امانت دل سے اٹھ جائے گی اور اس کا نشان ایک جھالے کی طرح رہ جائے گا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤں پر لڑھکاوے پھر کھال پھول کر ایک چھال (آبلہ) نکل آئے اس کے اندر کچھ نہیں۔ پھر آپ نے ایک کنکری لے

لے مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہے اور شرع میں ایمان اور امانت لازم و ملزوم ہیں جس کے دل میں ایمان ہے اس کے دل میں امانت بھی ہے اور جس کے دل میں ایمان نہیں ہے اس کے دل میں امانت بھی نہیں اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت میں ایسے تھے انھوں نے ہی اسلام کو سمجھ کر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن وحدیث کے حاصل کرنے سے ان پر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ صاف تھا اس پر اور صیقل ہوئی اور جن دلوں میں امانت نہ تھی مگر اور خیانت سے ان کا خیر ہوا تھا اور پھر سے شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابھول جی کا دل ایسے دلوں کو قرآن وحدیث سے کچھ فائدہ نہ ہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر میں مضبوط ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اس کے سوا اور کچھ ان کا علاج نہ تھا۔ سونے سے یہی ظاہری معنی مراد ہیں یا سونے سے یہ مفہود ہے کہ تھوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہو گا اور بری صحبت میں بیٹھے گا بے ایمانوں کے ساتھ یا تھوڑی دیر تک دنیا کے کام کا جھنجھوٹ میں مصروف ہو گا یعنی نور اڑ جائے گا اور تاریکی رہ جائے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دھو ڈالو تو سیاہ سا دھبہ رہ جاتا ہے۔ حدیث میں وکت کا لفظ ہے جس کے معنی مل کا داغ اور بعضوں نے کہا پھینکی سیاہی اور بعضوں نے کہا دھبہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو۔ نو دی نے صاحب تحریر سے نقل کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا زبردل سے اٹھنا شروع ہو گئی جب پہلا حصہ اس کا ٹھہر جائے گا تو اس کا نور جاتا رہے گا اور ایک سیاہ دھبہ رہ جائے گا پھیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہو گا پھر جب اور ایک حصہ اٹھے گا تو چھالے کی طرح نشان ہو جائے گا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت میں جاتا ہے اس میں سیاہی اول سے زیادہ ہو گی تو امانت کے نور جانے کو اور بے ایمانی کی تاریکی کو چھالے سے مشابہت دی ایک انگارہ پاؤں پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو چٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کھال پر چھوڑ جاتا ہے اور کنکری چلا کر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تاکہ لوگ بخوبی سمجھ جائیں۔ حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اٹھ جائے گا اور کفر کی سیاہی چھاتی جائے گی پہلے ایک ہلکا سا دھبہ ہو گا۔ اور زیادہ پھر اور یہاں تک کہ بالکل دل کا کالا ہو جائے گا اور ایمان کے بدلے کفر چھا جائے گا خدا کی پناہ یعنی اس زمانے میں جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا حق نہیں مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بھروسہ ہے یہ بات بالکل جانتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا سے اٹھ جائے گا مگر کہیں کہیں ہزاروں لاکھوں میں ایک آدمہ شخص ایماندار خدا ترس رہ جائے گا جو امانت دار ہو گا لوگ اس کو مشہور کریں گے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسی پر بھروسہ نہیں کرتا جس کو ردیہ وہ دہمضم کہ جاتا ہے امانت کا داکر نا تو کیا بلکہ ساری دنیا میں بے ایمانی پھیل جائے گی تو ایمان کی قدر اور منزلت بھی دل سے نکل جائے گی تعریف بھی کریں گے تو بے ایمانوں کی۔

کراپنے پاؤں پر لڑھکانی اور فرمایا لوگ سچ کھوج کریں گے اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں قوم میں ایک شخص امانت دار ہے اور یہاں تک کہ ایک شخص کو کہیں گے وہ کیسا ہو شیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کریں گے) اور اس کے دل میں رانی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ پھر حذیفہؓ نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گزر چکا ہے جب میں بے شکے ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنی لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا لیکن آج کے دن تو میں تم لوگوں سے کبھی معاملہ نہ کر دوں گا البتہ فلاں اور فلاں شخص سے کر دوں گا۔

۳۶۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

النَّاسُ يَتَّبِعُونَ لَأ يَكَاذُ أَحَدٌ يُؤْذِي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ فِي بَنِي فَلَانٍ رَجُلًا أَمِيًّا حَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا أَغْفَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِنْقَالٌ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِحْسَانٍ)) وَلَقَدْ أَتَى عَلِيٌّ زَمَانَ وَمَا أَهْلِي أَيْكُمُ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينَهُ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأَبَايَعُ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

۳۶۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

لہ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ حال حیدر آباد دکن دیکھا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہیں ذرا ذرا سے فائدے کے واسطے بے دین بے ایمان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں ان کی خوشامد کرتے ہیں اور جو شخص دین کی تائید کرتا ہے اس کو ان بے ایمانوں کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ جبھی تو خدا کی ماریے نام کے مسلمانوں پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافر کے حکومت میں رہنے کے اس کی نگاہ میں ایسے ذلیل اور خوار ہو گئے ہیں کہ سوا ہمار پچی گری خدمت گاری خاندانی کے اور کوئی کام ان سے نہیں لیا جاتا اور ایک زمانے میں مسلمان تمام قوموں کے سر تاج تھے ان کا رب اور دھاک ایسی تھی کہ کافران کے نام سے لرز تے تھے ہر ایک مسلمان خدا کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تھا۔ ہمیں تفاوت راواڑ کجاست تاکجیا۔ چونکہ امانت اور ایمان داری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تھے ان سے بے خوف و خطر معاملہ اور لین دین کرتے ماریے کا تو ذرہا نہیں اور یہی اور نصرانی بھی بے ایمانی نہ کرتے ذرے کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود ہوتے جو ان کو سزا دیتے اور بے ایمانی سے باز رکھتے اور میرا چہرہ مجھ کو دلا دیتے وہ ہرگز نہ ڈرتا چند لوگوں کا نام لیا جو ایماندار ہو گئے۔ باقی لوگوں کا بھر دسہ نہیں اور جب لوگ بے ایمان ہوئے تو حاکم بھی ویسے ہی ہوتے ہیں وہ رشوت خور اور ظالم ہونے کے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہیں اور غریب ر عایا کو سستے اور ان کا حق تلف کرتے ہیں اس وجہ سے حاکم سے بھی امید نہیں رہتی کہ وہ بے ایمان کو بھی سزا دے گا اور حق ڈوبے نہ دے گا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا بعضوں نے مباہلت سے جو حذیفہؓ کے قول میں ہے خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ خطا ہے کیونکہ یہودی اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہیں ہو سکتی تو مباہلت سے وہی سچ کھوج اور معاملہ اور لین دین مراد ہے۔

۳۶۹- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَتَيْكُمْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتْنََ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُونَ فِتْنَةَ الرَّحْلِ فِي أَهْلِهِ وَجَارِهِ قَالُوا أَجَلٌ قَالَ بَلَى تَكْفُرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلَكِنْ أَتَيْكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتْنََ الَّتِي تَجُوجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَاسْكُتِ الْقَوْمُ فَقُلْتُ أَنَا قَالَ أَنْتَ

۳۶۹- حذیفہؓ سے روایت ہے ہم امیر المؤمنین عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے انھوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا؟ بعض لوگوں نے کہا ہاں ہم نے سنا ہے حضرت عمرؓ نے کہا شاید تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھے ہو جو آدمی کو اس کے گھریار اور مال اور مسائے میں ہوتے ہیں انھوں نے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے کہا ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوٰۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے کس نے سنا ہے ان فتنوں کو رسول اللہ ﷺ سے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آویں گے؟ حذیفہؓ نے

(۳۶۹) ☆ فتنہ کے اصل معنی آزمائش اور امتحان ہے پھر عرف میں اس کو کہنے لگے جس سے ایک قسم کی برائی پیدا ہو۔ ابو زید نے کہا یوں کہتے ہیں وہ شخص فتنہ میں پڑ گیا جب اس کا حال بدل جائے اور اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اہل اور مال میں یہ ہے کہ ان کی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے احکام کو فراموش کرے ان کو بھانڈا لاوے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یا اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ ان کی تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جائیں۔ ایسا ہی فتنہ ہمایہ کا یہ ہے کہ اس کا حق ادا نہ کرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہیں جن کا کفارہ نیکیوں سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیاں مبادی ہیں برائیوں کو۔ حضرت عمرؓ کی مراد فتنوں سے وہ فسادات تھے جو آئندہ آپ کی امت میں ظاہر ہو گئے۔ ان میں مسلمانوں کا شکت و خون ہو گیا مگر اسی پھیلنے کی حضرت عمرؓ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا یعنی جس کے نطفے سے تجھ سالاکا پیدا ہوا۔ حدیث میں للہ ابولک ہے اور یہ ایک کلمہ ہے مدح کا عرب کے لوگوں کی عادت ہے جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں کہ یہو تکہ باپ کی نسبت خدا کی طرف کرنا اس کی بزرگی بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ اور ناثہ اللہ۔ صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی کوئی اچھی بات دیکھتے ہیں تو یہ کلمہ کہتے ہیں یعنی تیرا باپ بہت عمدہ تھا جس نے ایسا لاکا جتنا (نودوی) حدیث میں ملتا ہے عودا عودا ہے۔ اس کو تین طرح پر چاہے ایک عودا عودا عظیم عین دال مہملہ سے دوسرے عودا عودا عظیم عین دال مہملہ سے تیسرے عودا عودا عظیم عین ذال مجہ سے۔ صاحب تحریر نے صرف اول وچ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاضؒ نے تین وجہوں کو ذکر کیا ہے لیکن اول وچ کو اختیار کیا ہے اور کہا کہ ہمارے شیخ ابو النحسین بن سراجؒ نے دوسری وچ کو اختیار کیا ہے اب تین وجہوں کا ترجمہ الگ الگ مذکور ہوتا ہے پہلی وچ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں میں ایک کے بعد ایک آتے جاویں گے جیسے پورے کی تیلیاں (یعنی کانیاں) ایک کے بعد ایک لگتی جاتی ہیں یعنی بوری باجنے والا جیسے پہلے تیلی لیتا ہے اس کو بن کر پھر دوسری تیلی بنتا ہے اسی طرح یہ فتنے بھی ہوں گے کہ پہلے ایک دل میں جئے گا پھر دوسرا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور تشبیہ اس پر دلالت کرتی ہے دوسری وچ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں کی ایک جانب میں بن کر چپک جاویں گے جیسے بوری سینے والے کے پہلو سے چپک جاتا ہے اور عودا عودا کے یہ معنی ہو گئے کہ بار بار وہی فتنے آویں گے۔ تیسری وچ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں پر آویں گے اور چپکیں گے پورے کی طرح خدا کی پناہ ان فتنوں سے یعنی خدا پناوے ہم کو ان فتنوں سے (نودوی) پھر جس دل میں وہ فتنہ راجع جاوے (یعنی سنا جاوے گا اور بیٹھ جاوے گا) تو اس میں ایک کالا داغ ہو گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اور قرآن اور حدیث پر قائم رہے گا) اس میں ایک سفید نورانی وجہ یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دجے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جاویں گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پھرنے کی طرح (جس میں کوئی چیز لگ نہیں سکتی یہ تشبیہ ہے اس دل کی صاف چکنے پھرنے سے یعنی جیسے اس قسم کا دل

لِلّٰهِ اَبْرًا قَالَ حَذِيقَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ ((تَعْرِضُ الْفِتْنُ عَلَی الْقُلُوبِ کَالْحَصِیرِ غَوْدًا غَوْدًا فَاَیُّ قَلْبٍ اُشْرِیْهَا نُکِبَتْ فِیْهِ نُکْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَیُّ قَلْبٍ اَنْکَرَهَا نُکِبَتْ فِیْهِ نُکْتَةٌ بَیْضَاءُ حَتّٰی تَصِیرَ عَلَی قَلْبَیْنِ عَلَی اَبْیَضٍ مِّثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا ذَامَتْ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ وَالْاَحْوَرُ اَسْوَدُ مُرْتَابًا کَالنُّوْزِ مُجَحِّيًا لَا یَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا

کہا یہ سن کر سب لوگ چپ ہو رہے میں نے کہا میں نے سنا ہے حضرت عمرؓ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا کہا حذیفہؓ نے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے فتنے دلوں پر ایسے آویں گے ایک کے بعد ایک جیسے بورے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ جائے گا تو اس میں ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اس میں ایک سفید نورانی دھبہ ہوگا یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص

تھو پھر صاف داغوں سے پاک ہوتا ہے دیئے یہی دل بھی ان فتنوں کی آلائش سے پاک اور صاف ہوگا دوسرے کا لا سفیدی مائل (یعنی بھورا) اور نہ کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو چھانچھے گانہ بری کو برا۔ اپنی خواہش کے تابع ہو گا حدیث میں مبادا کا لفظ ہے اور بعضوں نے اس کو میندا پڑھا ہے۔ راوی نے خود اس کی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مبادا سے یہ مراد ہے کہ سفیدی کا غالب ہونا سیاہی میں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تھے کہ اس میں غلطی ہوئی ہے یعنی شدۃ البیاض فی سواد میں اور بجائے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جس سیاہی میں سفیدی غالب ہو اس کو بدہ نہیں کہتے بلکہ بق کہتے ہیں اگر بدن میں ہو اور آنکھ میں ہو تو خور کہتے ہیں اور بدہ تو وہ ذرا سی سفیدی ہے جو سیاہی میں ملی ہوئی ہے جیسے شتر مرغ کلا رنگ ہو تا ہے اسی واسطے اس کو بدہ کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ بدہ وہ ذرا سی سفیدی ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ میں ہو تا ہے ابن درید نے کہا بدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ جس سیاہی میں تیرگی مل جاوے اور مہجبا کے معنی اور نہ حاسا کی تفسیر بھی آگے آئی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مجھ سے ابن سراج نے کہا کالکوز مہجبا یہ اس کی سیاہی کی تشبیہ نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے وصل کا بیان ہے اس کے اوصاف میں سے یعنی وہ دل اور نہ حا ہو گیا ہے جیسے کوزہ اور نہ حا ہو جاتا ہے پھر اس میں پانی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اس دل میں کوئی بھڑی اور بھلائی اور حکمت کی بات نہ رہے گی اور اس کا بیان کیا یہ کہہ کر نہ وہ عقلی بات کو عقلی سمجھے گانہ بری کو بری۔ قاضی عیاضؒ نے کہا جو دل عقلی بات کو نہ سمجھنے دے اس کو مشابہت دی اور نہ سمجھنے دے جس میں پانی نہیں ظہر نام صاحب تحریر نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے تو ہر ایک گناہ کے کرنے سے اس کے دل میں تاریکی آجاتی ہے پھر وہ فتنے میں پڑ جاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اس کے دل سے رخصت ہو جاتا ہے اور دل مثل اور نہ سمجھنے کوزے کے الٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو اور نہ حادہ تو اس میں جو کچھ ہو تا ہے نکل جاتا ہے پھر کچھ نہیں ساتا اسی طرح اس کے دل سے اسلام کا سامرا نور نکل جاتا ہے اور پھر بالکل نہیں آتا (نودی) یہ جو فرمایا فتنے دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آویں گے تو اب فتنوں کا روکنا ممکن نہ ہو گا اور نہ امنڈ امنڈ کر موجوں کی طرح آنے لگیں گے۔ یہ جو حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ سے کہا تیرا باپ نہیں ہے ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان میں کسی کام پر مستعد کرنے کو کہتے ہیں یعنی تجھے کوئی پھانے والا نہیں خیر تیرا باپ زندہ ہو تا تو وہ مصیبت میں تیرا شریک ہو تا اور تجھے اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی پر اب تو تو اکیلا ہے پھر کوشش کرو اور مستعدی کر اسے پھانے میں (نودی) فرمایا تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے یعنی یہ دروازہ جو ابھی بند ہے اور فتنوں کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سب سے تمام فساد کے ہوئے ہیں پھر جب وہ مارا جاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنوں کی روک جاتی رہی اب دھڑا دھڑا فتنوں کی تھ

سفید دل پکنے پتھر کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان وزمین قائم رہیں دوسرے کلا سفیدی مائل یا اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی بات سمجھے گا نہ بری بات کو بری مگر وہی جو اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ حدیث نے کہا پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہیں اگر کھل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا میں نے کہا نہیں ٹوٹ جاوے گا اور میں نے ان سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو بار ا جاوے گا یا نہ جاوے گا پر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی ابو خالد نے کہا میں نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو اس حدیث کے راوی ہیں) اسود موباداً سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا سفیدی کی شدت سیاهی میں میں نے کہا کالکوز مجنحاً سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا کوزا اوندھا ہوا۔

يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أَشْرَبَ مِنْ هَوَاهُ ۖ قَالَ حَدَّثَنِي وَحَدَّثَنِي أَنِّي سَمِعْتُ بَابًا مَغْلَقًا يُوشِكُ أَنْ يُكْسَرَ قَالَ غَمَزُ أَكْسَرُ لَا أَبَا لَكَ فَلَمَّا أَنَّهُ فَتِحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثَنِي أَنَّ ذَلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوتُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَى قَالَ أَبُو خَالِدٍ فَقُلْتُ لَيْسَ يَا أَبَا مَالِكٍ مَا أَسْوَدُ مُرَبَّادًا قَالَ شَيْدَةُ الْبَيْضِ فِي سَوَادٍ قُلْتُ فَمَا الْكُوزُ مُحْجِيًا قَالَ مُنْكَوَسًا.

لہٰ موجبیں امنڈ امنڈ کر آویں گی اور سب لوگ تلاطم میں پڑ جاویں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ذات ہے حضرت عمرؓ کی اور شاید حدیث نے رسول اللہؐ سے یوں ہی سنا ہو ٹک کے طور پر کہ وہارے جاویں گے یا نہ جاویں گے یا حدیث یہ جانتے ہو گئے کہ حضرت عمرؓ کے جاویں گے لیکن انھوں نے اس کا صاف بیان کرنا ان کے رد و برائے سمجھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عمر خود بھی اس دروازے کو جانتے تھے جیسے یہ بات جانتے تھے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حدیث نے کہا یہ حدیث غلط نہ تھی یعنی دل کی تراشی ہوئی نہ تھی نہ اہل کتاب کی کتابوں سے نکالی گئی تھی بلکہ خاص رسول اللہؐ کی حدیث ہے پھر جو رسول اللہؐ نے فرمائی ویسا ہی ہوا اور حضرت عمرؓ جو فتنوں کی روک تھام شہید ہوئے اور ان کے بعد سے برابر فتنوں کا دروازہ کھل گیا حضرت عمرؓ کی شہادت حضرت عثمانؓ کی شہادت، جنگ جمل، جنگ صفین، قتل خوارج، حضرت علیؓ کی، شہادت، حضرت حسنؓ کی وفات واقعہ بالکد کر بلا حسینؓ کی اہل بیت نبویؐ کی بے حرمی، مختار بن عبید ثقیفی کی جنگ، مصعب کی جنگ مختار سے، عبد اللہ بن زبیر کا قتل، مکہ معظمہ میں اہل مدینہ کی بربادی یزید کے ہاتھ سے، اسی طرح سے ہزاروں خرابیاں اور فتنے جواب تک اہل اسلام کے آپس میں واقع ہوئے سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی فضیلت اور بزرگی کے لیے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہ حدیث کافی ہے دوسری حدیثوں کی ضرورت نہیں جن کی ذات مقدس آفتوں اور بلاؤں کی روک اور اسلام کی پشت پناہ کافروں پر دھاک، مسلمانوں میں اتفاق تھی اس ذات کو بعضے بذات شریر کس منہ سے برا کہتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں سے نہیں شرماتے۔

۳۷۰- رُبْعِي بن حَرَّاش سے روایت ہے جب حذیفہؓ حضرت عمرؓ کے پاس سے آئے تو بیٹھے ہم سے حدیثیں بیان کرتے انھوں نے کہا کل امیر المؤمنین نے جب میں ان کے پاس بیٹھا آپؐ نے لوگوں سے پوچھا تم میں کس کو یاد ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فتوں کے باب میں؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں موباد اور مجنحیا کی تفسیر نہیں ہے جیسے اوپر کی روایت میں ہے۔

۳۷۱- رُبْعِي بن حَرَّاش سے روایت ہے انھوں نے سنا حذیفہؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتوں میں؟ وہاں حذیفہؓ بھی تھے انھوں نے کہا میں بیان کرتا ہوں پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس روایت میں یہ ہے کہ حذیفہؓ نے کہا میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نہ تھی (یعنی سنی سنائی ادھر ادھر کی بات نہ تھی) بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔

باب: اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جاوے گا اور سمٹ آوے گا دونوں مسجدوں کے بیچ میں ۳۷۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام شروع ہوا غربت سے مدینے میں اور پھر ایسے یہ لوٹ آوے گا جیسے شروع ہوا تھا (مدینہ میں) تو خوشی ہو غریبوں کے لیے۔

۳۷۰- عَنْ رُبْعِي قَالَ لَمَّا قَدِمَ حَذِيفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْسَ لَمَّا جَلَسْتُ ((إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرَبَّادًا مُجَنِّحًا))

۳۷۱- عَنْ رُبْعِي بْنِ حَرَّاشٍ عَنْ حَذِيفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ أَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ حَذِيفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ قَالَ حَذِيفَةُ أَنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ كَتَحْوِ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رُبْعِي وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ حَذِيفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَاطِ وَقَالَ يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا وَأنَّهُ يَارِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ ۳۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ))

(۳۷۰) ☆ اسلام شروع ہوا مدینہ سے یعنی پہلے ان لوگوں سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آئے تھے اور وہ غریب مسافر تھے اپنے وطن چھوڑ کر آئے تھے اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا۔ یعنی آخر زمانہ میں اسلام سننے سننے پھر مدینے میں آ جاوے گا اور ساری دنیا میں کفر کا زور ہو گا جو مسلمان ہو گئے وہ کافروں کے ڈر سے مدینہ میں بھاگ کر آجائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا چند معدود لوگوں سے پھر آخر زمانہ میں بھی اسی طرح گھٹ کر تھوڑے لوگوں میں رہ جاوے گا اب جو فرمایا طوبیٰ ہو غریبہا کے لیے تو طوبیٰ کے معنی خوشی اور سرور ہے اور بعضوں نے طوبیٰ سے جنت کو مراد لیا ہے بعضوں نے اس درخت کو جو جنت میں ہے اور یہ سب معنی بن سکتے ہیں۔ (نودی)

۳۷۳- عَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنْ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيُعَوِّدُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ)) وَهُوَ يَأْرُرُ

۳۷۳- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام شروع ہوا غربت میں اور پھر غریب ہو جاوے گا جیسے شروع ہوا تھا اور وہ سٹ کر دونوں مسجدوں (کے مدینے) کے بیچ

(۳۷۳) ☆ قاضی عیاض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونوں زمانوں میں اسی حال پر ہو گا کیونکہ اول زمانے میں جو چاہا انداز تھا وہ دینے میں چلا آیا تو تجربت کر کے اس کو دھن بنانے کو یا رسول اللہ کی زیارت کو اور آپ سے علم حاصل کرنے کو ایسا ہی خلفاء کے زمانے میں رہا اور ایسا ہی اس کے بعد جو جو عالم اپنے وقت کے پیشوا اور امام گذرے ہیں وہ حدیث حاصل کرنے کے لیے مدینہ میں آئے اور رہا رہے زمانے تک بھی لوگ وہیں جاتے رہے رسول اللہ کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہاں کے اور مشاہد اور آثار سے برکت حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ میں نہ آوے گا مگر وہی جو مومن ہو گا ابھی۔ اس راجح جواب میں ہے کہ شاید واقعہ قیامت کے قریب ہو گا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانہ تک رہے گا اور وہ غریب ہو جاوے گا اور حرمین میں سمٹ کر آجاوے گا اور یہ وقت ابھی تک نہیں آیا جو داس کے کہ اسلام غریب ہو گیا ہے اور کیسا غریب۔ دوسری روایت میں ہے عمرو بن عوفؓ سے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز میں آجاوے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندھ جاوے گا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے۔ اور دین شروع ہوا غریب سے اور پھر ایسا ہی ہو جاوے گا جیسے شروع ہوا تھا تو خوشی ہو غریبہ کے لیے اور غریبہ وہ ہیں جو سدھاریں گے میری نسبت کو جب لوگ بگاڑیں گے اس کو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ مرقات میں ہے کہ حجاز عرب کے اس ٹکڑے کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہیں اور اس کے گرد بڑیاں ہیں اور یہ بات تو بعضوں نے کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانہ میں اس لیے کہ تمام دنیا کے شہر بھر گئے ہیں بے دینی سے اور اس وقت میں دین سمٹ گیا ہے حجاز کی طرف اور حجاز سے اشارہ ہے اس مبارک ٹکڑے کی طرف جس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ یمن سے ایک جماعت پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہوں نے سدھار ان سنتوں کو رسول اللہؐ کی جن کو لوگوں نے بگاڑ دیا تھا اور اب تک بعضے لوگ ان میں سے یمن میں باقی ہیں یا اللہ تو ہم کو ان میں سے کر اور ہمارا حشر ان کے ساتھ کر۔

متزجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ اخیر زمانہ میں اسلام کا تنزل شروع ہو گا اور جاہل کا فخر مسلمانوں کے اوپر غالب ہوتے جاوے گا یہاں تک کہ تمام ممالک اور بلاد کا فساد کی حکومت میں آجائیں گے اور سب جگہ کا فساد کا زور ہو جائے گا اور آخر پھر وہی شراب پیئیں گے اور مدینہ جہاں سے اسلام شروع ہوا تھا مسلمانوں کی پناہ کی جگہ ہوگی اور یہ امر کچھ ظاہر ہو چکا ہے اور کچھ باقی ہے۔ سب سے پہلے جو ملک مسلمانوں کے قبضہ سے گیا وہ اندلس کا ملک تھا جہاں کی مسجدیں اور مدرسے مسلمانوں کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہیں اور ایک مسجد قرطبہ میں اتنی بڑی ہے کہ وہیں مسجد دنیا میں اور کہیں نہیں ہے کہ انفس ہے کہ نصاریٰ نے غالب آکر اس مسجد کو گر جا کر دیا ہے اور گزشتہ پچاس سال سے تو اس قدر جلد جلد مسلمانوں کا تنزل ہو رہا ہے اور ان کی حکومتیں برباد ہوتی جاتی ہیں کہ اگر ایسا ہی رہا خدا نخواستہ تو بہت قریب زمانے میں مسلمانوں کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہ جاوے گی وہ ملک جہاں صد ہا برس سے مسلمان رہتے اور رہتے تھے اور کا فساد کا نشان تک نہ تھا اب وہاں بکرا فرباشہ ہیں اور مسلمان ذلیل و خوار۔ پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانوں کے قبضے سے نکل کر نصاریٰ کے قبضے میں آئی پھر ابھی چند ہی روز گزرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستوں نے چھین لیا اور بخارا اور خیو اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاریٰ نے دیا لیا اور بلقان اور یوسینیا اور سردیا اور جبل اسود جو روم کے سلطان کے زیر نگیں تھے وہ مختار ہو گئے اسی طرح یونان کا حاکم نصاریٰ بادشاہ مختار ہو گیا اب اس وقت میں جب میں اس حدیث کی تفسیر لکھ رہا ہوں مراد ترکمانوں کا ملک روس کے نصاریٰ نے دیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بھی ہے اور اوہر سے ہندوستان کے نصاریٰ افغانستان پر دعوے کر رہے ہیں اور رقبہ

يَنْتِ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِدُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا)).
۳۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِدُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِدُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا)).

۳۷۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان مسٹ کر مدینہ میں اس طرح سے آجاوے گا جیسے سانپ مسٹ کر اپنے بل میں سما جاتا ہے۔

بَابُ ذَهَابِ الْإِيمَانِ آخَرُ الزَّمَانِ
۳۷۵- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ اللَّهُ)).

باب: اخیر زمانے میں ایمان کا مسٹ جانا
۳۷۵- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ ولایت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکال کر وہاں اپنا اقتدار بجا رہے ہیں اور جزیرہ عرب کے کئی بنا در مشل عدن اور سواکن وغیرہ کے اپنے قبضے میں کئے ہیں اب دو سلطنتیں نام کے لیے باقی ہیں یعنی روم اور ایران کی وہ بھی نصاریٰ سے خائف اور لرزناں ہیں۔ اور ان ہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہیں حدود شرعیہ کا نام و نشان نہیں نقش و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کے لیے بھی مسلمانوں کی سلطنت اور حکومت نہ رہے گی اور وہ سب نصاریٰ کی رعایا بن کر رہیں گے اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سے بھاگ کر مکہ اور مدینہ میں دم لیں گے اس وقت اس حدیث کا پورے طور سے ظہور ہو جائے گا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ میں تو اس وقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن وحدیث کی نشر و دہاں کچھ شیاطین ہیں جو مانع ہوتے ہیں پھر اسلام کے سنسنے سے مکہ اور مدینہ کی طرف کیا مارا ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ میں فی الحال ہے جب کہ سچے اور سچے مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں پھر جب یہ سب سچے مسلمان کافروں سے ڈر کر مکہ اور مدینہ میں جا کر جمیں گے تو ان شیاطین کی اچھی طرح خبر لیں گے اور اس وقت میں بڑی آزادی کے ساتھ کتاب اور سنت کی پیروی کر میں میں رائج ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہو جاوے گی۔ جو کوئی زعمہ رہے گا وہ اس کو دیکھے گا۔ انشاء اللہ۔

(۳۷۵) ☆ پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا اس وقت قیامت قائم ہوگی۔ نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اسی وقت ہوگی جب سب لوگ بدترین رہ جاویں گے جیسے دوسری روایت میں ہے اور یحییٰ کی طرف سے ایک ہوا آوے گی قیامت کے قریب تو سب مومن مر جاویں گے اس ہوائے یہ بات کہ زمین میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے پہلے مجھ کو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تھی پر اس زمانے میں تصدیق ہو گئی اور حدیث پر کامل یقین ہو گیا ہمارے زمانے میں اللہ کے منکر بہت پھیلنے جاتے ہیں اور کوئی اللہ کا نام لے کر تو اس پر ہنسنے ہیں پھر قیامت کے قریب کم بخت اسی قسم کے منکرین یعنی دہریہ یا نچرہ رہ جاویں گے اور اللہ کے ماننے والے سب اللہ جاویں گے۔

۱۔ پاکستان کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں افغانستان پر روس کا تسلط ہو چکا ہے اور ایران میں روس بنگا ہے۔ عطائر حنین اشرف۔ (پروف ریڈر)
۲۔ آج کل واقعی حرمین شریفین میں جلاوطن الملک امام المسلمین سعود بن عبدالعزیز حفظہ اللہ دود کا دم نفیست ہے اعلیٰ حضرت کتاب وسنت کی پیروی اور اشاعت میں مشغول ہیں۔ وہاں قرآن وحدیث کا قانون رائج ہے اور شرک و بدعت کی خوب سرکوبی کی جا رہی ہے آگے کا بھی خدا حافظ ہے۔
یہ میرا ہمشاہدہ ہے۔ حفظہ عبدالغفار سلفی۔ ۲۶ شعبان ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۱۵ء۔

۳۷۶- انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی اس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (بلکہ جب وہ مرے گا اس وقت قیامت ہوگی)۔

باب: جو شخص ڈرتا ہوا اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے

۳۷۷- حذیفہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا گو کہتے آدمی اسلام کے قائل ہیں پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ ڈرتے ہیں ہم پر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیوں سے لے کر سات سو تک ہیں آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ۔ حذیفہ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے یہاں تک کہ بعض ہم میں سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے۔

باب: جو شخص ضعیف الایمان ہو اس کا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو

۳۷۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ))

بَابُ الْإِسْتِسْرَارِ بِالْإِيمَانِ لِلْجَائِفِ

۳۷۷- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَحْصُوا لِي كَمْ يَلْفِظُ الْإِسْلَامَ)) قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّخَفْنَا عَلَيْهِمَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السُّتِّ مِائَةٍ إِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ قَالَ ((إِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلُوا)) قَالَ فَأَتَيْنَا حَتَّى جَعَلَ الرَّحْلُ مِثْلَ لَأٍ يُصْنَى بِالْأَسِيرِ

بَابُ تَأَلُّفِ قَلْبٍ مَنْ يَخَافُ عَلَى إِيْمَانِهِ لِضَعْفِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْإِيمَانِ مِنْ

(۳۷۷) یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں؟ بخاری کی روایت میں ایک ہزار پانچ سو ہیں اور ایک روایت میں پانچ سو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ عورتیں بچے سب مل کر ایک ہزار پانچ سو ہونگے اور مرد چھ سو سات سو ہونگے اور لانے کے قائل پانچ سو ہونگے۔ سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سو سات سو آدمیوں پر ان کو دشمنوں کا ڈر نہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور ساری دنیا میں بیس کروڑ سے کم نہ ہونگے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جس کی انتہا نہیں فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ یعنی یہ ان فتنوں میں ہوا جو رسول اللہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لانے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہو گیا ایک کی ایک فکر میں تھا اکثر گھری میں پڑھنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہو گئی ہمارے زمانہ میں بھی مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہو گئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی عبادت ہے کہ یہود اور نصاریٰ بھی اس سے منع نہیں کرتے اور میں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں نماز پڑھیں؟ انھوں نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کی ملک نہیں پھر جو چاہے اس میں خدا کو یاد کرے اور اس کی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ میں کوئی ان سے خلاف کرے تو پھر اس کو اپنی مسجد میں آنے نہیں دیتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجد میں اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خولہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد میں آنے سے اور اس میں نماز پڑھنے سے منع نہ کریں یہاں تک کہ شیخہ اور خوارج اور معتزلہ کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا درست نہیں ہے۔

غیر دلیل قاطع

مومن نہ کہنا

۳۷۸- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْطِي ظُلْمَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُسْلِمٌ)) أَقُولُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا ((أَوْ مُسْلِمٌ)) ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي لَأُغْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةً أَنْ يَكُنَّ اللَّهُ فِي النَّارِ))

۳۷۹- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا وَرَدَّ عَلَيَّ جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ سَعْدٌ فَتَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ

۳۷۸- سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال بانٹا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلا نے کو دیکھئے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا مسلمان ہے میں نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں خدا اس کو اندھے منہ جہنم میں نہ گرا دے۔

۳۷۹- سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور میں وہاں بیٹھا تھا تو آپ نے بعضوں کو نہیں دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک ان سب میں بہتر تھے میں نے

(۳۷۸) ☆ یعنی تو اس کو بھیجا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو میں کہہ دو مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اس کے ایمان کا انکار نہیں نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اس کو بھیجا مومن کہنے سے اس وجہ سے کہ اس کا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہ ہوا اور دوسرے یہ کہ ایمان ایک فضل قلبی ہے اس کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہے زبان سے اقرار کرنے سے۔ صاحب تحریر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس شخص کے مومن نہ ہونے کا حالانکہ اس میں اشارہ ہے اس کے مومن ہونے کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو میں زیادہ چاہتا ہوں پر دیتا اور کو ہوں ایسا نہ ہو وہ جہنم میں اور مدحاً اگر جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے اور اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے اور کچھ بیان اس کا اور گزر چکا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس مذہب کی طرف جو حق ہے کہ فقہ زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں جب تک دل سے یقین نہ ہو اور کرسمیہ اور بعضے مر جیہ یہ کہتے ہیں کہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہے مسلمانوں کے اجماع کے اور خلاف ہے آیات اور احادیث کے جن سے منافقوں کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقوں کا بھی یہی حال تھا کہ وہ دل سے یقین نہ رکھتے تھے پر زبان سے اقرار کرتے تھے۔ (نوٹی) آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہو تا ہے اور میں اس کو دنیا کا مال دیتا ہوں تو اس وجہ سے نہیں دیتا کہ میں اس کو زیادہ چاہتا ہوں چاہتا تو میں دوسرے کو ہوں جس کا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اس کا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ دنیا کا مال نہ لےنے سے خفا ہو جاوے اور اسلام سے پھر جاوے پھر جہنم میں اور نہ منہ گرے اور جس کا ایمان قوی ہے اس کو اتنی ضرورت مال دینے کی نہیں کیونکہ وہ ایمان سے پھرنے والا نہیں۔ نوٹی نے کہا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کا رد اور ست ہے جائز کام میں اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے اور مفقود فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس کی کوئی مصلحت ہو اور کسی کو بھیجا مومن نہیں کہتا چاہیے جب تک دلیل یقینی نہ ہو اور امام اپنی رائے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام میں پھر جو اس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت میں جانے کا یقین نہیں مگر جن کے لیے نص آگئی جیسے عشرہ مبشرہ وغیرہم اور اس پر اجماع ہے اہل سنت کا۔

۲۳۸

أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُخَيِّبُ الْمَوْتَى قَالَ أَوْ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ ((بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قُلُوبِي)) قَالَ ((وَيَرْحَمُ اللَّهُ لَوْطًا لَقَدْ كَانَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ كَذِبًا))

اللہ ابراہیم کو بھی شک نہ تھا اور یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری اذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تخییب الموتی لوگوں نے حضرت ابراہیم پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ ان کو شک ہو امر دوں کے جی اٹھنے میں اور ہمارے پیغمبر کو شک نہیں ہو تب آپ نے ان کا گمان غلط کرنے کے لیے فرمایا کہ حضرت ابراہیم پیغمبر تھے اور پیغمبر بھی کیسے ظلیل اللہ پھر اگر ان کو شک ہو تا تو مجھ کو بھی ضرور شک ہو تا۔ حضرت ابراہیم کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا ہر طریق تواضع اور ادب کے اور شاید اس وقت تک آپ کو معلوم نہ ہوا ہو گا کہ آپ سب پیغمبروں سے درجے میں زیادہ ہیں۔ پھر اختلاف کیا ہے علماء نے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہ تھا تو انھوں نے خدا سے درخواست کیوں کی کہ مجھ کو دکھلاوے تو کیوں کر جلاوے گا مردوں کو بیان کیا ہے کئی وجہوں کو لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم کو مردوں کے جی اٹھنے پر یقین تھا پر انھوں نے چاہا کہ اور زیادہ لو کو اطمینان ہو جاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا تھا کہ اللہ مردوں کو جلاوے گا لیکن انھوں نے اپنی آنکھوں سے اس امر کو نہ دیکھا تھا اس واسطے انھوں نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑھ کر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہو تا ہے کیونکہ علم استدلالی میں شکوک باقی رہتے ہیں پھر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہیں۔ یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے آپ کو خدا کے پاس آزمایا چاہا کہ خدا ان کی درخواست قبول کر تا ہے یا نہیں اور اس صورت میں اولہم تو من کے یہ معنی ہوں گے کیا تجھ کو یقین نہیں اس بات کا کہ تو میرا دوست ہے اور تیرا امت ہے اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے یقین کو بڑھانا چاہا اگرچہ پہلے بھی ان کو یقین تھا اور شک بالکل نہ تھا پر وہ علم یقین تھا انھوں نے چاہا کہ اس سے بڑھ کر یقین یقین کا درجہ حاصل ہو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب انھوں نے مشرکوں پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار جلاتا ہے اور رات ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکھلاوے تاکہ ان کی دلیل صاف ثابت ہو جاوے اور بعضوں نے اور وجہیں بیان کی ہیں پر وہ ظاہر نہیں ہیں۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ حضرت ابراہیم نے یہ سوال کیوں کیا تو اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ انھوں نے ایک مرد راہ جانور دیا کے کنارے دیکھا جس کو درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کھا رہے تھے ان کو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے کٹلے کیونکر اکٹھے ہو گئے اور ان کے دل کو شوق ہوا کہ مردے کا جی اٹھنا دیکھیں ان کو شک نہ تھا لیکن انھوں نے یہ بات چاہی کہ اس کو دیکھ لیں جیسے مومنین چاہتے ہیں کہ رسول اللہ اور جنت کو دیکھیں اور خدا کے دیدار کے طالب ہیں حالانکہ ان کو یقین ہے ان سب کا اور شک نہیں ہے ان میں ابھی۔ فرمایا رحم کرے اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر وہ پناہ چاہتے تھے یعنی جب فرشتے اللہ کا عذاب لے کر حضرت لوط کے پاس آئے تو خوبصورت لڑکوں کے ہمیں میں آئے تھے حضرت لوط نے ان کو مہمان سمجھ کر ان کی مہمانی کرنا چاہی پر ان کی قوم کے لوگ جو کواہت اور لوطے بازی میں مبتلا تھے جمع ہو کر آئے اور ان مہمانوں کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانوں کی خاطر داری اور دل جوئی میں نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا خدا سے ڈرو اور مجھ کو سواست کرد مہمانوں کے رو برو اگر تم کو ایسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیوں حاضر ہیں اس پر بھی انھوں نے نہ مانا تب حضرت لوط نے فرمایا کاش مجھے زور ہو تا تو تم کو روکتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی بجائی میرے کنبے والے ہوتے تو ان کی پناہ لیتا جو انھوں نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والوں کی پناہ کا ذکر کیا تو اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ خدا سے غافل تھے بلکہ انھوں نے اپنے مہمانوں کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہاں تک چلا میں تم کو بچاتا اور شاید اس وقت ربیع اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا بھول گئے تو حضرت لوط

بَاوِي اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ بُشْتُ فِي السَّحْرِ
طَوْلُ ثَبْتِ يُوْسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ))

خانے میں اتنے دنوں رہتا جتنے دن حضرت یوسفؑ رہے تو فوراً
بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا۔

۳۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَثَلِ حَدِيثِ

يُوْسُفَ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ

((وَلَكِنْ لَيُطَمِّئَنَّ قَلْبِي)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ

الآيَةَ حَتَّى حَزَّهَا.

۳۸۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۸۴- عَنْ الزُّهْرِيِّ كَبْرَوَاتٍ مَالِكٍ بِإِسْنَادِهِ

وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى أَنْحَزَهَا

باب: ہمارے پیغمبر محمدؐ کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام
شریعتوں کو آپؐ کی شریعت سے منسوخ سمجھنا

بَابُ وَجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى

جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ

واجب ہے

۳۸۵- ابوبریرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہیں جو اس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ

لئے نے فرمایا کہ خدا ان پر رحم کرے فرمایا اگر میں قید خانے میں اتنے دن رہتا جتنے دن حضرت یوسفؑ رہے میں تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا

جاتا یعنی جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسفؑ قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قید خانے میں رہے آخر عزیز مصر کی طرف ایک بلانے

والا آیا کہ چل کر اس کے خواب کی تعبیر بیان کریں مگر حضرت یوسفؑ نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتوں کے کمر کی دریافت نہ ہوگی اور میری

سفائی بالکل نہ ہو جاوے گی اس وقت تک میں نہ آؤں گا تو ہمارے پیغمبرؐ نے حضرت یوسفؑ کی فضیلت بیان کی کہ ان میں کس قدر صبر اور

استقلال تھا کہ ایسا دوسرے میں ہونا مشکل ہے ورنہ انسان جب معصیت میں گرفتار ہوتا ہے تو جس طرح ہو سکے اس سے چھوٹنے میں جلدی کرتا

ہے۔

(۳۸۵) ☆ یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اس لیے میرے تابع زیادہ ہوں گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جس

میں سحر وغیرہ کا شہ نہیں ہو سکتا برخلاف اور معجزوں کے کہ ان میں سحر وغیرہ کا شہ ہو سکتا تھا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا

اور پیغمبروں کے معجزے گزر گئے جیسے ان کا زمانہ گزر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ معجزہ واسطے ہے کہ قرآن کے

طرز زبان اور اس کی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے حالات نے سب آدمیوں کو عاجز کر دیا کہ کوئی اس کی مثل ایک سورت بھی بنا سکے اگر وہ

سب جمع ہوں تب بھی نہیں ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گزرے ہزاروں قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ اس کے مقابلے کی

ایک سورت بناتا ہمارے زمانے میں بعض عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلے ہیں جو قرآن کی حریت کو فسخ نہیں جانتے اور اس میں لڑ

مل چکے تھے پھر ایمان لائے اس پر آدمی لیکن مجھ کو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا معجزہ کسی پیغمبر کو نہیں ملا) اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن۔

۳۸۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا

النَّبِيَاءُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَغْطَيْتُ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوَيْسَتْ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)۔

۳۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ

قَدْ اعْتَرَا ضِلَّيٌّ كَرْتِمْ هِيَ۔ کوئی ان سے پوچھے تم نے عربی زبان میں کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف دعو بھی جانتے ہو یا نہیں تو جواب ملتا ہے کہ نہیں سبحان اللہ میٹھی کو بھی زکام ہوا۔ بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سن کر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آج تک اس کی فصاحت اور بلاغت اور طرزِ زبان ہے مثل ہونے کا اقرار کرتے ہیں پر یہ کل کے لوٹے اور ہندی بوزے کھوسٹ جن کی کوئی مسلمانوں کی حکومت میں نکلے کو نہ پوچھے مسلمانوں کے مصلح بن کر بیٹھے ہیں اور یہ اصلاح کرتے ہیں کہ حدیث اور قرآن کو ختم کرتے ہیں لاجل و لا قوۃ الا باللہ پھر جو رسول مقبولؐ نے اس حدیث میں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی دلائیں مسلمانوں نے فتح کیں اور بھی امید آپ نے کی تھی دے یہی اللہ تعالیٰ نے کر دکھایا خدا کا شکر ہے اس کی نعمتوں پر جو بے انتہا ہیں اے خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا دے یہی اس زمانے میں بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر تاکہ وہ پھر تیرے دین کی ترقی میں مصروف ہوں اور دنیا میں نیک نامی اور عزت اور آخرت میں ثواب اور جنت حاصل کریں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۸۶) ☆ نودی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتیں سب منسوخ ہو گئیں ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نقلی کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ موصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آنے سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہیں ہوتا۔ اتنی اگرچہ اس زمانے میں مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت میں پھیل گئے پر وہ سب کے سب اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں اور دین کو انھوں نے بالائے طاق رکھ دیا ہے الانشاء اللہ۔ دین کی دعوت کا فروغ کو تو کیا وہ عام مسلمانوں کو بھی دین کے احکام نہیں بتلاتے یہاں تک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہیں یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اس میں صرف کی ہے اور اس کا فائدہ ہے حد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے حواریوں نے دین کی دعوت پھیلانا شروع کی اور باوجود ان کے مخالف زور آور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزاروں لاکھوں ان میں سے عیسائی ہو گئے اور عیسائیوں کی قوت یہاں تک بڑھی کہ ساری دنیا میں ان کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک اس دعوت کا اثر پڑا ہے اور اب تک عیسوی عالم دعوت کو نہیں چھوڑتا اور رات دن تحریر اور تقریر سے عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہیں اور جس ملک کے لوگوں کو سنتے ہیں کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف ہیں وہاں فوراً جیسے ہو سکتا ہے پہنچتے ہیں اس کام میں چاہے جان جاوے چاہے عزت سب قبول ہے وہ انہا دین پھیلانے کے لیے سب کو ارا کر لیتے ہیں۔ بڑا افسوس ہے کہ

اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لاوے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن) تو جہنم میں جاوے گا۔

۳۸۷- ایک شخص نے جو خراسان کا رہنے والا تھا فحش سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لوطی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے۔ شخص نے کہا مجھ سے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے انھوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کو دہرا ثواب ملے گا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر میرا زمانہ پاوے اور مجھ پر بھی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجھ کو سچا جانے تو اس

وَلَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالْبَلَدِيِّ
أُرْسِلَتْ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ))

۳۸۷- عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مَنْ قَبَّلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أُعْتِقَ أَمْنَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّائِبِ بَدَنَتُهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بَرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ

تین مسلمان اس سے بالکل عاقل ہیں اور ان کے ملا اور مولوی اور رویش سوائے آرام سے روٹیاں کھانے کے دین کا کوئی کام نہیں کرتے نہ سفر کرتے ہیں نہ اور ملک کے اقوام کی زبانیں سیکھتے ہیں نہ اور زبانوں میں اسلام کی کتابوں کا اور قرآن کا ترجمہ پھیلاتے ہیں۔ ہائے نصرانی نے اپنی واقعیت کے واسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں کیا پر مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابوں کا ترجمہ غیر زبانوں میں خصوصاً کافروں کی زبانوں میں کر کے اس کے لاکھوں ہزاروں نیسے کافروں میں پھیلا دیں تاکہ وہ سچے دین شریعت سے واقف ہوں۔ نصرانی نے انہا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنی عقل سے کام لے تو اس کو یہ دین غلط معلوم ہوتا ہے۔ تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین الٰہی دینی بات ہے جو کسی کے ذہن میں نہیں آتی پھر یہ کہاں کہ جو عینی خدا کے بیٹے ہیں باوجودیکہ عینی کھاتے تھے اور پیتے تھے اور جتے تھے اور موتے تھے اس سے بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو وہ دعوت کے زور سے کم عقلوں اور بے وقوفوں میں سبکی پھیلا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کھرا اور بے لوث ہے جس میں سوائے ایک سچے خدائے برحق کے جس نے ہم کو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہیں اور اس دین میں کوئی بات عقل کے خلاف نہیں جیسے اور دینوں میں پائی جاتی ہے پھر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصرانی کی نسبت اپنے پیارے دین کے پھیلانے میں عشر عشر بھی کو شش کریں تو اس کا اثر نصرانی کی کو شش سے کہیں زیادہ ہو گا اور چونکہ اس زمانے میں لوگوں کا رجحان علم کی طرف زیادہ ہے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سب دینوں میں اسلام کو ترجیح دیں گے اور شرک و کفر کو چھوڑ کر خدائے برحق کی توحید کے قائل ہوں گے جو سب سے اعلیٰ رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچھ لوگ قرآن و حدیث کا ترجمہ کافروں کی زبانوں میں کریں کچھ اسلام کی حقیقت کے دلائل بمقابلہ اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکھ کر ہر ایک قوم کے کافروں میں پھیلا دیں کچھ کافروں کی زبان سیکھ کر ان کے ملک میں جا کر زبانی پند و نصیحت اور دعوت کریں بھلا۔

(۳۸۷) ☆ یہ شخص نے اس واسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اس کو یاد رکھے۔ سبحان اللہ اگلے لوگوں نے دین کے واسطے کسی کیسی بے انتہی کوششیں کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے منزلوں کا سفر اور تکلیفیں اٹھائیں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دیوے تمام لفظ

کو دہرا ثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میاں کا بھی اس کو دہرا ثواب ہے اور ایک اس شخص کو جس کے پاس ایک لوٹری ہوا اچھی طرح اس کو کھلاوے اور پلاوے بعد اس کے اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پر اس کو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لے تو اس کو بھی دہرا ثواب ہے۔ پھر شعبیؒ نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث لے لے بے محنت کئے۔ نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کے لیے مدینے تک سفر کیا کرتا تھا۔

أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَذَى حَقِّ إِلَهٍ تَعَالَى وَحَقِّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَدَاَهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَدْبَهَا فَأَحْسَنَ أَدْبَهَا ثُمَّ أَعْفَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ((ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَّاسَانِيِّ حَدِّثْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

۳۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۸۸- عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

باب: حضرت عیسیٰؑ کے نازل ہونے اور ان کے شریعت محمدیؐ کے موافق چلنے کا بیان

بَابُ نَزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

۳۸۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰؑ مریم کے بیٹے تم لوگوں میں اور حکم کریں گے موافق اس شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے

۳۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَمًا

تو مسلمانوں کی طرف سے اس لیے کہ ان کا احسان سب مسلمانوں پر ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میاں کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لوٹری کو آزاد کرے اس سے نکاح کر لے۔

(۳۸۹) نووی نے کہا حضرت عیسیٰؑ توڑ ڈالیں گے سولی کو اس سے یہ نکلا ہے کہ منکرات اور لہو لعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تصادیر وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے اور سوراخ کاڑھنا بھی اسی قسم میں سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس مذہب کی جو عقائد ہے کہ سوراخ ہم جہاں پاویں اگرچہ دارالکفر میں ہو اور ہم قادر ہوں اس کے قتل پر تو قتل کریں اس کو اور یہ قول شاذ ہے کہ اس کو چھوڑ دیں۔ اور یہ جو سزل اللہؑ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ موقوف کر دیں گے جزیہ کو یہی صحیح معنی ہے حدیث کا یعنی اس زمانہ میں کافروں کو حکم ہو گیا مسلمان ہوں یا قتل کئے جائیں جزیہ لینا موقوف کیا جاوے گا ایسا ہی کہا ہے امام ابو سلیمان خطابؒ نے اور قاضی عیاضؒ نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰؑ جزیہ مقرر کریں گے سب کافروں پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہو گی پر یہ صحیح نہیں ہے اور تمحیک معنی وہی ہے جو خطابؒ نے کہا اور اسی طرف گئے ہیں جمہور علماء مگر اس صورت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدیؐ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ موافق شریعت محمدیؐ کے حکم کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت محمدیؐ کے خلاف نہیں ہے اس لیے جزیہ لینے کا حکم اسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰؑ اتریں اور جب یہ امر حدیث میں مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدیؐ کا ہونا عیسیٰؑ علیہ السلام کا اور یہ جو فرمایا بہت دیر سے مال کو تو لٹھ

مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخَنزِيرَ وَيَضَعَ الْحِزْيَةَ وَيَقْبِضَ النَّمْلَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ))۔
 سولی کو (جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ کو اور بہت دیں گے مال کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔

۳۹۰- عَنْ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رَوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ((إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا)) وَفِي رَوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ ((إِمَامًا مُقْسِطًا)) وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ وَ ((حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِن شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ النَّبَاةِ۔
 ۳۹۰- زہری سے دوسری روایتیں بھی ایسی ہی ہیں ابن عیینہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امام ہونگے انصاف کرنے والے اور حاکم ہونگے عدل کرنے والے اور یونسؑ کی روایت میں ہے کہ حاکم ہونگے عدل کرنے والے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے والے جیسے لیث کی روایت میں ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اتنا مال بہاویں گے کہ ایک سجدہ اس زمانے میں ساری دنیا سے بہتر ہوگا پھر ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہیں اہل کتاب میں ہے جو ایمان نہ لاوے عیسیٰؑ پر ان کے مرنے سے پہلے۔

لہٰذا مطلب یہ ہے کہ عدل اور انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاوے گا یا زمین اپنے خزانے نکال دے گی جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے یا لوگوں کی رغبت مال کی طرف نہ ہوگی بوجہ قرب و قیامت کے اس وجہ سے مال بہت بڑھے گا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو۔

(۳۹۰) ☆ یعنی لوگوں کی رغبت اس زمانے میں عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ ان کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور قاضی عیاضؒ نے کہا ایک سجدہ کا ثواب اس زمانے میں ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہوگا کیونکہ مال کی اس وقت احتیاج نہ ہوگی بے سبب کثرت کے اور سجدہ سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدہ کا نماز مقصود ہے یعنی عیسیٰؑ جب اتریں گے تو ان کے زمانے میں جو اہل کتاب ہو گئے وہ ایمان لاویں گے ان پر اور یقین کریں گے اپنی غلطی کا اور جائیں گے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی لوٹنی کے بیٹے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہؓ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن میں جو قبل موت کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے اور معنی آیت کا یہ ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان نہ لاوے یعنی جان نکلنے کے وقت اس کو حق بات کھل جاتی ہے کہ میں جو عیسیٰؑ کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا جانتا تھا یہ غلط ہے اس وقت کا ایمان فائدہ نہ دے اس واسطے کہ وہ حالت نزع اور سرکرات ہے اور ایسی حالت میں قول اور فعل کسی کا اعتبار نہیں اور ایسی حالت میں نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ صیغہ نہ عقائد نہ اور کسی قسم کا عقیدہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو برا کی کیا کرتے ہیں جب موت آن پڑتی ہے تو کہتے یہاں اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہو جاتی ہے اس کتابی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی کے لیے عام رہتی ہے اور نوید ہے اس کی قرأت قبل موت کی اور بعضوں نے یہ کہا کہ یہ کی ضمیر ہمارے پیغمبر کی طرف پھرتی ہے اور موت کی کتابی کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان لاوے گا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے۔ واللہ اعلم (نووی)

۳۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسُ اللَّهِ فِي مَرْيَمَ كَمَا فِي عَادٍ فَلْيَكْسِرُوا الصَّليبَ وَلْيَقْتُلُوا الْخَنِيزِيرَ وَلْيَصْنَعُوا الْحِزْبَةَ وَلْيَتَرَكُوا الْفُلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلْيَذْهَبُوا الشُّخَاءُ وَالْبَغَاضُ وَالنَّحَاسُ وَلْيَدْعُوا إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))

۳۹۲- ابوبہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہو گے تم جب مریم کا بیٹا اترے گا تم لوگوں میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

۳۹۳- ابوبہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم میں اور امامت کریں گے تمہاری۔

۳۹۴- ابوبہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم لوگوں میں پھر امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے (ولید بن مسلم نے کہا) میں نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری سے

۳۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسُ اللَّهِ فِي مَرْيَمَ كَمَا فِي عَادٍ فَلْيَكْسِرُوا الصَّليبَ وَلْيَقْتُلُوا الْخَنِيزِيرَ وَلْيَصْنَعُوا الْحِزْبَةَ وَلْيَتَرَكُوا الْفُلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلْيَذْهَبُوا الشُّخَاءُ وَالْبَغَاضُ وَالنَّحَاسُ وَلْيَدْعُوا إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))

۳۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسُ اللَّهِ فِي مَرْيَمَ كَمَا فِي عَادٍ فَلْيَكْسِرُوا الصَّليبَ وَلْيَقْتُلُوا الْخَنِيزِيرَ وَلْيَصْنَعُوا الْحِزْبَةَ وَلْيَتَرَكُوا الْفُلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلْيَذْهَبُوا الشُّخَاءُ وَالْبَغَاضُ وَالنَّحَاسُ وَلْيَدْعُوا إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))

۳۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسُ اللَّهِ فِي مَرْيَمَ كَمَا فِي عَادٍ فَلْيَكْسِرُوا الصَّليبَ وَلْيَقْتُلُوا الْخَنِيزِيرَ وَلْيَصْنَعُوا الْحِزْبَةَ وَلْيَتَرَكُوا الْفُلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلْيَذْهَبُوا الشُّخَاءُ وَالْبَغَاضُ وَالنَّحَاسُ وَلْيَدْعُوا إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))

۳۹۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّاكُمْ مِنْكُمْ)) فَقُلْتُ يَا أَبَا أُبَيٍّ ذَنْبٌ إِنَّ

(۳۹۱) یعنی کوئی اس کی پروا نہ کرے گا نہ اس کی خدمت کرے گا اس وجہ سے کہ دنیا کے مال بے حد بڑے ہو گئے لوگوں کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنے عقبی کی فکر کریں گے۔ قاضی عیاضؒ نے اور صاحب مطالع نے کہا لا یسعی علیہا کے معنی ہیں کہ اس کی زکوٰۃ نہ لائیں گے اس وجہ سے کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجہ سے اور صواب دینی ہے جو معنی ہم نے بیان کئے۔ (نووی)

(۳۹۳) یعنی تابع ہو گئے شریعت محمدیؐ کے اور عیروی کریں گے قرآن اور حدیث کی توحضرت عیسیٰؑ اگرچہ پیغمبر ہیں پر ان کی پیغمبری کا زمانہ پیغمبر کے ظہور پر ختم ہو گیا اب جو وہ دنیا میں آویں گے تو ہمارے پیغمبر کی امت میں شریک ہو کر قرآن و حدیث کے موافق عمل کریں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ خود مجتہد مطلق ہوں گے اور قرآن و حدیث سے احکام نکالیں گے اور کسی مجتہد کے تابع نہ ہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسیٰ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر چلیں گے بلکہ ایسے خیال میں تو بین حضرت عیسیٰ کی کشتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے ان کا علماء محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کے علماء نے لہ

انھوں نے نافع سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے اس میں یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی میں سے ہو گا ابن ابی ذب نے کہا تو جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے؟ میں نے کہا بتلاؤ انھوں نے کہا امامت کریں گے حضرت عیسیٰؑ تمہاری تمہارے پیغمبر کی سنت سے۔

۳۹۵- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا (کافروں اور منافقوں سے) حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا پھر عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا آئیے نماز پڑھائیے (حضرت عیسیٰؑ سے کہے گا) وہ کہیں گے نہیں تم میں سے ایک دوسروں پر حاکم رہیں یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرمادے گا اس امت کو۔

باب: اس زمانے کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہو گا
۳۹۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے

أَنَا وَرَاضِيٌّ حَدَّثَنَا عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ((وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ)) قَالَ ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ نَحْبِرُ قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسَنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
۳۹۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ لَنَا يَقُولُ لَا إِنْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْرَاءُ تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةُ)).

بَابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ
۳۹۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ

لہ اس کو باطل قرار دیا ہے اسی طرح یہ قول کہ امام مہدی ابو حنیفہؒ کے مقلد ہو گئے یا حضرت خضر ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہیں جن پر ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہیں، اور تعجب ہے ان علماء سے جنھوں نے بے سمجھے ہوئے ایسی دہائی باتوں کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور جاہل ان باتوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ سے امید ہے کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں قرآن وحدیث کے پیر و اور تابع ہو گئے اور اہل حدیث کے عمود و معاون ہو گئے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اٹھادیں گے اور جو متعصب مقلدان کا کہنا نہ مانیں گے دودھ کیل و خوار ہو گئے جو زندہ رہے گا وہ انشاء اللہ ہمارے اس کلام کی تصدیق کرے گا اور ہمارا اسلام ان دونوں حضرات کی خدمت میں پہنچا دے گا اور ہماری سعی اور کوشش ان کی دعا خیر سے آخرت میں نیک ثمرہ کھلاوے گی اور ہمارا ہجر و سر تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندہ کی اور موت کے بعد اور ہم کو اس کی غلامی اور بندگی پر فخر ہے دنیا اور آخرت میں۔ اے ہمارے صاحب مالک، خداوند کریم ہم کو اپنی غلامی میں قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد میں لگا دے اور ہم کو فنا کر دے اپنے مشق و محبت میں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۹۵) ☆ کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام کی اطاعت قبول فرماویں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے سبحان اللہ حضرت عیسیٰؑ ہمارے پیغمبر کی پیروی کریں گے ہمارے پیغمبر نے بھی ایک بار عبد الرحمن بن عوفؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے کے امام مہدیؑ ہو گئے جو قائم مقام ہو گئے رسول اللہؐ کے اور بڑی فضیلت اور بزرگی والے ہو گئے۔ (راضی ہو اللہ ان سے)

(۳۹۶) ☆ اس لیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب نشانیاں کھل گئیں اور قیامت آئی اس وقت تو کافر تھے

الْإِنْسَانُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَلْحَمُونَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا

تلق اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جائے گا۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اہل حدیث اور فقہاء اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیہ میں ہے جو ساری آیتوں اور حدیثوں کو ظاہری معنی سے پھیر کر ایک دوسرا ہی معنی نکالتے ہیں اور مخالف ہے صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کا اور یہ فرقہ چھوٹا بچہ ہے نجری اور لفظی اور دہری ٹیکوں کا) اس میں تاویل کی ہے۔ اچھی۔

مترجم کہتا ہے کہ میں نے اہل باطن کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے علل اور اسباب کو دیکھا تو اکثر تاویلات کرنے والوں کے لیے مفید نہ ہوئیں بلکہ جو قباح انھوں نے اپنے سوء فہم سے ظاہری معنی میں خیال کئے تھے اس سے دو چند زیادہ مفاسد تاویل معنی میں پیدا ہو گئے باوجود اس کے وہ لوگ اپنی تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک دوسرے سے شیطان کا خدا اس سے پناہ میں رکھے۔ اسی قسم کی بے تاویل استواء کے ساتھ استیلاء کے اور تاویل نزول کے ساتھ نزول رحمت کے اور تاویل مسح اور بصرہ وغیرہ صفات اللہ کی اور بعض تاویلات ایسی دیکھیں کہ ان میں علت تاویل موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہیں ہوتی۔ اب اس تاویل کا کرنا وہ دجہ سے خالی نہیں یا تو وہ درحقیقت اس عقیدے پر نہیں جس کو وہ ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئیں ذلیل اور روانہ کرنے کے لیے یا اس آفت سے بچنے کے لیے اس نے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا یا یاد دہرائے ہوتا ہے اور انتہا حقاقت اور سفاہت میں مبتلا ہے کہ تاویل ضروری نہ ہونے کی صورت میں بھی تاویل کر تا ہے۔

اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھتم سے نہ نکلے تو اہل سنت نے اس کو اپنے ظاہری معنی پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا پچھتم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلاف عقل نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہے اس لیے کہ جس نے زمین کو مغرب سے مشرق کی طرف متحرک رکھا وہ دنیا کے ختم کرتے وقت اگر اس کو مشرق سے مغرب کی طرف کر دیوے تو کیا مشکل ہے۔ اب باطنیہ نے جو اس حدیث میں تاویل کی تو وہ محال سے خالی نہیں یا یہ کہ وہ باطنیہ ہیں جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نجری اور خداوند کریم کے انکار کرنے والے ہیں اس صورت میں تو اہل سنت تاویل کی ضرورت ہے پر جو معاذ اللہ اس قسم کا بکا اعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اس کی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت وغیرہ کا منکر ہو تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے قرآن اور حدیث کو تسلیم کر لے اور بعد اس کے تاویل کے درپے ہو اس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہی نہیں اور اس نے تو جڑ کاٹ دی (معاذ اللہ) خدا کی پھر ایسے لوگوں کے جب آیات یا حدیث میں تاویلات مسموع ہوتی ہیں تو اور زیادہ انکی حمایت اور دانائی کا ثبوت ہوتا ہے۔ اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل المادہ نے ہمارے زمانے میں معجزات اور وحی اور مشرور و غیرہ میں تاویل کی ہے اور فرشتوں اور شیاطین اور جنوں کا انکار کیا ہے یا یہ وہ باطنیہ ہیں جو خداوند کریم اور اس کی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور متصرف ہیں پھر ایسے لوگوں کو کون سی ضرورت آن پڑی ہے جو اس حدیث میں تاویل کریں اور یہ امر یعنی آفتاب کا پچھتم سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورے سے نکلنے میں کسی قسم کا استبعاد نہیں اسی طرح سے پچھتم سے نکلنے میں بھی کوئی استبعاد نہیں اور پورے اور پچھتم اور شمال اور جنوب یہ چاروں جہتیں اعتبار ہی ہیں اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان میں تبدل اور تغیر ہوتا رہتا ہے۔ عرض تمہیں میں نہ مشرق ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھ مہینے تک افق کے قریب اس کو اوپر رہتا ہے اور چھ مہینے تک اس کے نیچے۔ علاوہ اس کے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھیں تو زمین کے ایک ذرا سی حرکت غیر معمولی ہے جو شائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہیں نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھیں تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مذہبی جو گرد آفتاب کے ہے دونوں معلول ہیں جذب اور کشش آفتاب اور فعل ذاتی زمین کی پھر جب تلخ

دے گا اس شخص کو جو پہلے ایمان نہیں لایا یا اس نے ایمان کے ساتھ نیکی نہیں کی۔

۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۹۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں جب ظاہر ہو جاویں تو اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہ ہوگا اس کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا نیک کام نہیں کیا ایک تو نکلا آفتاب کا جدھر سے ڈوبتا ہے دوسرے دجال کا نکلتا تیسرے دلہہ الارض کا نکلتا۔

۳۹۹- ابو ذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے ایک دن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے منہ پر کیچہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہاں سجدہ میں گر جاتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم ہوتا ہے اونچا ہو جاو اور جا جہاں سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتا ہے

إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا.

۳۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ لُعْلَاءَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنُ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالذَّجَالُ وَذَابَةُ الْأَرْضِ)).

۳۹۹- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا ((أَتَذَرُونِ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ هَذِهِ تَخْرُجُ حَتَّى تَتَّهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخْرُجُ سَاجِدَةً فَلَا تَرَاوِي كَذَلِكَ حَتَّى يَقَالَ لَهَا ارْجِعِي أَرْضِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَرَجِعِي فَتَصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَخْرُجُ

اللہ نے عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نہشتوں اور حالتوں میں تغیر پیدا ہو تو بد لانا نقطہ شرق اور مغرب کا کیا بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونوں طرف سے جائز اور قریع ہے جیسے ایک گولی کو دوسرے اوہر پھر ادیں یا اوہر سے اوہر وہر حالت میں اپنے محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہیں۔

(۳۹۸) ☆ یعنی زمین میں سے ایک جانور پیدا ہوگا جو مومنوں اور کافروں میں تمیز کر دے گا۔

(۳۹۹) ☆ ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کی کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر در حقیقت ایسا نہیں کیونکہ مگر اوہاں آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہیں جو زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اس کے منازل میں ہے جیسے کہ کسی سے منقول ہے اور قنادہ اور مقال نے کہا کہ آفتاب چلا جا رہا ہے ایک میعاد معین تک۔ واحدی نے کہا پھر اس کا منہر نامی وقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت میں حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین نہیں ہوتا کیونکہ حدیث سے ہر روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کی طرف مائل ہے۔ واحدی نے کہا اس صورت میں ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش منہر ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو طلوع

پھر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہاں سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلے گا اور لوگوں کو کوئی فرق اس کی چال میں معلوم نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آوے گا عرش کے تلے اس وقت اس سے کہا جاوے گا اونچا ہو جا اور نکل جا پچھم کی طرف سے۔ جدھر تو ڈوبتا ہے وہ نکلے گا پچھم کی طرف سے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جانے ہو یہ کب ہوگا (یعنی آفتاب کا پچھم کی طرف سے نکلنا)؟ یہ اس وقت ہوگا جب کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے نیک کام نہ کئے ہوں اپنے ایمان میں۔

۴۰۰- ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ باقی حدیث وہی ہے۔

۴۰۱- ابوذر سے روایت ہے میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر! تو جانتا ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدہ کی پھر اس کو اجازت ملتی ہے ایک بار اس سے کہا جاوے گا لوٹ جا جہاں سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا مغرب کی طرف سے۔ پھر عبد اللہ کی قرات کے موافق یوں پڑھا وذلک مستقر لها یعنی وہ مقام ٹھہرنے کا ہے آفتاب کے۔

حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَجِرُ سَاجِدَةً وَلَا تَرَاكَ كَذَلِكَ حَتَّى يَقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِي لَا يَسْتَكْبِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا ذَلِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيَقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي أَصْبِحِي طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكَ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا ((فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) (اتَذَرُونَ مَتَى ذَاكُمْ)) ذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا.

۴۰۰- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا ((اتَذَرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُثَيْمَةَ)).

۴۰۱- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَذَرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ وَذَلِكَ مُسْتَقَرُّ لَهَا.

تو ہر ساعت اور ہر لمحہ جاری ہے اس لیے کہ زمین بھل کر ہے اور اس کے اطراف اور جوانب کے رہنے والوں کے لحاظ سے ہر ایک اپنی مختلف ہیں۔ پھر غروب ہو تا ہے ایک قوم پر اور طلوع ہو تا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہ غروب ہو تا ہے اور دوسری جگہ نہیں ہو تا اور اگر ارض سے حقیقی مراد ہو جس کی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہیں ایک فوٹائی اور ایک تختائی تو یہ اشکال رعب ہو جاوے گا۔ واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۰۲- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جا رہا ہے اپنے ظہر نے کی جگہ پر جانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا اس کے ظہر نے کی جگہ عرش کے تلے ہے۔

باب: اس بات کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی (یعنی اللہ کا پیام) اترنا کیونکر شروع ہوا

۴۰۳- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا پہلے پہل جو وحی رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا۔ آپ حرا کے غار میں اکیلے تشریف رکھتے وہاں عبادت کیا کرتے کئی راتوں تک اور گھر میں نہ آتے اپنا توشہ ساتھ لے جاتے۔ پھر حضرت ام المومنین خدیجہؓ کے پاس لوٹ کر آتے وہ اور توشہ اتنا ہی تیار کر دیتیں یہاں تک کہ اچانک آپ پر وحی اتری اور آپ کو وحی کی توقع نہ تھی۔

۴۰۲- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَحْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ))

باب: بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم

۴۰۳- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقٍ صَاحٍ ثُمَّ حَبَّبَ إِلَيْهِ الْأَحْلَاءَ فَكَانَ يَحْتَلُو بَعَارَ جِرَاءٍ يَتَحَنَّنُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي أَوَّلَاتِ الْعَدُوِّ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدَ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى

(۴۰۲) ☆ یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا میں جو بے حد وسیع ہے اور جس کی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مجھے سب سیاروں کے ایک حرکت مذہبی کر رہا ہے ایک نقطے کی طرف جس کے بعد کو سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہو گا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴۰۳) ☆ یعنی اس کی تعبیر بھی ہوتی صاف اور کھلی کھلی کسی قسم کا شبہ اس میں نہ رہتا۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے اس کے بعد علامہ حضرت جبریلؑ آپ کے پاس تشریف لائے اور مجید اس میں یہ تھا کہ اگر دفعہ پہلے ہی سے حضرت جبریلؑ آپ کے پاس آجاتے تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے اچانک نبوت کا بار اٹھ نہ سکتا یہ حدیث صحابہ کے مراحل میں سے ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انھوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ ضرور خود رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی سے سنا ہو گا اور صحابی کی منزل روایت با تحقیق علماء جنت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے سوا ابو اسحاق اسرارنی کے۔ آپ کو تنہائی کا شوق ہو یعنی خلوت اور عزالت کا اور یہ وہ امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیاتی کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی اور نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا۔ کوئی شخص دنیا میں اعلیٰ درجہ کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزالت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک دم تک تجارہ کر فکر اور مراقبہ نہ کیا ہو اور درجہ اس کی یہ ہے کہ تنہائی میں فکر خوب ہو تاکہ کیونکہ دل خالی ہو تا ہے مشاغل سے تو اس کو موقع ملتا ہے ایک مطلب کی طرف بخوبی متوجہ ہونے اور ہمندی کی حالت استغراق پیدا کرنے کے لیے اول تنہائی ضروری ہے پھر جب یہ قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت نہیں رہتی وہ لوگوں میں بیٹھ کر بھی لطف

آپ اسی حرا کے غار میں تھے کہ فرشتے آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں آپ نے فرمایا اس فرشتے نے مجھے پکڑ کر دو چا اٹاکا کہ وہ تھک گیا یا میں تھک گیا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھے پکڑ کر دو چا یہاں تک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھ کو پکڑ کر دو چا یہاں تک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربك الذي خلق اخرتك یعنی پڑھ اپنے مالک کا نام لے کر جس نے پیدا کیا پید کیا

حَدَّثَنَا قَبِيذَةُ بْنُ لَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ قَالَ قَالَ أَقْرَأُ قَالَ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْخَجْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ أَقْرَأُ قَالَ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْخَجْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ أَقْرَأُ فَقُلْتُ ((مَا أَنَا بِقَارِئٍ)) فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْخَجْدَ ثُمَّ

لہ ایک ہی مطلب کی طرف اپنے دل کو پوری طرح لگا سکتا ہے اسی لیے بعد از نبوت کے ہمارے پیغمبر کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی۔ حری یا حرام کب سہراے طہی ایک پہاڑ ہے کہ سے تین میل پر جو شخص مکہ سے منی کو جائے تو بائیں ہاتھ پر پڑتا ہے اب وہاں ایک قبرا بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہیں یعنی خوب ہی دو چا زور سے اور ظاہر ہے کہ حضرت تھک گئے ہونگے کیونکہ فرشتوں کو خداوند تعالیٰ نے بہت طاقت دی ہے اور وہ تھکتے نہیں۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل تھے کیونکہ وحی کا کام انہی کے سپرد ہے اور بعضوں نے کہا اسرافیل تھے اور یہ جو حضرت نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں اس سے یہ فرض ہے کہ میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی یا میں اچھی طرح پڑھ نہیں سکتا کیونکہ انی ہو نا دوسرے کے پڑھانے سے پڑھنے کا مانع نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حیر کا آپ کے ہاتھ میں دیا تھا جب آپ نے یہ فرمایا۔ اس دو پنے سے یہ مقصود تھا کہ نور مکی آنحضرت کے تمام جسم شریف میں سرایت کرے اور آپ کا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے بار بار یہ امر کیا اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی اتاری وہ یہی سورت ہے اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اتاری ہے پر وہ قول صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بسم اللہ سورۃ کا جزو نہیں کیونکہ یہاں بسم اللہ کو ذکر نہیں کیا اس کا وجہ یہ ہے کہ شاید بسم اللہ بعد کو اتاری ہو جیسے باقی سورۃ بعد کو اتاری۔ (نووی)

قاضی عیاضؒ نے کہا یہ فرمایا آپ کا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ کو شک تھا اللہ کے پیغام میں بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتارنا بوجھ آپ سے نہ اٹھ سکے اور جان نکل جائے کیونکہ وحی کی سختی سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اس وقت تک ہو جب تک خواب میں نبوت کی بشارتیں ہوئیں اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اس سے ملاقات نہیں کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا جب فرشتے سے ملاقات ہو گئی اس وقت تو کسی طرح کا شک نہیں ہو سکا اور نہ شیطان کے غلبے کا ڈر ہو سکتا ہے۔ نوویؒ نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا پچی آفتیں کہیں اس لیے کہ جو آفتیں ناحق کی وجہ سے آئیں جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جائے یا قلم کرے اور بلا میں پھنس جائے تو اس کی مدد کرنا ضروری نہیں۔ سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسی جیسے حضرت خدیجہ کبریٰؓ تھیں جو اپنے خاوند کو مصیبت کے وقت میں تسلی اور تشفی دے اور ہر ایک معاملہ میں صلاح نیک دے۔ حضرت خدیجہ کی تھکنہ دی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب ان کی گفتگو کا یہ ہے کہ آپ کے اخلاق اور عادات اور خصال کو نہایت عمدہ ہیں جن کی وجہ سے خدا بھی آپ سے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پھر آپ پر آفت آنا عقل کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے لہ

آدمی کو خون کی پتلی سے۔ پڑھ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو وہ جو نہیں جانتا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ لوٹے اور آپ کے مؤمنوں اور گردن کے بچ کا گوشت پڑک رہا تھا (ذرا خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرحلہ تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اس واسطے بیت چھاگئی) یہاں تک کہ بچنے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپ نے فرمایا مجھے ڈھانپ دو (کپڑوں سے)۔ انھوں نے ڈھانپ دیا یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا اس وقت اپنی بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا کہنا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں آپ خوش ہو جائیے قسم اللہ کی اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا۔ آپ اللہ کی قسم تاتے کو

أَرْسَلَنِي فَقَالَ أَفَرَأَى بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ أَفَرَأَى الْأُنثَرُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَارْجِعْ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي)) فَوَمِّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوَغُ ثُمَّ قَالَ لَخَدِيجَةَ ((أَمِي خَدِيجَةُ مَا لِي)) وَأَخْبَرَهَا الْغَبَرَ قَالَ ((لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي)) قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ كَلَّا أَتُخِيرُ فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا وَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِيمَ وَتَصْدُقُ الْخَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ

تھ کہ ہماری شریعت میں اور نیز اگلی شریعتوں میں جب غور و خوض کرو تو معلوم ہو تا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہیں رکھتے صرف خدا سے تعلق رکھتے ہیں جیسے شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکھنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہیں جن کی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف ہوتی ہے رنج پہنچتا ہے تقریباً اکثر گناہ بلکہ سارے اسی قسم کے ہیں جیسے زنا اور چوری اور قتل اور سود خواری، غیبت اور حسد اور نفاق، بخیلی وغیرہ پھر جو شخص دونوں قسم کے گناہوں سے پرہیز کرنا ہو اور بعض اس کے وہ دیکھ لیں کہ تاہو جن سے خدا خوش ہو تا ہے اور خدا کی مخلوق بھی خوش ہوتی ہو وہ کاہے کو مصیبت میں پہنچنے اس کی تدریج بروز خوشی برحق جانی گئی اور وہ ہمیشہ اپنے اعمال کے اثر سے اور ان کے تصور سے پھولا ہو اگن بنا رہے گا۔ تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا ہے اور عیش کو کرکڑ اور تلخ بنا دیتا ہے اسی واسطے تمام شریعتوں نے بالاتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخیلی کرے گا اور اپنے جوہر، بچوں اور تاتے والوں دوستوں کے حق اچھی طرح ادا نہ کرے گا تو سب کے سب اس کے دشمن بن جائیں گے اور جہاں تک ہو سکے گا اس کے جان لور مال کو نقصان پہنچائیں گے۔ جو شخص حسد کرے گا وہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں نقصان پہنچائے گا جو قلم کرے گا لوگ اس کے دشمن ہو کر اس سے بدلہ لیں گے اسی طرح سارے گناہوں کا حال ہے کہ انہما ان کا اندہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر بیٹھتا ہے وہ انجام بین اور ہار بین نہیں ہے۔ اگر وہ خوب فکر کرے تو اس کو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گمراہی بھری لذت اس بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنے والی ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ زنا کے وقت جو ایک آدمی آدھ لٹھ لذت ہوتی ہے اس کی کیا بساط معاذ اللہ ان آنکھوں کے سامنے جو زنا کرنے والے کو آگے چل کر پیش آتی ہے۔ کوئی شریف آدمی اس کے آنے کا اپنے گھر میں روادار نہیں ہو تا کوئی اس کے ہمسایہ رہنے کو پسند نہیں کرتا۔ جس نے زنا کیا اس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب موقع پاتا ہے اس کو قتل کر تا ہے اور جو شوہر نہیں تو اس کے اور عزیز اور اقارب تاتے اور رشتے والے دشمن ہوتے ہیں اس کے مارنے کی فکر میں رہتے ہیں اور اگر فرض کریں کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اس سے تاتے رشتے والے ہی نہ ہوں یا یوں پر برا نہ مائیں جب بھی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ہر ایک عورت سے اس فصل کے کرنے پر مستعد ہو تا ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اس کی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب سب اس کے دشمن بن جاتے ہیں اور اکثر ایسے بدکردار خاوند اپنی بی بی کے لیے

جوڑتے ہیں بچ بولتے ہیں بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنی عیال اور اطفال اور یتیم اور مسکین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں ان کا بار اٹھاتے ہیں) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہیں اور خاطر داری کرتے ہیں مہمان کی اور بچی آفتوں میں (جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگوں کی۔ پھر خدیجہؓ آپ کو روقہ بنت نوفل کے پاس لے گئیں اور وہ خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ کیونکہ روقہ، نوفل کے بیٹے تھے اور نوفل اسد کے اور خدیجہؓ خولیدہ کی بیٹی تھیں اور خولیدہ اسد کے بیٹے تھے تو روقہ اور خدیجہ کے باپ بھائی بھائی تھے) اور جاہلیت کے زمانے میں وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھتا جانتے تھے تو انجیل کو عربی میں لکھتے تھے جتنا اللہ کو منظور تھا اور بہت بوڑھے تھے ان کی بیٹائی جاتی رہی تھی (برحسبے کی وجہ سے)۔ خدیجہؓ نے ان سے کہا اے چچا! (وہ چچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے ان کو چچا کہا اور ایک روایت میں چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بھتیجے کی سند روقہ نے کہا اے بھتیجے میرے! تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول

وَتَكْسِبُ الْمَعْلُومَ وَتَقْرِي الصَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْقَلَبَتْ بِهٖ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ بْنِ أَسَدٍ بْنِ عَبْدِ الْعَزَى وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَحِبَّيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَصَرَّ فِي الْفَاحِشِيَّةِ وَكَانَ يَكْتَسِبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتَسِبُ مِنَ الْإِنجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتَسِبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أُمِّي عَمَّ اسْمُكَ مِنْ أَيْنَ أَحْبَبْتُكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَا ابْنَ أَحْبَبِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَاهُ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَيْتَنِي فِيهَا حَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُولُ

ﷺ باتوں جان دیتے ہیں اور اگر یہ بھی نہ ہو تو انہی عورتوں کے ساتھ براکام کرنے سے انسان کو طرح طرح کی بیماریاں جیسے آنفک، سوزاک، جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہیں جن کا اثر کثیر پشت تک اولاد میں بھی چلا جاتا ہے اور جس کو یہ بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اس کی تو زندگی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہے۔ معاذ اللہ ایک آن کے مزے کے لیے جو حلال طور سے بھی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف اٹھانا عاقل کلام نہیں۔ اب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی میں ہے نہیں بلکہ آخرت کے فائدے سے اس کے سوا ہیں اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اس وجہ سے یہ فرض ہے کہ بعض لوگ جن کی پوری سمجھ نہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنا دنیا میں کوئی مفید نہیں بلکہ اس میں صرف آخرت ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاهت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری باتوں سے بچنا اور نیک کاموں کو کرنا دنیا اور آخرت دونوں کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابوں سے بچے گا ویسے ہی دنیا کی آفتوں و نجوس سے بھی محفوظ رہے گا اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا میں ایچھے آدمیوں پر بھی بڑی بڑی مصیبتیں اور تکلیفیں ہوتی ہیں اور بہت بدکاروں نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر جنوں کی نظر میں ہے درحقیقت بدکاروں کو کوئی چین نہیں ہے اور نیکیوں کو کوئی رنج نہیں۔ ایک شخص پر کیسے ہی آفت آئے پر اس کا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کر کے خوش ہے اور انجام اس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر وقت قلق میں ہے کیسے ہی میٹھ کے سامان اس کے پاس تیار ہوں پر جب دل میں اطمینان اور سکون نہیں، گناہوں کی فکر، مواخذہ کا خوف لگا ہے تو یہ سامان بچہ ہے۔ ہذا ما الھمنی ربی عزوجل والھمد للہ صحیح بخاری میں ہے کہ عبرانی لکھتا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھتا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھتے تھے۔ نووی نے کہا دونوں صحیح ہیں اور حاصل یہ ہے کہ

اللہ ﷻ نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی۔ ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر اتاری تھی کاش میں اس زمانہ میں جوان ہوتا کاش میں زندہ رہتا اس وقت تک جب تمہاری قوم تم کو نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷻ نے فرمایا کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں جب کوئی شخص دنیا میں وہ لے کر آیا جس کو تم لائے ہو (یعنی شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو میں اس دن کو پاؤں گا تو اچھی طرح تمہاری مدد کروں گا۔

۴۰۴- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں اتنا فرق ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم اللہ کی اللہ تم کو کبھی رنجیدہ نہ کرے گا (اور اگلی روایت میں یوں تھا روانہ کرے گا) اور خدیجہ نے کہا ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی بات (اور اگلی روایت میں یوں تھا اے چچا! سن اپنے بھتیجے کی بات)۔

۴۰۵- اس روایت میں یوں ہے کہ آپ لوٹے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف اور آپ کا دل کانپ رہا تھا اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس میں یہ ہے کہ قسم اللہ کی اللہ آپ کو کبھی روانہ کرے گا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی۔

اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُخْرَجِي هُمْ)) قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا عُودِي وَإِنْ يُذْرِكُنِي يَوْمُكَ أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا.

۴۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِبَنِي حَلِيبٍ يُؤَنِّسُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَوْلَ اللَّهِ لَا يُخْزِنُكَ اللَّهُ أَبَدًا وَقَالَ قَالَتْ حَدِيثُهُ أَيُّ ابْنِ عَمٍّ اسْمِعْ مِنْ ابْنِ أُحَيْلٍ.

۴۰۵- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ إِلَى حَدِيثِهِ يَرْجِفُ فَوَادَهُ وَأَقْصَرَ الْحَدِيثَ بِبَنِي حَلِيبٍ يُؤَنِّسُ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةَ وَتَابَعَ يُؤَنِّسُ عَلَى قَوْلِهِ قَوْلَ اللَّهِ لَا يُخْزِنُكَ اللَّهُ أَبَدًا وَذَكَرَ قَوْلَ حَدِيثِهِ أَيُّ ابْنِ عَمٍّ اسْمِعْ مِنْ ابْنِ أُحَيْلٍ.

لہ کہ وہ نصاریٰ کے دین سے خوب واقف تھے اور انجیل کو خوب سمجھتے تھے کبھی اس کو عبرانی میں لکھتے تھے کبھی عربی میں۔ ناموس سے مراد جبرئیل ہیں اور اصل معنی ناموس کے پہلی بات چمانے والا جیسے جاسوس بری بات چمانے والا جبرئیل کو ناموس اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز وحی کو بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ پرافسوس ورقہ کی زندگی نے وفات کی اور رسول اللہ کو مشرکوں نے سکے سے نکال دیا جیسے ورقہ نے کہا تھا۔

۴۰۶- جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے اور وہ صحابہؓ میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانے کا ایک بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حراء میں میرے پاس آیا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں۔ یہ دیکھ کر میں سم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو انھوں نے کپڑا اوڑھا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری یا نبیہا المدثر اخیر تک یعنی اسے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور ذرا لوگوں کو ڈرا اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے۔ پلیدی سے مراد بت ہیں بھرو وحی برابر آنے لگی۔

۴۰۷- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۰۸- زہری سے روایت ہے اسی سند کے ساتھ یونس کی حدیث کی طرح اور کہا اس نے تو نازل کیا اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر کو اسے کپڑا اوڑھنے والے اور پلیدی چھوڑ دے پہلے اس سے فرض کی جائے نماز اور پلیدی وہ بت ہیں اور کہا اس نے فحش منہ جیسے کہا

۴۰۶- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ قِطْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ ((فَيُنْزِلُ أَنَا أَشْهِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِوَارِ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ مِنْهُ فَرَفَأَ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَذَمُّوا نُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ((يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبُّكَ فَكَبَّرَ وَيَتَبَاكَّرُ فَطَهَّرَ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَهِيَ الْأَوْتَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعِ الْوَحْيُ.

۴۰۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْيُ عَنِّي قِطْرَةً فَيُنْزِلُ أَنَا أَشْهِي)) ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَجِئْتُ مِنْهُ فَرَفَأَ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ)) وَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْأَوْتَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعِ الْوَحْيُ بَعْدَ وَتَتَابَعِ.

۴۰۸- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ إِلَى قَوْلِهِ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تَفْرُضَ الصَّلَاةَ وَهِيَ الْأَوْتَانُ وَقَالَ ((فَجِئْتُ مِنْهُ))

(۴۰۶) ☆ سب سے پہلے آپ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقرا باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرا و ربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم۔ بعد اس کے ایک مدت تک جس کی تعین میں اختلاف ہے وہی موقوف رہی پھر یہ آیتیں اتریں سورہ مدثر کے شروع کی۔ بعد اس کے وحی کا سلسلہ بندہ گیا اور برابر آنے لگی۔ نووی نے کہا اب جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ ہزرا تری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اتری۔

كَمَا قَالَ عُمَلٌ.

عقل نے۔

۴۰۹- عَنْ يَحْيَى يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ قَبْلَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ أَوْ أَفْرَأُ فَقَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ قَبْلَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ أَوْ أَفْرَأُ قَالَ جَابِرٌ أَحَدُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((جَاوَزْتُ بَجْرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي تَزَلْتُ فَاسْتَنْطَنْتُ بَطْنِ الْوَادِي فَوَدَيْتُ فَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرْ أَحَدًا ثُمَّ نَوَيْتُ فَظَرْتُ فَلَمْ أَرْ أَحَدًا ثُمَّ نَوَيْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فِإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْمُهَوَّاءِ يَغْنِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَتْنِي رَجْفَةٌ شَدِيدَةٌ فَاتَّيْتُ خَدِجَةَ قُلْتُ دَثُرُونِي فَذَرُونِي فَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً فَأَنْزَلَ اللَّهُ عِزَّ وَجَلَّ)) يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبُّكَ كَبِيرٌ وَبَابُكَ فَطَهَّرْ.

۳۰۹- یحییٰ سے روایت ہے میں نے ابو سلمہ سے پوچھا سب سے پہلے قرآن میں سے کیا اترانہوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا یا افرأ انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا قرآن میں سے پہلے کیا اترانہوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا یا افرأ انہوں نے کہا میں نے جابر سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کی تھی آپ نے فرمایا میں حرامیں ایک مہینے تک رہا جب میری مدت رہنے کی پوری ہو گئی تو میں اتر اور وادی کے اندر چلا۔ کسی نے مجھے آواز دی میں نے سامنے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر کسی نے مجھے آواز دی میں نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر کسی نے مجھے آواز دی تو میں نے سر اوپر اٹھایا دیکھا تو وہ ہوا میں ایک تخت پر ہیں یعنی جبریل۔ مجھے یہ دیکھ کر لرزہ چڑھ آیا تخت (ہیت کے مارے) تب میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا مجھے کپڑا اور حادواں انہوں نے کپڑا اور حادیاں اور پانی اوپر میرے ڈالا۔ ہیت دور کرنے کے لیے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر و ثیابک فطهر (ان کا ترجمہ اوپر گزرا)۔

۳۱۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۱۰- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَإِذَا وَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)).

باب: رسول اللہ ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا
(یعنی معراج) اور نمازوں کا فرض ہونا

بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى السَّمَاوَاتِ وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ

۱۔ نو دیتی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور میں اس باب میں مختصر مختصر مطالب اپنے اپنے مواقع پر بیان کروں گا اور قاضی عیاضؒ نے معراج کے بارے میں چند فقرے بہت عمدہ کہے ہیں انہوں نے کہا کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کس حالت میں تھی تو بعضوں نے کہا یہ سب خواب تھا اور جو حق ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے فقہاء اور محدثین اور متکلمین میں سے وہ یہ ہے کہ معراج بیداری کی حالت میں تھی اور آپ اپنے جسم کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اور حدیثیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں اور ظاہر سے عدول کرنے لگے

لہ کے لیے کوئی وجہ نہیں لور نہ یہ مجال ہے تاکہ تاویل کی امتیاح ہو لور شرک نے معراج کی روایت میں کئی جگہ وہم کیا ہے جن پر انکار کیا ہے علماء نے اور امام مسلم نے اس پر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شرک نے اس روایت میں تقدیم اور تاخیر اور کئی اور تیشی کی ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے نقل کر تا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ معراج کم از کم نبوت سے چندہ مہینے کے بعد واقع ہوئی اور عربی نے کہا معراج ستائیسویں شب کو ربیع الثانی میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی اور زہری نے کہا معراج نبوت کے پانچ برس بعد ہوئی اور ابن اسحاق نے کہا معراج اس وقت ہوئی جب اسلام مکہ میں پھیل گیا تھا اور عرب کے قبیلوں میں اور ان سب قوتوں میں زہری نے اور ابن اسحاق نے قول زیادہ ٹھیک ہے اس لیے کہ سب نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت خدیجہ نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی نماز فرض ہونے کے بعد اور اس بات میں اختلاف نہیں کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گزر گئیں اور بعضوں نے کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پھر معراج نبوت سے پہلے کیو مگر ہو سکتی ہے اور یہ جو شرک کی روایت میں ہے آپ سورہ سے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ میں سوئے اور جا گئے کے سچ میں تھا نہ کہ کعبہ کے پاس تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معراج خواب میں تھی کیونکہ یہ حالت اس وقت کی ہے جب آپ کے پاس فرشتہ آیا اور حدیث میں اس کا کہاں ذکر ہے کہ سدا قصہ خواب میں گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ نوٹی نے کہا شرک کے سوا معراج کی حدیث کو اور حافظوں اور عالموں نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انس سے اور انھوں نے شرک کی باتیں بیان نہیں کیں اور شرک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہیں ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ جن لوگوں نے معراج کا احاطہ بیداری میں جسم کے ساتھ انکار کیا ہے ان کا انکار دو وجہ سے ہے۔ ایک تو یہ کہ اس قدر تیز حرکت قیاس میں نہیں آتی کہ لاکھوں کر دوڑوں برس کا فاصلہ ایک جسم تھوڑے زمانے میں طے کرے اور پھر اس کے اجزاء میں اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیلا کے جھکوں کے ایک پرت دوسرے پرت سے ملے ہوئے ہیں اور وہ پھٹنے لور جرنے کے قابل نہیں ہیں دوسرا وجہ تو صرف بطیوس کی تقلید سے پیدا ہوا گیا تھا کیونکہ اس نے تو آسمان ٹھوس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے ٹکڑے لور اسی کا نکالا ہوا نظام مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا اور وہی مسلمانوں میں شائع ہوا حالانکہ خود حکماء نے اس نظام کو باطل کر دیا اور آسمانوں کا جسم ایسا سخت کہ جس میں کوئی چیز پھر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ ہزار ہا برس لور اجسام ان آسمانوں میں جو فضا کی طرف معلوم ہو تا ہے پھر اگر کرتے ہیں اور اگر یہ امر مان لیا جائے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ان میں دروازے اور راستے نہیں ہیں لور جو یہ بھی فرض کیا جائے تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ پھٹنے لور جرنے کے لائق نہیں ہیں جو دلیل اگلے حکماء نے آسمانوں کے نہ پھٹنے پر قائم کی ہے وہ کی جگہ سے محدود ہے لور اس کے مقدمتہ ممنوع ہیں۔ اب رہا پہلا امر تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس میں نہ آنے سے کوئی امر محال نہیں ہو سکتا خود زمین کی حرکت کو دیکھو انھوں ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے یعنی توپ کی گولی سے ایک سو میں گنا جلد چاہی ہے پر نہ زمین کے اجزاء میں تفریق ہوتی ہے لور نہ ہم کو کسی قسم کی پریشانی ملتی تھو نہ رکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگوں کے نزدیک آفتاب مٹ کر ہے لور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کر دوڑ زمین کے فاصلہ پہونے سے اس کا مدار ساٹھ کر دو میل کا ہوا اور ساٹھ کو ۲۴۰ پر تقسیم کر دو تو ہر ایک ساعت میں دوڑا چلی کر دو میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اس قدر تیز حرکت سے بھی نہ آفتاب کا جرم پھٹتا ہے نہ اس کے اجزاء میں تفرق ہوتی ہے اب اس سے بھی زیادہ تیز حرکت کر دو کیو مگر روشنی جو آفتاب سے ہم تک آتی ہے اس کی حرکت ایک وقت یعنی بیس میں ایک کر دوڑ میں لاکھ میل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جو اہر کی حرکات میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے لور وہ اجزاء نہایت تیزی کے ساتھ روشن جسم سے سب طرف پھیلے جاتے ہیں پھر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہاء نہ تھی اور نہ جسم کی خشی کی اس صورت میں خداوند کریم قادر مطلق کامل سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے اسے تیز دی عنایت فرماوے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعد ہوا ہوا جبمل نے اپنے ہی قیاس سے معراج کو بعید سمجھ کر اس انکار کیا اور حضرت صدیق نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق کی و ذلک فضل اللہ یؤتہ من شاء۔

۳۱۱- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لمبا گدھے سے اونچا اور گھڑ سے چھوٹا اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے (تو ایک لمحہ میں آسمان تک جاسکتا ہے)۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا وہاں اس جانور کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد کے دروازے پر ہے اور باندھ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزوں کی احتیاط اور حفاظت ضروری ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں) پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتیں نماز کی پڑھیں بعد اس کے باہر نکلا تو حضرت جبریلؑ علیہ السلام نے کہا اے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ۔ میں نے دودھ پسند کیا حضرت جبریلؑ علیہ السلام ساتھ آسمان پر چڑھے۔ (جب وہاں پہنچے) تو فرشتوں سے کہا دروازہ کھولنے کے لیے

۴۱۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَتَيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ ذَابَّةٌ أَيْضٌ طَوِيلٌ فَوْقَ الْجِمَارِ وَذَوْنُ الْغَبْلِ يَضَعُ خَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهِ قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ قَالَ فَرَفَعْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبُطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْنَاءَ مِنْ خَمَرٍ وَأَنْأَاءَ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْتَ الْبَيْطَرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فِقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ

(۳۱۱) ☆ براق بضم باس جانور کا نام ہے جس پر رسول اللہ ﷺ معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے۔ زبیدی اور صاحب تحریر نے کہا کہ براق وہ جانور ہے جس پر تمام پیغمبروں نے سواری کی پر اور پیغمبروں کا سواری کرنا اس پر دلیل چاہتا ہے۔ ابن درید نے کہا براق برقی سے لگا ہے برقی کہتے ہیں بجلی کو اس جانور کا نام براق ہوا اس لیے کہ اس کی چال بجلی کی طرح تیز تھی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ بجلی کی طرح صاف اور ستر اور چمکدار تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ سفید تھا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا احتمال ہے کہ اس جانور میں دو رنگ ہوں کیونکہ ہر قاصد بکری کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں سیاہ دھاریاں ہوں اور حد بیٹ میں خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ کا تھا تو ہر قاصد بھی سفید رنگ میں داخل ہے۔ (نوی مفسد یا مقدس دونوں صحیح ہیں اور مشہور معنی اس کے یہ ہیں یا کی کا گھر وہاں انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہے جنوں کی نجاست سے۔ نوی نے کہا اس روایت میں اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبریلؑ نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونوں برحقوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کریں آپ نے دودھ پسند کیا جیسے دوسری روایت میں ابو ہریرہؓ کی صاف موجود ہے کہ آپ کو الہام ہوا دودھ کے اختیار کرنے کا اور فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم نے اسلام کی علامت کو اور اس پر استقامت کو اختیار کیا اور دودھ اسلام کی علامت اس وجہ سے ہوا کہ وہاں کبیرہ خوشگوار رنگ انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیوں کی چیز ہے اور حال اور مال دونوں میں برائیاں پیدا کرنے والی ہے۔ اتمی۔

مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہاں لغوی معنی فطرت کا ہو یعنی پیدا انش اور آخرت اور مقصود یہ ہے کہ دودھ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرورش بغیر دودھ کے مشکل ہے اور دودھ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی، سرخ، البھم، اعضاء کو بڑھانے والا، جسم کو پرورش کرنے والا اور اس میں غذائیت اور مائیت دونوں موجود ہیں اور وہ فطری یعنی پیدا انش ہے خداوند کریم

بُعْثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فِإِذَا
 أَنَا بِأَدَمَ فَرَحَبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ
 بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ
 مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ
 قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فِإِذَا أَنَا بِأَبْنِي الْخَالَةِ
 عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا
 صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا فَرَحَبَا وَدَعَا لِي

انھوں نے پوچھا کون ہے؟ جبریل نے کہا جبریل ہے۔ انھوں نے
 کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد ہیں فرشتوں
 نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے تھے؟ جبریل نے کہا ہاں بلائے گئے ہیں
 پھر دروازہ کھولا گیا ہمارے لیے اور ہم نے آدم کو دیکھا انھوں نے
 مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی پھر جبریل ہمارے ساتھ
 چڑھے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کھلوا فرشتوں نے پوچھا کون
 ہے؟ انھوں نے کہا جبریل فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا
 کون شخص ہے؟ انھوں نے کہا محمد ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا ان کو حکم

لہے اس کو بنایا انسان کی صنعت کو اس میں وظ نہیں برخلاف شراب کے کہ نہ اس میں غذا ایت ہے جو انسان کے جسم کی پرورش کے لیے کافی
 ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوا ہے اور جس قدر صنعت اس سے حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ ضرر اور نقصان
 پیدا ہوتا ہے۔ نووی نے کہا یہاں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچھے کون ہے؟ تو اس کے جواب میں اپنا نام
 بیان کرے نہ یہ کہ ”میں“ کہے کیونکہ اس کی ممانعت آتی ہے اور ”میں“ کہنا بے فائدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان میں دروازے ہیں تیسرے یہ کہ
 دروازوں پر محافظ اور جوکیدار ہیں۔ مرحبا کہ لفظ ہے جس کو عرب کے لوگ مہمان آنے کے وقت بولتے ہیں یعنی تم اچھی فرماؤ اور کشادہ چہ
 میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ملاقات کو آئے اس کی خاطر داری کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اس کی تعریف کرنا بطریقہ وہ مفرد نہ
 ہو درست ہے اور یہ طریقہ ہے انبیاء کا بیت المعمور ایک پھر ہے کہ جس کی طرف آسمانوں کے اوپر اس کو معمور اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آہوا
 رہتا ہے ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے وہاں عبادت کے لیے آتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب
 ہیں۔ سدرۃ مطنی ایک درخت ہے ہر کاساتوں آسمانوں کے اوپر وہ حد ہے فرشتوں کے جانے کی یا حد ہے ان کے علم کی اس سے آگے کا علم سوا
 خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا اس کا نام سدرۃ مطنی اس لیے ہوا کہ ملائکہ کا علم دہاں تک ختم ہو گیا اور اس سے آگے کوئی نہیں
 بڑھا اور رسول اللہؐ کے اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ اس کو مطنی اس لیے کہتے ہیں کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہ وہاں آکر ٹھہر جاتا ہے اور
 جو نیچے سے چڑھتا ہے وہی وہاں رک جاتا ہے یعنی خدا کا حکم یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص نکل اس درخت پر ہوتی تو اس کا رنگ روپ ہی
 بدل گیا اور حسن و جمال اس کا بے نظیر ہو گیا جس کی تعریف بیان نہیں ہو سکتی سچ ہے حقوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذوالجلال کی تعریف
 کر سکے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالیٰ اپنے عرش پر آسمانوں کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے کیا معنی
 ہو گئے۔ نووی نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ میں لوٹ گیا اس مقام پر جہاں میں سے خداوند کریمؐ سے باتیں کرتے ہیں اور پھر عرض کیا وہ بارہ
 اور نقل کیا اس کو مولانا ابوطیب نے السراج النواہج میں اور نہیں رو کیا اس تاویل کو حالانکہ یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین
 کی تھلید کر کے یہ تاویل کی جو خداوند کریمؐ کو جہت اور مکان سے منزہ خیال کرتے ہیں اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث
 میں کوئی تاویل کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ان کے نزدیک خدا کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق میں ہے پس مطلب حدیث کا صاف ہے کہ
 میں خداوند کریمؐ کے پاس پھر گیا اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے معاذ اللہ خدا کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہیں ان
 کے طریقہ پر معراج کی فضیلت نہیں نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کے وقت ساتوں آسمانوں کا

ہوا تھا بلانے کا؟ جبریلؑ نے کہا ہاں ان کو حکم ہوا ہے پھر دروازہ کھلا تو میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں کو دیکھا یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو ان دونوں نے مر جا کھا اور میرے لیے بہتری کی دعا کی پھر جبریلؑ ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا فرشتوں نے کہا کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا جبریلؑ فرشتوں نے کہا دوسرا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا محمدؐ ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا ان کو پیغام کیا گیا تھا بلانے کے لیے؟ جبریلؑ نے کہا ہاں ان کو پیغام کیا گیا تھا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدھا حصہ ان کو دیا تھا انھوں نے مر جا کھا مجھ کو اور نیک دعا کی پھر جبریلؑ ہم کو لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبریلؑ پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے کہا کیا بلوائے گئے ہیں؟ جبریلؑ نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے اور میں کو دیکھا انھوں نے مر جا کھا اور اچھی دعا دی مجھ کو۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اٹھایا اور یس کو اونچی جگہ پر (تواضعی جگہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے) پھر جبریلؑ علیہ السلام ہمارے ساتھ پانچویں آسمان پر چڑھے انھوں نے دروازہ کھلوا فرشتوں نے پوچھا کون؟ کہا جبریلؑ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریلؑ نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ہارونؑ کو دیکھا انھوں نے مر جا کھا اور مجھے نیک دعا دی۔ پھر جبریلؑ علیہ السلام ہمارے ساتھ چھٹے آسمان پر

بَخِرَ ثُمَّ عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسَيْنِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيَاذِرِيسَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ((ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى

تہ سفر آپ کو درپیش ہو کیونکہ ان کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتوں آسمانوں کے اوپر بلائے سے کیا مقصود تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کم بخت عقیدہ جنم بن مخلوق سے پھیلا جس نے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہ کیا اور اب تک گمراہی اس کی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علحدت اور سلف صالحین کو اور جنھوں نے ان کی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ ہم کو سلف کی پیروی نصیب فرمائے اور ہمارا حشر انہی کے ساتھ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر علی

پہنچے اور دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہے تمہارے ساتھ؟ انھوں نے کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے کہا کیا خدا نے ان کو پیام بھیجا اٹلے کے لیے؟ جبرئیل نے کہا ہاں بھیجا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا انھوں نے کہا مرحبا اور اچھی وعادی مجھ کو پھر جبرئیل ہمارے ساتھ ساتویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے اپنی پیٹھ کا بیت المعمور کی طرف (اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا درست ہے) اور اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے پھر جبرئیل مجھ کو سدہ مٹھی کے پاس لے گئے اس کے بچے اتنے بڑے تھے جیسے باقی کے کان اور اس کے پیر جیسے قلد (ایک بڑا گھڑا جس میں دو منک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر جب اس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ کوئی مخلوق اس کی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا پھر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل میں جو کچھ ڈالا اور پچاس نمازیں ہر رات اور دن میں مجھ پر فرض کیں جب میں وہاں سے اترتا اور حضرت موسیٰؑ تک پہنچتا تو انھوں نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا امت پر تمہاری؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انھوں نے کہا پھر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا امتحان لیا ہے میں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَبَ وَذَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ انْسَابَةً فَانْتَفَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سِتُّونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَفُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السَّنَدَةِ الْمُنْتَهَى وَإِذَا رُفْقَهَا كَأَذَانِ الْفِيلَةِ وَإِذَا نَمَرُهَا كَالْقِلْبَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشَى تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْفَعَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَلَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَقَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا قَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أَتَيْكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنْ أَمَّنَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَيَّ أَتَيْتُ فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنْ أَمَّنَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَارْجِعْ إِلَيَّ

اللہ نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا۔ اب وہ لوگ جو کہتے ہیں معاذ اللہ خدا بات نہیں کرتا نہ اس کی بات میں آواز اور حروف ہیں وہ گویا حدیثوں اور آیتوں کا رد کرتے ہیں جن سے صاف اللہ تعالیٰ کلمات کرتا اور اس میں آواز ہوتا ہے یعنی بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہئے ہے اب مجھ کو شرم آگئی اب نہیں جاسکتا کہ آپ کو یہ خیال ہو کہ میری امت ان پانچ نمازوں کو لفظ

رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعْ
بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُمْ حَمَضُ
صَلَوَاتِ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ
فَذَلِكَ حَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ
يَعْمَلْهَا كَيْبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كَيْبَتْ
لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ
تُكْتَبْ سَيِّئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كَيْبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ
قَالَ فَزِلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى
رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ
إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ))

لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس اور عرض کیا اے پروردگار! تخفیف کر میری امت پر۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں گھنٹوں میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیں۔ انھوں نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کرو! آپ نے فرمایا میں اس طرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ کے درمیان آتا جا تا رہا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد! وہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن اور ہر رات میں اور ہر ایک نماز میں دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازیں ہو گیں (سبحان اللہ مالک کی کسی عنایت اپنے غلاموں پر ہے کہ پڑھیں تو پانچ نمازیں اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے کام کرنے کی نیک پھر اس کو نہ کرے تو اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور جو کرے تو دس نیکیوں کا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اس کو نہ کرے تو کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی آپ نے فرمایا پھر میں اتر اور حضرت موسیٰ کے پاس آیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے پاس پھر پھر کر گیا یہاں تک کہ میں شرما گیا اس سے۔

۴۱۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَيْتُمْ فَأَنْطَلَقُوا بِي إِلَى زَمْرَةٍ فَشَرَحَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غَسِلَ

۴۱۲- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے زم زم کے پاس پھر چرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زم زم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا میں اپنی

تہ بھی ہر روز اونٹ کر کے گی پر جو منظور الہی تھا وہ ہوا یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علماء نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ آیا پہلے پچاس نمازوں کا جو حکم ہوا تھا وہ جو نبی تھا یا غیر وہ نبی۔ خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیر وہ نبی تھا ورنہ تخفیف کیے ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وہ نبی تھا کیونکہ اگر غیر وہ نبی ہو تا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے۔

(۴۱۲) یعنی اس جگہ جہاں سے لے گئے تھے یہ معنی اس صورت میں ہے جب حدیث میں ازالت بضم تاء صیغہ واحد حکم مجہول ہو اور جو سکون تاو صیغہ واحد مونث مجہول تو اس صورت میں اس کا مفعول مالم بضم فاعلہ محذوف ہو گا اور وہ مذکور ہے پر قافی کی روایت میں اس لفظ

بِمَاءٍ زَمَزَمَ ثُمَّ أَنْزَلَتْ»۔

جگہ پر۔

۴۱۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاهُ جَبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَّامَانِ فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عِلْقَةً فَقَالَ هَذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءٍ زَمَزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغُلَّامَانِ يَسْغَوْنَ إِلَى أُمِّهِ يَغْنِي ظِفْرُهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُتَنَفِّعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أُرْنِي أَثَرَ ذَلِكَ الْمَخِيطِ فِي صَدْرِهِ.

۴۱۳- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیلؑ آئے اور آپؐ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انھوں نے آپؐ کو پکڑا اور پچھاڑا اور دل کو چیر کر نکالا پھر اس میں سے ایک پھکی ہڈا کر ڈالی اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم میں پھر اس دل کو دھویا سونے کے ٹشت میں زم زم کے پانی سے (اس سے یہ نہیں نکلتا کہ ہم کو سونے کے برتن کا استعمال درست ہے کیونکہ یہ فرشتوں کا فعل تھا اور ممکن ہے کہ ان کی شریعت ہماری شریعت کے مغائر ہو۔ دوسرے یہ کہ اس وقت تک سونے کا استعمال حرام نہیں ہوا تھا) پھر جوڑا اس کو اور اپنی جگہ میں رکھا اور لڑکے دوڑے ہوئے آپؐ کی ماں کے پاس آئے یعنی آنحضرتؐ کی انا کے پاس اور کہا کہ محمدؐ مار ڈالے گئے یہ سن کر لوگ دوڑے دیکھا تو آپؐ صحیح و سالم ہیں اور آپؐ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر خوف سے)۔ انسؓ نے کہا میں اس سلائی کا (جو حضرت جبرئیلؑ نے کی تھی) آپؐ کا سینہ پر نشان دیکھتا تھا۔

۴۱۴- عَنْ شَرِيكٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكُتَيْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَبَنَاقِ الْحَدِيثِ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَآخَرَ وَزَادَ وَنَقَصَ.

۴۱۴- شریک بن عبد اللہ بن ابی نجرؓ نے بیان کرتے تھے کہ میں نے سنا انس بن مالکؓ سے وہ بیان کرتے تھے کہ اس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کعبہ کی مسجد سے۔ آپؐ کے پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپؐ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے ثابت نے روایت کیا انسؓ سے لیکن آگے بیان کیا بعض باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعض باتوں کو اور زیادہ کیا اور کم کیا۔

۴۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۴۱۵- انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ابوذر غفاریؓ حدیث

کی طرح تم انزلت علی طست من ذهب معلوتہ سکنتہ یعنی پھر اتارا گیا مجھ پر ایک ٹشت سونے کا جس میں سکنت بھری ہوئی تھی۔ یہ سینہ چرنا اور دل کو دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں نہ حال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے جراثیم میں ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانے میں لوگ اس کو خلاف قیاس سمجھتے اور طست میں

بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا توڑا گیا چھت میرے مکان کا اور میں کے میں تھا اور جبرئیل اترے انھوں نے میرا سینہ چرا پھر اس کو دھویا زحرم کے پانی سے پھر ایک طشت لائے سونے کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور اٹیل دیا اس کو میرے سینہ میں بعد اس کے ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر پہنچے تو جبرئیل نے وہاں کے کلید بردار سے کہا کھول اس نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچھا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں مجھ میں پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا ہاں تب اس نے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر گئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی طرف بھی جہنم تھی (روحوں کی) اور بائیں طرف جہنم تھی وہ جب داہنی طرف دیکھتے تو ہستے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا مر جانا اے نیک بخت نبی اور نیک بخت بیٹے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ آدم ہے اور یہ جو لوگوں کے جہنم ان کے داہنے اور بائیں ہیں یہ ان کی اولاد ہے تو داہنی طرف وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور بائیں طرف وہ لوگ ہیں جو جہنم

كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((فُرَجَ سَفْعُ بَنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جَبْرِيْلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءٍ وَزَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْفَقَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَفَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جَنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِحَاوِزِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا اقْنَعْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جَبْرِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ فَأَرْسِلْ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ قَالَ فَإِذَا نَظَرُ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكٌ وَإِذَا نَظَرُ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرَحِبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْبَائِنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جَبْرِيْلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ ﷺ وَهَذِهِ الْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ

ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری تھی جس کے دل میں ڈالنے سے دل روشن ہو گیا اور بھر گیا ایمان اور حکمت سے۔ یہ تاویل نوٹ کرنے کی ہے اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور حکمت کا بھرا جانا بعید نہیں اس لیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں۔ وہاں بہت سی چیزیں جن کو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجود بالذات ہوں گی۔ اسی قبیل سے بے اہمال کا تو لا جانا، موت کا فزع کیا جانا، قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا واللہ اعلم۔ قاضی عیاض نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافروں کی رد میں تو جہنم میں رہتی ہیں جو ساتویں زمین میں ہے یا اس کے نیچے ہے یا قید میں رہتی ہیں اور مومنوں کی رد میں جنت میں آرام پاتی ہیں پھر یہ رد میں آدم کے پاس کیونکر جمع تھیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدم کے پاس ان روحوں کے پاس ہونے کا ایک وقت ہو اور رسول اللہ ﷺ اتفاق سے اسی وقت وہاں پہنچے تو ان کی رد میں کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافر ارواح کا جہنم میں اور مومن ارواح کا جنت میں رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص ایک وقت میں ہو تا ہو جیسے قرآن میں ہے۔ مع و شام جہنم کے سامنے وہ کئے جائیں گے اور حدیث میں ہے مومن کے سامنے اس کا ٹھکانا قبر میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تیرا یہ ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پہنچائے تجھ کو اس جگہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدم کی داہنی طرف ہو اور جہنم بائیں طرف۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں جائیں گے اس لیے جب وہ دہائی طرف دیکھتے ہیں تو (خوشی کے مارے) ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج کے مارے) رو دیتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا جبرئیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کے چوکیدار سے کہا دروازہ کھول اس نے بھی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے چوکیدار نے کہا تھا پھر دروازہ کھولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ اور ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک کون سے آسمان پر ملا پر اتنا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چھٹے آسمان میں جب جبرئیل اور آپ حضرت اور یس کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا مہربانے نبی صالح اور بھائی صالح آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ ابراہیم ہیں۔ میں حضرت موسیٰ پر سے گزرا انہوں نے کہا مہربانے نبی صالح اور بھائی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے پھر میں حضرت ابراہیم پر سے گزرا انہوں نے کہا مہربانے نبی صالح اور بھائی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم

الْبَيْتِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوَدَةُ الْيَتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكًا وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِى جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِحَاوِئِهَا افْتَحِ قَالَ فَقَالَ لَهَا حَاوِئُهَا مِثْلُ مَا قَالَ حَاوِئُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ ((فَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاءَاتِ آدَمَ وَإِبْرَاهِيمَ وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَخْمَعِينَ وَلَمْ يَبْتَئِ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ

لہ نوٹی نے کہا اس روایت میں جو ابراہیم کی ملاقات چھٹے آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراجِ دوبارہ ہو ابراہیم اس صورت میں کوئی اشکال نہیں اس لیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر مل کر پھر ساتویں پر بھی آپ کے ساتھ چلے گئے ہوں واللہ اعلم۔ آواز جو فرشتوں کے لکھنے سے نکلتی تھی اور یہ لکھتا فرشتوں کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تیار دلوں محفوظ سے نقل کرتے تھے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا یہ دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سب اللہ کی کتاب لوح محفوظ میں لکھے جاتے ہیں مقبوسوں سے اور وحی جانتا ہے اس کی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے پر اس کی کیفیت اور صورت اور معنی کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے فرشتوں اور پیغمبروں میں سے اور جو لوگ اس قسم کی آجوں یا حدیثوں کی تائید کرتے ہیں اور ظاہر سے ان کو بخیر ہے جس سے وہ ضعیف الشک ہیں اور ضعیف الایمان اس لیے کہ جب شریعت مقدسہ میں یہ امور وارد ہیں اور عقلاً محال نہیں ہیں تو ان میں تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسے چاہتا ہے اور یہ لکھتا ایک نکتہ الٰہی ہے جس سے وہ غیب کی باتیں اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے ورنہ خود بے پرواہ ہے کہ نبیوں سے اور اس کو یاد رکھنے کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارے پیغمبر کا اس مقام تک جانا اور سارے پیغمبروں کے مقاموں سے آگے بڑھ جانا یہ دلیل ہے ہمارے پیغمبر کی افضلیت کی اور پیغمبروں پر اور ہزارے ایک روایت حضرت علیؓ سے معراجِ حق

ہیں۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ ابو حبیہ انصاریؓ (عامر یا مالک یا ثابت) دونوں کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر میں چڑھایا گیا ایک ہموار بلند مقام پر وہاں میں سنا تھا قدموں کی آواز۔ ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر؟ پچاس نمازیں فرض کیں میں لوٹ کر آیا جب موٹی کے پاس پہنچا تو انھوں نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر میں نے کہا پچاس نمازیں ان پر فرض کیں موٹی نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیوں کہ تمہاری امت میں اس قدر طاقت نہیں میں لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اس نے ایک حصہ معاف کر دیا پھر میں لوٹ کر حضرت موٹی کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا انھوں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہیں۔ میں پھر لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس اس نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں میرے یہاں بات نہیں بدلتی آپ نے فرمایا میں پھر لوٹ کر آیا موٹی علیہ السلام کے پاس انھوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس میں نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر چلے سورۃ النبیؑ کے پاس اس پر ایسے رنگ چڑھ گئے جن کو میں نہیں سمجھتا کیا تھے پھر مجھے جنت میں لے گئے وہاں موتیوں کے گنبد تھے اور مٹی اس کی مشک تھی۔

((قُلْتُ مَنْ هَذَا)) قَالَ هَذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْبَائِسِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنًا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيِّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ثُمَّ عَرَجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْدَامِ)) قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنْسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَفَرَضَ اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمُرُ بِمُوسَى فَقَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ قَالَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ لِي مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَا جِعَ رَبُّكَ فَإِنْ أَمُتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ فَرَا جَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي قَالَ رَا جِعْ رَبُّكَ فَإِنْ أَمُتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ فَرَا جَعْتُ رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسُونَ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبْدَلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَا جِعْ رَبُّكَ فَقُلْتُ قَدْ اسْتَحْسِنْتُ مِنْ رَبِّي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى نَأْتِي مَبْدَرَةَ الْمُنْتَهَى فَخَشِيَهَا أَلْوَانُ لَا أَذْرِي مَا هِيَ قَالَ ثُمَّ أَذْخَلَنِي الْجَنَّةَ فَإِذَا

صحنہ میں بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ جبریلؑ آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ پردے کے پاس پہنچے وہاں سے ایک فرشتہ نکلا جبریلؑ نے کہا قسم اس کی جس نے تجھے سچا خبر کر کے بھیجا ہے میں جب سے پیدا ہوا میں نے اس فرشتے کو نہیں دیکھا حالانکہ میں سب مخلوقات میں خدا سے زیادہ بزرگ ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر جبریلؑ مجھ سے جدا ہو گئے اور آدھریں سب موقوف ہو گئیں تمام ہو اکلام قاضی عیاض کا۔ حدیث میں شعر کا لفظ وارد ہے جس کے معنی نصف کے ہیں بچیں نمازیں معاف کر دیں اس صورت میں یہ مخالف نہ ہو گا پہلی روایت کے جن میں پانچ پانچ نمازوں کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شعر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہیں کہ ایک ہی بار میں شعر معاف ہو گیا ہے

فِيهَا جَنَابُ اللَّوْلُو وَإِذَا تَوَاتَاهَا الْمَيْمَنُ))

٤١٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْفَةَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ بَيْنَ النَّاسِ وَالْقِطْعَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ أَحَدُ الْفَلَائِكِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأَيُّتُ فَأَنْطَلِقُ بِهَا فَأَيُّتُ بَطَسْتُ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ مَاءٍ زَمْزَمٍ فَشَرَحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ فَتَادَهُ قُلْتُ لِلَّذِي مَعِيَ مَا يَغْنِي قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي فَعَبِلَ بِمَاءٍ زَمْزَمٍ ثُمَّ أَعْيَدَ)) مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ بِإِيمَانٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ آيَتْ بِذَاتِهِ أَتَيْتُ بِقَالَ لَهُ الْبَرَاءُ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَعْلِ يَسْعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَنْصَى طَرَفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ)) انْطَلَقَا حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ

٣١٦- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے شاید سنا مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تھے ان کی قوم سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں خانہ کعبہ کے پاس تھا اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا کہ ہم دونوں میں بیچ تیسرے یہ ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ پھر میرے پاس آئے اور مجھ کو لے گئے پھر میرے پاس ایک ٹٹ لایا گیا سوئے کا اس میں پانی تھا جو حرام اور میرا سینہ چرا گیا یہاں تک اور یہاں تک۔ قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے مراد کیا ہے انھوں نے کہا یعنی چرا گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا حرام کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہ پر پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت سے۔ پھر ایک جانور کو لائے جس کا رنگ سفید تھا اس کو براق کہتے تھے گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی مجھ کو اس پر سوار کیا پھر ہم چلے یہاں تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبریلؑ نے دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبریلؑ۔ کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمدؐ۔ کہا

لہ بلکہ کئی بار میں معاف ہوا اور قاضی عیاضؒ نے کہا کہ شعر سے ایک حصہ مراد ہے یعنی پانچ نمازیں اور نصف مراد نہیں ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے پر اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے اس میں کئی بار لوٹنے کو بیان نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

(٣١٦) میل ایک دریا ہے ملک افریقہ میں جس کا طول تین ہزار میل کے قریب ہے اور قاہرہ پر پائے تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقع ہے ملک مصر کی شادابی اس سرسبز اسی دریا سے ہے جب یہ دریا بہتا ہے اور پانی اس کا چڑھتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات و دریا ہے جو عراق عرب میں واقع ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقع تھا اور واقعہ کہ بلا اسی دریا کے کنارے واقع تھ

۱۔ قولہ احد الثلاثة الخ جلیلیں سے مراد جبریل اور میکائیل ہیں اور ثالث سے رسول اللہ ﷺ مراد ہیں کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ یہ حدیث اوپر والی حدیث سے معارض ہے کیونکہ اس حدیث میں قبل نزول وحی کا ذکر ہے اور اس میں بعد نزول وحی کا لیکن بغور دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت میں شریک (ایک راوی ہے اس حدیث کا) نے دو جگہ غلطی کی ہے (۱) یہ کہ معراج بعد نزول وحی کے ہوا ہے اور اس نے قبل وحی کے ذکر کیا ہے (۲) یہ کہ حضرت کے پاس دو آدمی (فرشتے) آئے تھے اور اس نے تین آدمی بیان کئے ہیں۔

انھوں نے کیا بلوائے گئے ہیں وہ؟ جبریل نے کہا ہاں پھر دو واہو کھلا اور فرشتوں نے کہا ہر جا مبارک ہو آپ کا تشریف لانا پھر ہم آئے آدم کے پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ سے اور یحییٰ سے اور تیسرے آسمان پر یوسف سے اور چوتھے آسمان پر اور سین سے اور پانچویں آسمان پر ہارون سے پھر کہا کہ ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰ سے ملے ان کو میں نے سلام کیا انھوں نے کہا ہر جا نیک بھائی اور نیک نبی کو۔ جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے آواز آئی اے موسیٰ کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا اے پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اس کی امت میں سے جنت میں زیادہ لوگ جائیں گے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ ان کی تعداد بہت تھی پر جنتی ان میں کم تھے ہمارے پیغمبر کی امت سے)۔ پھر آپ نے فرمایا ہم چلے یہاں تک کہ ساتوں آسمان پر پہنچے وہاں میں نے ابراہیمؑ کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے چار نہیں دیکھیں جو سدرۃ کی جڑ سے نکلتی تھیں دو نہیں کھلی تھیں اور دو نہیں ڈھچی تھیں میں نے کہا اے جبریلؑ یہ نہیں کیسی ہیں؟ انھوں نے کہا اٹھھی ہوئی دو نہیں تو جنت میں گئی ہیں اور کھلی ہوئی نیل و فرات ہیں پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت المعمور میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی اس میں نہیں آتے پس یہی ان کا آخر آتا ہے پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ دونوں میرے سامنے کئے گئے میں نے دودھ کو پسند کیا۔ آواز آئی ٹھیک کیا

إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفَتَحَ لَنَا وَقَالَ مَرَحِبًا بِهِ وَلِنَعْمَ الْمُنْجِيءُ جَاءَ قَالَ فَأَتَيْنَا عَلَى آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَى وَبَحْتَى عَلَيْهَا السَّلَامَ وَفِي الثَّلَاثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُونَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ قَالَ)) ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرَحِبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكَى فَنُودِيَ مَا يُبْكِيكَ قَالَ رَبِّ هَذَا غَلَامٌ بَعَثْتُهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي قَالَ مَنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةُ أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنَ أُمَّتِي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ((وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ وَحَدَّثَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ)) فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذِهِ الْأَنْهَارُ قَالَ أَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنَّيْلُ وَالْفَرَاتُ ثُمَّ رَفَعَ لِي الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سِتُّونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرُ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ أُتِيتُ بِأَنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا حَمْرٌ وَالْآخَرُ لَبَنٌ فَعَرِضًا عَلَيَّ فَاحْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقِيلَ أَصَبْتَ

لہ ہوا تھا۔ پانی اس کا نہایت شیریں اور صاف اور باہم ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ میں میں ہے کیونکہ نیل اور فرات اس کی جڑ سے نکلے ہیں۔ نووی نے کہا یہ کچھ ضروری نہیں اس لیے احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے یہ تین

تم نے خدا تمہیں ٹھیک راستے پر لایا اور تمہاری امت بھی تمہارے راستے پر چلے گی پھر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں ہر روز پھر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک۔

۳۱۷- مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی حدیث جو اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک پشت لایا گیا سونے کا جو بھرا ہوا تھا حکمت اور ایمان سے پھر چر گیا سینے سے لے کر پیٹ کے نیچے تک اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے اور بھرا گیا حکمت اور ایمان سے۔

۳۱۸- قتادہ سے روایت ہے میں نے ابو عالیہ سے سنا وہ کہتے تھے مجھے حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر ﷺ کے چچا زاد بھائی نے یعنی عبد اللہ بن عباسؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسیٰ گندی رنگ کے ایک لمبے آدمی تھے گویا شنوہ (ایک قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور عیسیٰ کو گھوگر ہال والے میانہ قد کے اور بیان کیا مالک کا جو دار و نہد جنم کا اور ذکر کیا جال کا۔

۳۱۹- قتادہ سے روایت ہے اس نے سنا ابو عالیہ سے انھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے ابن عباسؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں موسیٰ بن عمران پر گزرا وہ ایک گندی رنگ کے لمبے آدمی تھے گھوگر ہال والے جیسے شنوہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا

أَصَابَ اللَّهُ بِلَکْ أُمْتُکَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ فُرِصَتْ عَلَیْکَ کُلُّ یَوْمٍ خَمْسُونَ صَلَاةً)) ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا إِلَى آخِرِ الْحَدِیْثِ.

۴۱۷- عَنْ مَالِکِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ ((فَأَتَيْتُ بَطْنِیَّ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَئِلٍ حِکْمَةً وَإِيمَانًا فَشَقُّوا مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِیِ الْبَطْنِ فَعَسَلِ بِمَاءٍ فَمَزَجُوا لَمْلِیَّ حِکْمَةً وَإِيمَانًا)).

۴۱۸- عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِیَةِ یَقُولُ حَدَّثَنِی ابْنُ عَمِّ نَبِیْکُمْ ﷺ یَعْنِی ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِجْنَ أُسْرَیِّ بِهِ فَقَالَ ((مُوسَى آذَمَ طَوَالَ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ)) وَقَالَ ((عِیْسَى جَعَدَ مَرْتُوعَ)) وَذَكَرَ مَالِکًا حَارِثَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الذَّحَّالَ.

۴۱۹- عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِیَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِیْکُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَرَزْتُ لَیْلَةً أُسْرَیِّ بِیْ عَلَیْ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَلَّ آذَمَ طَوَالَ جَعَدَ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ))

لہ دونوں دریا نکلے ہوں پھر چلے گئے جہاں تک کہ اللہ نے چاہا اور زمین پر نمودار ہوئے ہوں اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کی طرف جانا چاہیے۔

(۳۱۹) ۱۰۰ سبط کے معنی سیدھے اور صاف جس میں خدیدی نہ ہو اور اوپر کی روایت میں ہے کہ ان کے ہال گھوگر تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ گھوگر دو قسم کے ہیں ایک تو سخت گھوگر جیسے جوشی لوگوں کے ہال ہوتے ہیں اس کو عربی میں قطط بولتے ہیں اور ایک ہلکے گھوگر جو سیدھے اور صاف ہوتے ہیں اور صرف کناروں سے ذرا فائدہ دیا ہے ہالوں کو سبط کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ پہلی حدیث میں جعد کے لفظ سے گھوگر ہال مراد نہیں ہیں بلکہ جنود جنہ سے مشتق ہے یعنی بدن کا گھسا اور سخت اور محسوس ہونا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی صفت میں ایک روایت میں جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے ہال سیدھے صاف تھے یہ استہزاء ہے آپ کے یرہ فلاکن فی مویہ من لغانہ سے جس کی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰ سے بے شک ملے ہیں اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے لہ

عسیٰ بن مریم کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال ان کے سبط چھپے ہوئے تھے اور دکھلائے گئے آپ کو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیوں میں جو اللہ نے دکھلائیں تو مت شک کر آپ کی ملاقات میں موٹی سے۔ راوی نے کہا کہ قتادہ اس آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ نبیؐ نے موٹی سے ملاقات کی۔

وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْأُخْرَىٰ وَالْيَاسُ سَيْطَ الرَّاسِ ((وَأَرَىٰ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالْجَحَّالَ فِي آيَاتِ أَرْأَهُنَّ اللَّهُ يُبَاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالِ كَانَ قَدَاةً يُسْرِعُهَا أَنْ نَبِيَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

۴۲۰- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ واوی ازرق میں گزرے تو پوچھا یہ کون سی واوی ہے؟ لوگوں نے کہا واوی ازرق آپ نے فرمایا گویا میں موی کو دیکھ رہا ہوں وہ اتر رہے ہیں چوٹی سے اور آواز سے لپیک پکار رہے ہیں پھر آپ ہر شاکی چوٹی (ٹکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑے شام اور مدینے کے راستے پر چھ کے قریب آپ نے پوچھا یہ کونسی ٹکری ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ہر شاکی ٹکری ہے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس بن متی کو وہ ایک سرخ اونٹنی گھٹی ہوئی پر سوار ہیں اور ایک جبہ پہنے

۴۲۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((أَيُّ وَادٍ هَذَا)) فَقَالُوا هَذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ الشَّيْبَةِ وَلَهُ جُوزَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالنَّبِيَّةِ)) ثُمَّ أَتَى عَلَى نَبِيَّةٍ هَرَضَى فَقَالَ أَيُّ نَبِيَّةٍ هَذِهِ قَالُوا نَبِيَّةٌ هَرَضَى قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةً عَلَيْهِ

لہ جیسے مجاہد اور کلثی اور سعدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی ان کے مذہب پر یہ ہونگے کہ شک مت کرو اپنی ملاقات میں موٹی سے اور جہور علماء کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ مت شک کر موی کو کتاب ملے میں اور یہی مذہب ہے ابن عباسؓ اور مقال اور زجاج کا یہ آیت سورۃ السجدہ پارہ ۲۱ میں ہے اور شروع میں اس آیت کا یہ ہے ولقد اتينا موسى الكتاب اخير تك۔

(۴۲۰) قاضی عیاضؒ نے کہا اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہؐ نے ان پیغمبروں کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کے ساتھ ابوالعالیہ کی روایت میں ابن عباسؓ سے موجود ہے اور ابن مسیب کی روایت میں ابو ہریرہؓ سے مگر اس میں لپیک کہنے کا ذکر نہیں ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور وہ آخرت میں گئے ایک کہے کہتے ہیں اور حج کیسے کرتے ہیں وہ تو عمل کرنے کا مقام نہیں تو ہمارے مشائخ اور ہم نے اس کے لیے جواب نکالے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہید زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کریں یا نماز پڑھیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اور جہاں تک ان سے ہو سکے خدا سے اور زندگی حاصل کریں اور گودہ مر گئے پر ابھی تک دنیا میں ہیں جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جائے گی اور دنیا کی معاوضہ ختم ہو جائے گی اس وقت عمل ختم ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعوهم فيها سبحانه اللهم وتحتهم فيها السلام۔ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات میں سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمرؓ کی روایت میں ہے میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے تین دیکھا کہے کا طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا تھا عسیٰ علیہ السلام کا۔ چوتھی یہ کہ رسول اللہؐ کو ان پیغمبروں کی زندگی کا حال دکھلایا گیا بطور تمثیل کے کہ ان کا حج کیسا تھا اور لپیک کیونکر تھی اس لیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موٹی کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں عسیٰ کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں

ہیں بالوں کا ان کی اونٹنی کی کھیل خلیہ کی ہے اور وہ لپک کہہ رہے ہیں۔ ابن حنبلؒ نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ عیسیٰ نے کہا خلیہ سے مراد لیف ہے (یعنی کھجور کے درخت کی چھال)۔

۴۲۱- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے کہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک وادی پر گزرے آپ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالوں کا حال جو یاد نہ رہا داؤد بن ابی ہند کو (جو وادی ہے اس حدیث کا) اور انگلیاں اپنے کانوں میں رکھی ہیں اور خدا کو پکار رہے ہیں آواز سے لپک کہہ کر اس وادی میں سے جا رہے ہیں۔ عبد اللہ نے کہا پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپ نے فرمایا کون سی ٹیکری ہے؟ لوگوں نے کہا ہر شا کا یا الفت کا۔ آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونسؑ کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک چبہ صوف کا پہنے ہوئے اور ان کی اونٹنی کی کھیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی میں لپک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

۴۲۲- مجاہد سے روایت ہے ہم عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر کا لفظ لکھا ہو گا ابن عباسؓ نے کہا یہ تو میں نے نہیں سنا لیکن آپ نے فرمایا ابراہیمؑ تو ایسے ہیں جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہیں صورت میں) اور موسیٰؑ ایک شخص ہیں گندم رنگ گھوگر والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہیں جس کی کھیل کھجور کی چھال کی ہے گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں جب اترتے ہیں وادی میں تو لپک کہتے ہیں۔

۴۲۳- جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے

جنتہ من صوف خیطام ناقیہ خلیۃ وهو یلکي قال ابن حنبلؒ فی حدیثہ قال ہشیم یثنی لیفا۔

۴۲۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هَذَا فَقَالُوا وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَتَعَرُّوهُ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاحِصًا إِبْصَعِيهِ فِي أُذُنِهِ لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللَّهِ بِاللَّيْلِ مَارًا بِهَذَا الْوَادِي قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَبِيٍّ فَقَالَ أَيُّ نَبِيٍّ هَذَا)) قَالُوا مَرْحَى أَوْ لَبْتُ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جَبَّةٌ صُوفٌ خِطَامٌ نَاقِيهِ لَيْفٌ خَلِيَّةٌ مَارًا بِهَذَا الْوَادِي فَلَيْتَا))

۴۲۲- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَلِكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَأَنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعَدَ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٌ بِخَلِيَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يَلْكِي))

۴۲۳- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

ہوں یونسؑ کو پانچواں یہ کہ آپ نے بیان کیا اس بات کو جو وحی کی گئی آپ کی طرف ان پیغمبروں کی کیفیت اور حالت سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکھ سے ان کو نہ دیکھا ہو۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاضؒ کا۔ (نووی)

سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسیٰ توحیح حج کے آدمی تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے یا ہلکے بدن کے کم گوشت) جیسے شتوہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن مریم کو میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابراہیم کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (آپ نے اپنے تئیں فرمایا) اور میں نے دیکھا جبرئیل کو (آدمی کی صورت میں) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دجہ ہیں اور ابن ربیع کی روایت میں ہے دجہ بن خلیفہ۔

۴۲۳- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ کو معراج ہوا کہ میں موسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں فرمایا (یہ شک ہے) راوی کو وہ لے کہ گوشت اور سیاہ بال والے تھے جیسے شتوہ کے لوگ ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں عیسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنی ایسے تروتازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ نے فرمایا میں ابراہیم سے ملا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں آپ نے فرمایا پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب اور مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند

((غَرَضٌ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَتُوَّةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مِنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبْهًا عَرُوءَةً بَنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَإِذَا أَقْرَبُ مِنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبْهًا صَاحِبَكُمْ بِعَيْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مِنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبْهًا ذَخِيَةً)) وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ رُمَيْحٍ ((ذَخِيَةُ بَنُ خَلِيفَةَ)).

۴۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((جِئْتُ أَسْأَلُ بِهِيَ لَقِيتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ حَسْبُهُ قَالَ مُضْطَرَبٌ رَجُلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَتُوَّةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى فَفَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رُبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِغَابٍ)) بِعَيْنِي حَسَامًا قَالَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدَهُ بِهِ قَالَ فَأَقْبَيْتُ بِلَبَّائَةٍ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقِيلَ

(۴۲۳) ☆ ایک روایت میں موسیٰ کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی پر گوشت اور دوسری روایت میں مضطرب کا یعنی کم گوشت تو دونوں میں تضاد تھا۔ قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی روایت میں راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تضاد نہیں اس لیے کہ ضرب کے معنی لغت میں ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہیں۔ ایسے ہی ابن سکیت اور صاحب مہمل اور زبیدی کی روایت جو ہر نے کہا ہے اور عیسیٰ کی نسبت اس روایت میں ہے کہ ان کا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ گندم گوں تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انھوں نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ نے حضرت عیسیٰ کو سرخ رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ سے آدمی (گندم گوں) مراد ہو اور گندی صرف نہ ہو بلکہ گندی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور جو حدیث میں ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو دیاس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیاس دس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک میں چھپنا اور یہاں یا حمام مراد ہے یا غار اور یہ خانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ روپ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو اندر سے نکالیں جس پر دھوپ نہ پڑی اور کہ دودھ غبار نہ لگا ہو اور گمراہ ہو گی لہ

لِي خُذْ أَثَمَهُمَا شَيْئًا فَاحْذَثِ اللَّبَنَ فَخَرَبْتُهُ فَقَالَ
هُدَيْتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَّا إِنَّكَ لَوْ
أَخَذْتَ الْحَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.
کرلو میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیاس نے کہا (یعنی
اس فرشتے سے جو یہ دونوں برتن لے کر آیا تھا) تم کو راہِ فطرت
کی یا تم گمراہی فطرت کو (اس کی تفسیر اوپر کر چکی ہے) اور جو تم
شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی۔

بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَالْمَسِيحِ الدَّجَالِ

۴۲۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ((أَرَأَيْتَ لَيْلَةً عِنْدَ الْكَلْبَةِ فَرَأَيْتَ رَجُلًا
آدَمَ كَأَخْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنْ آدَمِ الرِّجَالِ
لَهُ لَيْمَةٌ كَأَخْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنَ اللَّمَمِ قَدْ
رَجَلَهَا فِيهِ تَقْفُرُ مَاءً مُتَكِنًا عَلَى رَجُلَيْنِ
۴۲۵- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
مجھ کو ایک رات دکھائی دیا کہ میں کعبے کے پاس ہوں میں نے ایک
آدمی کو دیکھا گیہوں رنگ جیسے کہ تم نے بہت اچھی گیہوں رنگ
کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے تو نے
بہت اچھے کندھوں تک کے بال دیکھے ہوں اور بالوں میں کچھ کی
ہے ان میں سے پانی ٹپک رہا (یعنی ان میں تری اور تازگی ایسی ہے

یعنی ساری امت جیسے یہود و نصاریٰ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔ اب نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ ان میں بہت فرستے ہیں پر جو فرق سب میں
اچھا خیال کیا جاتا ہے یعنی پر دہلیض وہ بھی حماقت میں گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہیں سمجھا مسلمانوں میں اگرچہ بہت
گمراہ فرستے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ان میں نصاریٰ کی طرح جی توحید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں پر ایک فرقہ ان کا توحید اور اتباع سنت
میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اس فرقہ کے بھی دشمن ہیں پر خدا کا وہ دگار ہے۔

(۴۲۵) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو کوئی بھی اشکال نہیں اس لیے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ اور سلامت ہیں پھر طواف
کرنے میں کیا استعجاب ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن عمرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی تاویلات ہیں جو اوپر
گزریں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس میں دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وادوہ کے کہ دجال
کے اور مدینے نہیں جائے گا اور مالک کی روایت میں دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرم مکہ اور مدینہ کی دجال کی اس زمانے کے
ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسیٰؑ کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو بھی لیکن حضرت عیسیٰؑ کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء کے
اختلاف ہیں وادوہ نے کہا ابو عبیدہ اور لیث نے کہا کہ مسیحؑ کی اصل عبرانی زبان میں مسیحا ہے پھر عربوں نے اس کو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسیٰؑ کی
اصل اس کی عبرانی زبان میں موسیٰ یا یثا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق نہ ہو گا لیکن جمہور کے نزدیک مشتق ہے ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ
ان کو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی پیار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیمؑ اور ابن اعرابیؒ نے کہا مسیح کہتے
ہیں صلح کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ ان کے کوسے دونوں پاؤں کے صاف اور برابر تھے چھ میں گہرائی تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ اپنی
ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ برکت ان پر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے تھے اور
بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا یعنی خوبصورت پیدا کیا تھا اور اس کے سوا اور وجہیں بھی بیان کیں ہیں اور علی

جیسے ان بالوں میں ہوتی ہے جو پانی بھرے ہوں یا در حقیقت ان میں سے پانی ٹپکتا ہے) اور نگہیے دینے ہے دو آدمیوں پر یا دو آدمیوں کے کندھوں پر اور طواف کر رہا ہے کعبہ کا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں بیٹے مریم کے پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا گھوگر بال والا بہت گھوگر والا بتی آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اس کے شر سے ہر مسلمان کو بچائے)۔

۴۲۶- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کے بیچ میں مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا اللہ جل جلالہ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھ کا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور (پس یہی ایک کھلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جھوٹا ہے خدائی کے دعویٰ میں) آپ نے فرمایا ایک رات خواب میں میں نے اپنے آپ کو کیچے کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوں رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوں رنگ کا آدمی اس کے ٹپٹے موڑھوں تک تھے اور بالوں میں گنگھی کی ہوتی تھی سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے موڑھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں مریم کے بیٹے علیہا السلام اور ان کے پیچھے میں نے اور ایک شخص کو دیکھا جو سخت گھوگر بال والا داہنی آنکھ کا کانا تھا میں نے جو لوگ دیکھے ہیں ان سب میں ابن قطن اس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے موڑھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِأَلْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَغْوَرِ الْعَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّهُا عَيْنٌ طَائِفَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))

۴۲۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَغْوَرَ آتَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَغْوَرُ عَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّهُ عَيْنٌ طَائِفَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكُحْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرَى مِنْ آدَمِ الرَّجَالِ تَضْرِبُ لِمَتَهُ بَيْنَ مَنَكِبَيْهِ رَجُلٌ الشَّعْرَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنَكِبَيْهِ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بِأَلْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَأَاهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَغْوَرُ عَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّهُ عَيْنٌ طَائِفَةٌ قَالَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ بَابِنِ قَطْنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنَكِبَيْهِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِأَلْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))

لہ دجال کو اس لیے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں مٹی کی ہیں یا اس لیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو بھی مسیح کہتے ہیں یا اس لیے کہ وہ ساری زمین پر پھرے گا اپنے ننگے کے دانت میں۔ (نووی)

(۴۲۶) بلا معاذ اللہ تعالیٰ کی تو آنکھیں مسیح اور سالم ہیں ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور نقصان سے۔

۴۲۷- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کعبہ کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ کا تھا اس کے بال لٹکے ہوئے تھے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے تھا اور اس کے سر میں سے پانی بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے یا یوں کہا مسیح ہیں مریم کے بیٹے معلوم نہیں کون سا لفظ کہا پھر ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص دیکھا سرخ رنگ گھوگر بال والا دائی آنکھ کا کانا سب سے زیادہ مشابہ اس سے قطن کا بیٹا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

۴۲۸- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قریش کے لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو میں نے اس کی نشانیاں قریش کو بتلانی شروع کیں اور میں دیکھ رہا تھا اس کو (یعنی بیت المقدس کو)۔

۴۲۹- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے میں نے سار رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ تھا اس کے بال چمٹے ہوئے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مریم کے بیٹے ہیں پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ مونڈا دائی آنکھ کا کانا گویا اس کی آنکھ پھولا اور وہ میں نے کہا یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ دجال ہے سب لوگوں میں اس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے۔

۴۳۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میری سیر کا حال

۴۲۷- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا أَدَمَ سَبَطَ الرَّأْسِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَوْ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَا نَدْرِي أَيْ ذَلِكَ قَالَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَعَدَ الرَّأْسِ أَغْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى أَشْبَهَ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنَ قَطَنِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ)) .

۴۲۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّ اللَّهُ لِي بَيْتُ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)) .

۴۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُطَوِّفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ أَدَمُ سَبَطَ الشَّعْرَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطَلِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءٌ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبَتْ أَلْبَيْتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعَدَ الرَّأْسِ أَغْوَرَ الْعَيْنِ كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَةً طَائِفَةً قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الدَّجَالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهَِا ابْنُ قَطَنِ)) .

۴۳۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَقَدْ

(۴۳۰) ☆ قاضی عیاض نے کہا ان بیغیروں کی نماز میں جو گنگوٹھی اس کو پورا ہم بیان کر چکے ہیں اور کبھی نماز سے ذکر اور دعا

پوچھ رہے تھے (یعنی معراج کا) تو انہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جن کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بزار بخ ہوا ابراہیمؑ بھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسیٰؑ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ایک شخص ہیں میانہ تن و توش کے اور گھسے ہوئے جسم کے جیسے شنوہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسیٰ بن مریمؑ کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے میں عروہ ابن مسعود ثقفیؓ کو پایا تو اس اور دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے تمہارے صاحب ہیں آپ نے اپنے تئیں فرمایا پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی اور سب پیغمبروں نے میرے پیچھے نماز پڑھی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمدؐ یہ مالک ہے جہنم کا (دارودہ) اس کو سلام کرو۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا۔

رَأَيْتُنِي فِي الْحَجَرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلْتَنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أَتِبْهَا فَكُرْبَتْ كُرْبَةً مَا كُرْبَتْ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْابَتْهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رَجُلٍ شَنْوَةٍ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشَبَّ النَّاسِ بِهِ صَاحِبَكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَخَانَتْ الصَّلَاةُ فَأَمَنَتْهُمْ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتْتُ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ))

۴۳۱- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور وہ چھٹے آسمان میں ہے زمین سے جو چڑھتا ہے وہ عیبیں آن کر ظہر جاتا ہے پھر لے لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اترتا ہے وہ بھی عیبیں ظہر جاتا ہے پھر لے

۴۳۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أَسْرَيْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَبَهَى بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ الْمَادِيَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُفْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيَقْضَى مِنْهَا وَإِلَيْهَا

لہ مراد ہوتی ہے یا اور کوئی کہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر بیت المقدس میں ان کیساتھ نماز پڑھی پھر آسمان پر ان سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے قبر میں جو آپؐ نے دیکھا ہے تو معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس میں اس کے ساتھ نماز پڑھی معراج کی رات میں پھر حضرت موسیٰ آپؐ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانوں سے لوٹنے کے بعد پڑھی۔ واللہ اعلم۔

(۴۳۱) ☆ نووی نے کہا سب شخصوں میں یوں ہی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے لیکن اوپر گزرانا اس کی روایات میں کہ سدرۃ المنتہیٰ آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاضؒ نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے مع کرمان دونوں روایتوں میں اس طرح کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ چھٹے آسمان میں ہو اور ڈالیاں اس کی ساتویں آسمان کے اوپر ہوں اس لیے کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور غلیل نے کہا سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے ساتویں آسمان میں جو سوا یہ کیا ہوا ہے آسمانوں پر اور جنت پر اور بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت میں سے مرے اور وہ شرک میں گرفتار نہ ہو تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جائے گا اور یہ مراد نہیں لے

لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانچتی تھیں وہ چیزیں جو ڈھانچتی تھیں عبد اللہؑ نے کہا یعنی پتنگے سونے کے پھر رسول اللہ ﷺ کو وہاں تین چیزیں دی گئیں ایک تو پانچ نمازیں دوسری سورہ بقرہ کی آخر آیتیں تیسرے اللہ نے بخش دیا آپ کی امت میں سے اس شخص کو جو شرک نہ کرے اللہ کے ساتھ باقی تمام تباہ کرنے والے گناہوں کو۔

بَنْتَهِيَ مَا يُهْبِطُ بِهِ مِنْ قُوَّهَا فَيَقْبِضُ مِنْهَا قَالَ إِذْ يَغْشَى السَّنَدَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَأَيْتَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأَعْطَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِنِي الصَّلَوَاتِ الْحَسَنَ وَأَعْطَنِي خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغَيْرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُنْفِعَاتِ.

باب: اس باب میں یہ بیان ہے کہ ولقد راہ نزلة اخروی سے کیا مراد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حق تعالیٰ جل جلالہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں

بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ

لے ہے کہ اس کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گناہگار ہو گئے عذاب دیا جائے گا اور احتمال ہے کہ یہاں بعض خاص لوگ مراد ہو جن کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے اور انکو بائبل عذاب نہ ہو گا یا اللہ تو اپنے عنایت اور کرم سے ہم کو ان لوگوں میں کر دے اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور جیسا تو نے اب تک ہم کو شرک سے بچایا ہے ویسیا خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور امت جتنا کرم کو شرک میں بے شک تو سب اختیار رکھتا ہے۔

۱۔ قاضی عیاضؒ نے کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ ہمارے پیغمبرؐ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں تو حضرت عائشہؓ نے انکار کیا دیکھئے کاجیسے خود اس کتاب میں ان سے روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابو ہریرہؓ اور ایک جماعت صحابہ سے اور دوسری مشہور ہے ابن مسعودؓ سے اور اسی طرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباسؓ سے یوں روایت ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہے ابو ذرؓ اور کعبؓ سے اور حسن بصریؒ اس بات کی قسم کھاتے تھے اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعودؓ، ابو ہریرہؓ، امام احمد بن حنبلؒ سے اور اصحاب مقالات نے امام ابوالحسن اشعریؒ اور ان کے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور ہمارے بعضے مشائخؒ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہیں لیکن دیکھا جائز ہے کیونکہ اللہ کا دیدار دنیا میں ممکن ہے اور موسیٰؑ کا درخواست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اس لیے کہ نبی اس امر کی درخواست کیسے کرے گا جو اللہ کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں اور قاضی ابوبکرؒ نے کہا کہ حضرت موسیٰؑ اور ہمارے پیغمبرؐ علیہ السلام دونوں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں کہ ہمارے پیغمبرؐ نے حق تعالیٰ سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہیں۔ سوا اشعریؒ اور ایک جماعت متکلمین کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضوں نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمدؒ اور ابن مسعودؒ اور ابن عباسؓ کی طرف اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنوں میں ضم دھنا لندلی یعنی پھر نزدیک ہو اور اتر آیا اور بعض نے کہا یہ نزدیک ہونا جبریلؑ سے ہے یا سدرۃ المنتہیٰ سے اور ابن عباسؓ اور محمد بن کعبؓ اور جعفر بن محمدؒ وغیرہم سے منقول ہے کہ نزدیک ہونا رسول اللہؐ کا خدا سے عزوجل سے ہے۔ اس صورت میں نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپؐ پر ظاہر ہوئی اور انور معرفت کھل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہو گئے اور فطانت قاب قوسین اور اونی کی بھی تاویل کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل لے

FAA

- ۴۳۲- عَنْ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زُرَّ بْنَ حَبِشٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَحَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جَبْرِئِلَ لَهُ سِتَّ مِائَةِ حَنَاحٍ.
- ۴۳۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى قَالَ رَأَى جَبْرِئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتَّ مِائَةِ حَنَاحٍ.
- ۴۳۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّي الْكَفَرَى قَالَ رَأَى جَبْرِئِلَ فِي صُورَتِهِ لَهُ سِتَّ مِائَةِ حَنَاحٍ.
- ۴۳۲- سلیمان شیبانی سے روایت ہے میں نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک انھوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کو دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے۔
- ۴۳۳- عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو حق تعالیٰ نے فرمایا کذب الفواد ما رآی یعنی جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس سے جبرئیل کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا ان کو ان کے چھ سو بگ تھے۔
- ۴۳۴- عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا لقد رآی من آیات ربہ الکفری۔ بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں چھ سو بازو تھے ان کے۔

اجتہاد سے اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت میں صراحتاً یہ امر ثابت ہے مردق سے کہ حضرت عائشہ نے کہا میں نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ سے پوچھا آپ نے فرمایا مراد اس سے جبرئیل ہیں اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے اس آیت کی تفسیر ساتھ جبرئیل کے کی تو اب اس سے سمجھنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے اس لیے نمک یہی ہے کہ توقف کیا جائے جب تک دلیل قائم نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ دیدار الہی جائز نہیں بلکہ کلام اس میں ہے کہ آیا یہ ارہو یا نہیں اور حدیث موقوف اس باب میں حجت نہیں ہو سکتی جب اس کے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ سنا چاہیے رسول اللہ سے اور یہاں پر کوئی مبالغہ مرفوع نہیں ہے۔ اتنی مختصر ا۔

(۴۳۲) ☆ یعنی ان کی اصل صورت پر دیکھا اور شکلوں سے تو ان کو اکثر آپ دیکھا کرتے تھے عبد اللہ بن مسعود بھی جو اس حدیث کے رولوی ہیں بڑے عالم ہیں اس امت کے اور معارض ہے ان کا قول عبد اللہ بن عباس کے قول کے نویدی نے کہا عبد اللہ بن مسعود کا کہنا مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے جبرئیل ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے پھر ان لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضوں نے کہا ظاہر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔ امام ابو الحسن وادعی نے کہا یہ بیان ہے رسول اللہ کے دیدار الہی کا معراج کی رات میں۔ ابن عباس اور ابو ذر اور ابراہیم حتیٰ نے کہا کہ آپ نے خدائے تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا اور دیکھنا حقیقت صحیح دیکھنا تھا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ آپ کے دل میں پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل میں ڈال دی اور آپ نے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہیں ظاہری آنکھوں سے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور یہی قول ہے انس اور نکرہ اور حسن اور ربیع کا۔ (نویدی)

۴۳۵- ابوہریرہؓ سے روایت ہے اس کی تفسیر میں ولقد راہ نزلة اخرى یعنی دیکھا کہ دو سرے امار میں کہ دیکھا آپ نے جبریل کو۔

۴۳۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ اپنے دل سے دیکھا۔

۴۳۷- ابن عباسؓ سے روایت ہے ما کذب الفؤاد ما رأى ولقد راہ نزلة اخرى کی تفسیر میں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دوبار دیکھا۔

۴۳۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

۴۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ.

۴۳۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَاهُ بِقَلْبِهِ.

۴۳۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى قَالَ رَأَاهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ.

۴۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو جَهْمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۴۳۹- مسروق سے روایت ہے میں تکلیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہؓ کے پاس انھوں نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہے مسروق کی) کہ تین باتیں ہیں جو کوئی ان کا قائل ہو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر میں نے کہا وہ تین باتیں کوئی ہیں؟ انھوں نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔ مسروق نے کہا میں تکلیہ لگائے تھا یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور میں نے کہا اے ام المؤمنین! ذرا مجھے بات

۴۳۹- عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَكِلِّيًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ قَالَ وَكُنْتُ مُتَكِلِّيًا فَحَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرِيْنِي وَلَا تَغْطِلِيْنِي أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ عَزَّ

(۴۳۵) ☆ نووی نے کہا یہ عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابوہریرہؓ نے کہا۔ ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباسؓ اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقال بن حیان سے اور شاک نے کہا ہر اس درۃ النقیۃ کا دیکھنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ رف راف سبز کا اور واحدی نے کہا کہ اکثر علماء نے یوں کہا کہ رسول اللہؐ نے حضرت جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے۔

(۴۳۷) ☆ تو ابن عباسؓ کا یہی قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدہ اراہی ہے اور اوپر اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۴۳۹) ☆ پہلی آیت سورہ انعام میں ہے (۱۲) کوغ میں ترجمہ اس کا یہ ہے اس کو نہیں پاسکتی آنکھیں اور وہ پاسکتا ہے آنکھوں کو وہ مجید جانتا ہے خبر دار ہے اور دوسری آیت سورہ شوریٰ (۵) کوغ میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوں کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ نے ایسا کہا کہ وہ جانتا ہے اور کہا ہے یوں کہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مت کہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پڑ مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین کے فعل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے لہ

کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ولقد راہ بالافق المبین۔ ولقد راہ نزلة اخوی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ ﷺ سے پڑھا آپ نے فرمایا مردان آیتوں میں حضرت جبریلؑ ہیں میں نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سو ادوار کے جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا ان کو وہ اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا پھر حضرت عائشہؓ نے کہا کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا بآية علي حكيم تک (دوسری یہ ہے) کہ جو کوئی خیال کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی کتاب میں سے کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتي اے پیغام پہنچانے والے پہنچا دے جو اترتا ہے پر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ کرے تو تو نے پیغام نہیں پہنچایا (تیسری یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کل ہونے والی بات جانتے تھے (یعنی آئندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔۔۔ اللہ خود فرماتا ہے اے محمد! آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کی بات

وَحَلَّ وَلَقَدْ رَاہُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ وَلَقَدْ رَاہُ نَزْلَةً أُخْرَى فَقَالَتْ أَنَا أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَتْ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ لَمْ أَرَاهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عَظُمَ خَلْفُهُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ)) فَقَالَتْ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِي بِيَاذِيهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيُّ حَكِيمٌ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُعْجِبُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ قُلْ لَا يَغْلِبُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ.

تھ کہ دونوں طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے کہ اسے سلف اور خلف کا اور خود قرآن میں موجود ہے واللہ يقول الحق وهو يهدي السبيل اور صحیح مسلم میں ابودر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور جس نے اس کا انکار کیا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ (نودہنی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا علم نہیں پیشتر ہو یا فرشتہ یا دلی یا ساحل یا سلطان یا عارف اور خود اللہ نے اپنی کتاب ہمارے پیشتر کی زبان سے بیان کیا و لو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسمى السوء ان انا الانذير وبشير لقوم يؤمنون۔ یعنی اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو بڑی بھلائی حاصل کر لیتا اور مجھے نہ کچھ نہ پہنچتا میں تو ایک گھلا ڈرانے والا ہوں اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی تھ

نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

۴۴۰- داؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ اُمسک علیک زواجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبیہو وتخشى الناس واللہ احق ان تخشاه۔

۴۴۱- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي لِمَا قُلْتُ وَسَاقَ الْحَدِيثُ بِقِصَّتِهِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَمْسُ وَأَطْوَلُ۔

۴۴۲- مسروق سے روایت ہے میں نے ام المؤمنین عائشہ سے پوچھا کہ محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا؟ انھوں نے کہا سبحان اللہ میرے روئیں کھڑے ہو گئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن روایت داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے۔

۴۴۲- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ

۴۴۲- مسروق سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا

۴۴۲- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ

تہ کو نہیں اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ تعالیٰ ہدایت کرے ان بدعتیوں کو جو غیب کا علم رسول اللہؐ اور اولیاء اور مشائخ کے لیے ثابت کرتے ہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ دلیل اس کے خلاف موجود ہے خدا جانے ان کی عقلوں پر کس کی مار پڑی ہے اور شیطان ان کو کہاں لوندھا کر رہا ہے خدا تعالیٰ ہم کو اور ہمارے طریقے کے لوگوں کو ایسے خیالوں سے بچائے۔ (السرارج الوہاب)

(۴۴۰) ☆ یہ آیت سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے ترجمہ اس کا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جو روح اور ذر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز اللہ اس کو کھولنا چاہتا ہے اور تو ذرا تھا تو لوگوں سے اور چاہے اللہ سے ذرا نا پھر جب یہ تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں دی اس لیے کہ مسلمانوں پر حرج نہ ہو اپنے لے پالگوں کی جو دونوں سے نکاح کرنے میں جب وہ تمام کر لیں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کیا ہو امر او اس شخص سے زید بن حارثہ ہے جو لے پالک تھے رسول اللہ کے ان کی بی بی زینب تھیں جو آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں جب زید سے ان کی نہ بنی تو پہلے آپ نے زید کو نصیحت کی پر دل میں آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زیادہ ان کو چھوڑ دے گا تو میں ان سے نکاح کر لوں گا آپ نے یہ خیال اپنے دل میں رکھا اس لیے کہ کافر اور منافق بد گوئی نہ کریں کہ محمدؐ اپنی بیوی سے نکاح کرنے کی فکر میں ہیں اللہ نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے کر دیا اور کافروں کی طعن و تشنیع کو نفع نہ دیا اور فرمایا کہ لے پالک دراصل بیٹا نہیں ہے جو اس کی جو روپالے پر حرام ہو اس آیت میں چونکہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگوں سے ذرا نا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ دانا چاہیے اور آپ کے دل کی بات کو جس کو آپ چھپانا چاہتے تھے فاش کر دیا پس اگر آپ کو کوئی آیت چھپاتے تو معاذ اللہ اس کو چھپاتے۔

(۴۴۲) ☆ اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہو گئے کہ پھر نزدیک ہوا جبرئیل اور قریب آیا محمدؐ کے اور وہ گیا فاصلہ دو کمناں

(تم تو کہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول کیسے ہے ثم دنی فتدلی فکان قلاب قومین او اذنی فاوحی الی عبیدہ ما اوحی انھوں نے کہا اس آیت سے تو جبریل مراد ہیں وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردوں کی صورت میں آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی صورت میں آئے تو سارا کنارہ آسمان کا بھر گیا تھا۔

باب: اس قول کے بارے میں کہ وہ تو نور ہے اس کو میں کیسے دیکھ سکتا ہوں اور یہ قول کہ میں نے نور دیکھا ہے ۳۴۳- ابوذرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھتا۔

۳۴۴- عبد اللہ بن شقیقؓ سے روایت ہے میں نے ابوذرؓ سے کہا اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا ابوذرؓ نے کہا تو کیا پوچھتا؟ عبد اللہؓ نے کہا میں یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار

لِعَابِئَةِ فَأَنْبَأَ قَوْلَهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى قَالَتْ إِنَّمَا ذَلِكَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّحَالِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِي هَذِهِ النَّمْرَةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ أَفَقَ السَّمَاءِ

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ وَفِي قَوْلِهِ رَأَيْتُ نُورًا ۴۴۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتُ رَبَّنَا قَالَ ((نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ)).

۴۴۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ أَبِي شَيْءٍ كُنْتُ تَسْأَلُهُ قَالَ

لہ کیا اس سے نزدیک اور بعضوں نے قوس سے ذرا مراد لیا ہے تو معنی یہ ہو گا کہ کیا قاصد دہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنی آپ میں اور جبریل میں اتنا قرب ہو گیا بعد اس کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

(۳۴۳) ☆ نودی نے کہا کہیں جواب اس کا نور ہے اور معنی یہ ہے کہ نوری وجہ سے میں اس کو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہو جائے تو آنکھ چکا چوندہ ہو جاتی ہے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا عرفاء کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنی اس کی وجہ سے سب کی ہستی اور نمائش ہے جیسے قرآن میں ہے اللہ نور السموات والارض اگر یہ نور نہ ہو نری نیستی نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نوری وجہ سے اور چیزیں دکھائی دیتی ہیں اسی طرح اللہ جل شانہ کی مخلوقات کو ہم دیکھتے ہیں پر اس کا دیکھنا شمار ہے اس لیے کہ ہم بادل اور جسم کی کثافت سے بھرے ہوئے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پاک بندوں کو ان علاقہ جہانی سے صاف کر کے ان کو نورانی کرے گا اس وقت اپنا نور ان کو دکھائے گا۔ واللہ اعلم

(۳۴۴) ☆ یعنی صرف ایک نور مجھے دکھائی دیا اور کچھ میں نے نہیں دیکھا قاضی عیاض نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ پاک ہے جسمیت سے مبرا نہ ہے تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں نور کا اطلاق ذات الہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا یا بادل ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگوں کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنوں کے دلوں کو۔ لہ

كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدْ سَأَلْتُ فَقَالَ ((رَأَيْتُ نُورًا)) .
 کو دیکھایا نہیں؟ ابو ذرؓ نے کہا میں نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَفِي قَوْلِهِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَخْرَقَ سُبُحَاتِ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ
 باب: اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور یہ قول کہ اس کا حجاب نور ہے اگر وہ اس کو کھول دے تو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے اس کے چہرے کی شعاعیں اس کی مخلوق کو جلا دالیں

٤٤٥- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفِعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي

مترجم کہتا ہے قاضی عیاضؒ کی یہ تقریر مسلم نہیں اور نہ سلف کی چال ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہیئت نور ہے اور نور کا لفظ متعدد معنوں میں اس پر وارد ہے پھر اس میں تاویل کرنے کی ضرورت نہیں اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جائے گا کس لیے کہ شریعت میں یہ لفظ خدا کے واسطے نہیں آیا ہی طرح جسم سے تخریج اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

(۴۴۵) ہم بندوں کے اعمال اور ارتزاق کے تولنے میں خودی نے کہا یہ تمہیں ہے خدا کے ترازو سے تولنے کے ساتھ۔ السراج الوہاب میں ہے کہ یہ تمہیں نہیں بلکہ ہیئت خدا کے تعالیٰ ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث میں اور تمہیل کے قائل پچھلے لوگ ہوئے ہیں جن کی بات کا کچھ اعتبار نہیں یعنی رات میں جو اس کے بندے نیک کام کرتے ہیں وہ رات گزرنے سے پہلے شام ہی کو خود ان کے پاس لے جاتے ہیں اس حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے تعالیٰ جہت فوق میں ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ سلف کا رضی اللہ عنہم۔ خودی نے کہا یہ وہ لغت میں آؤ اور رکاوٹ کو کہتے ہیں اور یہ شان ہے ان اجسام کی جو محدود ہیں اور خدا کے تعالیٰ پاک ہے جسمیت اور تحدید سے اس صورت میں پردے سے مراد روکنے والا ہے اس کے دیدار سے یعنی نور اس کے دیکھنے کا مانگ ہے کس لیے کہ نور سے آنکھ چکا چوند ہو جاتی ہے السراج الوہاب میں ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت میں آیا ہے اس کو چلانا ہی طرح جیسے آیا اور اس کی کیفیت بیان نہ کرنا اس میں تاویل اور تعطیل اور تمہیل اور تفسیر کرنا۔

مترجم کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچھلے متکلمین کی تقلید کر کے اس قسم کی آیات اور احادیث میں اکثر ایسی تاویلات کی ہیں جو سلف کے طریقے کے خلاف ہیں اسی حدیث میں دیکھئے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امری شریعت سے ثابت نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ جسمیت سے پاک ہے پھر اور آؤ اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے اس کی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہنچتی ہے پھر اگر وہ اپنا حجاب اٹھا لے تو اس کے روئے مبارک کی تجلی کے

جاتا ہے اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اس کا پردہ نور ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پردہ اس کا آگ ہے اگر وہ کھول دے اس پردے کو البتہ اس کے منہ کی شعائیں جلائیں مخلوق کو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔

۴۴۶- اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اس میں پانچ باتوں کے بدلے چار باتیں ہیں اور مخلوق کا ذکر نہیں اور کہا کہ حجاب اس کا نور ہے۔

۴۴۷- ابو موسیٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر چار باتیں بیان کیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور نہ اس کے لائق ہے سونا اٹھاتا ہے ترازو کو اور جھکا تا ہے اٹھایا جاتا ہے اس کی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دن کو۔

بَكَرَ النَّارَ لَوْ كُنْتُمْ لَأَخْرَفْتُمْ سُبْحَاتِ وَجْهِهِ مَا أَنْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ((وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا.

۴۴۶- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَنْثِلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ جِهَانَةُ النَّورِ.

۴۴۷- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيُخَفِّضُهُ وَيَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ)).

وہ سامنے کچھ نہ ٹھہرے اور سب جل کر خاک ہو جائیں۔ نووی نے اس مقام پر چھٹے حکمین کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے کہ تعالیٰ کے لیے وجہ اور یہ اور عین قدم وغیرہ تھیں ثابت نہیں آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان میں کسی قسم کی تاویل نہیں کی نہ تحریف بلکہ تاویل طریقہ ہے جہیز اور جہیز اور معتزلہ کا حذلولہم اللہ تعالیٰ اور بعض علمائے اہل سنت خدا ان پر رحم کرے اس مگر ای میں پچیس گئے وہ بھی گئے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بھول گئے اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرے۔

۱۔ جیسا خدا ہے ویسا ہی اس کا ہاتھ۔ باقی سب اعضاء بھی ویسے ہی ہیں جیسا وہ خود ہے۔ عبد الغفار سلمیٰ

باب: اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنوں کو آخرت میں ہوگا

بَابُ اثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

۴۴۸- عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعریؓ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہوگی اس کے برتن اور سب چیزیں چاندی کی ہوگی اور دو جنتیں سونے کی ہوگی اس کے برتن اور سب چیزیں سونے کی ہوگی اور لوگوں کو اپنے

۴۴۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((جَنَّاتٍ مِنْ فِضَّةٍ آيَتْهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ آيَتْهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ

(۴۴۸) پھر جب خدائے تعالیٰ اس چادر کو اپنے منہ سے اٹھائے گا تو سب مومن اس کے روئے مبارک کو دیکھیں گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جس کی حد نہیں نہ اس کا بیان ہو سکتا ہے نوہی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے محال نہیں ہے اور انھوں نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت میں مومنین اس کو دیکھیں گے اور کافر اس نعمت سے محروم رہیں گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کی مخلوق میں سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے اور یہ ایک خطائے صریح اور جہل فیض ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ جنت میں مومنوں کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب ہیں صحابہ نے رسول اللہؐ سے روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتیں اس باب میں مشہور ہیں اور بدھ جوں نے جو ان پر اعتراض کئے ہیں وہ بھی اہل سنت کی کلام کی کتابوں میں ان کے جواب سمیت مذکور ہیں اور ہم کو ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا میں واقع نہ ہوگا اور امام ابو القاسم قشیری نے ابو بکر بن نورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلے میں امام ابو الحسن اشعریؒ کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں خدا کا دیدار واقع ہو اور دوسرے یہ کہ اس کا وقوع نہیں ہوا پھر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں پیدا کر دے گا اور اس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضروری نہیں اور ہمارے دیکھنے میں یہ باتیں اتفاق پائی جاتی ہیں نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہیں اور متکلمین نے اس کے کھلے دلائل خوب بیان کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ ایک جہت میں ہو بلکہ مومنین اس کو دیکھیں گے بغیر جہت کے جیسے ان کو چاہتے ہیں جہت ابھی۔ مولانا ابوطیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے السراج الوہاج میں لکھا ہے کہ بدعتیوں نے جو کچھ شیعہ خدا کی رویت میں کئے ہیں ان سب کے جوابات دونوں اماموں کی تصانیف میں موجود ہیں (یعنی امام حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس ہما کی تصانیف) اور ہم نے بھی ان کو اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں تو وہ ممکن ہے پر واقع نہیں ہوا یعنی دیدار میں البتہ خواب میں واقع ہوا ہے جیسے ریاض الرضا اور مختصر میں ایک جماعت علماء اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہم کو شرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو نوہی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اس کا علم ہے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے اور اہل حق کا یہ مسلک نہیں ان کے نزدیک تو اس قسم کے قصص کو ظاہر معنی پر رکھنا چاہیے بغیر تاویل اور تفسیل کے اور حدیث صحیح میں یہ امر موجود ہے کہ خدا کہاں ہے آپ نے پوچھا یہ لوٹدی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کی طرف اسی طرح اس باب میں بہت آیات اور احادیث ہیں جن سے خدا کا علوم اور قوت علی العرش اور آسمان میں ہو پایا جاتا ہے پھر یہ قول نوہی کا ان سے کیا مناسبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے اس آدمی پر جو انصاف کرے اور تاویل اور تکلف کے درپے نہ ہو۔

مترجم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو بے جہت خیال کرنا یہ جھمکہ اور مبتدع اور معتزلہ کا عقیدہ ہے ورنہ سلف علماء اور اہل حدیث سب لہ

يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَذِبَاءِ عَلَىٰ وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ عَذَابٍ ۖ ۴۴۹- عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وَجُوهَنَا أَلَمْ تَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُخْرِجْنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْثِفُ الْحِجَابَ فَمَا أَغْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ غَرْ وَجَلَّ ۖ ۴۵۰- عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ آيَاتِهِ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ

۴۴۹- صہیبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ فرمادے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کیا تو نے منہ ہمارے سفید نہ کئے ہم کو جنت نہ دی جہنم سے نہ بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اٹھ جائے گا اس وقت جنتیوں کو کوئی چیز اس سے بجلی معلوم نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے سے۔

۴۵۰- حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی یعنی نیکوں کے واسطے نیکی ہے اور زیادہ (زیادہ سے مراد دیدار الہی ہے جو سب نعمتوں سے بڑھ کر لذت دے گا)۔

بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ

۴۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَىٰ رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَلْ

لہ خدا کو جہت فوق میں سمجھتے رہے اور حجابِ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے پھر جب خدا نے تعالیٰ ایک جہت میں ہوا تو اس کی رویت بھی ایک جہت میں ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے میں غور کرنے سے کچھ فرق نہیں نکلا کیونکہ منکرین رویت نے اسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر و متعارف ہے یعنی نیک چیز کے سامنے ہونا ایک مکان میں ہونا رائی اور مرئی میں ایک طرح کی نسبت مقابلہ تاویلات کی ہونا مرئی کا ایک جہت ہونا رائی سے اس رویت کی جس کو متکلمین نے اختراع کیا ہے نیز متکلمین نے بہت سے مسائل میں اسی قسم کی تاویلات ہیں جو درحقیقت انکار ہیں خصوصاً خدا ان لوگوں کی خطا معاف کرے اور ہم نے ان میں سے مسئلہ استواء کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب الایمان میں بیان کیا ہے۔

(۴۵۱) یہ تشبیہ دیکھنے کی سورج کے خدا کے سامنے نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھ کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے کسی بات میں خالق کی مثل نہیں ہو سکتی فرمایا اللہ تعالیٰ نے لبس کمثلہ شئی وهو السمع البصیر اس کے جوڑی کوئی چیز نہیں اور وہ ستارے دیکھتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ خدا کے دیدار میں کسی طرح کا جہوم معلوم نہ ہو گا نہ دیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہنچائیں گے بلکہ ہر ایک اپنی جگہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتھ خدا کو دیکھے گا جیسے دنیا میں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں یا سورج کے دیکھنے میں کوئی تکلیف تھ

کچھ تکلیف ہوتی ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بھلا تم کو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہنچاتے ہو سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ بادل نہ ہو اور آسمان صاف ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر اسی طرح (یعنی بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے حق تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرمادے گا جو کوئی جس کو پوچھتا تھا اس کے ساتھ ہو جائے پھر جو شخص آفتاب کو پوچھتا تھا وہ سورج کے ساتھ ہو گا اور جو چاند کو پوچھتا تھا وہ چاند کے ساتھ اور جو طغوت کو پوچھتا تھا وہ طغوت کے ساتھ اور یہ امت محمدیہ باقی رہ

تَضَارُونَ فِي رُؤْيَا الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ))
قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((هَلْ تَضَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ ذُوْنَهَا سَخَابٌ)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسُ وَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرُ وَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوْغَيْتِ الطَّوْغَيْتِ وَيَتَّبِعْ هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُهَا فَيَأْتِيَهُمُ اللَّهُ تَبَارَكَ

اللہ نہیں ہوتی طغوت کہتے ہیں اس چیز کو جس چیز کی پوجا کی جائے سوا خدا کے یہی قول ہے لیٹ اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کبھی غیر ہم نے کہا کہ طغوت شیطان کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا بہت کو (نور) (السرراج للولایاں) میں ہے کہ پہلا معنی اچھا ہے اور وہ شامل ہے اور لہذا اور انبیاء کی قبر پر بننے والوں کو اور درویشوں اور عالموں کی تقلید کرنے والوں کو (جو ان کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم ہر شخص) اور تمام مشرکین اور مبتدعین کو منافق مومنین میں چھپائے ہوئے تو وہاں بھی مومنوں کے ساتھ ملے ہیں گے اور ان کے ساتھ چلیں گے ان کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ ان کے اور مومنوں کے بیچ میں ایک روک ہو جائے گی اس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہو جائیں گے اور مومنوں کی روشنی ان سے جاتی رہے گی اور بعضوں نے کہا یہ لوگ حوش پر بانک دے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا دور ہو دور ہو (نور) یہ معرفت حق سبحان تعالیٰ کی یا تو اس طرح سے ہوگی کہ خدا نے تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ہر مومن کے دل میں اپنا ہمال اس طرح ذہن نشین کر دے گا کہ وہ پہلی صورت کو خدا کی صورت سے مغائر اور مہائن سمجھیں گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدا نے اپنے لیے بیان کیں ہیں کہ وہ کسی کی مثل نہیں اس کے جوڑ کا کوئی نہیں وہ پاک ہے ہر عیب سے پھر جب پہلی صورت نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے ہر مومن اس کو خدا نہ کہیں گے۔ جب خدا اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو گا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اس کو پہچان کر اپنا خدا مانیں گے اور اس کے ساتھ ہو گئے اس حدیث میں خدا کے لیے کئی باتیں ثابت کی ہیں ایک تو صورت دوسرے آفات میرے ہنسا چوتھے باتیں کہ تاور علماء اہل سنت کے اس قسم کی آجوں اور حدیثوں میں دو مذہب ہیں ایک حق ہے اور ایک خطا۔ حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنوں میں زیادہ گفتگو کرنا چاہیے بلکہ ان پر ایمان لاتا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جس طرح یہ آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں ان کو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی جو متکلمین ہیں اور اس میں سلامتی ہے ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتے رہے تمام امت کے سلف اور امام اور اس باب میں بڑی عمدہ کتاب کتاب الحجۃ البزہ الصلوات ہے سید ابو الخیر طبیب قونجی کی۔ شیخ محمد بن محسن طحطاص نے کتاب منزہ الذات والصفات میں خدا کے آنے کی بحث میں لکھا ہے کہ فرمایا اللہ نہ وہ متکلم ہے خدا کے آنے کے ار کے سامنے میں اور فرمایا آیا تیرا رب یا آنے تیرا رب اور صفات کے باب میں ہمارا قول یہ ہے کہ لفظ

جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا ایسی صورت میں جس کو وہ نہ پہچانیں گے اور کہے گا میں تمہارا پروردگار ہوں وہ کہیں گے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے اور ہم اسی جگہ ٹھہرے ہیں یہاں تک کہ ہمارا پروردگار آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے پھر اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور دوزخ کے پشت پر پل رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے پار ہوں گے اور سوائے پیغمبروں کے اور کوئی اس دن بات نہ کر سکے گا اور پیغمبروں کا بول اس وقت یہ ہو گا یا اللہ بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہیں گے اور خلق پر) اور دوزخ میں آکڑے ہیں (کوہے کہ جن کا سر میڑھا ہوتا ہے اور تور میں گوشت جب ڈالتے ہیں تو آکڑوں میں لگا کر ڈالتے ہیں) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹوں دار) حضرت نے فرمایا صحابہؓ سے تم نے سعدان کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پس وہ آکڑے سعدان کے کانٹوں کی وضع پر ہونگے۔ (یعنی سرخم) پر یہ کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کہ وہ آکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے وہ

وَتَعَالَىٰ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ قَيُّوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ قَيُّوْلُونَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ قَيُّوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ قَيُّوْلُونَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَنَا وَاُمَّتِي اَوَّلُ مَنْ يُحْيٰى وَلَا يَكْتَلِمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَذَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَابِيبٌ مِّثْلُ شَوْلِكَ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانِ) قَالَوَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْلِكَ السَّعْدَانِ غَيْرُ اَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدَّرَ عَظَمِيْهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ الْمُجْحَازِ حَتّٰى يُنْجٰى حَتّٰى اِذَا فَرَّغَ اللّٰهُ مِنَ الْفَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ يُخْرِجَ

ظہر ہم ایمان لاتے ہیں ان پر اور انکے وجود کو سمجھتے ہیں اور کسی قدر ان کو جانتے ہیں پر نہ ان کی کیفیت بیان کرتے ہیں نہ مثال نہ مشابہت دیتے ہیں نہ ان کو بیکار کرتے ہیں اور سلف کی طرح یوں کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اس کی مثل کوئی چیز نہیں پھر ہم کیا ہر ایک صفت کا جیسے استواء اور علو اور وجہ اور یمن اور کف اور اید اور اصبح اور شال اور قدیم اور رمل اور نزول اور کام اور قول اور زیت اور کشف ساق اور نفس اور یمن اور فوق اور حقو کا اور دلیل لائے ان پر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اس تاویل کو جو متکلمین نے کی ہے اور جس پر پچھلے لوگ طے ہیں اور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی ان کی تاویل کرتا چاہیے ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث میں کہتے ہیں کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومن اس کو دیکھیں گے اور یہ آنے کے معنی مجازی ہیں یا اس سے فرشتوں کا آنا مقصود ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہو گا پھر جب وہ ان سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں تو یہ انکار کریں گے اور اس سے پناہ مانگیں گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی اس صورت پر تجل کرے گا جس طرح سے مومنین اس کو جانتے ہیں اور جن صفات سے اس کو پہچانتے ہیں اگرچہ بیشتر خدا کو نہیں دیکھا ہو گا پر اس کی صفات سے اس کو پہچان لیں گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہیں گے تو ہمارا رب ہے۔ خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقوں کا فعل ہو اور قاضی ظہر

لوگوں کو دوزخ میں دھرمٹائیں گے (یعنی فرشتے ان آنکڑوں سے گھسیٹ لیں گے دوزخیوں کو) ان کے بد عملوں کی وجہ سے اب بعض ان میں مومن ہونگے جو جہنم میں گئے اپنے عمل کے سبب سے اور بعض ان میں سے بدلہ دینے جائیں گے اپنے عمل کا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا نکالیں دوزخ سے اس کو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو جس پر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے دوزخ میں ایسے لوگوں کو پہچان لیں گے ان کو پہچانیں گے سجدہ کے نشانوں سے آگ آدی کو جلاڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو کہ خدا تعالیٰ نے اس کا جلا نا آگ پر حرام کیا ہے پھر دوزخ سے نکالے جائیں گے جلتے ہوئے جب ان پر آب حیات چھڑکا جائیگا وہ تازہ ہو کر ایسے جم اٹھیں گے جیسے دانہ کچرے کے بہاؤ میں جم اٹھتا ہے (پانی جہاں پر گڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہاں دانہ خوب اگتا ہے اور جلد شاداب اور سرسبز ہو جاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالنے ہی تازے ہو جائیں گے اور جہنم کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) بعد اس کے اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور ایک مرد

بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمْرَ الْمَلَائِكَةِ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيُغْفِرُ لَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُونَهُمْ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ مِنْ ابْنِ آدَمَ إِلَّا أَثَرُ السُّجُودِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرِ السُّجُودِ فَيُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ وَقَدْ امْتَحَنُوا فَيُصْنَفُ عَلَيْهِمْ مَاءٌ الْحَيَاةُ فَيَسْتَوُونَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حِمْلٍ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بَوَجهِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَصْرَفَ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَسَمَنِي رِجْئَهَا وَأَخْرَقَنِي ذِكَاؤَهَا فَيَذْغُو اللَّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَذْغُوهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتَ ذَلِكَ بَلَّ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا

لہ معاش سے اس کا انکار کیا تو نے لہ کہا قاضی معاش کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص نہیں ہو گا اور اس کے ساتھ ہو جانے سے یہ فرض ہے کہ اس کے حکم کی پیروی کریں گے اور جنت میں جائیں گے یا اس کے فرشتوں کے ساتھ ہو کر جنت میں جائیں گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں (السرار الوہاب) جس کو لوگ بل صراحت کہتے ہیں اور اہل حق نے اس کو ثابت کیا ہے اور سلف نے اس پر اجماع کیا ہے اور وہ بل ہو گا جہنم کی پشت پر سب لوگوں کو اس کے اوپر سے گزرا ہو گا تو مومن اپنے اپنے درجہ کے موافق اس پر سے گزریں گے اور کافراں پر سے گر کر جہنم چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو بچائے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول ہے کہ یہ بل ہال سے زیادہ ہارک اور کوار سے زیادہ تیز ہو گا جیسے ابو سعید خدری سے روایت ہے اور پیغمبروں کا کہنا یعنی بل سے گزرتے وقت بوجہ ہول اور خوف کے کہ قیامت کے دن اور وقت تو لوگ ہاتھیں کریں گے اور سر یہ اپنے مرشدوں سے لڑیں گے (نودی) حدیث میں یوں ہے فمنہم المومن بقی بعملہ اس کا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخوں میں یوں ہے الموفق بعملہ یعنی بعض ان میں کا بکڑا جائے گا اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخوں میں یوں ہے الموفق بعملہ یعنی بعض ان میں کا تو ہلاک ہو جائے گا اپنے عمل سے اور بعض نسخوں میں

باقی رہ جائے گا جس کا منہ دوزخ کی طرف ہو گا اور یہ بہشت والوں میں جائے گا وہ کہے گا اے رب میرا منہ جہنم کی طرف سے پھیر دے اس کی لپٹ نے مجھے جلاؤ والا پھر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہو گا بعد اس کے اللہ تعالیٰ فرمادے گا اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں میں پھر کچھ سوال نہ کروں گا اور جیسے خدا کو منظور ہے وہ قول: نزار کرے گا تب اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا (جنت کی طرف) جب جنت کی طرف اس کا منہ ہو گا تو چپ رہے گا جب تک خدا کو منظور ہو گا پھر کہے گا اے رب! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمادے گا تو کیا کیا قول اور اقرار کر چکا تھا کہ میں پھر دوسرا سوال نہ کروں گا براہو تیرا اے آدمی کیا دعا باز ہے وہ کہے گا اے رب اور دعا کرے گا یہاں تک کہ پروردگار فرمادے گا اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کروں تو پھر تو اور کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور اقرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور ہو گا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا جب وہاں کھڑا ہو گا تو ساری بہشت اس کو دکھائی دے گی اور جو کچھ اس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب پھر ایک مدت تک جب تک خدا کو منظور ہو گا وہ چپ رہے گا بعد اس کے عرض کرے گا اے رب! مجھے جنت کے اندر لے جا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے کیا اقرار کیا تھا تو بولا تھا کہ اب میں کچھ

أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ مِنْ عَهْدِهِ وَمَوَاقِيقَ مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَأَاهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ قَدْ مَنَنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عَهْدَكَ وَمَوَاقِيقَكَ لَا تَسْأَلُنِي غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتَكَ وَيَتْلُوكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْذَرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ وَيَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَقُولَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ عَهْدِهِ وَمَوَاقِيقَ فَيَقْدُمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْخَلَنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عَهْدَكَ وَمَوَاقِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أَعْطَيْتَ وَيَتْلُوكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْذَرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى

لہ میں یوں ہے فمنہم المومن بقى بعملہ یعنی بعض ان میں سے مومن ہو گئے جو باقی رہ جائیں گے (اور حریفینے سے) اپنے عمل کی وجہ سے۔ نوہی نے کہا ہمارے شہر میں اکثر نسوں میں ایسا ہی ہے یہ ترجمہ ہے عمار کی جیسے حدیث میں گزرا اور بعض نسوں میں مخدول ہے یعنی کالا جائے گا اس کا گوشت یا کرا لیا جائے گا اور بعض نسوں میں مجرول ہے یعنی قریب بلاکت کے۔ نوہی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ جہدہ کے ساتوں اعضاء کو نہ جلائے گی جن کو لگا کر آدمی جہدہ کرتا ہے یعنی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں ایسا ہی کہا ہے بعض علماء نے اور کا ضعیف عیاض نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ جہدہ کے نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اول قول بتار ہے اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلیں گے بالکل بٹے ہوئے سوانہ کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ

سوال نہ کروں گا براہو تیرا اے آدم کے بیٹے! کیسا مکار ہے وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بد نصیب نہیں ہوں اور دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ جل شانہ ہنس دے گا اور جب خدائے تعالیٰ کو ہنسی آجائے گی تو فرمائے گا اچھا جہنم میں جب وہ جنت کے اندر جائے گا تو خدائے تعالیٰ اس سے فرمائے گا اب تو کوئی آرزو کرو وہ کرے گا اور مانگے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا فلاں چیز مانگ فلاں چیز مانگ۔ جب اس کی آرزو میں ختم ہو جائیں گی تو حق تعالیٰ فرمائے گا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور ان کے ساتھ اتنی ہی اور دیں (یعنی تیری خواہشوں سے دوچندے۔ سبحان اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے۔ عطاء بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابو سعید خدریؓ بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں ابو ہریرہؓ کے موافق تھے کہیں خلاف نہ تھے پر جب ابو ہریرہؓ نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو ابو سعیدؓ نے کہا اس سے زیادہ دیں ابو ہریرہؓ نے کہا کہ مجھے تو یہی بات یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں ابو سعیدؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہم نے یہی سب تجھے دیں اور دس سے زیادہ دیں۔ ابو ہریرہؓ نے کہا یہ

خَلَقْتُ فَلَا يَزَالُ يَذْعُو اللَّهَ حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللَّهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ تَمَنَّهُ فَيَسْأَلُ رَبَّهُ وَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا اللَّهُ لِيَذْكُرَهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ اللَّامَانِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ((قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدٍ وَابُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ قَالَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَعَشْرَةَ أَثْنَاهُ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشْرَةَ أَثْنَاهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَذَلِكَ الرَّجُلُ أَحَبُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ.

تھ کہ یہ کچھ خاص لوگ ہوں گے۔ اور لیکن سوائل کے سب اعضا سجدے کے سالم ہوں گے بنظر عموم اس حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے انہی لوگوں سے انہی۔ نو دہائی نے کہا خدا کی قسم اس کا راضی ہونا مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نو دہائی نے پچھلے حکامین کی تقلید سے اس کو لکھ دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے صبح اور عصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہیں اور وہ محمول ہیں اپنے حقیقی معنوں پر اس طرح محکم یعنی بنی بنی اس کی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنے کی طرح نہیں ہے وہی ہے اس کا سننا بھی مخلوق کے سننے کی طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفت میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہؓ اور تابعین اور سلف ائمہ اور علماء کا جیسا کہی بار اوپر گزر چکا۔

وہ شخص ہے جو سب سے اخیر میں جنت میں جائے گا (تو اور جنتیوں کو معلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ملیں گی)۔

۳۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزر چکی۔

۳۵۳- امام بن مہبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو بیان کیں ہم سے ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اور بیان کیا کئی حدیثوں کو ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب سے کم درجے کا جنتی تم میں سے جو ہو گا اس سے کہا جائے گا تو آرزو کرو آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا پھر اس سے کہا جائے گا تو آرزو کر چکا وہ کہے گا ہاں پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تجھے یہ سب آرزوئیں دیں اور اتنی ہی اور۔

۳۵۴- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا یا رسول اللہ! کیا ہم دیکھیں گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے فرمایا ہاں دیکھو گے تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے میں دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہ ہو؟ تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جب کھلا ہو اور ابر نہ ہو؟ انھوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بس تم کو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے

۴۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَأَلَ الْخَدِيثَ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ.

۴۵۳- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَثْنٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ أَذْنِي مَقْعَدٌ أَحَدَكُمْ مِنْ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنَّيْتُ قِيَمَتِي وَيَتَمَنَّى يَقُولَ لَهُ هَلْ تَمَنَيْتَ يَقُولُ نَعَمْ يَقُولُ لَهُ فَإِنْ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)).

۴۵۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ)) قَالَ ((هَلْ تُضَاوُونَ فِي رُؤْيَاةِ الشَّمْسِ بِالظُّهَيْرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تُضَاوُونَ فِي رُؤْيَاةِ الْقَمَرِ

(۳۵۴) یعنی اللہ کو دیکھنے میں جو ہم اور از دوام کی تکلیف نہ ہوگی آفتاب اور مہتاب کے دیکھنے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی اور از دوام کی نہیں ہوتی اور کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر یہ فرض خیال کچھ تکلیف ہو تو اتنی ہی ہوگی۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ روایت مغائر ہے اس روایت کے جو خاص مومنین کو جنت میں ہوگی اور یہ روایت امتحان اور تیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور مشرکین کے۔ (طہی)

سراپ کہتے ہیں اس رتی کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی میں پانی کی طرح دکھائی دیتی ہے جب پاس جانا تو پانی نہیں ہوتا اور پیاسا ہوتا مل کر رہ جاتا ہے ایسا حال ان جہنمیوں کا ہوگا کہ پیاس کی شدت میں جہنم کو جو سراپ کی طرح معلوم ہو گا پانی سمجھ کر اس میں گھس جائیں گے خدا کی پناہ یہود اور نصاریٰ کا اصلی دین عہدہ اور اچھا تھا تو خدا کی طرف سے آیا تھا جیسے اسلام کا دین پر ان دونوں میں ہوا تھا

میں قیامت کے دن جتنی چاند اور سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک پکارنے والے پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جائے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے بتوں کو اور تھانوں کو ان میں سے کوئی نہ بچے گا سب کے سب آگ میں گرے گی اور باقی رہ جائیں گے وہی لوگ جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا بد مسلمانوں میں سے اور کچھ اہل کتاب میں سے پھر یہودی بلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم پوجتے تھے حضرت عزیر کو جو اللہ کے بیٹے ہیں ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے نہ کوئی بی بی کی نہ اس کا بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے رب ہمارے! ہم پیسے ہیں ہم کو پانی پلا حکم ہو گا جاؤ پیو پھر وہ ہلک دئے جائیں گے جہنم کی طرف ان کو ایسا معلوم ہو گا جیسے سراب اور وہ شعلے ایسے مار رہا ہو گا گویا کسی کو ایک کھارہا ہے وہ سب گر پڑیں گے آگ میں بعد اس کے نصاریٰ بلائے جائیں گے اور ان سے سوال ہو گا تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے

لَيْلَةُ الْبَذْرِ صَحَوْا لَيْسَ فِيهَا مَحَابٍ ((مَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَا اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَا أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَذُنٌ مُؤَذِّنٌ يَتَّبِعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَنْقِي أَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَغَيْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُذْنَعُ الْيَهُودُ فَيَقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ غَزِيرَ ابْنِ اللَّهِ فَيَقَالُ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَسَاءَ مَا تَبْغُونَ قَالُوا غَطِطْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْتَفْنَا فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَّا تَرُدُّونَ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ

اللہ کے عالموں اور چشموں نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتیں دین میں شریک کر لیں جو سر اسر عقل کے خلاف ہیں اور انھوں نے یہ سمجھا کہ ہم اپنے اپنے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا بنائیں گے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے بڑا سمجھ کر ہمارے دین میں شریک ہوں گے اور قیامت تک یہ دین اور پیغمبروں کے آنے سے منسوخ نہ ہو گا حالانکہ اگر ان لوگوں میں ذرا بھی عقل ہوتی تو کچھ بھی سمجھ کر اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتوں کو دین میں شریک کر کے اپنے دین کو بدنام نہ کرتے بیہودہ کا حال جو اس بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا میں ان کی تعداد نہایت ہی قلیل رہ گئی اور ان کی سب شوکت اور شہرت خاک میں مل گئی اور نصاریٰ کے بھی فروع کو عربوں نے اسلام کے زور سے مٹا دیا اب اس زمانے میں گو نصاریٰ دنیاوی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب ہو گئے ہیں اور بظاہر بہت کچھ فوٹام رکھتے ہیں پر ان کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہیں ہے بلکہ یہ زمانہ ایسا ہے جس میں علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہیں کہ نصاریٰ کا یہ بے دلیل دعویٰ کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے کتنی وقت رکھتا ہے۔ افسوس! صد افسوس! اگر نصاریٰ اس وقت بھی اپنی عقل سے کام لیں اور جیسے دنیا کے کاموں میں غور اور فکر کر رہے ہیں اسی طرح اپنے دین کے اصول کو بھی جانچیں تو یہ سب طعنے ماری اور غائبی جو ان کے پیچھے پڑیوں نے کی ہے ان پر کھل جائے وہ بھی مسلمانوں کی طرح جی تو حید کے نور سے شرف ہوں اگر نصاریٰ اس لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل بات یعنی مسیحیت کو چھوڑ کر تو حید پر آجائیں تو پھر ان میں اور مسلمانوں میں بہت ہی تھوڑا فرق رہ جائے گا اور یہ دونوں قومیں مل کر جلد دنیا میں زندگی بسر کر لیں اور کشت اور خون کا دروازہ بند ہو جائے بلکہ کیا جیسے ہے کہ چند روز میں اور باقی قومیں بھی ان کی منہج کو جائیں اور بعض باطنی اتفاق اور اختلاف اور فساد

ہم پوچتے تھے حضرت مسیح کو جو اللہ کے بیٹے ہیں ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جو رو ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے پھر ان سے کہا جائے گا تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے رب! ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلا حکم ہو گا جاؤ پھر وہ سب ہانکے جائیں گے جہنم کی طرف گویا وہ سراب ہو گا اور پلٹ کے مارے وہ آپ ہی آپ ایک ایک کو کھاتا ہو گا پھر وہ سب گر پڑیں گے جہنم میں یہاں تک کہ جب کوئی باقی نہ رہے گا سو ان لوگوں کے جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا بد اس وقت مالک سارے جہان کا ان کے پاس آئے گا ایک ایسی صورت میں جو مشابہ نہ ہو گی اس صورت سے جس کو وہ جانتے ہیں اور فرمائے گا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتھ ہو گیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے تو دنیا میں ان لوگوں کا ساتھ نہ دیا (یعنی شرکوں کا) جب ہم ان کے بہت محتاج تھے نہ ان کی صحبت میں رہے پھر وہ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے دویا تین بار یہی کہیں گے یہاں تک کہ ان میں سے بعض لوگ پھر

كَانَها سَرَابٌ يَحْطُمُ بَعْضُها بَعْضًا فَيَسْأَلُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيَقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيَقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَعْبُدُونَ فَيَقُولُونَ عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيْشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرُدُّونَ فَيُخْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ كَانَتْ سَرَابٌ يَحْطُمُ بَعْضُها بَعْضًا فَيَسْأَلُونَ فِي النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ بَرٍّ وَقَلِيلٍ أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي أَذْنَى صُورَةٍ مِنْ أَلْهِي رَأَوْهُ فِيهَا قَالَ لِمَا تَنْتَظِرُونَ تَبِعَ كُلُّ أُمَّةٍ مِمَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوا يَا رَبَّنَا فَارَقَنَا النَّاسُ فِي الدُّنْيَا أَفَقَرَّ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُنْصَاحِيهِمْ فَيَقُولُ أَتَأْتِيكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ

لہ کے احاطہ اور اتحاد اور امن و امان پیدا ہو۔ خیر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور شرکوں کی طرح سوا خدا کے ہیروں و پیغمبروں کی نذر نیکار کرتے ہیں میں مصیبت کے وقت ان کو پکارتے ہیں ان سے دعا کرتے ہیں ہر امر پر انکو قادر اور متصرف خیال کرتے ہیں وہ در حقیقت نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔ خاک پرے ان کی عقلوں پر انھوں نے نصاریٰ کو اعتراض کی جگہ دے رکھی ہے۔ اس کی صفات سے جو اس نے بیان کی ہیں اس کو پہچانتے ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہیں ہے نہ کسی کے جوڑے پاک ہے ہر عیب اور نقص سے یعنی دنیا میں جب ہم کو اپنی معاش کے واسطے ان لوگوں سے ملنے کی اور دوستی کرنے کی ضرورت تھی اس وقت تو ہم نے انہیں نہ ان کا ساتھ دیا بلکہ نفرت و فدا قبول کیا اور ان کی مخالفت کرتے رہے اور ان کا رد کرتے رہے پھر آج جب ہم کو ان کی کچھ اعتیاج نہیں ہے ہم ان کے ساتھ کیونکر جائیں اور غرض یہ ہے کہ مومنین حق تعالیٰ سے عاجزی اور دعا کریں کہ اس مشکل میں ہماری مدد کریں مہاجرین اور انصار کا دینا میں یہی حال ہوا کہ انھوں نے قرابت اور عز و بزرگی کا بھی خیال نہ کیا اور شرکوں سے علیحدہ ہو گئے اور مصیبت کو اور بھی حال رہا ہے ہمیشہ مودود کا ہر زمانے میں جنھوں نے شرکوں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں۔ راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سے اور ہمارا اثر ان کے ساتھ کرے آمین یا رب العالمین۔ قرآن میں ہے یوم یکشف عن ساق یعنی جس دن کو ہوا جائے گا ساق سے ساق کہتے ہیں پٹائی کو۔ نوڈی نے کہا ان معاش اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنی یہاں شدت اور زور کے لیے ہیں یعنی ایک ہولناک امر ہو گا اور یہ مثل ہے جس کو عرب لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں لڑائی لڑ

جانے کے قریب ہوں گے۔ کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہو گا اور شبہ دل میں زور کرے گا پھر وہ فرمانے کا اچھا تمنا اپنے رب کی کوئی نشانی جانتے ہو جس سے اس کو پہچان لو وہ کہیں گے ہاں پھر خدا کی پنڈلی کھل جائے گی اور جو شخص خدا کو (دنیا میں) اپنے دل سے (بغیر جبر اور خوف یا ریا کے) سجدہ کرتا ہو گا اس کو وہاں بھی سجدہ میسر ہو گا اور جو شخص دنیا میں سجدہ کرتا تھا اپنی جان بچانے کو تلوار کے ڈر سے اور دل میں اس کے ایمان نہ تھا یا لوگوں کے دکھلانے کو) اس کی پیٹھ اللہ تعالیٰ ایک تختہ کر دے گا جب وہ سجدہ کرتا چاہے گا تو چت گر پڑے گا۔ پھر وہ لوگ اپنا سر اٹھائیں گے اور خدائے تعالیٰ اس صورت میں ہو گا جس صورت میں پہلے اسے دیکھا تھا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ سب کہیں گے تو ہمارا رب ہے بعد اس کے جہنم پر پل رکھا جائے گا اور سفارش (شفاعت) شروع ہوگی اور لوگ کہیں گے یا اللہ بچا یا اللہ بچا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! میں

بِاللَّهِ مِنْكَ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ أَوْ
ثَلَاثًا حَتَّى إِذْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ يَكَاذُ أُنْ يَنْقَلِبُ
يَقُولُ هَلْ يَنْصُرُكُمْ رَبُّنَا وَيُنْزِلُ آيَةً فَتَعْرِفُونَهُ بِهَا
فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَتَّبِعِي
مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ مِنْ تَلْقَاءُ نَفْسِهِ إِلَّا
أَذِنَ اللَّهُ لَهُ بِالسُّجُودِ وَلَا يَتَّبِعِي مَنْ كَانَ
يَسْجُدُ اتِّقَاءَ وَرَءَاءَ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ طَهْرَهُ
طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ
عَلَى قَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُونَ رُءُوسَهُمْ وَقَدْ
تَحَوَّلَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ
مَرَّةٍ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ
يَضْرِبُ الْجَسَدَ عَلَى جَهَنَّمَ وَتَجَلَّى
الشَّفَاعَةُ وَيَقُولُونَ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ۝

فقہ کاظم ہوئی سابق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب کسی سخت امر میں پڑ جاتا ہے تو اپنی باہیں چڑھتا ہے اور پنڈلی کھٹکتا ہے کو شش کے لیے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا بعضوں نے کہ سابق سے یہاں ایک بڑا نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث میں بھی وارد ہے ابن خورک نے کہا مراد اس سے وہ نور کا اور الطاف ہیں جو مومنوں کو سننے میں غم خاکے دیر کے وقت اور بعضوں نے کہا سابق ایک نشانی ہوگی اور میان خدا اور مومنوں کے اور کچھ فرشتے ظاہر ہو گئے اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ سابق ایک مخلوق ہو خدا کی جس کو خدا نے نشانی بنائی ہو اس وقت کے لیے اور یہ سابقوں سے الگ صورت کی ہو اور بعضوں نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا ذکر جاتا رہے گا اور رب اٹھ جائے گا اور جو ہول ان کے دلوں پر تھا وہ جاتا رہے گا اور اطمینان حاصل ہو گا تب وہ مجدد کریں گے۔ خطابی نے کہا یہ دیر اور ہے اور وہ جو مومنین کو بہت میں ہو گا وہ اور ہے ابھی ماہ اہل انودئی اور یہ سب تاویلات لغو اور بیکار ہیں اور مخالف ہیں سلف کے۔ اصل یہ ہے کہ خداوند کریم نے جو اعضاء اپنے لیے ثابت کئے ہیں جیسے وچ اور ہڈ اور عین اور سابق یہ سب حق ہیں اور محمول ہیں اپنے معنی پر لیکن جیسے خدا کی کہ اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہیں دے ہی ان اعضاء کی بھی حقیقت اور ماہیت معلوم نہیں پس ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو خداوند کریم کے ہر ذکر کا چاہیے اور بچتا چاہیے تشبیہ سے یعنی یوں نہ خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا تھا یا نہ تھا یا آنکھ یا پنڈلی آدمیوں کے یا اور کسی مخلوق کے ہاتھ یا منہ یا آنکھ یا پنڈلی کی طرح ہیں بلکہ جیسے اس کی ذات ہے مثل اور ہے نظیر ہے ویسے ہی اس کی صفات بھی سب بے مثل اور ہے نظیر ہیں یہی عقیدہ ہے اہلحدیث کا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اسی لیے کہ پیٹھ کے جوڑے جھک نہ سکیں اور پھر سجدہ کیونکر کرے گا انودئی نے کہا یہ سجدہ امتحان کے لیے ہو گا اور اس سے ایسے علماء نے دلیل قائم کی ہے اس بات پر کہ تکلیف مالا بطاف جائز ہے یعنی اس بات کا حکم کرنا جو ہونے سکے۔ حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ آخرت تکلیف کی جگہ نہیں ہے اور اس سجدے سے امتحان مقصود ہو گا اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ دہم کیا ہے کہ منافق بھی مومنوں کے ساتھ خدا کو قہ

کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا! ایک بھیلے کا مقام ہو گا وہاں آنکڑے ہو گئے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک میں ایک کاٹنا ہوتا ہے جس کو سعدان کہتے ہیں یعنی (نیزھے سر والا) مومن اس پر سے پار ہو گئے یعنی پل مارنے میں یعنی بجلی کی طرح یعنی پرند کی طرح یعنی تیز گھوڑوں کی طرح یعنی اونٹوں کی طرح اور یعنی بالکل جہنم سے بچ کر پار ہو جائیں گے (یعنی ان کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچے گا) اور بعض کچھ صدمہ اٹھائیں گے لیکن پار ہو جائیں گے اور بعض صدمہ اٹھا کر جہنم میں گر جائیں گے جب مومنوں کو جہنم سے چھٹکارا ہو گا تو قسم اس کی جس کے ساتھ میں میری جان ہے کوئی تم میں سے اپنے حق کے لیے اتنا جھگڑنے والا نہیں ہے جتنے وہ جھگڑنے والے ہو گئے خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بھائیوں کے لیے جو جہنم میں ہو گئے۔ (خدا سے جھگڑنے والے یعنی خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بھائیوں کے چھڑانے کے لیے) وہ کہیں گے اے رب ہمارے! وہ لوگ (جو اب جہنم میں ہیں) روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ اور نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے حکم ہو گا اچھا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جن کو تم پہچانو پھر ان کی صورتیں جہنم پر حرام ہو جائیں گی (یعنی جہنم کی آگ ان کی صورت کو بدل نہ سکے گی اور چہرہ ان کا محفوظ رہے گا تاکہ مومنین ان کو پہچان لیں) اور مومنین بہت سے آدمیوں کو جہنم سے نکالیں گے۔ ان میں سے بعضوں کو آگ نے آدمی پڑیوں تک کھایا

قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْحَبْسُ قَالَ ((دَخَضَ مَوَلَّةٌ فِيهِ خَطَاطِيفٌ وَكَلَابِبٌ وَحَسَلَتْ تَكُونُ بِنَجْدٍ فِيهَا شَوْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ قَبِيرُ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرَفِ الْغَيْرِ وَكَالْبَرَقِ وَكَالرَّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرَّكَابِ فَتَأْجُ مُسْلِمٌ وَمَخْذُوحٌ مُرْسَلٌ وَمَكْنُوسٌ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ حَتَّى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ قَالُوا الَّذِي نَفْسِي بَيْنَهُ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ بِأَشَدَّ مُنَازَعَةً لِلَّهِ فِي اسْتِفْصَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِلَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَخَوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيَخْرُجُونَ قِيَالُ لَهُمْ أَخْرَجُوا مِنْ عَرْفَتِهِمْ فَتَحَرَّمْ صُورُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَخْرُجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ أَخَذَتِ النَّارُ إِلَيَّ بِنَصْفِ سَاقِيهِ وَإِلَيَّ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْنَا بِهِ قِيَالُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ قِيَالُ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ

لہ دیکھیں گے۔ ابن فورک نے کہا ایک گروہ اسی طرف گیا حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانوں کے علماء کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقوں کو خدا کا دیار نہ ہو گا اور حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ منافق بھی خدا کو دیکھیں گے بلکہ اس جماعت کا دیکھنا نکلا ہے جس میں منافق اور مومن سب ہو گئے اور جماعت کے دیکھنے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ہر ایک شخص ان میں کا دیکھے اور کتاب اور سنت سے بہت دلیلیں ہیں اس امر پر کہ منافق کو اللہ تعالیٰ کا دیار نہ ہو گا۔ قاضی عیاض نے کہا بھلائی سے مراد یہاں یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بھلائی وہ شے ہے جو ایمان کے علاوہ ہے اس لیے کہ ایمان کے حصے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ حصے اس شے کے ہیں جو ایمان پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر فقی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینوں پر یا خوف الہی یا نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اس پر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص بھی حق

ہوگا بعضوں کو گھنٹوں تک پھر وہ کہیں گے اے رب ہمارے اب تو جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا ان آدمیوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا (یعنی روزہ، نماز اور حج کرنے والوں میں سے اب کوئی نہیں رہا) حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار برابر بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لاؤ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے نہیں چھوڑا کسی کو ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار برابر بھی بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لو وہ پھر بہت سے آدمیوں کو نکالیں گے اور کہیں گے اب پروردگار! اب تو اس میں کوئی باقی نہیں رہا ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھلائی ہو اس کو بھی نکال لاؤ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے اے رب ہمارے! اب تو اس میں کوئی نہیں رہا جس میں ذرا بھی بھلائی تھی (بلکہ اب سب اسی قسم کے لوگ ہیں جو بدکار اور کافر تھے اور تیری برابر بھی بھلائی ان میں نہ تھی) ابو سعید خدریؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگر تم مجھ کو سچانے جاؤ اس حدیث میں تو پڑھو اس آیت کو کہ ان الله لا يعظم ميثاق ذرة اخيرتك يعني الله تعالى ظلم نہیں کرے گارتی برابر اور جو نیکی ہو تو اس کو دونا کرے گا اور اپنے پاس سے بہت کچھ ثواب دے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہیں رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (قرآن اس کی ذات مقدس کے) پھر

نَذَرَ فِيهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْنَا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نَيْسَبٍ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرَ فِيهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْنَا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرَ فِيهَا خَيْرًا)) وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُولُ إِنَّ لَمْ تُصَدِّقُونِي بِهَذَا الْحَدِيثِ فَأَقْرَعُوا إِنْ شِئْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ نَكَ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا)) فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَقَعْتَ الْمَلَائِكَةَ وَشَقَعَ النَّبِيُّونَ وَشَقَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَنْقُ إِلَّا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيَخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوا حُسْمًا فَيُلْقِيهِمْ فِي نَهَرٍ فِي أَفْوَاهِ الْحَبَةِ يُقَالُ لَهُ نَهَرُ الْحَبَةِ فَيَخْرِجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ أَلَّا تَرَوْنَهَا تَكُونُ إِلَى الْحَجَرِ أَوْ إِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُونُ إِلَى الشَّمْسِ أَصْفَى وَأَخْيَضَ وَمَا يَكُونُ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ يَكُونُ أَتْيَضَ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّكَ كُنْتَ

تھے جس نے لالہ الا لہا کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک رتی برابر بھلائی ہوگی (نوبی) جن کی تعداد کو کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کریم کے اور خداے تعالیٰ کی مٹھی اس قدر بڑی ہے کہ ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں آجائے گی۔ قیامت کے دن مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جائیں گے اور ان پر کسی کا احسان نہ ہوگا سوائے خداے کریم کے پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکھتے تھے ان کی حد

ایک مٹی آدمیوں کی جہنم سے نکالے گا۔ اور اس میں وہ لوگ ہونگے جنہوں نے کوئی بھلائی کی نہیں کبھی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہونگے پھر خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو ایک نہر میں ڈال دے گا جو جنت کے دروازوں پر ہوگی جس کا نام نہر النہایت ہے وہ اس میں ایسا جلد تروتازہ ہونگے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ میں کوڑے پھرے کی جگہ پر آگ آتا ہے (زور سے بھیک کر) تم دیکھتے ہو وہ دانہ کبھی پتھر کے پاس ہوتا ہے کبھی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز آگتا ہے اور جو سائے میں ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو گویا جنگل میں جانوروں کو چرایا کرتے ہیں (کہ وہاں کا سب حال جانتے ہیں) پھر آپؐ نے فرمایا وہ لوگ اس نہر سے موتی کی طرح چمکتے ہوئے نکلیں گے ان کے گلوں میں پٹے ہونگے جنت والے انکو پہچان لیں گے اور کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کئے ہوئے ہیں ان کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے۔ پھر فرمائے گا جنت میں جاؤ اور جس چیز کو دیکھو وہ تمہاری ہے۔۔۔۔۔ وہ کہیں گے اے رب ہمارے! تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا کہ اتنا کسی کو نہیں دیا سارے جہان والوں میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑھ کر ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے! اب اس سے بڑھ کر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری رضامندی اب میں تم پر کبھی غصہ نہ ہوں گا۔

تَرْغَى بِالْبَادِيَةِ قَالَ ((فَيَخْرُجُونَ كَاللُّزُلِيِّ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَغْرِفُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ هَؤُلَاءِ عَتَقَاءُ اللَّهِ الَّذِينَ أَدْخَلَهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَلَيْهِمْ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوا ثُمَّ يَقُولُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَأَيْتُمُوهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَغْنَيْتَنَا مَا لَمْ نَغْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيَقُولُونَ يَا رَبَّنَا أَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيَقُولُ رِضَايَ فَلَا اسْخَطَ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا))

۴۵۵- دوسری روایت بھی ابو سعید خدریؓ سے ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج کے

۴۵۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَبَّنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَلْ تَصْأَرُونَ فِي رُؤْيَى الشَّمْسِ إِذَا كَانَ

لہ سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہو گا آخر اللہ خود اپنے مہارک ہاتھ سے ان کو نکالے گا۔ سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بہشت کی سب نعمتیں اس کے سامنے بے حقیقت ہیں۔ جوں مرد وہی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طلب گار اور ہر حال میں اس کا شکر گزار رہے۔

دیکھنے میں جب صاف دن ہو؟ ہم نے کہا نہیں اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد ان کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے ان سے کہا جائے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اتنا اور ہے۔ ابو سعیدؓ نے کہا مجھے یہ حدیث بچنی کہ پل بال سے زیادہ ہار یک ہو گا اور تلواریں زیادہ تیز ہو گا اور لیث کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہم کو وہ دیا جو سارے جہاں والوں میں کسی کو نہیں دیا اور جو اس کے بعد ہے۔

۴۵۶- ایک اور روایت اسی سند سے کچھ کی بیشی کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

يَوْمَ صَحَوْا ﴿﴾ فَلَمَّا لَا وَسَفْتُ الْحَدِيثِ حَتَّى انْقَضَى آخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ بَغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا قَدَمٌ قَدَمُوهُ ﴿﴾ فَيَقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ ﴿﴾ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ بَلَّغْنِي أَلَّا الْحَسْرَةَ أَذَى مِنَ الشُّعْرَةِ وَأَحَدٌ مِنَ السَّيْفِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ ﴿﴾ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَغْنَيْنَا مَا لَمْ تَغْنُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدَهُ ﴿﴾ فَأَقَرَّ بِهِ عِيسَى بْنُ حَمَادٍ.

۴۵۶- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يَسْنَادِهِمَا نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَيْئًا.

باب: شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کا جہنم سے

نکالا جاتا

بَابُ اثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ

الْمُوحَّدِينَ مِنَ النَّارِ

۴۵۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

☆ قاضی عیاضؒ نے کہا اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اس کا ثبوت اس آیت سے ہے یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولاً اور اس آیت سے ولا یشفعون الا لمن ارتضی اور حدیث شفاعت کے باب میں بہت آئی ہیں اور آثار صحابہؓ بھی بہت ہیں ان سب کو ملانے سے شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گناہگار مومن کے واسطے اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزل نے شفاعت کا اور ان کے نزدیک گناہگار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ دلیل انکی یہ آیت ہے فما تنفعهم شفاعت الشافعين او یہ آیت وما للظالمين من حميم ولا یشفیع یطاع حالانکہ یہ آیتیں کافروں کے حق میں ہیں اور انھوں نے جو شفاعت کی آیتوں کی تاویل کی ہے کہ مراد اس سے درجوں کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف ان کی تاویل باطل ہوتی ہے کہ جو حدیث میں یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکالے جائیں گے لیکن شفاعت پانچ قسم کی ہے ایک تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبرؐ سے اور وہ تفسیک دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب و کتاب جلدی شروع کر دینا جیسا کہ بیان آگے آئے گا دوسرے بعض لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں لے جانا یہ بھی ہمارے پیغمبرؐ کے لیے ہے تیسرے شفاعت ان لوگوں کے لیے جو مستحق ہو گئے ہوں جہنم کے ان کی شفاعت ہمارے پیغمبرؐ اور اور لوگ کریں گے جو حقیقی شفاعت ان لوگوں کی جو جہنم میں جا چکے ہوں گناہگاروں میں سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبرؐ اور فرشتوں اور مومنین کی شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ہر ایک لالا لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اس میں رہ جائیں گے۔ ناچوسید شفاعت جو جنت میں درجے بڑھانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزل بھی انکار نہیں کرتے نہ پہلی شفاعت کا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مشہور روایتوں سے سلف صالحین کا شفاعت کے حق

اللہ جنت والوں کو جنت میں لے جائے گا جس کو چاہے گا اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جائے گا پھر فرمائے گا دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ وہ لوگ نکلیں گے کوئلہ کی طرح جلے ہوئے پھر ڈالے جائیں گے نہر الحیات یا نہر الیمیاں (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہیں اس حدیث کے اور اوروں کی روایت میں نہر الحیات ہے بغیر شک کے) اور ایسا اگیں گے جیسے دانہ بھیا (بھاؤ) کے طرف آگ آتا ہے کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا کیسا زرد لپٹا ہوا آگتا ہے۔

۴۵۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں دانے کی بجائے کوڑا کرکٹ آگنے کا ذکر ہے۔

عَنْ أَثَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يُذْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُذْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُذْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ أَنْظِرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيَخْرُجُونَ مِنْهَا حَيًّا قَدْ امْتَحَشُوا فَيَلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوْ الْحَيَاةِ فَيَسْبُونَ فِيهِ كَمَا تَنْتَبِئُ الْجَنَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً))

۴۵۸- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَيَلْقَوْنَ فِي نَهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشْكُرْ وَفِي حَدِيثٍ خَالِدٍ كَمَا تَنْتَبِئُ الْغَنَاءُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ وَفِي حَدِيثٍ وَهَبٍ كَمَا تَنْتَبِئُ الْجَنَّةُ فِي حَيَّةٍ أَوْ حَبِيلَةِ السَّيْلِ

۴۵۹- ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک وہ تو نہ مریں گے نہ جہنم میں جائیں گے) ان کو مار کر کوئلہ بنادے گی۔ پھر اجازت ہوگی شفاعت ہوگی اور یہ لوگ لائے جائیں گے گردہ

۴۵۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمْ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَتْهُمْ إِمَاتَةً

لے لیے دعا کرتا ثابت ہوا ہے اس صورت میں جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اس کی بات کی طرف خیال نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ شفاعت آپ کی کچھ گناہگاروں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات کے لیے بھی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں وہ گناہگاروں میں سے نہ ہو جائے اپنے عمل پر بھروسہ نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ سمجھا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بھی دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہواکام کا ماضی عیاض کا۔ (نودی)

(۴۵۹) ☆ نوٹی نے کہا معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں وہ تو نہ مریں گے نہ جہنم میں کسی طرح ان کو عذاب سے چھکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ نے فرمایا ان کا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مر جائیں اور نہ عذاب پکا ہے

گر وہ اور پھیلانے جائیں گے جنت کی نہروں پر اور حکم ہو گا اسے جنت کے لوگو! ان پر پانی ڈالو جب وہ اس طرح سے ہمیں گے جیسے دانہ اس مٹی میں جتا ہے جس کو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل میں رہے ہیں (جب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو مٹی جمع ہوتی ہے اس میں دانہ خوب آگتا ہے)۔

۴۶۰- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مندرجہ بالا روایت کی طرح دانہ اگنے تک کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا كَانُوا فَخْمًا أَذِنَ بِالشَّقَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ صَبَابٌ صَبَابٌ فَبُشُوا عَلَىٰ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَقْبِضُوا عَلَيْهِمْ فَيَسْبُونَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ تَكُونُ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالنَّادِيَةِ.

۴۶۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَبْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

باب: سب سے آخر میں نکلنے والے دوزخی کا بیان

۴۶۱- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھٹنوں کے بل کھٹکتا ہوا نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جاوڑ داخل ہو بہشت میں۔ کہا (آپ نے) پس آئے گا وہ بہشت میں یا قریب اس کے پس ڈالا جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق بہشت بھری ہوئی ہے۔ پس لوٹ آئے گا اور

بَابُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا

۴۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا)) اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ إِذْ هَبْ فَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ قَبَائِلَهَا فَيُخِيلُ إِلَيْهِ أَهْلُهَا

ظہ ہو گا اور جیسے فرمایا پھر نہ اس میں مرے گا نہ بنے گا اور اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گناہگار ہو کر جہنم میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو مومن تھے پر گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ انکو جہنم کی آگ سے مار کر لوٹ کر دے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرتاض ہیں ہو گا یعنی احساس جاتا رہے گا پھر جہنم سے نکالے جائیں گے مردہ کو نکلنے کی طرح۔

(۴۶۱) ☆ مسخر اور محک میں شک ہے راوی کو اور محک دوسری روایت میں بھی وارد ہے اور وہ عیب نہیں ہے نہ نقص پھر محک خدا کی صفت ہونے میں کوئی مانع نہیں اور وہ مثل اور صفات الہی کے مشابہ نہیں مخلوق کی صفات کے۔ نووی نے کہا اضمحاض کرنے کے معنوں میں اختلاف ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جو لام بازاری سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچھ نہ مانگوں گا پر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگاتار کہتے تو یہ مثل خضے کے ہوا اب وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ کا یہ فرمانا تو جنت میں جاوڑ تیرے لیے یہ یہ نعمتیں ہیں ایک قسم کا اضمحاض ہے یعنی اس کے خضے کا بدلہ ہے تو خضے کے بدلے کو مجازاً اضمحاض کہا اور مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے خضے کا بدلہ ہو کر۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے نفی ہے یعنی میں جانتا ہوں کہ تو خضہ نہ کرے گا بادشاہ ہو کر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ والا تو اتنی بڑی بڑی نعمتیں ملیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس شخص کی زبان قابو میں نہ رہی اور وہ خوشی میں اسے بھول گیا کہ لگاؤ تھا

کہے گاے میرے رب الہامیں نے اس کو بھرا ہوا پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جا پس داخل ہو جنت میں کہا (آپ نے) پھر داخل ہوگا جنت میں پھر ڈالا جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق وہ بھری ہوئی ہے پھر لوٹ آئے گا اور کہے گاے رب میرے پیامیں نے اس کو بھرا ہوا پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ جا جنت میں تیرے لیے دنیا اور دس گنا دنیا کے برابر جگہ ہے یا دس دنیا کے برابر۔ وہ کہے گا تو مجھ سے ٹھنا کر تا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہو کر عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ہنسنے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک کھل گئے اور آپ نے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا۔

۴۶۲- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں پہچانتا ہوں اس شخص کو جو سب سے آخر جہنم سے نکلے گا وہ ایک شخص ہوگا جو گھٹنا ہوا کو لمحوں کے بل دوزخ سے نکلے گا اس سے کہا جائے گا جا جنت میں جا۔ وہ جائے گا دیکھے گا تو سب مکانوں میں جنتی ہیں (اور کوئی مکان خالی نہیں چھوٹا سا بھی)۔ اس سے کہا جائے گا تجھے یاد ہے وہ زمانہ جس میں تو تھا (یعنی وہ دوزخ کی تکلیف اور تنگی) وہ کہے گا ہاں یاد ہے پھر اس سے کہا جائے گا اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ کرے گا حکم ہو گا یہ لے اور دس دنیا کے برابر لے اور وہ کہے گاے رب باری تعالیٰ کیا تو مجھ سے ہنسی ٹھنا کر تا ہے بادشاہ ہو کر (یعنی دس دنیا کے برابر مجھ کو دیتا ہے اور وہاں تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہیں)۔ راوی نے کہا میں نے رسول

مَلَأَ قَبْرِجُ قَبُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَ قَبُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَذْهَبَ فَاذْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ قَبَائِبُهَا فَيُخَلِّئُ إِلَيْهِ أَتَاهَا مَلَأَ قَبْرِجُ قَبُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَ قَبُولُ اللَّهُ لَهُ أَذْهَبَ فَاذْخُلُ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ بِمِثْلِ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَشْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشْرَةَ أَشْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ قَبُولُ أَتَسْخَرُ بِي أَوْ أَتَضَحِكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ ((قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ ذَاكَ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.

۴۶۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا رَحْفًا يَقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَاذْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ يَقَالُ لَهُ أَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ قَبُولُ نَعَمْ يَقَالُ لَهُ تَمَنَّيَ فَيَتَمَنَّى يَقَالُ لَهُ لَكَ الَّذِي تَمَنَيْتَ وَعَشْرَةَ أَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ قَبُولُ أَتَسْخَرُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ ((قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

اللہ ہائیں کرنے جیسے دنیا میں ایسے محل میں کر تا تھا اور خدا کی طرف غصے کی نسبت کرنے اور یہ ایسا ہے جیسے آپ نے دوسرے شخص کے حق میں فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئیں روک نہ سکا اور کہنے لگا تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور چاہے تمنا یہ کہنا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے احتیاری میں اکثر ایسی ہی بے موقع اور غلط باتیں زبان سے نکل جاتی ہیں۔ اچھی۔ (۴۶۲) ☆ حدیث میں نواجذ کا لفظ ہے اور نواجذ ان دانتوں کو کہتے ہیں جو سب کے آخر میں نکلتے ہیں جن کو عوام عقل کے دانت کہتے ہیں اور یہ دانت اسی وقت کھلتے ہیں جب آدمی زور سے ہنسنے۔

اللہ ﷻ کو دیکھا آپ نے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے۔
 ۴۶۳- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے آخر جو جنت میں جائے گا وہ ایک شخص ہو گا جو چلے گا پھر اونچا کرے گا اور جہنم کی آگ اس کو جلاتی جائے گی جب دوزخ سے پار ہو جائے گا تو پیچھے موڑ کر اس کو دیکھے گا اور کہے گا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جس نے نجات دی مجھ کو تجھ سے بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا دیا کہ دیا کسی کو نہیں دیا نہ انگوں میں نہ پچھلوں میں۔ پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا وہ کہے گا اے رب! مجھ کو نزدیک کر دے اس درخت سے میں اس کے تلے سایہ میں رہوں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! اگر میں تیرا یہ سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں اے میرے رب! اور عہد کرے گا کہ پھر میں کوئی سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرے گا اس لیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھے گا جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اس کی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا وہ اس کے سایہ میں رہے گا اور وہاں کا پانی پئے گا پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جو اس سے بھی اچھا ہو گا وہ کہے گا اے پروردگار مجھ کو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کروں گا اور جو میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں تو تو

۴۶۳- عَنْ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((آخِرُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِي مَرَّةً وَيَكْبُو مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَبِذَا مَا جَاوَزَهَا انْفَتَحَتْ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِي نَجَّيَنِي مِنْكَ لَقَدْ أَغْطَانِي اللَّهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَتَرَفَّعَ لَهُ شَجَرَةٌ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذُنِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلْيَسْطَلِّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبْ مِنْ مَائِهَا فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)) يَا ابْنَ آدَمَ لَعَلِّي إِنْ أَغْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِي غَيْرَهَا ((فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ وَتُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلُهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَغْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذِيبُ مِنْهَا فَيَسْطَلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرَفَّعَ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَى فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذُنِي مِنْ هَذِهِ لِأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا وَأَسْطَلُّ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَعَلِّي إِنْ أَذْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلُهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَغْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذِيبُ مِنْهَا فَيَسْطَلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرَفَّعَ لَهُ

(۴۶۳) ☆ پھر دوزخ کے برابر دنیا کو ناسا مشکل کام ہے جس پر تو نے توبہ کیا اور اس کو بھی اور نہ اتنا سمجھا۔ وہ خدائے کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھوں کروڑوں دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیا ہماری زمین کے برابر اور اس سے لاکھوں حصے بڑی اس کی سلطنت میں موجود ہیں۔ یہ حدیث اگرچہ جنتوں کے حال میں وارد ہے پر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طبع اور حرص اور بے صبری کی کوئی انتہاء نہیں۔ اگر خزانہ قارون بھی انسان کو مل جائے تو

شَجَرَةٍ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنْ
الْأُولَئِينَ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْنِبِي مِنْ هَذِهِ
لِأَسْطِظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَضْرِبُ مِنْ مَائِهَا لَا أَسْأَلُكَ
غَيْرَهَا يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا
تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا قَالَ بَلَى يَا رَبِّ هَذِهِ لَا أَسْأَلُكَ
غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذَرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ
عَلَيْهَا فَيَذْنِبُهُ مِنْهَا فَإِذَا أَذْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ
أَصْوَاتِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْخَلْنِيهَا
يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِيحُ بِكَ أَيْضَاحُكَ
أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ يَا رَبِّ
أَتَسْتَهْزِئُ بِي مِثْلِي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ))
فَصَحَّكَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَلَا تَسْأَلُونِي مِمَّ
أَضْحَكَ فَقَالُوا مِمَّ تَضْحَكَ قَالَ هَكَذَا صَحَّكَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مِمَّ
تَضْحَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مِنْ صِحْكَ رَبِّ
الْعَالَمِينَ حِينَ قَالَ أَسْتَهْزِئُ بِي مِثْلِي وَأَنْتَ رَبُّ
الْعَالَمِينَ يَقُولُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلَكِنِّي
عَلَى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ))

اور سوال کرے گا وہ اقرار کرے گا کہ نہیں پھر میں اور کچھ سوال نہ
کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ اس کو صبر
نہیں اس نعمت پر جو دیکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے
نزدیک کر دے گا۔ وہ اس کے سائے میں رہے گا اور وہاں کاپانی پئے
گا پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جو جنت کے دروازے پر
ہو گا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہو گا وہ کہے گا
رب میرے! مجھ کو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اس
کے سایہ تلے رہوں اور وہاں کاپانی پیوں اب میں اور کچھ سوال
نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! کیا تو اقرار
نہیں کر چکا تھا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا؟ وہ کہے گا بیشک
میں اقرار کر چکا تھا لیکن اب میرا یہ سوال پورا کر دے پھر میں اور
کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ
وہ دیکھے گا ان نعمتوں کو جن پر صبر نہیں کر سکتا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس
کو اس درخت کے پاس کر دے گا؟ جب وہ اس درخت کے پاس
جائے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا اے رب میرے
مجھ کو جنت کے اندر پہنچا دے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے
بیٹے! تیرے سوال کو کون چیز تمام کرے گی (یعنی تیری خواہش کب
موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیوں کر بند ہوگا) بھلا تو اس پر
راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دوں اور اتنا ہی اور
دوں؟ وہ کہے گا اے رب میرے! تو مجھ سے ٹھنھا کر تا ہے سارے
جہان کا مالک ہو کر پھر عبد اللہ بن مسعودؓ ہنسنے لگے اور لوگوں سے
کہا تم چھتے نہیں مجھ سے میں کیوں ہنستا ہوں لوگوں نے پوچھا
کیوں ہنستے ہو تم انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (اس

لئے یا ہفت کشور بھی پاجائے تب بھی اس سے زیادہ کی حرص رہے گی اس لیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جز
کات دے اور جس قدر خدا سے اسی کو بہت خیال کر کے اس میں خوش اور مگن رہے ورنہ مفت زندگی پر برباد ہوگی اور ساری عمر محنت اور تکلیف میں
گزرنا رہے گا۔

حدیث کو بیان کر کے) منے تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں بنتے ہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا رب العالمین کے ہنسنے سے میں بھی ہنستا ہوں جب وہ بندہ یہ کہے گا کہ تو مجھ سے ٹھنکا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہو کہیے درگاہ میں دے گا (اس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرمائے گا میں ٹھنکا نہیں کرتا (ٹھنکا اور مذاق میرے لائق نہیں وہ بندوں کے لائق ہے) بلکہ میں جو چاہتا ہوں کر سکتا ہوں۔

باب: سب سے ادنیٰ درجہ کے جنتی کا بیان

۳۶۳- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جس کا منہ اللہ تعالیٰ جہنم کی طرف سے پھیر کر جنت کی طرف کر دے گا اور اس کو ایک درخت دکھاوے گا سایہ دار وہ کہے گا رب میرے! مجھے اس درخت کے پاس لے جا میں اس کے سایہ میں رہوں گا اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! تیرے سوال کو کون چیز تمام کرے گی آخر تک۔ اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا فلاں فلاں چیز کی آرزو کر یہاں تک کہ جب اس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یہ سب لے اور دس حصے ان سے زیادہ لے پھر وہ اپنے گھر میں جائے گا اور حوروں میں سے دونوں بیٹیاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی شکر خدا کا جس نے تجھ کو جلایا ہمارے لیے اور ہم کو جلایا تیرے لیے پھر وہ کہے گا کسی کو اللہ نے اتنا زیادہ نہیں دیا جتنا مجھ کو دیا۔

۳۶۵- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے پوچھا سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص ہے جو آئے گا سب جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد۔ اس سے کہا جائے گا جنت میں جاوے کہے گا رب

بَابُ أَذْنَىٰ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا

۴۶۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنِّ أَذْنَىٰ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ رَجُلٌ صَرَفَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قَبْلَ الْجَنَّةِ وَمَثَلُ لَهُ شَجَرَةٌ ذَاتُ طَلِّ فَقَالَ أَيُّ رَبِّ قَدَّمَنِي إِلَىٰ هَذِهِ الشَّجَرَةِ أَكُونُ فِيهَا طَلِّهَا)) وَسَأَلَ الْحَدِيثَ يَنْحُو حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ((يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِيحُ بِمَنْكَ)) إِلَىٰ آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ ((وَيَذْكُرُهُ اللَّهُ سَلِّ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ هُوَ لَكَ وَعَشْرَةٌ أَشَابِلِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ فَتَقُولَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَانَا لَكَ قَالَ يَقُولُ مَا أُعْطِيَ أَخَذَ مِنْهُ مَا أُعْطِيَ))

۴۶۵- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَى النَّبِيِّ يَرْفَعُهُ إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِشَرِّ بَنِ الْحَكَمِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مَطْرَفٌ وَأَبْنُ أَبِي بَرْزَةَ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ

میرے! کیسے جاؤں؟ وہاں تو سب لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانے کر لیے اور اپنی جگہیں بنالیں اس سے کہا جائے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر کہ تجھے اتنا ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ کے پاس تھا وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب میرے۔ حکم ہو گا جتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور پانچویں بار میں وہ کہے گا میں راضی ہوں اے رب میرے رب اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے اور جو تجھے بھلا لگے دیکھنے میں وہ لے وہ کہے گا میں راضی ہو گیا اے رب میرے! پھر حضرت موسیٰ نے پوچھا سب سے بڑے درجے والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہیں جن کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر مہر کر دی۔ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل پر گزرا (جو ان کے لئے تیار ہے) اور اس کی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ میں ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ العین الا یہ یعنی کوئی نہیں جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے ان کے لئے ان کی آنکھوں کی غنڈک اخیر تک۔

سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ عَلَى الْغَنِيمَةِ قَالَ سَفِيَانٌ رَفَعَهُ أَحَدُهُمَا أَرَاهُ أَنَّهُ أَخْبَرَ قَالَ ((سَأَلَ مُوسَى رِثَةً مَا أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُذْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنْزِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ فَيَقَالُ لَهُ أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِكَ مِثْلُكَ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ فَقَالَ لِي الْخَامِسَةَ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشْرَةُ أَثْنَالِهِ وَلَكَ مَا اسْتَهْتِ تَفْسُكَ وَلَذَنَ غَيْنِكَ فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةٌ قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ عَرَسَتْ كَرَامَتُهُمْ بِيَدِي وَخَسَمْتُ عَلَيْهِمْ فَلَمْ تَرَ عَيْنَ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنَ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٌ)) قَالَ وَبِمَصْدَافِهِ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ الْآيَةِ.

۴۶۶- مغیرہ بن شعبہؓ منبر پر کہتے حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا سب سے کم درجے کا جنتی کون ہے؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

۴۶۶- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ عَلَى الْغَنِيمَةِ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ أَحْسَنِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًا وَسَاقِ الْخَلْدِ بَنَحْوِهِ.

۴۶۷- ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا وہ ایک شخص ہو گا جو لایا جائے گا قیامت کے دن پھر حکم ہو گا پیش کرو اس کے بلکے گناہ اور مت پیش کرو اس کے بھاری گناہ تو پیش کئے جائیں گے اس پر بلکے گناہ اس کے اور کہا جائے گا فلاں نے روز تو نے ایسا کام کیا اور فلاں روز یہ کام کیا۔

۴۶۷- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ اغْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُغْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ فَيَقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا كَذَا

وہ قبول کرے گا انکار نہ کرے گا اور ڈرے گا اپنے بھاری گناہوں سے کہیں وہ پیش نہ ہوں حکم ہو گا ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی۔ وہ کہے گا مالک میرے میں نے اور بھی کچھ کام کئے ہیں گناہ کے جن کو میں یہاں نہیں پاتا۔ راوی نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو آپ بیٹے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں۔

۴۶۸- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

۴۶۹- ابو الزبیر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے ان سے پوچھا گیا لوگوں کے آنے کا حال قیامت کے دن انھوں نے کہا ہم آئیں گے قیامت کے دن اس طرح سے دیکھ یعنی یہ اوپر سب آدمیوں کے پھر بلائی جائیں گی امتیں اپنے اپنے بتوں اور معبودوں کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اس کے ہمارا پروردگار آئے گا اور فرمائے گا تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ (یعنی امت محمدیؐ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمائے گا) وہ کہیں گے ہم اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہیں (یعنی اس کے منتظر ہیں)۔ پروردگار فرمائے گا میں تمہارا مالک ہوں وہ کہیں گے ہم تجھ کو دیکھیں (تو معلوم ہو) پھر دکھائی دے گا پروردگار ان کو ہنستا ہوا اور ان کے ساتھ چلے گا اور لوگ سب اس کے پیچھے ہوں گے اور ہر ایک آدمی

وَكَذًا وَعَمِلْتِ يَوْمَ كَذًا وَكَذًا كَذًا وَكَذًا
فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْكُرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ
مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تَعْرَضَ عَلَيْهِ فَيَقَالَ لَوْ فَبِأَن
لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةٍ فَيَقُولُ رَبِّ قَدْ
عَمِلْتِ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا ((فَلَقَدْ رَأَيْتِ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَحِيحَكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاحِيهُ.

۴۶۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۴۶۹- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ
اللَّهِ يُسْأَلُ عَنِ الْوُرُودِ فَقَالَ نَحْنُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ عَنْ كَذًا وَكَذًا أَنْظُرُ أَيُّ ذَلِكَ فَوْقَ
النَّاسِ قَالَ فَتَدْعِي النَّاسَ بِأَوْتَانِيهَا وَمَا كَانَتْ
تَعْبُدُ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ ثُمَّ يَأْتِيَانَا رَبُّنَا بَعْدَ ذَلِكَ
فَيَقُولُ مَنْ تَنْظُرُونَ فَيَقُولُونَ نَنْظُرُ رَبَّنَا فَيَقُولُ أَنَا
رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَيْكَ فَيَتَحَلَّى لَهُمْ
بِضَحِكَ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ وَيَتَّبِعُونَهُ وَيُعْطَى كُلُّ
إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَنَافِقُ أَوْ مُؤَمِّنٌ نُورًا ثُمَّ يَسْعَوْنَ
وَعَلَى جَسَرٍ جَهَنَّمَ كَلَالِبٍ وَحَسَلَتْ تَأْخُذُ مَنْ
شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَطْفَأُ نُورُ الْمُتَأَفِّقِينَ ثُمَّ يَنْحَوُ

(۴۶۹) ☆ یہ روایت موقوف ہے جابر اور مسلم کی شرط یہ نہیں مگر انھوں نے بیان کیا اس کو اس لئے کہ وہ مسند مروی ہے دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم نے اس کے رفع پر تنبیہ کی ہے ابن ابی شیبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اس کی اسناد اور سماع رسول اللہ سے۔ نووی نے کہا اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور غلط کیا ہے اور اتفاق کیا ہے اس پر حنفی میں اور متاخرین نے یہ غلطی ہے لکھنے والے کی۔ قاضی عیاضؒ نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں سبکی ہے یعنی عن کذا وکذا انظر ای ذالک فوق الناس جس کا ترجمہ بیان ہو ایکن مطلب معلوم نہیں ہو تا اور صحیح عبارت یوں ہے غلی ٹھو ما یسای را دایت کیا ہے بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی شیبہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی ہے بحشر الناس یوم القیمة علی اہل وامنی علی نلی یعنی جمع کئے جائیں گے لوگ قیامت کے دن ایک ٹیلے پر اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں اور کوہ بھی ٹیلے کو کیجئے ہیں اور ٹیڑھ زمین کو جو ٹیڑھ کی طرح ہوتی ہے۔ طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمر کی روایت سے بیان کیا کہ بھر چڑھیں گے عمر اور آپ کی امت ایک ٹیلے پر سب لوگوں کے اوپر۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوہ کا لفظ چھاننا گیا یا امت گیا تو اس نے کذا وکذا اس کے بدلے لکھا پھر اس کی تفسیر کی ای فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے وہاں لکھ دیا۔ اب نقل ہے

کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملے گا لوگ اس کے ساتھ ہونگے۔ اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہونگے وہ پکڑائیں گے جن کو خدا چاہے گا بعد اس کے منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومن نجات پائیں گے تو پہلا گروہ مومنوں کا ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کے سے ہونگے جو ستر ہزار آدمیوں کا ہو گا جن سے نہ حساب ہو گا نہ کتاب ان کے بعد کا گروہ خوب چمکتے تارے کی طرح ہوں گا۔ پھر ان کے بعد کان سے اتر کر یہاں تک شفاعت کا وقت آئے گا اور لوگ شفاعت کریں گے اور جہنم سے نکالا جائے گا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتری تھی یہ لوگ جنت کے آنگن میں ڈال دیئے جائیں گے اور جنتی لوگ ان پر پانی چھڑکیں گے وہ اس طرح نچیں گے جیسے جھاڑی پانی کے بہاؤ میں پھرتا ہے اور ان کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہے گی پھر وہ سوال کریں گے خدا سے اور ہر ایک کو اتانے لگا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا کے برابر۔

۴۷۰- جابر سے روایت ہے انھوں نے سنا ہے کانوں سے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جائے گا۔

۴۷۱- حماد بن زید سے روایت ہے کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالے گا شفاعت کی وجہ سے؟ انھوں نے کہا ہاں سنا ہے۔

۴۷۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جل کر وہاں سے

الْمُؤْمِنُونَ فَتَنْجُو أَوَّلَ زُمْرَةٍ وَجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا يُحَاسِبُونَ ثُمَّ الَّذِينَ يَأْتُونَهُمْ كَأَصْوَادٍ نَحْمٌ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ كَذَلِكَ ثُمَّ تَجَلَّى الشَّفَاعَةُ وَيَسْتَفْعُونَ حَتَّى يُخْرَجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَبِزُّ شِعْرَةً فَيَجْعَلُونَ بَيْنَهُ الْخَنَّةَ وَيَجْعَلُ أَهْلُ الْخَنَّةِ يَرُشُونَ عَلَيْهِمُ الْمَاءَ حَتَّى يَبْتُتُوا نَبَاتَ الشَّيْءِ فِي السَّبِيلِ وَيَذْهَبُ حَرُّهُ ثُمَّ يَسْأَلُ حَتَّى تُخْلَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشْرَةُ أَثْنَالِهَا مَعَهَا.

۴۷۰- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَذْنِهِ يَقُولُ ((إِنَّ اللَّهَ يُخْرِجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُذْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ)).

۴۷۱- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ)) قَالَ نَعَمْ

۴۷۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ قَوْمًا يُخْرَجُونَ

لہ کرنے والوں نے بعینہ اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث میں شریک کر دیا۔ واللہ اعلم۔ اور وہ بے پوچھ پاچھ کے جنت میں داخل ہو گئے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہیں اور نہ بد قول لیتے ہیں۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (۴۷۲) ☆ کیونکہ منہ سے عہدہ کیا جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تمام اعضاء عہدہ کے انگڑوں سے بچے رہیں گے جیسے اوپر گزرا۔

مِنْ النَّارِ يَخْرُقُونَ فِيهَا إِنْ دَارَاتِ وُجُوهُهُمْ
حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ))

۴۷۳- عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ قَالَ كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِي
رَأْيِي مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ فَخَرَجْنَا فِي عَصَابَةِ
ذَوِي عَدَدٍ نُرِيدُ أَنْ نَنْجُو ثُمَّ تَخْرُجُ عَلَى النَّاسِ
قَالَ فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَإِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَالِسٌ إِلَى سَارِيَةٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ
الْجَهَنَّمِيْنَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ
مَا هَذَا الَّذِي تُحَدِّثُونَ وَاللَّهِ يَقُولُ إِنَّكَ مَنْ
تُدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْرَجْتَهُ وَكَلَّمَا أَرَادُوا أَنْ
يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا فَمَا هَذَا الَّذِي
تَقُولُونَ قَالَ فَقَالَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ
فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامٍ مُحْتَبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْنِي
الَّذِي يَبْعَثُهُ اللَّهُ فِيهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ مَقَامُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَحْمُودِ الَّذِي
يُخْرِجُ اللَّهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ قَالَ ثُمَّ نَعَتْ وَضَعُ
الصُّرَاطِ وَزَمَرَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ وَأَخَافُ أَنْ لَا
أَكُونَ أَحْفَظُ ذَلِكَ قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ زَعَمَ أَنَّ قَوْمًا
يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ أَنْ يَكُونُوا فِيهَا قَالَ
يَغْنِي فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ عِبْدَانِ السَّمَاوِيَّاتِ قَالَ
فَيَدْخُلُونَ نَهْرًا مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَقْتَسِلُونَ فِيهِ
فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ الْقَرَّاطِيُّسُ فَرَجَعْنَا قُلْنَا

نکلیں گے اور جنت میں جائیں گے ان کا سب بدن جل گیا ہو گا سو
منہ کے چکر کے۔

۳۷۳- یزید بن صہیب ابو عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل
میں خارجیوں کی ایک بات کھب گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے
والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جائے گا وہ پھر وہاں
سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس ارادے
سے کہ حج کریں پھر خارجیوں کا مذہب پھیلائیں۔ جب ہم مدینے
میں پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے
لوگوں کو حدیثیں سنارہے ہیں رسول اللہ ﷺ کی انھوں نے یکایک
ذکر کیا دوزخیوں کا۔ میں نے کہا اے صحابی رسول خدا ﷺ کے تم کیا
حدیث بیان کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اے رب ہمارے تو
جس کو جہنم میں لے گیا تو نے اس کو سوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے
لوگ جب وہیں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں ڈال دے جائیں
گے۔ اب تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے؟
میں نے کہا ہاں انھوں نے پھر کہا تو نے حضرت کا مقام سنا ہے؟
یعنی وہ مقام جو اللہ ان کو قیامت کے روز عنایت فرمائے گا (جس کا
بیان اس آیت میں ہے عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ) میں نے کہا ہاں میں
نے سنا ہے انھوں نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جس کی وجہ سے
اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ان لوگوں کو جن کو چاہے گا پھر بیان کیا
انھوں نے پل صراط کا حال اور لوگوں کے گزرنے کا اس پل پر سے
اور مجھے ڈر ہے یا نہ رہا ہو یہ مگر انھوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ
دوزخ سے نکالے جائیں گے اس میں جانے کے بعد اور اس طرح
سے نکلیں گے جیسے آنسو کی لکڑیاں (سیاہ جل بھن کر) پھر جنت

(۴۷۳) یہ دونوں آیتیں خارجیوں کی دلیل ہیں جو کہتے ہیں دوزخ میں جا کر پھر کوئی وہاں سے نہ نکلے گا حالانکہ یہ آیتیں ان کافروں
اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ حدیث میں اسام کا لفظ ہے جو جمع ہے سسم کی اور سسم کہتے ہیں جل کو اس کی لکڑیاں
بھی دھوپ میں رکھنے سے کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا اصل میں یہ لفظ ساسم تھا اس میں تحریف ہو کر ساسم ہو گیا اور ساسم ہی

کی ایک نہر میں جائیں گے اور وہاں غسل کریں گے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے یہ سن کر ہم لوٹے اور کہا ہم نے خرابی ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ ﷺ پر (یعنی وہ ہر گز جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص نے پھر ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے۔

۴۷۴- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جائیں گے تو خدا کے سامنے کئے جائیں گے ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھ کر کہے گا اے مالک میرے! جب تو نے مجھ کو نجات دی اس سے توبہ پھر مت لے جا اس میں۔ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے گا جہنم سے۔

۴۷۵- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا پھر وہ کوشش کریں گے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا انکے دل میں خدا اس کا فکر ڈالے گا وہ کہیں گے اگر ہم کسی کی سفارش کر دائیں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آرام پانے کو تو بہتر ہے اور آئیں گے حضرت آدم کے پاس اور کہیں گے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے

وَيَحْكُمُ أَتَرُونَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللَّهِ مَا خَرَجَ مِنَّا غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَوْ كَمَا قَالَ أَبُو نَعِيمٍ.

۴۷۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيُغْرَضُونَ عَلَى اللَّهِ فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ إِذْ أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعَذِّبَنِي فِيهَا فَيَنْجِيهِ اللَّهُ مِنْهَا)).

۴۷۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُونَ لِذَلِكَ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّيدٍ فَيَلْتَفِتُونَ لِذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا قَالَ فَيَأْتُونَ آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ

لہذا گوی کہ تو اے آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تم سب آدمیوں کے باپ کو نجات دے گا جہنم سے۔ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا پھر وہ کوشش کریں گے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا انکے دل میں خدا اس کا فکر ڈالے گا وہ کہیں گے اگر ہم کسی کی سفارش کر دائیں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آرام پانے کو تو بہتر ہے اور آئیں گے حضرت آدم کے پاس اور کہیں گے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے

۴۷۵) چند چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے ان کو بزرگی دینے کے لیے ایک ان میں سے حضرت آدم ہیں دوسرے توریت کو تختیوں پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تیسرے جنت العون میں درخت اپنے ہاتھ سے لگائے پھر تو سب چیزیں خدا کے حکم سے پیدا ہوئیں پھر ان چیزوں کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ سے بنایا جیسے حدیث میں وارد ہے پر خدا کا ہاتھ دیباہی مقدس اور بے شہ اور بے نظیر ہے جیسے اس کی ذات مقدس جل شانہ۔ وہ گناہ کیا تھا اس درخت میں سے کھانا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا تھا۔ نوٹی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبروں سے گناہ صادر ہوتے ہیں یا نہیں اور قاضی عیاض نے بحث میں ایک مختصر تقریر کی ہے وہ یہ ہے کہ نبوت کے بعد ان سے کفر سرزد نہیں ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہیں کفر سے لیکن نبوت سے پہلے تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہیں اب رہے اور گناہ جو کفر سے کم ہیں تو کفر وہ گناہ سے بالاتر ہے معصوم ہیں اور اسی طرح ان غلطیوں سے جو تبلیغ رسالت میں ہوں تو لایا نفعاً یہ مذہب ہے استاد ابو مظفر اسحاقی کا ہمارے ائمہ خراسان سے اور مشائخ صوفیہ کا اور بعضوں کے نزدیک یہ غلطی ہو سکتی ہے کہ لہ

أَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَفَخَّ فِلكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا يَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلَكِنْ اتَّوَا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ قَالَ فَيَأْتُونَ نُوحًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلَكِنْ

تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی پیداکر ہوئی روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا تو انھوں نے تم کو سجدہ کیا تو تم آج ہم لوگوں کی سفارش کرو اللہ تعالیٰ کے پاس وہ آرام دے ہم کو اس جگہ کی تکلیف سے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنے گناہ کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے شرمائیں گے۔ لیکن تم جاؤ نوح کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے وہ آئیں گے نوح کے پاس تو نوح کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں ان سے ہوئی تھی یاد کریں گے اور شرمائیں گے اپنے پروردگار سے اور

لہی جیسے ہمارے پیغمبر کو سہو ہونا نماز میں لیکن ضروری ہے کہ وہ مطلع ہو جائیں اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وقت سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء اور اکثر محققین کا۔ اب رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہیں کہ ان سے دہات اور خست اور کمینہ پن نکلتا ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہیں اور باقی صغیرہ گناہ اس اختلاف ہے اکثر فقہاء اور محدثین سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ ان سے ہو سکتے ہیں اور دلیل ان کی قرآن کی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور ایک جماعت محققین کی فقہاء اور متکلمین میں سے اس طرف تھی ہے کہ وہ پاک ہیں صغائر سے بھی جیسے کہاڑے پاک ہیں اور نبوت کا منصب مانع ہے ایسے گناہوں کے کرنے سے اور قصد اخذ کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں جن سے پیغمبروں کا گناہگار ہونا نکلتا ہے وہ تاویل کی گئی ہیں یا محمول ہیں سو یہ یا اللہ کا وزن تھا بعض چیزوں میں لیکن انکو ذرہ والا ان میں مواخذہ کا بعض چیزیں ایسی ہیں جو نبوت سے پہلے ان سے سرزد ہو سکیں اور یہی مذہب حق ہے اس لیے کہ انبیاء کے اقوال اور افعال کی پیروی کا لازم ہے پھر اگر وہ خطا درہوں تو بہت سے افعال میں ان کی پیروی لازماً نہ ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ہم نے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ دوسرا دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور اس بات سے مت ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزل اور مبتدع کے گروہوں کی طرف اس لیے کہ ان کا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ یہ ہے کہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہ جو خطائیں انبیاء کی بیان کی گئیں ہیں جیسے آدم کا بھول کر اس درخت میں سے کھالینا اور نوح کا بد دعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسیٰ کا ایک کافر کو اور پھانسا ابراہیم کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہہ کر جو ایک طرح سے جی ہو سکتی تھی۔ درحقیقت اور دوسرے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر انبیاء پر عتاب ہو یا وہ ذرے ان باتوں سے بھی بوجہ قرب اور منزلت کے تمام ہوا حکام قاضی عیاض کا امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا موسیٰ نے کھما ہے کہ حضرت اور لیں نوح کے دوا تھے پھر اگر یہ ثابت ہو کہ اور لیں پیغمبر تھے تو موسیٰ نہیں کا یہ قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دوا تھے اس لیے کہ حدیث سے صاف یہ امر نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید اور لیں نبی ہوں رسول نہ ہوں۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ اور لیں الیاس کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہو گا اس طرح یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدم و شیث دونوں پیغمبر تھے وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسی طرح شیث کہ وہ خلیفہ تھے۔ آدم کے کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجا جاتا تو یہ امر سب سے پہلے نوح کے لیے ہوا قاضی عیاض نے کہا ابو الحسن بن بطا کا مذہب یہ ہے کہ آدم رسول نہ تھے تاکہ یہ اعتراض وارد نہ ہو حالانکہ ابو ذر کی طویل حدیث نص صریح ہے کہ آدم اور لیں دونوں رسول تھے۔ لہ

کہیں گے تم جاؤ ابراہیمؑ کے پاس جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا تھا۔ وہ سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ موسیٰؑ کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی اور ان کو توریت شریف عنایت کی۔ وہ سب موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ عیسیٰؑ کے پاس جو اللہ کی روح ہیں اور اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں وہ آئیں گے عیسیٰؑ روح اللہ کے پاس۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمدؐ کے پاس وہ ایسے بندے ہیں اللہ کے جن کے اگلے اور

اتوا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم الذی اتخذہ اللہ خلیلاً فیاتون ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم فقیول لست ہناکم ویدکر خطیتہ الہی اصاب فیستخعی ربہ منها ولکن اتوا موسی صلی اللہ علیہ وسلم الذی کلمہ اللہ وأعطاہ التورۃ قال فیاتون موسی صلی اللہ علیہ وسلم فقیول لست ہناکم ویدکر خطیتہ الہی اصاب فیستخعی ربہ منها ولکن اتوا عیسی روح اللہ وکلمتہ فیاتون عیسی روح اللہ وکلمتہ فقیول

لہ نو دی یعنی ظلیل قاضی میاض نے کہا غلت کے اصل میں معنی خاص کر لینا اور چن لینا اور صاف کر لینا ہے اور بعضوں نے کہا غلت کا معنی قطع کرنا اور ابراہیمؑ کو ظلیل کہا اس لیے کہ انھوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا ان کو اپنے رب پر اور بعضوں نے کہا غلت کے معنی جی اور صاف دوستی جو باعث ہوتی ہے اسرار اور موز کے تھکن کی یعنی بھیدوں کے آنے کی اور بعضوں نے کہا غلت کے معنی محبت ہے تمام ہواکام قاضی میاض کا۔ ابن ابیاری نے کہا ظلیل کیجئے ہیں دوست کو جس کی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب اس کو جس کی محبت میں کوئی نقص اور غلط نہ ہو۔ واحدی نے کہا یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ ظلیل ہے ابراہیمؑ کا اور ابراہیمؑ ظلیل ہیں اللہ کے اور جس صورت میں غلت کے معنی قطع حاجت کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو ابراہیمؑ کا ظلیل نہیں کہہ سکتے (نو دی) موسیٰؑ سے اللہ نے بات کی اس پر اجماع کیا اہل سنت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ نے چھینا حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا جس کو حضرت موسیٰؑ نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں۔ مراد اگلے گناہوں سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلوں سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ان گناہوں سے وہ بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ مراد اگلے گناہوں سے آدمؑ کی خطا ہے پچھلے سے امت کے گناہ اور بعضوں نے کہ یہ بر تقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہوں تو وہ سب معاف اور مغفور ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مقصود اس سے پاک ہے آئی گناہوں سے۔ (نو دی) نصاریٰ اس آیت سے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب وہ خود گناہگار تھے تو اوروں کو گناہوں سے کیوں کر پاک کریں گے ان کا جواب یہ ہے کہ اگلی کتب سادی سے اور پیغمبروں کا بھی گناہوں میں مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب ان کی طرف سے دیا جائے گا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ گناہ اور تقصیر عام بندوں کے اور ہیں اور خاص بندوں کے اور۔ دنیا میں بھی یہ مسئلہ مسلم ہے کہ عام لوگوں سے بہت سی ان باتوں کی شکایت نہیں ہوتی جو خاص بندوں کے لیے ہوتی تقصیریں کبھی جاتی ہیں اسی طرح پیغمبروں اور مقربوں کے گناہ ایسے ہیں جو ہمارے حق میں گناہ ہی نہیں لیکن تقرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہیں اور جو گناہ انبیاء بشر ہیں اور محال ہے کہ بشر کو لازم بشریت سے پاک ہو اس لیے خواہ مخواہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت میں ان سے واقع ہو جاتی ہے پھر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیروں کو بھی یک قلم معاف کر دے تو یہ اس کی کمال محبت ہے اس بندے کے ساتھ اور اس میں عظمت اور بزرگی ہے اس بندے کی اور بندوں پر تو یہ آیت درحقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر کے لیے لے

پچھلے سب گناہ بخش دیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا (باریاب ہونے کی) مجھ کو اجازت ملے گی جب میں اس کو دیکھوں گا تو عجبہ میں گر پڑوں گا پھر وہ مجھے رہنے دے گا عجبہ میں جب تک چاہے گا اور بعد اس کے کہا جائے گا اے محمد! اٹھ اپنے سر کو اور کہہ جو کہتا ہے سنا جائے گا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی تعریف کروں گا اس طرح سے جیسے وہ مجھ کو نکھائے گا پھر سفارش کروں گا تو ایک حد میرے لیے مقرر کر دی جائے گی میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور

لَسْتُ هَٰذَاكُمْ وَلَكِنْ اتَّوَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ)) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قِيَاوُنِي فَاسْتَأْذِنْ عَلَيَّ رَبِّي قِيَاوُنِي لِي فَإِنِّي أَنَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ مَسْجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْ نَسْتَعِيزُ بِكَ تَعُظَةُ الشُّفْعِ تَشْفَعُ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَجْبُهُ رَبِّي بِصُخْمِيذٍ يُعَلِّمُنِيهِ رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَخُذُ لِي حِزًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَغُوذُ فَأَقْعُ مَسْجِدًا

ظہر نہ نقصان جیسا تمام خصال خیر کرتے ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ البتہ ان کا اعتراف اس صورت میں درست ہو تا کہ ہم اپنے پیغمبر کو معاذ اللہ بندگی سے برہنہ کر خدا تک پہنچا دیتے جیسے انھوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے۔ یہ ایسی جو خوف اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاریٰ کے اس خیال پر قہر لگاتے ہیں اور اس خیال کی وجہ سے ان کا سارا مذہب عقائد کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ یعنی جب اور سب پیغمبر ان کو جواب دے دیں گے اور کہیں گے کہ ہم اپنے بڑے کام کے لائق نہیں تو وہ میرے پاس آئیں گے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبروں کی کتاب راہ تواسع اور انکار ہو گا اور شاید اشارہ ہو اس بات کا کہ یہ درجہ یعنی شفاعت کبریٰ میرا درجہ نہیں بلکہ اس کے بعد والے کا ہے اور شاید ان کو معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تا کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہنچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہوئے اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں پہلے مسکن اور بزرگ لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کریں گے اور مستعد ہو جائیں گے وہ اس وجہ سے کہ آپ جانتے ہوں گے کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا ہے میرے لیے ہی رکھی ہے نووی نے کہا اللہ تعالیٰ جو ان لوگوں کے دل میں ڈالے گا کہ پہلے آدم کے پاس جائیں گے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اسی طرح تا آخر تک اس میں یہ حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر کی فضیلت سب پیغمبروں پر معلوم ہو جائے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ کے پاس آجاتے تو اس کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبروں سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے قبول نہ کیا اور آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت سے آپ کا کمال قرب ظاہر ہوا اس حدیث سے رسول اللہ کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہوں آدمی ہوں یا جن یا فرشتے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ انتابہ کا کام یعنی شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہ ہو سکے گا اور آپ اس کو قبول کریں گے یا اللہ تو ہم کو اور سب مسلمان بھائیوں کو آپ کی شفاعت نصیب کر آئیں یا رب العالمین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپ کے لیے قیامت کے روز ہو گا اگرچہ یہ درجہ اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کیلئے رکھا ہے پر اس کی اجازت قیامت کو دے گا اب جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفاعت کا اذن آپ کو دے چکا ہے ان کا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے۔ قرآن میں موجود ہے کہ وہاں کسی کی شفاعت کا اگر نہ ہوگی مگر جس کو خدا اذن دے گا اب یہ شفاعت بھی ان ہی لوگوں کے لیے ہوگی جن کا نجات دینے والا اور عذاب سے بچانے والا اس خدا کے کوئی نہیں پر ظاہر میں پیغمبروں کا رتبہ بڑھانے کے لیے اور ان کو خوش کرنے کے لیے ان کو

جنت میں لے جاؤں گا اور دوبارہ اپنے پروردگار کے پاس آکر سجدے میں کروں گا وہ مجھے رہنے دے گا سجدے میں جب تک اس کو منظور ہو گا پھر حکم ہو گا اے محمد! اپنے سر کو اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا سفارش کرو قبول کی جائے گی اپنے سر کو اٹھاؤں گا اور اپنے مالک کی تعریف کروں گا جس طرح وہ مجھ کو سکھائے گا پھر سفارش کروں گا تو ایک حد باندھی جاوے گی میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔ راوی نے کہا مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری بار یا چوتھی بار میں فرمایا میں کہوں گا اے مالک میرے! اب تو کوئی دوزخ میں نہیں رہا مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لائق ہے۔ قادیان نے کہا یعنی جس کا ہمیشہ رہنا وہاں ضرور ہے۔

۴۷۶- حضرت انسؓ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار کے پاس چوتھی مرتبہ آؤں گا اور عرض کروں گا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جس کو قرآن نے روک رکھا (یعنی قرآن کے بموجب وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا سزاوار ہے)

۴۷۷- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا مومنوں کو قیامت کے دن ان کو خیال آئے گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گزری اس میں یہ ہے کہ آپ چوتھی بار عرض کریں گے اے پروردگار اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو

فَيَذَعْنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَذَعْنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ فَلَنْ تَسْمَعَ سَلْ تَعْطَى اشْفَعْ تَشْفَعْ فَارْفَعْ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدِ يُعَلِّمُنِي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدُ لِي حَدًّا فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا أَذْري فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَسَنَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي رَوَاتِهِ قَالَ قَتَادَةُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ.

۴۷۶- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُونَ بِذَلِكَ أَوْ يُلْهَمُونَ ذَلِكَ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَّانَةَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ((ثُمَّ آتِيَهُ الرَّابِعَةُ أَوْ أَغْوَدَ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَسَنَهُ الْقُرْآنُ)).

۴۷۷- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْهَمُونَ لِذَلِكَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الرَّابِعَةِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ

تو سے سفارش کروائے گا اور ان کی سفارش قبول کرے گا یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر خدا کی درگاہ میں کسی قسم کا معاوضہ ضرور یاد دہاؤں کہتے ہو گئے کہ خدائے تعالیٰ اس وجہ سے ان کی سفارش مان لے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ اس پر رتی برابر کسی کا زور یا دباؤ نہیں اور بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک بات اس سے یوں ہی مانگیں گے جیسے بندہ اپنے مالک سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے یعنی کافر اور مشرک جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ نہیں بخشے گا مشرک اور اس سے ثابت ہو جاتا ہے مذہب اہل حق کا جس پر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرسوہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا۔

حَسَّه الْفَرَّانُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ))

٤٧٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ ذَرَّةً)) زَادَ ابْنُ مِهَالٍ فِي رَوَاتِهِ قَالَ يَزِيدُ فَلَقِيتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثَنِي بِالْحَدِيثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِهِ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ شُعْبَةَ حَقَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذَرَّةً قَالَ يَزِيدُ صَحَّفَ فِيهَا أَبُو بَسْطَامٍ

٤٧٩- عَنْ مَعْبُدِ بْنِ هِثَالٍ الْغَنَزِيُّ قَالَ انْطَلَقْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَأَتَيْنَاهُ إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الصُّحَى فَاسْتَأْذَنَّا لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَاجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهُ عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا حَمْرَةَ إِنَّ إِخْوَانَكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَا جِئَ النَّاسُ بِغَضَبِهِمْ إِلَى بَعْضِ قِيَّاتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ اشْفَعْ لِدُرَيْكِتِكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ يَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ خَلِيلُ اللَّهِ

قرآن کے حکم سے رکھا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔

٤٧٨- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے۔ وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک گیسو برابر بھلائی ہوگی۔ پھر نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں چوٹی برابر بھلائی ہوگی۔ شعبہ نے اس حدیث میں تصغیف کی اور بجائے ذرہ کے (جس کے معنی چوٹی کے ہیں) انھوں نے ذرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جس کو چبنا کہتے ہیں)۔

٤٧٩- معبد بن ہمال غنزی سے روایت ہے کہ ہم انس بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (ان سے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہنچے وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھوں نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا اے ابو حمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا حضرت محمد ﷺ نے جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے پہلے حضرت آدم کے پاس آئیں گے کہیں گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تاکہ وہ نجات دے اس آفت سے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست ہیں۔ لوگ ان کے پاس

جائیں گے وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں لیکن تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں (یعنی اللہ نے ان سے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں (یعنی بنی باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں) لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت محمدؐ کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا اچھا یہ میرا کام ہے اور میں چلوں گا اور خدا نے تعالیٰ سے اجازت مانگوں گا (باریاب ہونے کی) مجھے اجازت ملے گی میں اس کے سامنے کھڑا ہوں گا اور ایسی تعریفیں اس کی بیان کروں گا جو اب میں نہیں بیان کر سکتا اس وقت اللہ میرے دل میں ڈال دے گا بعد اس کے سجدے میں گر پڑوں گا آخر حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے اور مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے میں عرض کروں گا مالک میرے امت میری امت میری حکم ہو گا جاؤ جس کے دل میں گہیوں یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لے دوزخ سے میں ایسے سب لوگوں کو نکال لوں گا اور پھر اپنے مالک کے پاس آن کر ویسی ہی تعریفیں کروں گا پھر سجدہ میں گر پڑوں گا حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہنا ہے تیری بات سنی جائے گی مانگ جو مانگتا ہے ملے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی۔ میں عرض کروں گا مالک میرے امت میری امت میری (یعنی اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں) حکم ہو گا جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے میں ایسا ہی کروں گا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور ایسی ہی تعریفیں کروں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے۔ میں

فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ
عَلَيْكُمْ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ كَلِمٌ
اللَّهُ فَيُؤْتِي مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ
عَلَيْكُمْ بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ رُوحُ
اللَّهُ وَكَلِمَتُهُ فَيُؤْتِي عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ
لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْتَى فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَنْطَلِقُ
فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذِنُ لِي فَأَقُومُ بَيْنَ
يَدَيْهِ فَأَحْمَدُهُ بِمُحَمَّدٍ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ
يُلْهِمَنِيهِ اللَّهُ ثُمَّ أَخْبَرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي
يَا مُحَمَّدُ ارْزُقْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ
وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ
أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي
قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ بُرَّةٍ أَوْ شَعِيرَةٍ مِنْ
إِيمَانٍ فَأَخْرَجَهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ
أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِبَيْتِكَ الْمَحَامِدِ
ثُمَّ أَخْبَرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ
ارْزُقْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَى
وَاشْفَعْ تُشْفَعَ فَأَقُولُ أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ لِي
انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ
خَيْرٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرَجَهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ
فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ إِلَى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِبَيْتِكَ
الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخْبَرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا
مُحَمَّدُ ارْزُقْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ
وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ
أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي

قَلْبِهِ أَدْنَىٰ أَدْنَىٰ مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقَ فَأَفْعَلُ)) هَذَا حَدِيثٌ أَنَسٍ الَّذِي أَنبَأَنَا بِهِ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرِ الْجَبَانِ قُلْنَا لَوْ بَلَّغْنَا إِلَى الْحَسَنِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ مُسْتَخْفٍ فِي دَارِ أَبِي خَلِيفَةَ قَالَ فَذَحَلْنَا عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَبِي حَمْزَةَ فَلَمْ نَسْمَعْ بِمِثْلِ حَدِيثِهِ حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ قَالَ هِيَ حَدَّثَنَا الْأَحْبِيثُ فَقَالَ هِيَ قُلْنَا مَا زَادْنَا قَالَ قَدْ حَدَّثَنَا بِهَذَا مِنْ عَشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمِيئِهِ جَمِيعٌ وَلَقَدْ تَرَكَ شَيْئًا مَا أَذْرِي أَنَسِي الشَّيْخُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يُحَدِّثَكُمْ فَتَكَلَّمُوا قُلْنَا لَهُ حَدَّثْنَا فَصَحِّحْ وَقَالَ خَلِيقُ الْإِنْسَانِ مِنْ عَجَلٍ مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هَذَا إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْوَهُ ((ثُمَّ أَرْجِعْ إِلَيَّ رَجْعِي فِي الرَّابِعَةِ فَأَحْمَدُهُ بِعَلِّكَ الْمُحَامِدِ ثُمَّ أَخْبِرْ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعُ لَكَ وَسَلْ تَعْطُ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ انْزِلْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَيْكَ وَلَكِنْ وَعِزِّي وَكِبْرِيَّاي وَعَظْمِي وَجَبْرِيَّاي لَأُخْرِجَنَّ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَرَاهُ قَالَ قَبْلَ عَشْرِينَ

عرض کروں گا اے مالک میرے! میری امت میری امت حکم ہوگا جا اور جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم بہت ہی کم ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے۔ میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔ معبد بن ہلال نے کہا یہ انسؓ کی حدیث ہے جو انھوں نے ہم سے بیان کی پھر ہم ان کے پاس سے نکلے جب جہان (قبرستان) کی بلندی پر پہنچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن (بصری) کی طرف چلیں اور ران کو سلام کریں اور وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف خالم کے ڈرے) خبر ہم ان کے پاس گئے اور ان کو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعیدؓ ہم تمہارے بھائی ابو حمزہ (انسؓ) کے پاس سے آرہے ہیں انھوں نے شفاعت کے باب میں ایک حدیث ہم سے بیان کی ویسی حدیث ہم نے نہیں سنی۔ انھوں نے کہا ہاں بیان کرو ہم نے وہ حدیث ان سے بیان کی انھوں نے کہا اور بیان کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انھوں نے بیان نہیں کی انھوں نے کہا یہ حدیث تو انھوں نے ہم سے بیس برس پہلے بیان کی تھی جب وہ ناٹھے تھے (یعنی اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہیں) اب انھوں نے کچھ چھوڑ دیا میں نہیں جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا۔ ایسا نہ ہو تم بھروسہ کر بیٹھو (اور نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے ان سے کہا وہ کیا ہے؟ ہم سے بیان کرو۔ یہ سن کر کہنے اور کہا انسان کی پیدائش میں جلدی ہے میں نے تم سے یہ قصہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ میں تم سے بیان کروں اس نکلے کو (جو انسؓ نے چھوڑ دیا یعنی تم جلدی کر کے درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب بھی میں بیان کرتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھر لوٹوں گا اپنے پروردگار کے پاس چوتھی بار اور اسی طرح تعریف و توصیف کروں گا پھر سجدے میں کروں گا مجھ کو حکم ہو گا اے محمدؐ اسراٹھا اور کہو ہم سب گئے مانگو ہم دیں گے سفارش کرو ہم قبول کریں گے اس

سَنَةٌ وَهُوَ يَوْمِيذٍ جَمِيعَةٍ

وقت میں عرض کروں گا مالک میرے مجھ کو اجازت دے اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنی صرف توحید پر یقین رکھتا ہو)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ و جلال کی میں جہنم سے نکالوں گا اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ معبود نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حسن نے یہ حدیث ہم سے بیان کی کہا کہ انھوں نے اس کو اس سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا میں برس سے پہلے جب وہ زوردار تھے (یعنی ان کا حافظہ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی)۔

۴۸۰- عَنْ أَبِي مُرَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَلْحَمُ فَرْغُغَ إِلَيْهِ الذَّرَاعُ وَكَانَتْ تَنْجِيهُ فَتَهَسَّ مِنْهَا لَهْسَةً فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَذَرُونَ بِمِ ذَٰلِكَ يَخْتَمِعُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْوَالِدِينَ وَالْأَخْرِيْنَ فِي صَعِيدٍ وَاجِدٍ فَيَسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفُذُهُمُ النَّصْرَ وَتَذَنُّو الشَّمْسُ قَبْلَ النَّاسِ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَمَا لَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ

(۴۸۰) اس لیے کہ دست کا گوشت بے ریشہ ہو تا ہے اور جلدی گل جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ دست کا گوشت آپکو پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت کی دن کے بعد ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اس کا حکم ہو آپ کو اپنا درجہ بتلانے کے لیے ہمارے قاتلوں کے لیے۔ قاضی عیاض نے کہا سر داوہ ہے جو سب لوگوں سے درجہ میں زیادہ ہو اور جس کی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ لیں اور رسول اللہ تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپ نے خاص کیا قیامت کو اس لیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور یہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہوں گے اور آدم اور ان کی اولاد سب آپ کے جہنم کے تلے ہوں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دن کس کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے زبردست اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی۔ کس لیے کہ اور کوئی دعویٰ کرنے والا نہیں رہے گا (نودی) یعنی وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہو گا کہ دیکھنے میں نگاہ سب پر چا سکے گی۔ برخلاف دنیا کے یہاں زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب پر نہیں جاسکتی بعضوں نے کہا مراد خدا کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر ہی پہنچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو۔ نودی نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ تلے

کہیں گے چلو آدمؑ کے پاس اور ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے آدمؑ! تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم میں پھوکی اور فرشتوں کو حکم کیا انھوں نے سجدہ کیا تم کو ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہے۔ آدمؑ کہیں گے آج میرا پروردگار غصہ میں ہے اور ایسا غصہ میں ہے کہ کبھی ایسا غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہو گا اور اس نے مجھے منع کیا تھا درخت سے لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی (اور درخت میں سے کھالیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ نوحؑ کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوحؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوحؑ! تم سب پیغمبروں سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں شکر گزار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر آئی ہے۔ وہ کہیں گے میرا رب آج ایسا غصہ میں ہے کہ دیا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہو گا اور میں نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ پھر وہ سب مل کر ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے ابراہیمؑ تم اللہ کے نبی ہو اور اس کے دوست ہو زمین والوں میں سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں

أَلَا تَرَوْنَ مَا أَتَيْنَا فِيهِ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَىٰ رَبِّكُمْ يَقُولُ بِغَضِّ النَّاسِ لِبَعْضِ أَتَيْنَا أَدَمَ قِيَاتُونَ أَدَمَ قِيَقُولُونَ يَا أَدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا قِيَقُولُ أَدَمُ إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَىٰ نُوحٍ قِيَتُونَ نُوحًا قِيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَرَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا قِيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَىٰ قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام قِيَاتُونَ إِبْرَاهِيمَ قِيَقُولُونَ

لہ بدلہ لینے والا ہو گا نافرمانوں سے اور اس کا مذاب سامنے موجود ہو گا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر جو محشر والوں کو ہو گئے اور یہ باتیں نہ پہلے ہوئی ہیں اور نہ آئندہ ہو گی۔ تو اللہ کے غضب سے یہی مراد ہے اس واسطے کہ محال ہے تقیر اس کے حق میں غضب سے یا رضائے۔ اس سراج الوہاب میں ہے کہ نوہی نے اس مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گزر چکی کہ سلف کا مذہب صفات میں یہ ہے کہ جو صفات کتاب و سنت میں وارد ہیں ان کو روایت کرتا ان پر یقین کرتا ظاہر پر رواں کرنا بغیر تاویل اور تحریف اور تھلیل اور تشبیہ کے اور جو امر نوہی نے بیان کیا یہ عایت ہے غضب کی نہ اس کا معنی لغوی۔ یہاں سے پیغمبر اور پیغمبروں کا درجہ پیمانہ لینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہیں گے اور اپنی جان کی فکر میں سرگرداں ہو گئے اور ہمارے پیغمبر عام کی بھلائی کیلئے خواہاں اور امت کے چمکانے کے جویاں ہو گئے۔ سبحان اللہ اس پر یہ آیت صادق ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمین آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا اور آخرت میں اس سے بڑھ کر کوئی شرف ہے اور اس سے زیادہ کوئی نادر ہے یہی فرق ہے مرتبے کا اس شخص میں جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص میں جو حق

ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ وہ کہیں گے میرا پروردگار آج اتنا غصہ میں ہے کہ ویسا بھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتوں کو بیان کریں گے (یعنی دنیا میں جو انھوں نے تین بار جھوٹ بولا تھا) اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ موسیٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہیں بزرگی دی اپنے پیغمبروں سے اور اپنے کلام سے سب لوگوں پر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ موسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج ایسے غصہ میں ہے کہ اتنا بھی غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور میں نے دنیا میں ایک خون کیا تھا جس کا مجھے حکم نہ تھا اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ تم اللہ کے رسول ہو تم نے لوگوں سے بات کی ماں کی گود میں (جھولے میں دودھ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو جو اس نے ڈال دی مریم میں اور اس کی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ عیسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج اس قدر غصہ ہے کہ اتنا غصہ کبھی نہیں تھا اور نہ کبھی ہوگا اور کوئی گناہ ان کا بیان نہیں کیا (جیسے اور پیغمبروں کی خطائیں بیان کیں کیونکہ حضرت عیسیٰ کا کوئی گناہ منقول نہیں) تو مجھے اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ محمد کے پاس جاؤ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیاء ہو اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے ہیں تم سفارش

أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اسْتَفْعَ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَّا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذْبَابِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَىٰ مُوسَىٰ فَيَأْتُونَ مُوسَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُوسَىٰ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَصَلِّكَ اللَّهُ بِرَسُولَاتِهِ وَيُكَلِّمِهِ عَلَى النَّاسِ اسْتَفْعَ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَّا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قُلْتُ نَفْسًا لَمْ أَوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَىٰ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةً مِنْهُ أَلْفَاها إِلَىٰ مَرْثَمٍ وَزُوخٍ مِنْهُ فَاسْتَفْعَ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَّا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَىٰ

لہ عام لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ اول کو مائی سے کچھ نسبت نہیں ہے جو شخص عام مسلمانوں کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ بنائے، سرائے بنوائے مسلمانوں کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے جاہی اور ذلت سے بچیں دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلانے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات و اسباب شائع کرے اس کا درجہ اس مسلمان سے کہیں فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے لے

کر وہاری اپنے رب کے پاس۔ کیا تم ہمارا حال نہیں دیکھتے ہم سب مصیبت میں ہیں یہ سن کر میں چلوں گا اور عرش کے تلے آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کروں گا پھر اللہ تعالیٰ میرا دل کھول دے گا اور وہ وہ تعریفیں اپنی مجھے بتائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتائیں (میں اس کی خوب تعریف اور حمد کروں گا) پھر فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا مانگ جو مانگنا ہے دیا جائے گا سفارش کر قبول کی جائے گی میں سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا امت میری امت میری حکم ہوگا اے محمد! اپنی امت میں سے لوگوں کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا ان میں سے جنت میں داخل کر اور وہ لوگوں کے شریک ہیں باقی دروازوں میں جنت کے (یعنی ان میں سے بھی جاسکتے ہیں پر یہ دروازہ ان کے لیے مخصوص ہے) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے جنت کے دروازے کے دونوں بازو میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (ایک شہر ہے بحرین میں) یا جیسے مکہ اور بصریٰ میں (بصریٰ ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر)۔

مُحَمَّدٌ ﷺ قَاتِلُونِي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَغَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اسْتَفْعَ لَنَا إِلَىٰ رِزْقِكَ أَلَّا تَرَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا فَأَنْطَلِقُ فَأَتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الشَّأْنِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِأَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْزُقْ رَأْسَكَ سَلْ نِعْمَةً اسْتَفْعَ تَسْتَفْعُ فَأَرْزُقْ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمْنِي أُمْنِي يَقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَذْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمْنِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْآئِمَنِ مِنَ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سَوَىٰ ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمَضَارِعِينَ مِنْ مَضَارِيعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَىٰ.

۴۸۱- ابوہریرہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک پیالہ رکھا (تھوڑا سا) (تھوڑا سا) کھانا ہے جو روٹی اور شوربہ ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپ نے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ نے ایک بار منہ سے اس کو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور فرمایا میں لوگوں کا سردار ہو گا قیامت کے دن۔ جب آپ نے دیکھا آپ کے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ نہیں پوچھتے کہ کیوں کر؟ انھوں نے کہا کیوں کر یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا لوگ سب کھڑے ہو گئے خدا کے سامنے اور بیان کیا

۴۸۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَضَعْتُ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَصْعَةً مِنْ تَرِيدٍ وَلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذَّرَاعَ وَكَانَتْ أَحَبَّ الشَّأْنِ إِلَيْهِ فَهَسَّ نَهْسَةً فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ثُمَّ نَهَسَ أُخْرَىٰ فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَلَمَّا رَأَىٰ أَصْحَابَهُ لَا يَسْأَلُونَهُ قَالَ ((أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهُ)) قَالُوا كَيْفَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((يَقُولُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَىٰ حَدِيثِ أَبِي

اللہ کے لیے عبادت میں معروف رہے۔ ہجر شہر مکہ سے ایک سینے کی رولہ پر ہے جو جنت کا چھانک اس قدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونادوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہے۔ اللہ اکبر! جل شانہ اس سے قیاس کر لیتا چاہیے کہ جنت کتنی بڑی ہے۔

حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ انھوں نے بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتا پر کافروں کے الزام دینے کے لئے پہلے تارے کو خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب وہ ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا) بتوں کو آپؐ نے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا یہ تار نہ تھے اور کہا تھا میں تیار ہوں۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے جنت کے دونوں پتوں میں دروازوں کی چوکت تک اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ دریا اور بحر کے درمیان ہے یا یوں کہا جتنا بحر اور مکہ کے درمیان ہے مجھے یاد نہیں کیوں کر کہا (یعنی بحر کو پہلے کہا گیا کہ کو)۔

۴۸۲- ابوہریرہؓ اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا مسلمان کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ جنت ان کے پاس آجائے گی پھر وہ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے باؤ ہمارے جنت کو کھول دو ہمارے لیے۔ وہ کہیں گے جنت سے تم کو نکالا کس نے میرے بی گناہ نے تو نکالا اب مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ ابراہیمؑ کہیں گے مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا میں اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے (یعنی مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنی نزدیکی نہیں ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ دو حجاب تھے نہ میں نے اس سے بات کی بلا واسطہ نہ اس کو دیکھا) تم جاؤ موسیٰؑ کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی۔ وہ موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں

حَبْلًا عَنْ أَبِي زُرْعَةَ وَزَادَ فِي قِصَّةِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ وَذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الْكُتُبِ هَذَا رَبِّي وَ قَوْلَهُ لِلَّهِتِهِمْ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَ قَوْلَهُ ابْنِي سَقِيمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ إِلَى عَصَا دَنِي الْقَابِ لَكُمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ)) قَالَ لَا أَذْرِي أَمِّي ذَلِكَ قَالَ.

۴۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبُو مَالِكٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرْرَاسٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تَوَلَّفَ لَهُمُ الْجَنَّةَ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَبَانَا اسْتَفْجِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ وَهَلْ أَخْرَجَكُمُ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيئَةُ أَبِيكُمْ آدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ قَالَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ أَعْمِدُوا إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَلَّمَهُ

(۴۸۲) ☆ کیونکہ یہ دونوں بڑے کام ہیں جن کا خیال مومن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے لمانت یعنی غلوس اور سچائی صداقت اور راست بازی بات چیت اور ہر کام کا ج میں اور اتنا یعنی رشتہ داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا ان کی خبر لینا۔ یعنی اگر کوئی چیز اس میں گرے تو ستر برس تک نہ کو نہ پہنچگی۔ معاذ اللہ۔

گے میں اس لائق نہیں تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں عیسیٰ کہیں گے میرا یہ کام نہیں پھر وہ سب محمدؐ کے پاس آئیں گے آپ کھڑے ہونگے اور آپ کو اجازت ملے گی (جنت کھولنے کی) اور امانت اور ناتے کو بھیج دیا جائے گا وہ پل صراط کے داہنے اور بائیں کھڑے ہو جائیں گے تم میں سے پہلا شخص پل صراط سے اس طرح پار ہوگا جیسے بجل۔ انھوں نے کہا آپ پر ہمارے ماں باپ صدقے ہوں بجلی کی طرح کو کسی چیز گزرتی ہے آپ نے فرمایا تم نے بجلی کو نہیں دیکھا وہ کیسی گزر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے میں پھر جیسے آ جاتی ہے پھر جیسے پرندہ اڑتا ہے پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہونگے وہ کہیں گے یا اللہ بچایا اللہ بچا یہاں تک کہ اعمال کا زور گھٹ جائے گا (یعنی عمدہ اعمال والے نکل جائیں گے اور وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے نیک عمل کم ہیں) (ان کو پار ہونا دشوار ہوگا) اور ایک شخص آئے گا وہ چل نہ سکے گا مگر گھسٹا ہوا اور اس پل کے دونوں طرف آنکڑے ہونگے لٹکتے ہوئے جس کو حکم ہوگا اس کو پکڑ لیں گے پھر بعض آدمی چھل چھلا کر نہات پاجائے گا اور بعض آدمی الٹ پلٹ کر جہنم میں گر پڑے گا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس کی راہ ہے۔

باب: نبی اکرمؐ کا یہ بیان کہ میں جنت میں سب سے پہلے سفارش کروں گا اور سب نبیوں سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے

۳۸۳- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع لوگ ہوں گے قیامت کے دن۔

اللَّهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةَ اللَّهِ وَزَوْجِهِ فَيَقُولُ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فَيُؤْذَنُ لَهُ وَرَسُولُ الْأَمَانَةِ وَالرَّحِمِ فَقَوْمَانِ جَنَّتِي الصِّرَاطِ يَمِينًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ أُولَئِكَ كَالْبَرْقِ ((قَالَ قُلْتُ يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي أَيُّ شَيْءٍ كَمَرُ الْبَرْقِ قَالَ)) أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِي طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرُ الرِّيحِ ثُمَّ كَمَرُ الطَّيْرِ وَشَدَّ الرَّجُلِ تَجْوِي بِهِمْ أَغْمَالَهُمْ وَيَبْكُمُ قَائِمَةً عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتَّى تَعْجِزَ أَغْمَالُ الْعِبَادِ حَتَّى يَجِيءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي خِلْفَتِي الصِّرَاطِ كَلَابِيبٌ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ بِأَخْذِ مَنْ أَمَرْتُ بِهِ فَمَنْ خَذَوْهُ نَاجٍ وَمَنْ خَذَوْهُ فِي النَّارِ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِي هُرَيْرَةُ يَدِهِ إِنْ قَعَرُ جَهَنَّمَ لَسْتُمْ بِمَوْجِدَةٍ خَرِيفًا

باب فی قول النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا

۴۸۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا))

۳۸۴- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع ہوں گے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھکھاؤں گا (یعنی کھلاؤں گا)۔

۳۸۵- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے مجھ کو مانا اور بعض پیغمبر تو ایسا ہے کہ اس کا ماننے والا ایک ہی شخص ہے۔

۳۸۶- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلاؤں گا چونکہ ارپو مجھے گاتم کون ہو؟ میں کہوں گا محمدؐ وہ کہے گا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا۔

باب: نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے لیے دعائے شفاعت کو مؤخر رکھنا

۳۸۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جس کو خداوند تعالیٰ ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی ہوتیں تو میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔

۳۸۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا کو اٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں۔

۴۸۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ النَّبِيِّينَ نَبْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَفْرُغُ بَابَ الْجَنَّةِ)).

۴۸۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يَصْطَفِ نَبِيٌّ مِنَ النَّبِيِّينَ مَا صَدَّقْتُ وَإِنْ مِنَ النَّبِيِّينَ نَبِيًّا مَا يَصْطَفُهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ)).

۴۸۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَى بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاسْتَفْتَحَ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بَلْ أَمِيرٌ لَا أَفْتَحُ إِلَّا بِحَدِّ قَيْلِكَ)).

باب اختيائ النبي صلى الله عليه وسلم دعوة الشفاعة لبأمتيه

۴۸۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَأَرِيدُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۴۸۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ وَأَرَدْتُ أَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(۳۸۷) ☆ یعنی دنیا میں اس دعا کو نہ مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اٹھا رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے لیے صرف کروں۔ سبحان اللہ ہرے پیغمبر کو اپنی امت ہے کسی محبت تھی اور الفت کہ باپ کو بیٹے سے ویسی الفت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اس وقت مدد کریں گے جب باپ بیٹے سے خاوند جو دروس، جو روادخاوند سے ہر ایک عزیز اپنے عزیز سے بیزار ہو گا اور سب کو اپنی اپنی جان بچانے کی فکر ہو گی۔

۴۸۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۸۹- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سَعْيَانَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ جَارِيَةَ التَّقْفِي بِنْتُ ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۰- ابوہریرہؓ نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جس کو وہ مانگتا ہے۔ میرا ارادہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کعب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔

۴۹۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لِكَعْبِ الْأَحْبَارِ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَإِنَّا أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِيْ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ كَعْبُ بَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

۴۹۱- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو ہر ایک نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھا ہوں قیامت کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ وہ شرک پر نہ مرا ہو۔

۴۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعْمَلُ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي أَخْتَابُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا)).

(۴۹۱) ☆ یعنی خاتمہ کے وقت وہ شرک نہ سرا ہو اگرچہ کتنا گناہگار ہو۔ خودی نے کہا اس حدیث سے اہل حق کا وہ سب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جائے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا اگرچہ کبیرہ گناہ کار تھا اور اس کے دلائل اور بیان ہو چکے۔ السراج الوباح میں ہے کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اس کی کسی صفت کو اس کی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک فحش اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں لیکن وہ شرک میں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر جنہوں نے اپنے عالموں اور مجتہدوں کو خدا بنا رکھا ہے اور ان لوگوں پر جو قبروں پر وہ کرتے ہیں جو خاص ہیں اللہ سے اور کانتے ہیں جانوروں کو سو اللہ کے ارووں کے نام پر وہ سب شرک ہیں اور باوجود اس کے امید رکھتے ہیں نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنے بزرگوں کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھانا نہ چھپا اور جو شرک کرے اس کی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا خواہ کوئی ہو کہیں ہو۔ اٹھی۔

۴۹۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی ہے جس کو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور دی جاتی ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۴۹۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۴۹۴- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۴۹۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مرید ہے۔

۴۹۶- مذکورہ بالا اور سند سے بھی حدیث آئی ہے۔

۴۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۴۹۸- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جس کو اس نے مانگا اپنی امت کے حق میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔

۴۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا فَيَسْتَجَابُ لَهُ فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۴۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتَجِيبَ لَهُ وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أُخَوِّرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۴۹۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا لِّأُمَّتِهِ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۴۹۵- وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح.

۴۹۶- وَ حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَعِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثٍ وَكِيعٍ قَالَ قَالَ أُعْطِيَ وَفِي حَدِيثٍ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۹۷- عَنْ أَنَسِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ.

۴۹۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمَّتِيهَ وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ

باب: رسول اللہ ﷺ کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور رونا ان کے حال پر شفقت سے

۴۹۹- عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت ابراہیم کا قول ہے اے رب! انھوں نے بہکایا (یعنی بتوں نے) بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا مانا سو تو مجھے والا مہربان ہے اور یہ آیت جس میں حضرت یحییٰ کا قول ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو ان کو بخش دے تو تو مالک ہے حکمت والا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میرے امت میری امت میری اور رونے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل تم محمدؐ کے پاس جاؤ اور رب تیرا خوب جانتا ہے لیکن تم جا کر ان سے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں؟ جبریل آپ کے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے سب حال بیان کیا۔ جبریل نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل! محمدؐ کے پاس جا اور کہہ ہم تم کو خوش کر دیں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کریں گے۔

۴۹۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَّ كَثِيرًا مِنْ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي الْآيَةُ وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ تَعَذُّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَزِيرُ الْحَكِيمُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ ((اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي)) وَتَكَى فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلِّمْ مَا يُشْكِيكَ فَإِنَّا هُوَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللَّهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنَرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسْؤُكَ.

(۴۹۹) نووی نے کہا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی دوسرا یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے تیسرا بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے اور وہ اور زیادہ ہو گئی خداوند کریم کے وعدے سے جو اس نے کیا کہ ہم تم کو راضی کر دیں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہ کریں گے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کے لیے۔ چوتھا بیان ہے رسول اللہ کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ پر تھی اس کا اور جبریل کے بھیجے میں یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ کی بزرگی مکمل جائے اور معلوم ہو جائے کہ آپ کا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالیٰ آپ کی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق ہے اس آیت کے ولسوف يعطيك ويملك فرضی یعنی اللہ تم کو دے گا پھر تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تم کو ناراض نہیں کریں گے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اس لیے کہ رضامندی جب بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ بعضوں کو معاف کر تا اور بعض کو جہنم میں لے جاتا مگر آپ کو نرختا ان لوگوں کا جو جہنم میں جاتے تو فرمایا میں تم کو رنج نہیں دوں گا بلکہ سب لوگوں کو تمہاری امت کے نجات دوں گا۔

باب: جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اور اس کی شفاعت نہ ہوگی اور بزرگوں کی بزرگی اس کے کچھ کام نہ آوے گی

۵۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے اس کو بلوایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ذرا نہیں

۵۰۱۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبہ والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھے ہوئے آپ نے عام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹے چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے مرہ بن کعب کے بیٹے چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے عبد شمس کے بیٹے چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے ہاشم کے بیٹے چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے فاطمہ چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اس لیے کہ میں خدا کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا (یعنی اگر وہ عذاب کرنا چاہے تو میں بچا نہیں سکتا) البتہ تم جو مجھ سے ناسا

بَابُ بَيَانِ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ

۵۰۰۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْنَ أَبِي قَالَ ((فِي النَّارِ)) فَلَمَّا قُتِيَ دَعَاهُ فَقَالَ ((إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ))

بَابُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

۵۰۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا فَقَعَمَ وَخَصَّ فَقَالَ ((يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكَ مِنْ

(۵۰۰) ☆ اس لیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اس کو کسی کا ناسرشتہ کام نہ آئے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ جو نبوت سے پہلے مرے ہیں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ جہنمی ہیں اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوت سے پہلے یہ موافقہ ہے کیونکہ ان کو اور شیعوں کی دعوت پہنچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم کی اور یہ جو آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے اس سے یہ فرض تھی کہ اس شخص کا رنج گھٹ جاوے اور وہ یہ معلوم کر لے کہ خدا کے ہاں سب برابر ہیں جو قاعدہ اس نے ٹھہرایا اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ کافر کا گناہ جہنم ہے خود وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی نے کئی حدیثوں سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اللہ نے آنحضرت کی دعا کو آپ کے والدین کے حق میں قبول کیا اور وہ دوزخ بارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علماء اور محدثین نے اس کا انکار کیا اور ان حدیثوں کو موضوع بتایا اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو۔

رکھے ہو اس کو میں جوڑتا رہوں گا (یعنی دنیا میں تمہارے ساتھ احسان کرتا رہوں گا)۔

۵۰۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۰۳- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہ! محمد کی بیٹی اذراے صفیہ، عبدالمطلب کی بیٹی اور اے عبدالمطلب کے بیٹا! میں خدا کے سامنے تم کو نہیں بچا سکتا البتہ میرے مال میں سے جو تم جی چاہے مانگ لو۔

۵۰۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو! تم اپنی جانوں کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹا! میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے عباس بیٹے عبدالمطلب کے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے صفیہ بھوپھی رسول اللہ ﷺ کی میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے فاطمہ بیٹی محمد کی تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔

۵۰۵- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۵۰۶- قیسہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت ہے دونوں نے کہا جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک ناتے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچے

النَّارِ قَاتِي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنْ لَكُمْ رَحِمًا مَتَّابُهَا بِتَلَّهَا))۔

۵۰۲- عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَحَدِيثُ حَرِيرِ أُمِّ وَأَشْعُ.

۵۰۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الصَّفا فَقَالَ ((يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ))۔

۵۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْنَا أَنْزِلَ عَلَيْهِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ سَلِينِي بِمَا شِئْتُمْ لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا))۔

۵۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا.

۵۰۶- عَنْ قَيْسَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَضَمَةَ مِنْ حَبَلٍ

(۵۰۶) ☆ یا صبا! ہا ہا ایک کلمہ ہے جس کو عرب کے لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہوا کرتی ہے تو اس کلمہ کے کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جائیں اور اپنا بچا کر لیں۔

پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو! میں ڈرانے والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اپنے اہل کے بچانے کو اور ڈرا کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے تو لگا پکارنے یا صابحاء۔

۵۰۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۵۰۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک رشتہ داروں کو اور اپنی قوم کے مخلص (بچے) لوگوں کو تو رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ آپ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا صابحاء۔ لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے؟ انھوں نے کہا محمدؐ میں پھر سب لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں کے بیٹو! اے فلاں کے بیٹو! اے فلاں کے بیٹو! اے عبد المناف کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! وہ سب اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے؟ انھوں نے کہا ہم نے تو تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی۔ آپ نے فرمایا تو پھر میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے۔ ابولہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا پھر وہ کھڑا ہوا اس وقت یہ سورت اتری تبت یدا ابی لہب و قد تب۔ یعنی ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا وہ۔ اعش نے اس سورت کو یونہی پڑھا اخیر تک (یعنی تک کہ حرف زیادہ کیا اور مشہور قرات تب بے بغیر قد کے۔

۵۰۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

فَعَلَا أَعْلَاهَا حَرًّا ثُمَّ نَادَى ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافَةَ إِنِّي نَذِيرٌ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ فَأَنْطَلَقَ يَرْتَا أَهْلَهُ فَخَشِيَ أَنْ يَسْبِقُوهُ فَفَجَعَلَ يَهْتَفُ يَا صَبَاحَةَ))

۵۰۷- عَنْ زُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو وَفِيصَةَ بْنِ مُحَارِقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحَوِرُ

۵۰۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ ((يَا صَبَاحَةَ)) فَقَالُوا مَنْ هَذَا الَّذِي يَهْتَفُ قَالُوا مُحَمَّدٌ فَأَجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ ((يَا بَنِي فَلَان يَا بَنِي فَلَان يَا بَنِي فَلَان يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافَ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) فَأَجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي)) قَالُوا مَا جَرَيْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ)) قَالَ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَمَا جَمَعْنَا إِلَّا لِهَذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَفُذَّ بَ كَذًا قَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ

۵۰۹- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ ((يَا

(۵۰۸) ☆ نووی نے کہا اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے وانذر عشیرتک الاقربین یعنی ڈرا تو اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورهطک منهم المخلصین۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہو۔

صَبَاحًا)) بَنَحِرِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ
نَزُولَ النَّبِيِّ وَأَنْذَرَ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهِ

۵۱۰- عَنْ عُبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ
كَأَنَّهُ يَحْطُلُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ ((نَعَمْ هُوَ
فِي ضَخْصَخٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي
الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ))

۵۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ
الْعُبَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ
كَأَنَّهُ يَحْطُلُكَ وَيَنْصُرُكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذَلِكَ قَالَ
((نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي عَمْرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ
إِلَيَّ ضَخْصَخًا))

۵۱۲- عَنْ سُفْيَانَ بِهِذَا الْإِسْنَادِ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَحِرِ حَدِيثِ أَبِي عَوَّانَةَ

۵۱۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ عِنْدَهُ عَنْهُ أَبُو
طَالِبٍ فَقَالَ ((لَعَلَّهُ تَنَفَّعَ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَيُجْعَلُ فِي ضَخْصَخٍ مِنْ نَارٍ يَنْلِغُ كَعَبِيهِ يَغْلِي
مِنْهُ دِمَاعُهُ))

بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا

۵۱۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ أَذْنَى أَهْلِ

باب: رسول اللہ ﷺ کی سفارش کی وجہ سے ابوطالب
کے عذاب میں تخفیف ہونے کا بیان

۵۱۰- حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے ابوطالب کو
بھی کچھ فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے
واسطے غصے ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپ کو ستاتا تو اس پر غصے
ہوتے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں
ہیں اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی میں ان کے لیے دغا نہ کرتا) تو وہ جہنم
کے نیچے کے درجہ میں ہوتے (جہاں عذاب بہت سخت ہے)۔

۵۱۱- عبد اللہ بن حارثؓ سے روایت ہے میں نے سنا عباسؓ سے وہ
کہتے تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ابوطالب! آپ کا بچاؤ کرتے تھے
اور آپ کی مدد کرتے تھے اور آپ کے لیے لوگوں پر غصہ کرتے
تھے تو ان کو کچھ فائدہ ہوا ان باتوں سے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں
نے ان کو سخت انگار میں پایا تو میں نکال لایا ان کو ہلکی آگ میں۔

۵۱۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۱۳- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے
پاس آپ کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا شاید ان کو
فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی آگ میں
رکھے جاویں جو ان کے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا پکڑا رہے اس
سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت ہوگی)۔

باب: دوزخیوں میں عذاب کے لحاظ سے سب سے کم
عذاب والے شخص کا بیان

۵۱۴- ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے کم درجہ کا عذاب اس

کو ہوگا جس کو دو جوتیاں آگ کی پہنائی جائیں گی پھر اس کا بھیجا گرمی کے مارے کچے گا۔

۵۱۵- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابو طالب کو ہوگا۔ وہ دو جوتیاں پہنے ہوں گے ایسی جن سے ان کا بھیجا کچے گا۔

۵۱۶- نعمان بن بشرؓ سے روایت ہے کہ وہ خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں سب سے کم درجہ کا عذاب قیامت کے دن اس کو ہوگا جس کے بیچ تلووں کے دو انگارے رکھ دئے جائیں گے اور ان کی وجہ سے بھیجا پکنے لگے گا۔

۵۱۷- نعمان بن بشرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسے انگارے کے پہنے ہوگا اس کا بھیجا اس طرح پکنا ہوگا جس طرح ہانڈی پھد پھد پکتی ہے۔ وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

باب: کفر کی حالت پر مرنے والے شخص کو اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا

۵۱۸- ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! جدعان کا بیٹا جاہلیت کے زمانہ میں ناتے جوڑتا تھا (یعنی ناتے والوں کے ساتھ سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اس کو فائدہ دیں گے (قیامت کے دن)؟ آپ نے فرمایا کہ کچھ فائدہ نہ دیں

(۵۱۸) ☆ یعنی اس کو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اس کو کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کو ان کے ایک اعمال فائدہ نہ دیں گے اور ان کو کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ختم ہوگا البتہ یہ ہوگا کہ کافروں پر دوسرے کافروں کی نسبت ان کے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا۔ تمام ہواکلام قاضی عیاضؒ کا امام حافظ فقیر ابو بکر بنی نے کتاب البعث والنشور میں بعض اہل علم سے ایسا نقل کیا ہے۔ بتیسی نے کہا یہ بات ممکن ہے کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی حدیثیں اس کافر کی نیکیوں میں جو کفر پر مرنے والے سے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اس کا عذاب ان نیکیوں کی وجہ

النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاعُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ))

۵۱۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو تَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ

۵۱۶- عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٍ تَوَضَّعَ فِي أَحْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ))

۵۱۷- عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَاَنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرَى أَنْ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّ لَهُوْنَهُمْ عَذَابًا))

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ

۵۱۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّجِمَ وَيَطْعُمُ الْمَسْكِينَ فَهَلْ ذَلِكَ نَافِعُهُ قَالَ ((لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا

رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ))

گئے۔ اس نے کبھی یوں نہ کہا کہ اے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے قیامت کے دن۔

باب: مومن سے دوستی رکھنے اور غیر مومن سے دوستی قطع کرنے اور ان سے جدا رہنے کا بیان

بَابُ مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبِرَاءَةِ مِنْهُمْ

۵۱۹- عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے چپکے سے نہیں فلاں کی اولاد میری عزیز نہیں بلکہ میرا مالک اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں۔

۵۱۹- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ ((أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي بَغِيضٍ فَلَنَّا لِنُسَوِّ لِي بِأَوْلِيَاءِ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ))

باب: مسلمانوں کے ایک گروہ کا بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہونے کا بیان

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ

۵۲۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ اسے ان لوگوں

۵۲۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ

لہ وجہ سے ہلکا ہو سکتا ہے اگر وہ نیکیاں نہ کرتا تو اس کا عذاب اس کی خطاؤں پر سخت ہوتا۔ علامہ نے کہا ہے کہ جداگانہ گناہوں کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانوں کے لیے ایک بیلا بنایا تھا جس پر سیر می سے چڑھتے تھے اور وہ بنی قسیم بن مرہ کی قوم میں سے تھا جو حضرت عائشہؓ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسوں میں سے تھا۔ اس کا نام عبد اللہ تھا اور جداگانہ بھیم جس اس کے باپ کا نام تھا۔ (نووی)

(۵۱۹) ☆ راوی نے اس شخص کا نام نہیں لیا خوف کی وجہ سے اپنے تئیں یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے عزیز اور رشتہ دار وہی ہیں جو نیک ہوں اگرچہ ان کا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہ ہو وہ میرا عزیز نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو۔ قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا ہر اولاد سے حکم بن ابی العاصؓ ہے اور یہ آپ نے حکم حکم کھلا فرمایا چپکے سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اور اعدائے دین سے کٹے خزانے سے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگوں سے محبت کرنا چاہیے اگر فساد کا ذرہ نہ ہو۔ (نووی)

(۵۲۰) ☆ یعنی اس نے دعا کی درخواست کی سب سے پہلے اور میں نے کر دی اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ دوسرا شخص اس مرتبہ کے لائق نہ تھا اور عکاش اس کے لائق تھا اور بعضوں نے کہا کہ وہ منافق تھا تو رسول اللہؐ نے اس کو گول گول جواب دے دیا اور یہ اطلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے کہ تو ان میں سے نہیں ہے اور بعضوں نے کہا آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو تا کہ میری دعا عکاش کے باب میں قبول ہو گی اور دوسرے شخص کے باب میں قبول ہونے والی نہیں اس لئے آپ نے دوسرے کے لیے دعا نہیں کی اور خلیفہ بغدادی نے کہا کہ دوسرا شخص سعد بن عبادہ (انصار کا رئیس) تھا۔ اگر یہ بات سچ ہو تو ان کا منافق قرار دینا غلط ہو گا لیکن حق

((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((سَبَقَتْ بِهَا عَكَشَةُ))۔

میں سے کر دے۔ پھر دوسرا اٹھا اور بولا یا رسول اللہ! دعا کیجئے خدا مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔

۵۲۱- عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِعَنْلِ حَدِيثِ الرَّبِيعِ۔

۵۲۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ستر ہزار کی ایک جماعت جنت میں جائے گی جن کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ یہ سن کر عکاشہ بن محسن اسدی کھڑا ہوا اپنا کبیل اٹھاتا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے مجھ کو اللہ ان لوگوں میں سے کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! تو اس کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہؓ کر چکا۔

۵۲۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں جاویں گے۔ ان میں سے بعضوں کی صورت چاند کی طرح چمکتی ہوگی۔

۵۲۴- عمرانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں

۵۲۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا زُمْرَةً وَاحِدَةً مِنْهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ))۔

۵۲۴- عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ

تہ اخیر قول ظاہر ہے اور اسی کو علماء نے اختیار کیا ہے۔

اس حدیث میں امت نبویؐ کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر پر۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں کے ہر ایک آدمی کے ساتھ ہزار آدمی اور ہوں گے۔ اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بے حساب جنت میں جائیں گے چار بار اور نوے کر دو ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو بھی ان لوگوں میں کر دے آمین۔ (نودی مع زیادہ)

(۵۲۴) ☆ یعنی بیماری میں دوا علاج اور جہاز چھوٹک نہیں کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار میں ہے دوا اور علاج حق

بغیر اس کی مرضی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا پس پھر دس انگ خدا پر ہوتا ہے۔ تو دینی نے کہا کہ اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا۔ امام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے دو اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علماء اس کے خلاف ہیں اور دلیل ان کی وہ حدیثیں ہیں جن میں خود آنحضرتؐ نے دواؤں اور غذاؤں کے فائدے بیان کئے ہیں جیسے کھجور کا قطرہ ایلوے وغیرہ کے اور خود آپؐ نے بیماری میں دوا کی اور حضرت عائشہؓ نے آپ کی دوا کو نقل کیا ہے اور آپؐ نے منتر بتلایا ہے اور اس سے شفا ہوئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ بعض صحابہؓ نے سورۃ فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اس پر اجرت ملی تھی جب یہ حدیثیں ثابت ہیں تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤں کو بالطبیعی مفید جانتے ہیں اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہیں ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ اس تاویل کی طرف بہت لوگ گئے حالانکہ یہ تاویل غریب نہیں کیونکہ رسول اللہؐ نے ان لوگوں کی فضیلت بیان کی کہ وہ جنت میں بغیر حساب اور کتاب کے جائیں گے اور ان کے منہ چاندنی کی طرح چمکتے ہوں گے پھر اگر یہ تاویل کی جائے جو ان لوگوں نے کی ہے تو یہ فضیلت ان کے ساتھ خاص نہ ہوگی اس وجہ سے کہ یہ حال تمام مسلمانوں کا بھی ہے اور جو اس کے خلاف اعتقاد رکھتے (یعنی دوا کو بالطبیعی اور بالذات موثر سمجھتے) وہ دو کافر ہے۔ دوسرے علماء نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے۔ ابو سلیمان خطابیؒ نے کہا مردودا کے ترک سے یہ ہے کہ وہ بجز دس اللہ ہی پر رکھتے ہیں اور اس کی تعصبات اور اتقان پر راضی ہیں۔ انھوں نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اور ایک جماعت اسی طرف گئی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ظاہر حدیث بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے میں اور منتر کرنے میں اور اور قسم کے علاج کرنے میں کوئی فرق نہیں اور داؤدی نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ دوا لوگ تندرستی کی حالت میں یہ کام نہیں کرتے اس لیے کہ مکر وہ ہے حالت صحت میں تعویذ اور منتر لیکن بیماری کی حالت میں تو درست ہے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث سے بھی دو قسم کے علاج مقصود ہیں یعنی منتر کرنا اور داغ و دوا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ علاج خود رسول اللہؐ نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلاء نے کیا ہے اور جس سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور چٹانیر کی لیے وہ توکل کو نہیں بگاڑتا سیال نے انھوں نے علاج کرنا نہیں چھوڑا نہ روئی کمانے کو اپنے لیے اور بال بچوں کے لیے توکل کے خلاف کیا مگر یہ سب جب ہے کہ اس کا بجز دس خدا پر ہو نہ اپنی دوا اور علاج اور کمانی پر اور داغ دینے اور دوسرے قسم کے علاج میں فرق بیان کرنا بہت طول چاہتا ہے اور حضرت نے دواؤں کو جائز رکھا ہے اور دواؤں کی تعریف کی ہے۔ لیکن ایک نکتہ میں بیان کرنا کہ جو کافی ہے وہ یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنی بھی دوا کی اور دوسروں کی بھی دوا کی اور داغ آپؐ نے نہیں دیا بلکہ دوسرے کو دیا ہے اور حدیث صحیح میں ممانعت آئی ہے داغ دینے سے اور آپؐ نے فرمایا مجھے داغ نہ دینا چھینا نہیں لگتا۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاضؒ کا اور ظاہر وہی معنی ہے جو خطابیؒ نے اختیار کیا اور حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد خدا پر قوی ہو گا وہ ہر کام کو خدا کے سپرد کرتے ہو گئے تو جو آفت ان پر آئے اس کے دفع کے لیے دیناوی اسباب کی طرف انھوں نے توجہ نہیں کی اور بے شک درجہ بہت افضل ہے لیکن رسول اللہؐ نے جو علاج کیا ہے وہ اس واسطے کہ علاج کا جائز ہونا لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ انھیں ما قال النودی۔

نووی نے کہا: الف اور خلف نے توکل کی حقیقت میں اختلاف کیا ہے۔ امام ابو جعفر طبری نے ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ: توکل یہ ہے کہ سوائے خدا کے اور کسی کا ذمہ نہ رہے نہ درد نہ کاندہ نہ دشمن کا اور رومی کمانے میں کوشش چھوڑ دے اس خیال ہے کہ اللہ خاص ہے رزق کا اور دلیل ان لوگوں کی حدیثیں ہیں اور ایک جماعت نے کہا توکل یہ ہے انسان خدا کے تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور اس امر کا یقین کرے کہ اس کا حکم چاہی ہے لیکن کوشش کرے رومی کمانے میں اور دشمن سے بچنے میں پیغمبروں نے کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا: اے

کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کرے
آپ نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا
اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی! دعا کرو کہ خدا مجھ کو بھی ان لوگوں
میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے عکاشہ کہہ چکا ہے۔

۵۲۵- عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر
حساب کے جنت میں جائیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ
کون لوگ ہونگے؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہیں نہ
بدشگون لیتے ہیں نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ
کرتے ہیں۔

۵۲۶- سہل بن سعدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے
اس حدیث کا اس کو یاد نہیں رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا سات
لاکھ) آدمی جنت میں جائیں گے ایک دوسرے کو پکڑے
ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہو گا صف باندھے
ہوئے تاکہ سب ایک ساتھ جنت میں جائیں۔ اس سے معلوم
ہو سکتا ہے کہ جنت کا دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی ان میں سے پہلے
جنت میں نہ گھے گا جب تک اخیر کا شخص نہ گھس لے اور ان کے
منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

عَكَاشَةُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ
((اَنْتَ مِنْهُمْ)) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا نَبِيَّ
اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((سَبَقَكَ
بِهَا عَكَاشَةُ))

۵۲۵- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ
حِسَابٍ)) قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
((هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَنْتَقِرُونَ وَلَا
يَكُونُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ))

۵۲۶- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ
مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سِتُّونَ بَابَةً أَلْفٌ لَّا
يَذَرِي أَبُو حَازِمٍ إِلَيْهِمَا قَالَ فَمَتَّابِكُونِ آجِدُ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَّا يَدْخُلُ أُولَهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ
آخِرُهُمْ وَجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةً
الْبَذَرِ))

لہ طبری اور اکثر فقہاء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض صوفیوں نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے لیکن صوفی اکثر فقہاء کے موافق ہیں پر وہ یہ
کہتے ہیں کہ توکل صحیح نہیں ہو تا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال رہے یا ان اسباب پر دل کو اطمینان ہو البتہ اسباب کا کرنا اللہ کا بتلایا ہوا طریقہ
ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے مگر یہ ضروری ہے کہ بھروسہ اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا یقین ہو کہ دنیا کے اسباب سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ضرر
ہوتا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تمام ہواکام قاضی عیاض کا۔ استاد ابوالقاسم قشیری نے کہا کہ توکل کی جگہ دل ہے اور
ظاہر کی حرکت دل کے توکل کے خلاف نہیں بشرطیکہ بندہ کو یقین ہو کہ آسانی اور سختی سب خدا کی تقدیر سے ہے۔ سہل بن عبد اللہ تسخیری نے
کہا توکل یہ ہے کہ اللہ کی مشیت پر راضی ہو جائے اور جو اس کا ارادہ ہو اس پر چھوڑ دے۔ ابن عباسؓ حیرتی نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافی
سمجھے اور اس پر بھروسہ رکھے۔ بعضوں نے کہا توکل یہ ہے کہ کم و بیش سب کو برابر سمجھے۔ واللہ اعلم۔

۵۲۷- حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ میں سعید ابن جبیر کے پاس تھا انھوں نے کہا کہ تم میں سے کس نے اس ستارہ کو دیکھا جو کل رات کو ٹوٹا تھا؟ میں نے کہا میں نے دیکھا کہ میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھ کو عابد، شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے پچھوئے ڈنگ مارا تھا (تو میں سونہ سکا اور تار اٹوٹے ہوئے دیکھا)۔ سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا متر کر لیا میں نے۔ انھوں نے کہا تو نے متر کیوں کر لیا؟ میں نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شعی نے ہم سے بیان کی۔ انھوں نے کہا شعی نے کوئی حدیث بیان کی؟ میں نے کہا انھوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حبیب اسلمی سے انھوں نے کہا کہ متر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے یا ڈنگ کے لیے (یعنی بد نظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا پچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹنے کے لیے مفید ہے)۔ سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا لیکن ہم سے تو عبد اللہ بن عباس نے حدیث بیان کی انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں بعض پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے میں ایک بڑی امت آئی میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ ہیں اور ان کی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے، اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب

۵۲۷- عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ بَعْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ أَتَيْكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ أَتَا نُمْ قُلْتُ أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلَاةٍ وَلَكِنِّي لِدُعْتٍ قَالَ فَمَاذَا صَنَعْتَ قُلْتُ اسْتَرْفَيْتُ قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ قُلْتُ حَدِيثٌ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ فَقَالَ وَمَا حَدَّثَكُمْ الشَّعْبِيُّ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَنْ بَرِيدَةَ بْنِ حُصَيْنٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَا رُقِيَّةَ إِلَّا مِنْ غَيْرِ أَوْ حُمَةٍ فَقَالَ قَدْ أَحْسَنَ مَنْ أَنْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ وَلَكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((غُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمِّي فَقِيلَ لِي هَذَا مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْمُهُ وَلَكِنْ انْظُرْ إِلَيَّ الْآتِفِ فَظَرُوتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي انْظُرْ إِلَيَّ الْآتِفِ الْآخِرِ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي هَذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ مَسْبُوعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ)) ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أَوْلِيكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ

(۵۲۷) ☆ خطاب نے کہا کہ بریدہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی متر زیادہ فائدہ دینے ڈنگ کے متر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی ٹک نہیں اور وہ صحیح ہے اور رسول اللہ نے متر کیا ہے اور دوسروں کو متر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر متر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اس کا کرنا سباح ہے اور کرہت اس متر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے بچ

اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے گفتگو کی ان لوگوں کے بارے میں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے بعضوں نے کہا شاید یہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے بعضوں نے کہا نہیں شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انھوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ بعضوں نے کچھ اور کہا اتنے میں رسول اللہ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟ انھوں نے آپ کو خبر دی تب آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر رکھتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں نہ بدشگون لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر عکاشہ ٹھنکنا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا دعا کیجئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔

۵۲۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر امتیں پیش کی گئیں باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔

الَّذِينَ وَلَدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُنْشَرُوا بِاللَّهِ وَذَكَرُوا أَسْمَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((مَا الَّذِي تَخْضَعُونَ فِيهِ)) فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْفَعُونَ وَلَا يَسْتَرْفَعُونَ وَلَا يَنْطَكِرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عَكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ ((سَبَقَتْ بِهَا عَكَّاشَةُ))

۵۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((غَرَضْتُ عَلَيَّ الْأُمَّةَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِ.

باب: جنت کے آدھے لوگ اس امت کے ہونگے
۵۲۹- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم میں سے ہوں گے۔ یہ سن کر ہم نے تکبیر کہی (خوشی سے نہ گے)

بَابُ كَوْنِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِنِصْفِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
۵۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ

لہ کہ شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منکر کردہ ہو جو نہ مالیت کے طرز پر ہو۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا جنت ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں۔ تمام ہوا کا نام خطابی کا۔

(۵۲۹) یعنی دنیا میں ہر ایک زمانہ میں کافروں کی تعداد بڑھی رہی اس وجہ سے جنتی لوگ بہت کم ہونگے اور اس امت کے لوگ لے

پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تمہاری جنتیوں کے تم ہو گے۔ یہ سن کر ہم نے تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ جنتیوں میں آدھے تم لوگ ہو گئے اور اس کی وجہ یہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کافروں میں ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل میں ہو یا ایک سیاہ بال سفید تیل میں ہو۔

۵۲۰۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک خیمہ میں جس میں قریب چالیس آدمیوں کے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم لوگ ہو۔ ہم نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا تم اس بات سے خوش ہو کر جنتیوں کے ایک تمہاری تم ہو ہم نے کہا ہاں آپ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے آدھے ہو گئے اور یہ اس لیے کہ جنت میں وہی جاوے گا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکوں کے اندر ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل کی کھال میں ہو یا ایک سیاہ بال لال تیل کی کھال میں ہو۔

۵۳۱۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے نونیکار اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈیرہ پر اور فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ نہ جائے گا کوئی جنت میں مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا یا اللہ تم کو لوہہ کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے تمہاری لوگ تم میں

تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَاخِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ مَا الْمُسْلِمُونَ فِي الْكُفَّارِ إِلَّا كَشَعْرَةٍ بَيضاء فِي ثَوْبٍ أَسْوَدَ أَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَاءَ فِي ثَوْبٍ أَبْيَضٍ))

۵۳۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ نَحْنُ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا بَصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيضاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْبِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْبِ الْأَبْيَضِ))

۵۳۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَظَبْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةٍ أَدَمَ فَقَالَ ((أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتَ اللَّهُمَّ أَشْهَدُ أَنْجِبُونِ أَنْكُمْ رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((أَنْجِبُونِ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو

کہ جنتیوں کے آدھے عدد کو گن لیں گے۔ اگر جنتی بہت ہوتے تو اہل ان کے آدھے لوگ اس امت سے ہونا قیاس سے بعید تھا۔ (۵۳۱) آپ نے پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ زیادہ خوشی ہو دوسری یہ کہ ان کی عزت اور عظمت ثابت ہو اس لیے کہ بار بار کسی آدمی کو دینے سے لگتا ہے کہ دینے والے کو اس کا بڑا خیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کریں گے اور اس کا شکر ادا کریں گے۔ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی میں سے جنت کے آدمی آدھے لوگ ہو گئے اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جنتیوں کی ایک سو سیس ٹھیس ہو گئی ان میں سے اسی ٹھیس اس امت کے لوگوں کی ہو گئی۔ اس سے یہ حق

سے ہوں؟ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے نصف ہو گے تم مخالف لوگوں میں ایسے ہو جیسے ایک سیاہ پتیل میں یا ایک سفید سیاہ پتیل میں۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے دوزخی نکال لو

۵۳۲- ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا آدمؑ وہ کہیں گے حاضر ہوں تیری خدمت میں تیری اطاعت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے حکم ہو گا کہ دوزخیوں کی جماعت نکالو۔ وہ عرض کریں گے دوزخیوں کی کیسی جماعت؟ حکم ہو گا ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے اور ایک آدمی ہی ہزار جنت میں جائے گا۔ آپ نے فرمایا یہی تو وقت ہے جب بچہ بوڑھا ہو جائے گا بوجہ ہول اور خوف کے یا اس دن کی درازی کی وجہ سے اور ہر ایک پیٹ والی عورت اپنا پیٹ ڈال دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو جیسے نشہ میں مست ہیں اور وہ مست نہ ہونگے۔ پر اللہ کا عذاب سخت ہو گا صحابہؓ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ دیکھئے اس ہزار میں سے ایک آدمی جو جنتی ہے ہم میں سے کون نکلتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کہ باجوج و ما جوج کے کافراں قدر ہیں کہ اگر انکا حساب کرو تو تم میں سے ایک آدمی اور ان میں سے ہزار آدمی پڑیں۔ پھر آپ نے فرمایا قسم اس ذات

أَنْ تَكُونُوا أَهْلَ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِي سِوَاكُمْ مِنَ الْأَمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الْفُورِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الْفُورِ الْأَسْوَدِ))

بَابُ قَوْلِهِ يَقُولُ اللَّهُ لِآدَمَ أَخْرِجْ بَعَثُ النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ

وَتِسْعِينَ ۵۳۲- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَيْلَيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرِ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ أَخْرِجْ بَعَثُ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعَثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَلِكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّبِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتٍ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ)) قَالَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَبَا ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ ((أَتَشِيرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ)) قَالَ ثُمَّ ((قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَظْمَعُ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَحَبَدْنَا اللَّهُ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي

لہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی میں سے ہونگے شاید پہلے رسول اللہ کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اور بڑھادیا دو تہائی جنتی آپ کی امت میں سے کئے۔ (نووی)

(۵۳۲) ☆ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہو گئی۔ بعضوں نے کہا قیامت قائم ہوتے وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضوں نے کہا حشر کے دن اس صورت میں بچہ گرادیے سے یہ مراد ہے کہ اس وقت ایسا ہول ذر ہو گا کہ اگر کوئی عورت وہاں حاملہ ہو تو اس کا بچہ گر جائے اور یہی مراد ہے بچہ کے بوڑھے ہونے سے (نووی) وہب بن منہ اور مقال نے کہا کہ باجوج و ما جوج یا فست بنون

نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَحَدَّثَنَا اللَّهُ وَكَرَّمَنَا ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ مَنَعَكُمْ فِي النَّارِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جُلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ))

کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے ایک چوتھائی آدمی تم میں سے ہوں گے۔ اس پر ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے تہائی آدمی تم میں سے ہوں گے اس پر ہم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم میں سے ہوں گے۔

تمہاری مثال اور امتوں کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل کی کھال میں ہو یا ایک نشان گدھے کے پاؤں میں۔
۵۳۳- دوسری روایت کا بیان وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ تم اس دن اور لوگوں کے سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے تیل میں یا ایک سیاہ بال سفید تیل میں اور گدھے کے پاؤں کے نشان کا ذکر نہیں کیا۔
ذِرَاعِ الْحِمَارِ



لہٰذا اولاد کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا وہ ترکوں کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں لیکن حوا کے پیٹ سے نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو اختتام ہوا کا نطفہ مٹی میں مل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے پاجوج مابوج کو پیدا کیا۔ واللہ اعلم۔ (نودوی)

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کے مسائل

ہر چند ایمان کے بعد سب عبادات میں نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہے اس لیے پہلے طہارت کو بیان کیا۔

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ

باب: وضو کی فضیلت کا بیان

۵۳۴- عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْفِرَاقُ حُجَّةٌ

(۵۳۴) ☆ یعنی طہارت کا ثواب اس قدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدمی کو ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ایمان ان سب گناہوں کو جو ایمان سے پہلے ہوئے مٹا دیتا ہے۔ اسی طرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہیں ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہو تو آدمی ایمان کے برابر ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایمان سے اس حدیث میں نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما كان الله ليضع إيمانكم یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو بیکار نہیں کرے گا اور طہارت شرط ہے نماز کی اس لیے آدمی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث میں شطر کا لفظ ہے اور شطر میں یہ ضروری نہیں کہ برابر آدمیوں آدمیوں اور یہ سب قولوں میں اچھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جزو ہیں ایک دل سے یقین کرنا دوسرا ظاہر میں اطاعت کرنا۔ اور طہارت مقدم ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہے اس لیے طہارت شطر ایمان ظہری! واللہ اعلم (نودی) اور نماز روکنی ہے گناہوں سے اور باز رکھتی ہے برائیوں سے اور نئے جاتی ہے ثواب اور نیکی کی طرف جیسے نور سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ نماز نور ہے اس وجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اس لیے کہ دل اس وقت قاریغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا مد و جاوہر اور نماز سے اور بعضوں نے کہا کہ پڑھنے والوں کے چہرے پر ایک نور ہو گا قیامت کے دن اور دنیا میں بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نودی) اور صدقہ دینے والے کی نجات کے لیے قیامت کے دن صدقہ دلیل ہو گا اس لیے کہ منافق صدقہ نہیں دیتا اور نہ صدقہ میں کوئی فائدہ خیال کرتا ہے اور وہ مبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے؟ مبر کہ اللہ کی اطاعت پر اور مبر کہ تانگناہوں سے بچنے کے لیے اور مبر کہ غاصبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ مبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے۔ ابراہیم خواص نے فرمایا مبر کیا ہے مجھے رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر۔ ابن عطاء نے کہا کہ مبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ۔ استاذ ابو علی دقاق رحمہ

لَنْ أَوْ عَلَيَّ كُلِّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايَعِ نَفْسَهُ
قرآن دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنی اگر

کچھ کر پڑے اور فائدہ اٹھائے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے
کو فائدہ ہو گا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بجلا ہو یا برا) صبح کو
اٹھتا ہے یا پھر اپنے تئیں آزاد کرتا ہے نیک کام کر کے خدا کے
عذاب سے یا برے کام کر کے اپنے تئیں تباہ کرتا ہے۔

بَابُ وَجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ

باب: نماز کے لیے طہارت کا ہونا ضروری ہے۔

۵۳۵- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عمر کے پاس آئے وہ بیمار تھے ان کے پوچھنے کو۔ ابن عامر نے
کہا ہے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہیں کرتے۔ انھوں نے کہا کہ

اللہ نے کہا میری حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا اس پر اعتراض نہ کرے لیکن ظاہر کہ ناپائی مصیبت کا میرے خلاف نہیں اگر
بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ابوب کو اللہ تعالیٰ نے صابر کہا ہے اور انھوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے دکھ اور بیماری ہے۔ (نووی)

(۶۳۵) ☆ نووی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے
نماز کے صحت کی۔ قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علماء نے کہ طہارت کیا فرض ہوتی ہے نماز کے لیے۔ ابن جمہ نے کہا شروع اسلام میں
وضو سنت تھا پھر آیت تیمم میں اس کی فرضیت اتاری اور جمہور نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے بھی فرض تھا پھر انھوں نے اختلاف کیا ہے اس میں
ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا اس حالت میں جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کے کئی علماء اس طرف گئے ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو
فرض ہے اگرچہ محدث نہ ہو اور دلیل ان کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذنا قطعتم التي الصلوة الاخر تک یعنی جب تم اٹھو نماز کے لیے تو وضو نہ اور
باتھ اور اس میں قید محدث کی نہیں ہے اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ اوائل اسلام میں ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ یہ
حکم اٹھایا ہے نہ وجوب اور بعضوں کے نزدیک وضو ای وقت مشروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب
ہے اور اسی قول پر اجماع کیا اہل فتویٰ نے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا اور آیت مذکورہ میں محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اٹھو نماز کے
لئے محدث کی حالت میں۔ تمام ہوا کلام قاضی کا۔ ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ وضو واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضوں
نے کہا وضو واجب ہو جاتا ہے حدیث سے اور بعضوں نے کہا واجب نہیں ہو تا جب تک نماز کے لیے نہ اٹھیں اور بعضوں نے کہا وضو امر اول
سے واجب ہو جاتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی رائج ہے اور اجماع کیا ہے امت نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہ طہارت
پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہیں ہے فرض اور نفل نماز میں اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازہ کی نماز میں مگر طہارت اور محدثین جری
طہری سے منقول ہے کہ جنازہ کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور ابن حبیہ سے منقول ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت
کے درست ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اس کے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمد اے وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہو گا لیکن کافر نہ ہو گا جبکہ ہمارا
اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا اس لیے کہ اس نے دین کے ساتھ کھینچا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے
کہ کفر نہیں ہوتا مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے۔ یہ جب ہے کہ اس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلاً پانی نہ ملے نہ مٹی تو اس کو

عُمَرَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا تَقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ)) وَكَانَتْ عَلَى الْبَصْرَةِ.

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے اور نہیں قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت میں سے جو تقسیم سے پہلے اڑا لیا جاوے اور تم تو بصرہ کے حاکم ہو چکے ہو۔

۵۳۶- عَنْ سَيْمَاءَ بِنِ حَرْبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۵۳۷- عَنْ هَمَّامٍ بْنِ مُنَبِّهٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَى وَهَبُ بْنُ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَدْ كَرَّ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقْبَلُ صَلَاةٌ أَحَدُكُمْ إِذَا أَخَذَتْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ))

۵۳۷- ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں انھوں نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں حضرت محمدؐ سے پھر ذکر کیا کئی حدیثوں کو ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے۔

بابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ

۵۳۸- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا بِوُضُوءٍ فَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ

باب: وضو کی ترکیب اور اس کے پورا کرنے کا بیان

۵۳۸- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد کئے ہوئے غلام) تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انھوں نے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور وضو کیا تو

تین امام شافعی کے چار قول ہیں اور ہر ایک قول کی طرف علماء گئے ہیں۔ سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اس وقت قضاء پڑھ لیوے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے لیکن قضاء واجب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ نماز کا اعادہ واجب نہیں اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا ہے اور یہ زرد دئے دلیل سب قولوں میں قوی ہے اس لیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا جب میں تم کو کسی کام کا حکم کروں تو اس کو بخلاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور اعادہ کے لیے کوئی نیا سر چاہیے اور وہ موجود نہیں۔ (نووی مع زیادہ) اور مال غنیمت میں سے صدقہ قبول نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ غنیمت کے مال میں سے ضرورت تم نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالیٰ انہندوں کے حقوق تم پر ہوں گے پھر ایسے شخص کے لیے دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے غرض تھی کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے۔ ورنہ دعا فاسقوں کے لیے مفید ہے۔ ہمیشہ رسول اللہؐ اور سلف اور خلف کا فروں اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا ان کو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے۔ (نووی)

(۵۳۸) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو میں پینچوں کا تین بار دھونا سنت ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا۔ (نووی)

نووی نے کہا کہ کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں لیوے پھر اسکو پھر اوڑے بعد اس کے تھوک دیوے اور اونی درجہ اس کا یہ ہے کہ پانی کو صرف منہ میں لیوے پھر اوڑے نہیں لیکن پھر انا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہیں ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے۔ لیکن تلخ

وَأَسْتَنْتَرْتُ نَفْسِي وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلْتُ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْغِرْفَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلْتُ يَدَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلْتُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَتَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلْتُ

پہلے دونوں پہنچوں کو تین بار دھویا پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار منہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کبھی تک تین بار پھر بائیں ہاتھ دھویا تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤں دھویا تین بار پھر بائیں پاؤں دھویا تین بار بعد اس کے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسے سر کے مسح میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک اگر گیلیا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضوں کے نزدیک اس کا پھر اتنا ضروری ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھر اتنا ضروری نہیں مثل اور اعضاء کا۔ ان تک پانی پہنچنا کافی ہے حدیث میں استحباب کا لفظ ہے اکثر اہل لغت اور فقہاء اور محدثین نے استحباب کے معنی ناک چھینکے کے لیے ہیں۔ ابن اعرابی اور ابن خلیفہ نے ناک میں پانی ڈالنے کے معنی کئے ہیں اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری روایت اس کی تفسیر ہے اس میں یہ ہے کہ پہلے استنشاق کیا یعنی ناک میں پانی ڈالا پھر استحباب کیا یعنی ناک کی۔ فراہ سے منقول ہے کہ استحباب کہتے ہیں ناک کے ہلانے کو طہارت میں اور استنشاق کہتے ہیں ناک کے اندر پانی پہنچانے کو اور سانس کے زور سے پانی کے اوپر کھینچنے کو۔ اور مستحب ہے کہ کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے مگر جب ردو سے ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لفظ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مبالغہ کرنا ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تور دزدہ اور ہوا ہو یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس طرح سے جب پانی ناک اور منہ میں پہنچ گیا تو مضغہ اور استنشاق ادا ہو گا اور افضل کیونکر ہے۔ اس میں پانچ قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ تین چلوئیے اور ہر ایک چلوئیے سے کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ تیسرا یہ کہ ایک ہی چلوئیے اور کھلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے پھر کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ چوتھا یہ ہے کہ دو چلوئیے ایک چلوئیے تین بار کھلی کرے اور دوسرے چلوئیے تین بار ناک میں پانی ڈالے۔ پانچواں یہ کہ چھ چلوئیے پہلے تین چلوئیے کھلی کرے پھر تین چلوئیے سے ناک میں پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی احادیث سے ثابت ہے جن کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے۔ (تووی)

نودی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو میں اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ میں ایک ایک بار اور تین تین بار اور دو دو بار وارہ ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جو ان کی اور تین بار کمال ہے اور ایک بار کافی ہے اور اس پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویوں نے جو اختلاف کیا ایک ہی صحابی سے تو یہ محمول ہے اس پر کہ بعضوں نے بار کھلا اور بعض بھول گئے پھر جس نے زیادہ بیان کیا وہ قبول ہو گا اس لیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے سر کے مسح میں تو امام شافعی کے نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضاء کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور اکثر علماء کے نزدیک سر کا مسح ایک بار سنت ہے اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث میں ایک ہی بار مسح مقبول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ حضرت نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا انھوں نے سر کو اور اعضاء پر اور جن حدیثوں میں ایک بار منقول ہے ان کا جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جو اس کے بیان کے واسطے ہے اور ہمیشہ رسول اللہ نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علماء نے منہ اور دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤں کے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ ان کی خطا ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہیں پاؤں کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ کا وضو نقل کیا ہے اس نے پاؤں کا دھونا روایت کیا ہے اسی طرح اجماع کیا ہے علماء نے سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف کیا ہے اس کی مقدار میں۔ امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک جو تھائی سر کا۔ اور کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وجوب میں چارہ مذہب ہیں ایک تو مذہب مالک اور شافعی کا کہ

الْبِسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
(مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ
رَكَعَتَيْنِ لَا يَخْذُلُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ) قَالَ ابْنُ بَيْهَاتٍ وَكَانَ عَلَمًاؤَنَا يَقُولُونَ
هَذَا الْوَضُوءُ أَسْبَغَ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ أَحَدٌ لِلصَّلَاةِ.

اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے
اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر
دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو کر سجدے میں ان کے اور کسی خیال میں
غرق نہ ہو تو اس کے اگلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے۔ ابن
شہابؒ نے کہا ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں
پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جائے۔

لہے کہ یہ دونوں سنت ہیں وضو اور غسل میں اور سلف میں سے حسن بھری اور زہریؒ اور حاکمؒ اور قتادہؒ اور بیہقیؒ ابن سعید انصاری اور
اوزائی اور لیث بن سعدؒ اسی طرف گئے ہیں اور عطاء اور احمدؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں واجب وضو اور غسل
دونوں میں اور وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتے بغیر ان کے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبلؒ سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی لیلیٰ اور حماد اور اسحاق
بن راہویؒ کا اور ایک روایت ہے عطاء سے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں غسل میں واجب ہیں وضو میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہؒ اور
ان کے اصحاب اور سفیان ثوریؒ کا۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کھلی کرنا دونوں میں سنت ہے
اور یہی قول ہے ابو ثورؒ اور ابو عبیدہؒ اور داؤدؒ ظاہریؒ اور ابو بکر بن منذرؒ کا اور ایک روایت ہے احمدؒ سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علماء نے اس پر کہ وضو
اور غسل دونوں میں پانی بہانا اعضا پر کافی ہے اور ماضی دور کی نہیں اور مالکؒ اور حرجیؒ نے ملنا شرط کیا ہے اسی طرح جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے کہ
فخنوں اور کہنوں کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہریؒ کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علماء نے فخنوں سے مروی دواؤں میں پانی نہ دینا
جو پنڈلی اور پاؤں کے سچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو گھنٹے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک گھنٹہ ہے اور
گھنٹہ وہی ہے جو پاؤں کے سچ میں ہے جہاں پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمدؒ سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہیں اور خلاف ہے لغت کے اور اس
حدیث سے بھی یہ بات نکلی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو گھنٹے ہیں اور دلائل اس کے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح
مہذب میں بیان کیا ہے اور سب مذہب کے اختلاف کو اور ان کے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق
امور کو بیان کروں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونوں کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور
سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہو گا اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہ پر ہو یعنی کہنی کے اس طرف تو اس کو دھونا چاہیے
اور جو کہنی سے اوپر آگاہو تو اس کا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ
اس کو دھویوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے۔ (تودنی)

نودی نے کہا ہر ادا ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب
ہے اور یہ سنت موکدہ ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جن
میں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اس کی حدیث ہے بلال کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں
میں اس عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی اور یہ فرمایا سچ میں اور
کسی خیال میں غرق نہ ہو اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں میں نہ پھنسے جو نماز سے علاقت نہیں رکھتے اگر کسی قسم کا خیال دل میں گزرے
اور اسی وقت اس کو ٹال دے اس میں غرق نہ ہو تو معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی کیونکہ اس میں اس کا اختیار نہیں۔
دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دل میں گزر رہے معاف کر دیے ہیں اور اس کا بیان اوپر کتاب الایمان میں

۵۳۹- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انھوں نے دیکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انھوں نے ایک برتن پانی کا منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا ان کو دھویا پر دابنا ہاتھ برتن کے اندر ڈال دیا اور کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ کو تین بار دھویا اور دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے بعد اس کے دو رکعتیں پڑھے اور دل اور خیال میں نہ لگاوے تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

باب: وضو کی اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت
۵۴۰- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے انھوں نے کہا کہ میں نے سنا عثمان بن عفان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں موزن ان کے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انھوں نے وضو کاپانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اللہ کی میں تم سے

۵۳۹- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِإِيَاءٍ فَأَقْرَعَ عَلَى كَفَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَعَسَلَهَا ثُمَّ أَذْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِيَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَرَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يَحْدُثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ
۵۴۰- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ بِبَيْتِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ عِنْدَ الْعَصْرِ دَعَا بِوُضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةُ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اللہ میں گزر چکا۔

یعنی اس حدیث میں وضو کا ذکر ہے یہ کامل وضو ہے۔ اب اس سے بڑھا تا اور تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے جب ہر ایک بار میں سارا عضو صحت مند ہو۔ اگر دو بار میں سارا عضو صحت مند ہو تو ایک ہی بار سمجھا جاوے گا اگر کسی کو شک ہو گیا کہ دو بار دھویا تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھو لے یہی فہمک ہے اور جو بیٹے نے کہا تین بار سمجھے اس لیے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعض اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں کہوں اور انھوں سے زیادہ دھونے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے اور ابن شہاب کے قول سے اس کی کراہت نہیں نکلی۔ (نووی)

(۵۳۹) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ کھلی اور ناک کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ کھلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی کیسے اور یہ ایک طرح ہے ان پانچوں طرحوں میں سے جن کو ہم نے اوپر بیان کیا اس طرح یہ دلیل بھی بیان کرتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگرچہ نیند سے بیدار نہ ہوا ہو جب ہاتھوں کی نجاست کا گمان ہو اور ہمارا مذہب یہی ہے۔ انجی

۱۔ وہ آیت یہ ہے ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والہدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللہ الاعنونی یعنی جو لوگ چھپاتے ہیں ان باتوں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم نے بیان کر دیا ان کو لوگوں کے لیے کتاب میں ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں تو حضرت عثمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی بات کا بتلا اعلیٰ

میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع اور سجدہ کرے تو یہ نماز اس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہو کرے گا۔

بَطْنُورٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحَضَّرَهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيَحْسِنَ وَضُوءَهَا وَخَشَوْعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يَأْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدُّهْرُ كُلُّهُ)).

۵۴۴- حران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفانؓ کے انھوں نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس وضو کا پانی لایا انھوں نے وضو کیا پھر کہا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جن کو میں نہیں جانتا پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اس طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اس طرح وضو کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کو نماز کا اور مسجد میں جانے کا الگ ثواب ہوگا۔ ابن عبدہ کی روایت میں یوں ہے کہ حران نے کہا میں عثمانؓ کے پاس آیا انھوں نے وضو کیا (یعنی پانی لانے کا ذکر نہیں)۔

۵۴۴- عَنْ حُرَّانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بَوْضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ لَا أَذْرِي مَا هِيَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا بَقِيَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً)) وَبِهِ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِةٍ أَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّأَ.

۵۴۵- ابوانس (مالک بن ابی عامر) صحابی مدنی جو دواہین امام مالکؒ کے) سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے وضو کیا مقاعد میں پھر کہا کیا میں تم کو دکھلاؤں رسول اللہ ﷺ کا وضو؟ پھر وضو کیا تین بار۔ تھیمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمانؓ نے یہ حدیث بیان کی اس وقت ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کئی اصحاب موجود تھے۔

۵۴۵- عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قَتِيْبَةُ فِي رَوَاتِهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لہ کر تا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا یہ جو اس حدیث میں صفار کا معاف ہونا مذکور ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے اور کہا کہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل سے۔ (نووی)

(۵۴۵) ☆ مقاعد ان دکانوں کو کہتے تھے جو حضرت عثمانؓ کے گھر کے پاس تھیں اور بعضوں نے کہا مقاعد زینہ اور سیرجی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا وہ مقام جو انھوں نے کام کاج کے لیے بیٹھے کا قرار دیا تھا۔ نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ وضو میں ہر ایک کام تین تین بار کرنا چاہیے اور لوہر بیان کر چکے کہ تین بار، بالاجماع اور واجب ایک ہی بار ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے جیسے اور اعضا کا وضو اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جن کی صحت اور ضعف کو لہ

۵۴۶- عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ قَالَ كُنْتُ أَصْعُقُ لِعُثْمَانَ طَهُورَهُ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْإِلَهِ وَهُوَ يُبَيْضُ عَلَيْهِ نُطْفَةٌ وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلَاتِنَا هَذِهِ قَالَ مَسْتَعِرٌّ أَرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ ((مَا أَذْرِي أَحَدْتُكُمْ بِشَيْءٍ أَوْ أَسْكُتُ)) فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ كَانَ خَيْرًا فَحَدَّثَنَا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ فَاللَّهِ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَطْهَرُ فِيهِمُ الطَّهَوْرُ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيَ هَذِهِ الصَّلَاةَ الْخَمْسَ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهَا))

۵۴۶- حمران بن ابان سے روایت ہے میں حضرت عثمانؓ کیلئے طہارت کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہالیا کرتے (یعنی غسل کر لیتے واسطے تکمیل طہارت اور زیادتی ثواب کے)۔ حضرت عثمانؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی جب ہم اس نماز سے فارغ ہوئے۔ معمر نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجئے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور پانچوں نمازیں پڑھے اس کے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے جو ان نمازوں کے بیچ میں کرے گا۔

۵۴۷- عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ يُحَدِّثُ أَبَا بَرْزَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فِي إِسَارَةٍ بِشَرِّ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى

۵۴۷- جامع بن شداد سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بزرہ سے بشری حکومت میں (یعنی اس کی حکومت کے زمانے میں) کہ عثمان بن عفانؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص پورا کرے وضو کو جس طرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اس کی فرض نمازیں کفارہ ہوں

لہ میں نے شرح منہج میں بیان کیا ہے اور انھوں نے یعنی صحابہ کرام نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا۔ تنبیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تین تین بار وضو کیا پھر رسول اللہ کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ (نودی)

(۵۴۶) ☆ یعنی معلوم نہیں اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اسلئے کہ آپ نے بیان کر دیا کہ ان کو فوریت پیدا ہو طہارت میں اور عبادت کی سب قسم میں اور پہلے آپ نے بیان کرنے میں تامل کیا اس خیال سے کہ لوگ اس پر تنبیہ نہ کریں بعد میں بیان کرنا مناسب سمجھا۔ (نودی)

بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہم کو غربت پیدا ہو ایسے اعمال میں یا ذرا پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی آپ اپنی رائے پر عمل کیجئے اگر مناسب سمجھئے تو بیان فرمائیے ورنہ خیر۔ (نودی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر طہارت میں صرف فرضوں کو ادا کرے اور سنن مستحبات کو چھوڑ دے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی یعنی گناہوں کی مغفرت اگرچہ سنتوں کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہوں گے اور ثواب زیادہ ہو گا۔ (نودی)

گی ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں کرے۔ یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت میں یہ عبارت نہیں (بشر کی امارت میں) نہ فرض نمازوں کا بیان ہے۔

فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ ۖ هَذَا حَدِيثٌ اَبْنُ مُعَاذٍ وَاتَّسَ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ فِي إِمَارَةِ بَشْرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوبَاتِ.

۵۴۸- حران سے روایت ہے جو موٹی تھے عثمان بن عفانؓ کے کہ عثمانؓ نے ایک دن اچھی طرح وضو کیا پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اچھی طرح بعد اس کے فرمایا جو شخص اس طرح وضو کرے بعد اس کے مسجد میں جائے لیکن نماز ہی کے لیے اٹھے (یعنی اور کوئی کام کی نیت نہ ہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اٹھے) تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۵۴۸- عَنْ حُرَّانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّأَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ يَوْمًا وَضُوءًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوَضُوءِ ثُمَّ قَالَ ((مِنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَرُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ)).

۵۴۹- حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کے لیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کے لیے مسجد کو چلے اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت سے یا مسجد میں نماز پڑھے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔

۵۴۹- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَسْبَغَ الْوَضُوءَ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبُهُ)).

۵۵۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔

۵۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تَغْشِ الْكَبَائِرُ)).

۵۵۱- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں۔

۵۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ)).

۵۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔

۵۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَانَ يَقُولُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ)).

باب : وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے

۵۵۳- عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے ہم لوگوں کو اونٹ چرانے کا کام تھا۔ میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو انکے رہنے کی جگہ لے کر آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں کو دو عطا سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر (یعنی ظاہر اور باطن متوجہ رہے نہ دل میں اور کوئی دنیا کا خیال لائے نہ منہ ادھر ادھر پھرائے) اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ میں نے کہا کیا عمدہ بات فرمائی (جس کا ثواب اس قدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص میرے سامنے تھا وہ بولا پہلی بات اس سے بھی عمدہ تھی۔ میں نے دیکھا تو وہ عمرؓ تھے انھوں نے کہا میں سمجھتا ہوں تو ابھی آیا آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبده ورسوله یعنی گواہی دیتا ہوں میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں کھولے جائیں گے اس کے لیے جنت کے آسمانوں دروازے جس میں سے چاہے جائے۔

۵۵۳- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے۔

بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِبَ الْوُضْءِ

۵۵۳- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْتِي فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَأَذْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَذْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضْوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلَ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ فَقُلْتُ مَا أَحْوَدَ هَذِهِ فَإِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ التَّيِّ قَبْلَهَا أَحْوَدٌ فَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ قَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ جَنَّتْ آيَةً قَالَ ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسَبِّحُ الْوُضْوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُيْحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ))

۵۵۴- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ بَيْنَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

(۵۵۳) ☆ وضو کے بعد یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے بالاطلاق اور ترمذی کی روایت میں اس کے بعد اتنا اور زیادہ ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطهرین۔ اور سنائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے سبحانک اللھم اشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک و اتوب الیک۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ غسل کے بعد بھی ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ (نودی)

بَابُ آخِرُ فِي صِفَةِ الرُّضُوءِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

دوسرا باب : وضو کی ترکیب میں

۵۵۵- عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاریؓ سے روایت ہے وہ صحابیؓ تھے ان سے لوگوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے بتاؤ انھوں نے ایک برتن (پانی کا) منگوایا اس کو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع میں دونوں ہاتھ پہنچوں کا دھونا مستحب ہے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اور دھویاں کو تین بار پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے دونوں چلو ملا کر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا) پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور اپنے دونوں ہاتھ کہیوں تک دو دو بار

۵۵۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قِيلَ لَهُ تَوَضَّأْنَا لَنَا وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَعَا بِنَاءً فَأَكْفَأَ مِنْهَا عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَحْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَقَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَحْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَحْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْغُرْفَتَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَحْرَجَهَا فَسَمَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ يَدَيْهِ وَأَذْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ

(۵۵۵) ☆ اور ایک روایت میں صحیح بخاری کی ابن عباسؓ سے یوں آتا ہے کہ ہاتھ ڈال کر ایک چلو لیا پھر اس کو دوسرے ہاتھ پر جھکا کر منہ دھویا اور ابن عباسؓ نے کہا میں نے رسول اللہؐ کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور سنن ابو داؤد اور ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کا چلو لے کر منہ پر ادا تو ان حدیثوں میں کسی میں ایک ہاتھ ڈالنا مقول ہے اور کسی میں دو ہاتھ ڈالنا اور کسی میں ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لینا یہ تین صورتیں ہیں لیکن صحیح اور مشہور یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ملا کر پانی یوں تاکہ منہ اچھی طرح دھویا جائے۔ ایسا ہی کہ امام شافعیؒ اور حنفیؒ نے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ منہ دھونے میں اوپر کی جانب سے شروع کرے۔ (نووی)

نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک وضو کو دو بار اور ایک کو تین بار دھونا درست ہے اور شاید یہ جواز کے لیے ہو۔ نووی نے کہا سر کے مسح میں دونوں ہاتھوں کا سامنے سے لے جانا اور پیچھے سے واپس لے آنا یہ مستحب ہے باتفاق علماء اسی لیے کہ ایسا کرنے سے سارے سر پر ہاتھ پھر جاتا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا یہ اس شخص کے لیے جس کے سر پر بال ہوں کھلے ہوئے اور اگر بال نہ ہو یا جو بائز نہا ہو تو دوبارہ ہاتھ لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلی ہے کہ سارے سر کا مسح واجب ہے اس لیے کہ اس میں کمال کا بیان ہے نہ وجوب کا۔

وضو اور غسل میں علاوہ اخروی ثواب کے دنیاوی فائدے بہت ہیں۔ اطباء نے کہا ہے کہ انسان کے بدن پر ہر روز گرد و غبار ایسا ہوتا ہے جس کی وجہ سے مسامت بدن کے بند ہو جاتے ہیں اس میل کچیل کو صاف کرنا حفظ صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ شریعت محمدیؐ نے ایسا عمدہ قاعدہ باندھا ہے جس کی وجہ سے انسان کو دوسرے تیسرے ہتھے ہر ماہ ضرور ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے جنابت کا جمعہ کا حیض و نفاس کا غسل عیدین کا غسل اور چونکہ ہر روز غسل کی دقت تھی اور ضرورت بھی نہ تھی اس وجہ سے سارے بدن آدمی کا لباس سے ڈھکا رہتا ہے اکثر منہ اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کھلے رہتے ہیں تو ان کو صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا۔ اب پانچ بار چار بار یا دو بار ایک بار تو روز وضو میں ان اعضاء کو دھونا ہوگا البتہ اگر پاؤں موزوں میں چپے ہوئے ہوں تو ہر بار دھونا ان کا ضروری نہیں بلکہ مقیم کو دن رات میں ایک بار اور مسافر کو تین دن میں ایک بار کافی ہے۔ اب وضو کے شروع میں تین ہاتھ پانی کی آزمائش کے لیے مقرر کیے ہاتھ پہنچوں تک دھونا رنگ دریافت تھ

دھوئے پھر ہاتھ ڈالا برتن میں اور باہر نکالا اور سر پر مسح کیا پہلے دونوں ہاتھوں کو سامنے سے لے گئے پھر پیچھے سے لے گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک بعد اس کے کہار رسول اللہ ﷺ اسی طرح وضو کرتے تھے۔

ثُمَّ قَالَ هَكَذَا كَانَ وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۵۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے آئی ہے مگر اس میں کعبین کا ذکر نہیں۔

۵۵۶- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَعْبَيْنِ.

۵۵۷- عمرو بن یحییٰ سے اسی اسناد سے روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے پھر پھیر کر لائے دونوں ہاتھوں کو اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے۔

۵۵۷- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَضْمُنٌ وَاسْتَنْشَرْنَا وَلَمْ يَقُلْ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِيَمَانِهِ وَأَذْبَرُ بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيَمَانِهِ إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

۵۵۸- عمرو بن یحییٰ نے بھی کچھ کی دیشی سے مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

۵۵۸- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِعَنْ يَحْيَىٰ بِإِسْنَادِهِمْ وَأَقْصَى الْحَدِيثِ وَقَالَ فِيهِ مَضْمُنٌ وَاسْتَنْشَقْنَا وَاسْتَنْشَرْنَا مِنْ ثَلَاثِ غَرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَذْبَرُ مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ بِهِزْ أُمْلَى عَلَيَّ وَهَيْبُ هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ وَهَيْبُ أُمْلَى عَلَيَّ عَمْرُو بْنُ يَحْيَىٰ هَذَا الْحَدِيثُ مَرَّتَيْنِ

۵۵۹- عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا پھر کلی کی پھر ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھوا تین بار اور داہنا ہاتھ

۵۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ السَّامِرِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ اسْتَنْشَرْنَا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَتَبَّاهُ

لہ کر کے لیے اور کلی مرہ روایات کرنے کے لیے اور ناک میں پانی ڈالنا بودریات کرنے کے لیے۔ یہی پانی کے تینوں اوصاف ہیں جن کا دیکھنا طہارت کے لیے ضروری ہے۔

(۵۵۷) ☆ شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض ان کا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جس قدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست کے ٹکٹے کا احتمال ہو تا ہے منہ اور ہاتھوں پر اتنا نہیں پھر ان کا دھونا ہی مقتضائے عقل ہے اور یہی ثابت ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤں موزوں میں ہوں تو موزوں پر مسح کو ناجائز قرار دیں اور جب پاؤں کھلا ہوں تو اس کو دھونا ضروری نہ سمجھیں۔

تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیاپانی لے کر نہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ ان کو صاف کیا۔

باب: ناک میں پانی ڈالنا اسی طرح استنجاء کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے

۵۶۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پانچکانہ کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے صاف کرے اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھٹکے۔

۵۶۱- ہمام بن منبہؓ سے روایت ہے ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے سن کر یہ حدیثیں ہم سے بیان کیں پھر انھوں نے ذکر کیا کئی حدیثوں کو ایک ان میں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو دونوں نختوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھٹکے۔

۵۶۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو شخص استنجاء کرے تو طاق بار کرے۔

۵۶۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

الْيَمْنَى ثَلَاثًا وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ مُضَلٍّ بِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْفَاهُمَا قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ غَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ

بَابُ الْإِيتَارِ فِي الْإِسْتِنْجَارِ

وَالِإِسْتِجْمَارِ

۵۶۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَنْبَغُ بِو النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وَتَرَا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْزِرْ))

۵۶۱- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَنبَةَ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِفْ بِمَنْجَرِيهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَسْتَنْزِرْ))

۵۶۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مِنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْزِرْ وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ))

۵۶۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَيْلِهِ

(۵۶۰) یعنی تین لپاٹیاں یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استنجاء کے معنی دھونے کے لیے ہیں یعنی طاق بار خوشبو یوں لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہو یعنی تین لپاٹیاں بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی واجب ہے۔ اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو حجت ہو ایسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جبہور کی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (نووی)

(۵۶۱) نووی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو ناک چھینکنا واجب کہتا ہے۔

۵۶۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَقْبَطَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْبِزْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خِيَاثِهِ)) .

۵۶۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک چھٹکے تین بار اس لیے کہ شیطان اس کے پانے پر رہتا ہے یا ناک میں۔

۵۶۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا اسْتَجَمَرْتَ أَحَدُكُمْ فَلْيُتَوَّزْ)) .

۵۶۵- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استجماء کرے تو طاق بار کرے۔

بَابُ وُجُوبِ غَسْلِ الرَّجُلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا

۵۶۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تَوَفَّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((وَنِلْ لِلنَّاعِقَابِ مِنَ النَّارِ)) .

باب : پورا پاؤں دھونا واجب ہے

۵۶۶- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما گئے جس دن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو انھوں نے وضو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبد الرحمن وضو کو پورا کرو میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں والوں کے لیے جہنم کی آگ سے۔

(۵۶۳) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا احتمال ہے کہ صحیحاً شیطان ناک میں رہتا ہو کیونکہ ناک میں سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اس پر کچھ پردہ بھی نہیں ہے اور حدیث میں ہے کہ شیطان دھانچہ ہوتی چیز کو نہیں کھولتا اسی لیے جمائی میں منہ بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً اُغبار ہو یا ناک کا رنٹ وغیرہ۔ (نووی)

(۵۶۶) ☆ نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤں کو دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور اس مسئلہ میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہیں مگر جن کو فقہاء کی ایک جماعت اور اہل فتویٰ نے ہر ایک زائد اور ہر ایک شہر میں اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں کا ٹٹوں سمیت دھونا واجب ہے اور ان کا مسح کافی نہیں اور دھونے کے ساتھ پھر مسح کرنا ضروری نہیں اور اس کا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہیں اور شیعہ نے کہا کہ دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جہانی محضزل کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح کرے دونوں پاؤں پر خواہ کدو دھوے اور بعض ظاہر یہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونوں واجب ہیں اور ان مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں اور میں نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح مہذب میں کی ہے جو کوئی اس کو دیکھے تو کوئی شبہ نہ رہے گا اور یہاں تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی شرح بیان کریں نہ مخالفین کی رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے رسول اللہ کا وضو نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات میں ان سب نے پاؤں کا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اس میں دلیل ہے پاؤں کے دھونے کی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہیں نکلا اور ایک حدیث صحیح ہے عرب بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وضو کیونکر کرنا چاہیے؟ آپ نے پانی منگوایا اور دونوں پیچھے دھوئے یہاں تک کہ دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا وضو اس طرح کرنا چاہیے اور جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابو داؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ نقل کیا ہے۔

۵۶۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۶۷- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْلِهِ.

۵۶۸- چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۶۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فِي جَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ فَمَرَرْنَا عَلَى بَابِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۵۶۹- اوپر والی حدیث کی طرح یہاں بھی چند مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث آئی ہے۔

۵۶۹- عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ كُنْتُ أَنَا مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْلِهِ.

۵۷۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے۔ راہ میں ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا۔ ہم جوان کے پاس پہنچے تو ان کی ایزیوں سوکھی معلوم ہوتی تھیں ان پر پانی نہیں لگا تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایزیوں کی آگ سے۔ پورا کرو وضو کو۔

۵۷۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَجَعَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُوا وَهُمْ عِجَالٌ فَاتَّهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلَوُّحٌ لَمْ يَمْسَسْهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ)).

۵۷۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ شعبہ کی حدیث میں ”اسبغوا الوضوء“ کے الفاظ ہیں۔

۵۷۱- عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ((أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ)) وَفِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ.

۵۷۲- عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ہم سے چھٹ گئے ایک سفر میں پھر آپ نے پایا ہم کو اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا۔ ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر۔ آپ نے پکارا خرابی ہے ایزیوں کی جہنم کی آگ سے۔

۵۷۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَأَذْرَكْنَا وَقَدْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَحَعَلْنَا نَمْسُحُ عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)).

۵۷۳- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے وضو میں اپنی ایزی نہیں دھوئی تھی تو فرمایا خرابی

۵۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا لَمْ يَغْسِلْ عَقِبَيْهِ فَقَالَ

((وَنَبَلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ))

ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔

۵۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّؤُونَ مِنَ الْمَطَهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((وَنَبَلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ))

۵۷۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا بدھنی سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیوں کہ میں نے سنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کو نچوں کو انگارے۔

۵۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَنَبَلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ))

۵۷۵- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے۔

بَابُ وَجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ اْأَجْزَاءِ

باب: وضو میں تمام اعضا کا وجوب پورا

مَحَلُّ الطَّهَارَةِ

دھونے کا بیان

۵۷۶- عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظِفْرِ عَلَى قَدَمَيْهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((ارْجِعْ فَأَخْسِنْ وَضُوءَكَ فَرَجَعَ)) ثُمَّ صَلَّى

۵۷۶- جابر سے روایت ہے کہ مجھ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آؤ۔ لوٹ گیا پھر آکر نماز پڑھی۔

بَابُ خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ

باب: وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کے دور

الْوُضُوءِ

ہونے کا بیان

۵۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا

۵۷۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ

(۵۷۷) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو میں ایک ذرہ مقام بھی جس کا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن ختم میں اگر کوئی حصہ منہ کا چھوڑ دے اور اس پر ہاتھ نہ پھیرے تو اس میں اختلاف ہے ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ختم درست نہ ہو گا جیسے وضو درست نہ ہو گا اور ابو حنیفہؒ سے اس میں تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر آدھے سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جان کر ایسا کرے تب بھی اس کی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اس کو نرمی سے سمجھانا چاہیے۔ اور بعض لوگ دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور قاضی عیاض نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو موالاۃ یعنی پے درپے وضو کرنے کے وجوب پر اس لیے کہ آپ نے اچھی طرح وضو کیا اور یہ نہیں حکم دیا کہ صرف سوکھا جوہر گیا اسی مقام کو دھو لے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اسی وضو کو پورا کرو۔ (آجی)

دھوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کئے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی نکل جاتا ہے) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔

۵۷۸- حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

باب: منہ کو زیادہ دھونا اس قدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جائے اسی طرح ہاتھوں اور پاؤں کو کہیں

اور ٹخنوں کے پار تک دھونا مستحب ہے

۵۷۹- نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انھوں نے منہ دھویا تو اس کو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا

تَوَضَّاءُ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بَعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَفِثًا مِنَ الذُّنُوبِ)) ۱۔

۵۷۸- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ))۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّخْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۲

۵۷۹- عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمَّرِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ فَاسْتَبَعِ الْوُضُوءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ الَّتِي مَنِى حَتَّى أَشْرَعَ فِي

۱۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے رد افق کا جو پاؤں پر مسح کرتے ہیں۔

۲۔ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے بعضوں نے کہا کہیں اور ٹخنوں سے بڑھ کر دھونا چاہیے۔ کتنا بڑھائے؟ اس کی کوئی حد نہیں۔ بعضوں نے کہا آدھے بازو تک مستحب ہے اسی طرح پٹنڈی تک بعضوں نے کہا مونڈھوں تک دھونا مستحب ہے اور اس باب میں جو حد شیش مذکور ہیں وہ اس بات کی تائید کرتی ہیں اور یہ جو لام ابو الحسن بن بطال بالکنی اور قاضی عیاض نے دعویٰ کیا ہے کہ کہنی اور فتنے سے بڑھانا با اتفاق علماء مستحب نہیں ہے یہ دعویٰ باطل ہے اور کیونکر یہ دعویٰ صحیح ہوگا جب رسول اللہ اور ابوہریرہؓ سے اس کے خلاف ثابت ہے اور ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثوں سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اس پر یہ حد شیش حجت ہیں اور یہ جو ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا گھٹایا تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ مراد اس سے تعدا میں بڑھانا اور گھٹانا ہے۔ اسی

ایک حصہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر سیدھا پاؤں دھویا تو پٹنی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پٹنی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے۔ پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھائے تو بڑھائے۔

۵۸۰- نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انھوں نے دیکھا ابو ہریرہؓ کو وضو کرتے ہوئے انھوں نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ مونڈھوں تک پہنچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پٹنیوں تک پہنچ گئے۔ بعد اسکے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے روز سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہو کر آویں گے وضو کے نشان سے پھر جو کوئی تمہیں سے اپنے منہ کو زیادہ دھو سکے وہ دھوے۔

۵۸۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے الیہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور اس پر جو برتن رکھے ہوئے ہیں وہ شمار میں تاروں سے زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو روکوں گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹن کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو پہچان لیں گے اس دن؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا۔ تم آؤ گے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤں لے کر وضو کے طفیل سے۔

الْعَصْدُ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَصْدِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنْتُمْ الْغُرَّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِبْتَاعِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحَجَّلْ))

۵۸۰- عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتَّى كَادَ يَتَلَعُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ قَالَ سَبِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ))

۵۸۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةٍ مِنْ عَذَنَ لَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ التَّلَاجِ وَأَخْلَى مِنَ الْغَسَلِ بِاللَّيْنِ وَلَآئِيَّتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ وَإِنِّي لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ ((نَعَمْ لَكُمْ سِمَاتٌ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ))

۵۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَرَدُّ عَلَيَّ أُمِّي الْخَوْضَ وَأَنَا أَذُودُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَتَعْرِفُنَا قَالَ ((نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ وَلْيَصِدُّ عَنْي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصِلُونَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي فَيَجِئُنِي مَلَكٌ فَيَقُولُ وَهَلْ تَذَرِي مَا أَخَذْتُوا بِغَدَلِكُمْ))

۵۸۲- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے حوض کوثر پر آویں گے اور میں لوگوں کو ہٹاؤں گا اس پر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہم کو پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہاری نشانی ایسی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی۔ تم آؤ گے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں لے کر وضو کی وجہ سے اور ایک گردہ روکا جاوے گا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکے گا تب عرض کروں گا کہ اے پروردگار یہ تو میرے لوگ ہیں۔ اس وقت ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد دنیا میں نئے نئے کام کئے۔

(۵۸۲) ☆ نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضوں نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہیں ہے یہ فضیلت یعنی پیشانی اور ہاتھ پاؤں نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل ان کی دوسری حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیے ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا ضعف مشہور ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس حدیث کو مان لیا جائے تو اس سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبروں کے لیے بھی وضو تھا برائی امتوں کے لیے وضو ثابت نہیں ہوتا۔

دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یہ سن کر میں کہوں گا تو پھر پرے رہو یعنی دور رہو۔ نووی نے کہا علماء نے اس مقام پر کئی طرح کی باتیں لکھی ہیں پہلی یہ کہ مراد ان لوگوں سے منافق ہیں جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ ان کا شتر اسی نشان کے ساتھ یعنی سفید منہ اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ ہو اور رسول اللہ نشان کو دیکھ کر ان لوگوں کو مسلمان سمجھیں۔ اس وقت آپ کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہیں رہے اور انھوں نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنی اسلام پر ان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے وہ لوگ ہیں جو حضرت کے زمانہ میں تھے اور آپ کی حمایت میں مسلمان تھے پھر آپ کے بعد اسلام سے بھگے تو رسول اللہ ان لوگوں کو پہچان کر بلائیں گے اگرچہ ان پر وضو کا نشان نہ ہو گا اس وقت جواب ملے گا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے گناہگار ہیں جن کا خاتمہ تو حیدر پر ہوا پر کبیرہ گناہوں اور بدعتوں میں مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے درجہ تک نہیں پہنچی تھی اس صورت میں یہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ جہنم ہی میں جاویں بلکہ شاید پہلے یہ سزا ہانکے جانے کی ان کو ملے پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور وہ جنت ہی میں جاویں بغیر عذاب کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید نورانی ہوں اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپ کے زمانہ کے بھی ہوں اور آپ کے بعد کے بھی ہوں لیکن آپ ان کو نشان سے پہچان لیں گے۔ امام ابن عبد البر نے کہا جو شخص دین میں نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندہ جائے گا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام کراہ فرقتے اسی طرح وہ لوگ بھی راندے جائیں گے جو ظلم کرتے ہوں لوگوں کے حق دباتے ہوں حق کو مٹاتے ہوں ناحق پھیلاتے ہوں کبیرہ گناہ علانیہ کرتے ہوں اور اس قسم کے سب لوگوں کے لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جائیں۔ (انتہی۔)

۵۸۳- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ حَوْضِي لَأَبْعُدَ مِنْ أَيْلَةٍ مِنْ عَدَنَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذُوذُ عَنْهُ الرَّجَالُ كَمَا يَذُوذُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِي)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَعَرَّفْنَا قَالَ ((نَعَمْ تَرْدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضوءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِيكُمْ))

۵۸۳- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ میں) قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں لوگوں کو دھوے گا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم میرے پاس آؤ گے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں وضو کے نشان ہوں گے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہونگے۔

۵۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّى الْمُتَّبِعَةَ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَارَ قَوْمٌ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْتُنَا إِخْوَانًا)) قَالُوا أَوْ لَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ)) فَقَالُوا كَيْفَ نَعْرِفُ

۵۸۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمانوں کا اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علماء اور فضلاء سے ملنے کی)۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں

(۵۸۴) ☆ اگرچہ مرنا بتیجی ہے اس میں شک نہیں پر انشاء اللہ آپ نے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجالانے کے لیے کہ اس نے فرمایا ہے تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو یوں نہ کہ یوں کل کروں گا بلکہ یوں کہ یوں کروں گا اگرچہ خدا چاہے اور خطابی نے کہا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا تحسین کلام کے لیے اور بعضوں نے کہا انشاء اللہ مرنے سے متعلق نہیں ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہو گا اور ہم بھی تم سے ملیں گے اسی جگہ اور بعضوں نے انشاء اللہ کے معنی جس وقت خدا چاہے اور بعضوں نے اور معنی کئے ہیں جو ضعیف ہیں۔ (نوی)

صحابہ نے کہا کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو۔ امام باقی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا اور جو تو بھائی اپنے سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں جیسے اللہ نے فرمایا مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر نے اس حدیث سے اور اور حدیثوں سے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ آپ کے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض ان میں سے افضل ہیں بعض صحابہ سے اور یہ جو حضرت نے فرمایا بہتر تم سے میرے زمانہ کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ بے شک افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرت کی صحبت میں رہا ہو یا آپ کو دیکھا ہو اور اس کا کچھ اثر دین میں نہ ہو تو بعد اس کے زمانہ کا افضل اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا سوا ابن عبد البر کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء اس

نہیں آئے۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کیوں کر پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کو آپ نے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا بھلا تم دیکھو اگر ایک شخص کے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے سیاہ مشکئی گھوڑوں میں مل جاویں تو وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا صحابہؓ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لے گا۔ آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہونگے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور میں ان کا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر پر خبردار ہو بعض لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جائیں گے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہٹایا جاتا ہے۔ میں ان کو پکاروں گا آؤ آؤ۔ اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں بدل دیا تھا اور کافر ہو گئے تھے یا ان کی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے۔ تب میں کہوں گا جاؤ دور ہو دور ہو۔

۵۸۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے صرف ”لیذا دن“ کے بجائے ”فلیذا دن“ کے الفاظ ہیں۔

مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهْ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ خَيْلٍ ذُهُمٌ بُهُمٌ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْخَوْضِ أَلَا لِيَذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يَذَادُ الْبَعِيرُ الصَّالُّ أَنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَقَالَ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا))

۵۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَيْمَةِ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاجِقُونَ)) بِمَنْحِلِ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ أَنَّهُ حَدِيثٌ مَالِكٍ ((فَلْيَذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي))

ان کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں رہا ایک بار بھی آپ کو دیکھا اس کو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اس کے بعد کے زمانہ کا شخص اس کے برابر نہیں ہو سکتا گو کہ کتنا ہی مرتبہ رکتا ہو نہ بد میں اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے اگر تم میں سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے دیا آدھے دے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ تمام ہواکام قاضی عیاض کا۔ (نودی)

اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں بدل دیا تھا آپ کے بعد۔ السراج الہامی میں ہے اللہ تعالیٰ تبارک کرے رافضیوں کو انہوں نے ان لوگوں سے صحابہ کرام کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث میں رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ثابت ہو تب بھی مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا وما بدلوا تبديلا اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضو عنہ اور فرمایا لیغیظ بہم الکفار اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص صحابہ سے ناراض ہو کر ان پر غصہ کرے وہ خود کافر ہے۔ لغت باللہ کی اس مردود پر جو رسول اللہ کے رفیقوں اور چاہان ثاروں پر تہمت لگائے اور ان کو اہل بیت رسالت کا بد خواہ جانے اور بھول جانے ان کی خدمتوں کو جن کی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جن کی سعی اور کوشش سے آج تک دین کا قیام ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

بَابُ تَبْلُغِ الْحِلْيَةِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ
۵۸۶- عَنْ أَبِي حَازِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
كَانَتْ حَلْفَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهِيَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ
فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتَّى يَبْلُغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا
هُرَيْرَةَ مَا هَذَا الْوُضُوءُ فَقَالَ يَا بَنِي قُرُوحٍ أَنْتُمْ
هَاهُنَا لَوْ عَلِمْتُمْ أَنَّكُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُمْ هَذَا
الْوُضُوءَ سَمِعْتُ خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ
الْوُضُوءَ))

باب: وضو کے پانی کی جگہ تک زیور تک پہنچانے کا بیان
۵۸۶- ابو حازم سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہؓ کے پیچھے تھادہ
نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر
کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا۔ میں نے کہا اب ابو ہریرہؓ یہ کیا
وضو ہے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم کے
ایک بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی
عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں
اس طرح وضو نہ کرتا۔ میں نے سنا اپنے دوست سے (یعنی رسول
اللہ ﷺ سے) آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں
تک زیور پہنایا جاوے گا جہاں تک اس کا وضو پہنچتا ہو۔

بَابُ فَضْلِ اسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ

۵۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَلَا
أَذُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْنَحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ
بِهِ الدَّرَجَاتِ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
((اسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكُفْرَةُ
الْخَطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ
الصَّلَاةِ فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ))

۵۸۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا
میں تم کو نہ بتاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جائیں (یعنی معاف
ہو جائیں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جائیں) اور درجے بلند
ہوں (جنت میں)؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! بتلائیے
آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی
شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک (اس
طرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا
دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد۔ یہی رباط ہے (یعنی نفس کا روکنا
عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جس کا ذکر
قرآن شریف میں ہے و رابطوا)۔

(۵۸۶) ☆ (میں اس طرح وضو کرتا) اس لیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو کہ تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کر دو کہ بغلوں تک ہاتھوں
کا دھونا فرض ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہؓ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیٹھا ہو اس کو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل
کرے یا دوسرے وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جالوں کے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر
ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھیں مثل فرض کے۔ (نووی)

۵۸۸- عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ذِكْرُ الرَّبَاطِ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ لِنِسْتَيْنِ ((فَذَلِكُمُ الرَّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرَّبَاطُ)).

۵۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اس میں رباط کا ذکر ہے اور مالک کی حدیث میں دوسرے ذکر آیا ہے۔

بَابُ السَّوَالِ

۵۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَلَى أَقْبِي لَأَمَرْتَهُمْ بِالسَّوَالِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ)).

۵۸۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں پر شاق (یعنی دشوار) نہ ہو تا اور زہیر کی روایت میں یوں ہے کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہو تا تو میں ان کو حکم کرتا ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا۔

☆ امام نووی نے کہا مسواک کرنا سنت ہے واجب نہیں کسی وقت نہ نماز کے لیے نہ اور کسی وقت اور اس پر اتفاق کیا تمام معتد بہ علماء نے لیکن شیخ ابو حامد نے داؤد طائی سے اس کا وجوب نقل کیا ہے لیکن کہا انھوں نے مسواک ایسا واجب ہے جس کے ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق ابن راہویہ سے منقول ہے کہ مسواک واجب ہے اگر قصد اس کو ترک کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہے جیسے جماعت کا اور اگر داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع میں ان کی مخالفت ضرر نہ کرے گی اس لیے کہ محققین علماء اور اکثر علماء اسی طرف گئے ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اسحاق بن راہویہ سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر مسواک مستحب ہے سب وقتوں میں لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم سے دوسرے وضو کے وقت تیسرے قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھے سو کرانے وقت پانچویں منہ کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پینے سے ہو تا ہے یا بدبودار چیز کے کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باتیں کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کے لیے مکروہ ہے دو پہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزہ دار کے منہ کی بوجہ نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک پیلو کی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کر لے جس سے منہ کا تغیر جاتا رہے تو مسواک ادا ہو جائے گی۔ جیسے کھرے کپڑے سے اور سعد سے یا شانسان سے اسی طرح منجن سے اگر انکی سے رگڑے اور انکی نرم ہو تو مسواک ادا ہوگی اور اگر سخت ہو تو اس میں تین قول ہیں ایک تو مشہور ہے کافی نہ ہوگی، دوسرے یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو کافی ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی کہ جس سے سوزھے چمچ جائیں نہ بالکل گیلی اور مستحب ہے کہ مسواک منہ کے عرض میں کرے نہ لہائی میں ایسا نہ ہو کہ سوزھوں کو زخم لگے اور اگر طول میں مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھر اوڑے دانتوں کے کنارے اور جڑوں اور تمام حلق میں اور نیچے نرمی کے ساتھ اور پہلے دائیں طرف سے شروع کرے اور دوسرے کی مسواک کرنا اس کی اجازت سے درست ہے اور لڑکے کو لڑکین سے مسواک کی عادت ڈالیں تاکہ عادت ہو جائے۔

(۵۹۲) نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ مسواک واجب نہیں۔ امام شافعی نے کہا کہ اگر واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق ہو تا اور ایک جماعت علماء نے کہا اس حدیث سے معلوم ہو تا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے اکثر فقہاء اور جماعت متکلمین اور اصحاب رسول کا اور یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ جس مسئلہ میں خدا کی طرف سے کوئی حکم نہ اترے اس میں رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا افضل ہے۔ (انتہی باختصار)

۵۹۰- مقدم بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے؟ کہا مسواک کرتے (اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کسی ضروری چیز ہے)۔

۵۹۱- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے مسواک کرتے۔

۵۹۲- ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا مسواک کا ایک کونہ آپ کی زبان پر تھا (یعنی مسواک سے زبان صاف کر رہے تھے)۔

۵۹۳- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے مسواک سے (یادانتوں کو ملتے مسواک سے)۔

۵۹۴- حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کھڑے ہوتے آگے وہی حدیث ہے۔ ”لیتہجد“ کے الفاظ نہیں ہیں اس حدیث میں۔

۵۹۵- حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کھڑے ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

۵۹۶- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپ اٹھے اور باہر نکلے آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے ان فی خلق السموات والارض سے فقنا عذاب النار تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کی طرف دیکھا

۵۹۰- عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُبْدَأُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالْمَسْوَاكِ.

۵۹۱- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ يُبْدَأُ بِالْمَسْوَاكِ.

۵۹۲- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفَ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ.

۵۹۳- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشْوِصُ فَاَهُ بِالْمَسْوَاكِ.

۵۹۴- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَبْتَغِيهِ وَلَمْ يَقُولُوا لِيَتَهَجَّدَ.

۵۹۵- عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشْوِصُ فَاَهُ بِالْمَسْوَاكِ.

۵۹۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَتَطَرَّ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِنَابِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتَّى بَلَغَ قَيْنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى

(۵۹۶) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے فائدے نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے۔ ہم بھی وہیں اس کی شرح اور فوائد بیان کریں گے انشاء اللہ۔

نَمْ اضْطَحَّعْ نَمْ قَامَ فَخَرَجَ فَفَطَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَلَا
هَنِيْهُ الْآيَةُ نَمْ رَحَعَ فَتَسَوَّلَ فَتَوَضَّأَ نَمْ قَامَ فَصَلَّى.
اور یہی آیت پڑھی۔ پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو
کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

باب: سنت باتوں کا بیان

بَابُ حِصَالِ الْفِطْرَةِ

۵۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ
مِنْ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْذَاذُ وَتَقْلِيمُ
الْأُظْفَارِ وَتَنْفُ الْإِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ))
۵۹۷- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں ختنہ
کرنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور ناخن کاٹنا اور بغل کے بال
اکیڑنا اور مونچھ کترنا۔

(۵۹۷) ☆ نووی نے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ابو سلیمان خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے
معنی سنت کے لیے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں اور بعضوں نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر ان میں سے اکثر
چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعض چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور کٹی اور ناک میں پانی ڈالنا۔

ختنہ کا نام شافعی اور بہت علماء کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ختنہ
مراد اور عورت دونوں پر واجب ہے۔ مرد پر تو یہ کہ ختنہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جائے یہاں تک کہ لورا ختنہ کھل جائے اور
عورت پر یہ کہ فرج کی اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا حق پر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ ختنہ بچپن
میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اس کے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام
ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچہ کا پیدائش کے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدائش کا دن بھی محسوب ہوگا اور ہمارے اصحاب
نے اختلاف کیا ہے خشنی شکل میں (یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی نشانیاں برابر موجود ہوں)۔ بعض نے کہا اس کا ختنہ فرج میں کرنا
چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضوں نے کہا جب تک اس کا حال نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اس وقت تک اس کا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے
دو ذرہ ہوں تو اگر دو دنوں کام کے ہوں تو دو دنوں کا ختنہ کیا جائے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضوں کے نزدیک پیشاب ہے اور بعضوں کے
زردیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مراد سے تو اس میں تین قول ہیں صحیح اور مشہور یہ ہے کہ ختنہ نہ کریں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ دوسرا یہ کہ
ختنہ کریں۔ تیسرا یہ کہ بڑا ہو تو کریں چھوٹا ہو تو نہ کریں۔ ابھی۔

زیر ناف کے بال مونڈنا سترے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے اور کترنا اور
اکیڑنا ناپاکوں کا بھی درست ہے اسی طرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مرد و زیر ناف سے وہ بال ہیں جو ذکر پر ہوں اور اس کے گرداگرد۔ اسی طرح
وہ بال جو عورت کی فرج کے آس پاس ہوں۔ ابوالعاس بن شریح نے کہا کہ مراد وہ بال ہیں جو دبر کے گرد ہیں بہر حال قبل اور دبر اور ان کے
آس پاس سب بالوں کا مونڈنا بہتر ہے اب اس کے لیے کوئی میعاد مقرر نہیں جب ضرورت ہو اس وقت مونڈنے یعنی جب بال بڑھ جاویں۔ اسی
طرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے لیے اور ناخن کترانے کے لیے کوئی میعاد مقرر نہیں اور زیر ناف کے بالوں میں منقول ہے چالیس دن
سے زیادہ نہ چھوڑنا۔ اس سے یہ مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد ہے۔ (نووی) بعض بے
وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شریعت محمدی میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے کیوں بحث کی جاتی ہے؟ ان کا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو
اس شریعت کے لیے ضروری ہے جو بے شریعتوں سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلیٰ وہی ہے جس میں تمام ضروریات کی تعلیم ہو چلا

۵۹۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((الْفَطْرَةُ خَمْسٌ الْإِحْتِسَانُ وَالِاسْتِحْذَاذُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَتَنْفُ الْإِيطِ)).

۵۹۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ۵۹۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھیں مونڈنا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال کھیرنا۔

۵۹۹- انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے لیے معاد مقرر

تھیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو حقیر جان کر چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کرنا یہ تو یہ تو فحش کا کام ہے نہ عاقلوں کا۔ البتہ اس امر میں غور کرنا چاہیے کہ یہ باتیں مفید ہیں اور منفعت بخش یا بے کار؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی میں جن کاموں کا حکم ہوا ہے خود اونی ہو یا علی سب کے سب مفید اور ضروری اور فائدہ بخش ہیں۔ ایک زیر ناف کے بال لینے کو کیچو کہ علاوہ طہارت اور نفاست سے طہا بھی یہ امر باہ کو بڑھا ہے۔ اسی طرح اور کاموں کو قیاس کرو۔ وہ شخص بڑا جاہل، کم سمجھ، نادان، بے وقوف ہے جو پیغمبروں کو اپنے برابر خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ایسے احکام سب مفید اور ضروری نہیں ہو سکتے۔

ناخن کاٹنا یہ بھی سنت ہے واجب نہیں ہے اور مستحب ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے پہلے داہنے کے کٹے کی انگلی سے شروع کرے پھر بائیں کی انگلی پھر اس کے پاس والی انگلی پھر چھٹیا پھر انگوٹھا پھر بائیں ہاتھ میں چھٹیا سے شروع کرے پھر اس کے پاس والی انگلی اس طرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پاؤں میں چھٹیا سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھٹیا پر ختم کرے۔ (نووی)

بغل کے بال کھیرنا یا بالہ اتفاق سنت ہے اور افضل بھی ہے کہ اکھیرے اگر اکھیر سکے اور مونڈنا اور تورہ لگانا بھی درست ہے اور یونس بن عبد الاعلیٰ سے منقول ہے میں امام شافعی کے پاس گیا ان کے پاس مزین تھا وہ ان کی بغل کے بال مونڈ رہا تھا انھوں نے کہا میں جانتا ہوں کہ اکھیرنا سنت ہے لیکن مجھ سے نہیں ہو سکتا رو دیکھو سنت ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے۔ (نووی)

مونچھ کترانا یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترنا شروع کرے اور احتیاط ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کتروائے اور بغل کے بال خود یا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈائے تو بھی جائز ہے لیکن زیر ناف کے بال خود منڈے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ مونچھ کہاں تک کترنا چاہیے مختار ہے کہ یہاں تک کترائے کہ ہونٹ کا کنارہ مکمل جائے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حد بیٹ میں آیا ہے منا دو مونچھوں کو مراد اس سے یہی ہے کہ جس قدر ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح داڑھی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور قارس کے لوگوں کی عادت تھی کہ وہ ڈاڑھیوں کو کتر لیا کرتے تھے شریعت میں اس کی ممانعت ہوئی اور علاوہ منڈاؤں میں دس بارہ باتیں ایسی لکھی ہیں جو ایک سے ایک زیادہ بری ہیں۔ ایک تو سیاہ خضاب کرنا ڈاڑھی کا جب جہاد کی غرض سے نہ ہو، دوسرے زرد خضاب کرنا ایک لوگوں کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی جبروت کے واسطے، تیسرے خضاب کرنا گندہ حک وغیرہ سے بالوں کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم و ادب کریں اور یہ سمجھیں کہ بزرگ ہیں، چوتھی اوائل شباب میں جب شروع ڈاڑھی کے بال نکلیں تو ان کا اکھیرنا یا بیکش کے لیے، پانچویں سفید بالوں کا اکھیرنا، چھٹے بالوں کی صفیں جمانا یہ برے تاکہ عورتوں کو بھلا معلوم ہو، ساتویں اس کو گھٹانا خساروں کے بال مونڈ کر یا بوحانا کھینچنے کے بالوں کو بلا کر، آٹھویں کھینچ کر تار بہت نمائش، نویں اس کو پریشان چھوڑ دینا بے پرواہی سے بار بار اپنے تئیں زائد کہلانا، دسویں اس کی سیاہی اور سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے، گیارھویں اس کو باندھنا اور گوندھنا، بارھویں اس کو منڈانا۔ پر اگر عورت کے ڈاڑھی نکل آئے تو اس کو منڈانا مستحب ہے۔ آمینی۔

ہوئی موٹھ کترنے کی اور ناخن کاٹنے کی اور بغل کے بال نوپنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم ان کو چالیس دن سے زیادہ۔

۶۰۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مناد مچھوں کو اور چھوڑ دو ڈاڑھیوں کو۔

۶۰۱- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو حکم ہوا مونچھوں کو جڑ سے کاٹنے کا اور ڈاڑھی کو چھوڑ دینے کا۔

۶۰۲- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خلاف کرو مشرکوں کا نکال ڈالو مونچھوں کو اور پورہ رکھو ڈاڑھیوں کو (یعنی چھوڑ دو ان کو اور ان میں کتر بیونت نہ کرو)۔

۶۰۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتر دو مونچھوں کو اور لکاؤ ڈاڑھیوں کو اور خلاف کرو فارسیوں کا (یعنی آتش پرستوں کا)۔

۶۰۴- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس باتیں پیدائشی سنت ہیں ایک مونچھیں کترنا دوسری ڈاڑھی چھوڑ دینا تیسری مسواک کرنا چوتھی ناک میں پانی ڈالنا

قَالَ أَنَسُ رُفَّتْ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأُظْفَارِ وَتَنْفِثِ الْبَيْطِ وَخَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَا تَمْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

۶۰۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَخْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحَى)).

۶۰۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللَّحْيَةِ.

۶۰۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ((أَخْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللَّحَى)).

۶۰۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((جَرُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللَّحَى خَالِفُوا الْمُجُوسَ)).

۶۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ

(۶۰۲) ☆ یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب میں سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے کہا ڈاڑھی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اس کے طول اور عرض میں سے بالوں کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں ڈاڑھی بڑھا کر مشہور کرے جیسے ڈاڑھی کتر کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے کہ ڈاڑھی کی حد کیا ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی حد نہیں مگر اتنی نہ بڑھائے کہ مشہور ہو دے بلکہ کم کر دیوے اور امام مالک نے ڈاڑھی کو لمبا کرنا مکروہ کہا ہے اور بعضوں نے ایک مٹھی کی حد کر دی ہے جس قدر اس سے زیادہ ہو مکروہ کتر ڈالنا چاہیے اور بعضوں نے اس کا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر جامعہ میں اور مونچھوں میں تو سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاویں یا مونڈی جاویں کیونکہ حضرت نے صاف فرمایا مناد مونچھوں کو اور یہی قول ہے اہل کوئٹہ کا اور بہت سے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ مونچھوں کا بالکل مونڈنا ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو سزا دی جائے اور مکروہ جانتے تھے ان کا لینا اور پر سے اور ان کا یہ قول ہے کہ اعتماد جزا اور قص سب کے معنی کترنے کے ہیں یعنی مونچھوں کو کترنا چاہیے یہاں تک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جائے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ان دونوں امروں میں اختیار ہے جو چاہیے کرے۔ تمام ہواکام قاضی عیاض کا اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دی جائے اس میں کمی نہ کریں اور مونچھیں اتنی کتریں کہ ہونٹ کا کنارہ کھلا رہے۔ (نووی)

پانچویں ناخن کا ثنا۔ چھٹی پوروں کا دھونا (کانوں کے اندر اور ناک اور بغل اور انور انوں کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیرنا۔ آٹھویں زیر ناف کے بال لینا۔ نویں پانی سے استنجا کرنا (یا شر مگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا)۔ مصعب نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو۔ و کج^۵ نے کہا انتقااص الماء سے (جو حدیث میں وارد ہے) استنجا مراد ہے۔

۶۰۵۔ عَنْ مُصَنَّبِ بْنِ شَيْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ
مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُوهُ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ.

بَابُ الْإِسْطَابَةِ

٦٠٦- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِيلَ لَهُ فَمَا عَلَّمَكُمُ
نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى
الْجِرَاءُ قَالَ فَقَالَ أَجَلَ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ
الْقَبِيلَةَ غَائِطِي أَوْ بَوْلِي أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ أَوْ
أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَفْعَلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ
نَسْتَنْجِيَ بِرَجْعٍ أَوْ بِعَظْمٍ

باب: استنجے کے بیان میں

۶۰۶۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ہر ایک بات سکھائی یہاں تک کہ پائخانہ اور پیشاب کو بھی انھوں نے کہا ہاں۔ ہم کو آپ نے منع کیا قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب اور پائخانہ کے لیے یا ہم استنجا کریں داہنے ہاتھ سے یا تین پتھروں سے کم میں استنجا کریں یا گوبر اور مٹی سے استنجا کریں۔

(۶۰۶) نووی نے کہا اس مسئلہ میں علماء کے کئی مذہب ہیں ایک تو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ وہ یہ ہے کہ چشما اور پاختنہ میں قیلے کی طرف منہ کرنا جنگل میں حرام ہے مگر آبادی میں حرام نہیں اور یہی روایت ہے عباس بن عبدالمطلبؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور شعبیؓ اور اسحاق بن راہویہؓ اور احمد بن حنبلؓ سے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ حرام ہے جنگل میں ہو یا آبادی میں اور یہی قول ہے ابویوب انصاریؓ اور مجاہدؓ اور ابراہیم نخعیؓ اور سفیان ثوریؓ اور ابو ثورؓ اور احمد کلا دوسری روایت میں، تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ درست ہے مکان میں ہو یا جنگل میں اور یہی مذہب ہے عروہ بن زبیرؓ اور ربیعہ کاجو شیعہ امام مالکؒ کے اور داؤد ظاہریؒ کا۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ قیلے کی طرف منہ کرنا کبھی درست نہیں ہے نہ مکان میں نہ جنگل میں لیکن پیٹھ کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ سے۔ دوسرے مذہب والوں کی دلیل وہ صحیح حدیثیں ہیں جو مطافہ ممانعت میں وارد ہیں جیسے مسلمان کی حدیث اور ابویوبؓ اور ابو ہریرہؓ وغیرہ کی انھوں نے کہا کہ یہ ممانعت قبا کی عظمت کے سبب ہے اور یہ بات ہر جگہ موجود ہے خواہ جنگل ہو یا مکان ہو اور اگر مکان کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل میں بھی جائز ہو اس لیے کہ جنگل میں ہمارے اور کعبہ کے بیچ میں پہاڑ اور نالے وغیرہ حائل ہیں۔ تیسرے مذہب والوں کی دلیل ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ انھوں نے رسول اللہؐ کو بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے اور کعبہ کی طرف پیٹھ کئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ رسول اللہؐ کو یہ خبر پہنچی کہ بعض لوگ قیلے کی طرف منہ کرنا حاجت کے وقت مکروہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا یا ایسا خیال کر کچے تب آپ نے فرمایا میری گھڑی قیلے کی طرف کر دو۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابن ماجہ نے اسناد حسن روایت کیا ہے۔ جو سچے لکھ

لہٰذا مذہب والوں کی دلیل سلمان کی حدیث ہے۔ پہلے مذہب والوں کی دلیل عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ کی اور حدیث جابر کی رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پیشاب میں قبیلہ کی طرف منہ کرنے سے پھر میں نے دیکھا آپ کو دفات سے ایک سال پہلے آپ قبیلہ کی طرف منہ کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہا نے باسناد حسن اور حدیث مردانہ صغریٰ کی حدیث میں نے ابن عمر کو دیکھا انھوں نے اونٹنی کو بٹھایا قبیلہ کے سامنے پھر اس کی آڑ میں پیشاب کرنے لگے میں نے کہا یہ تو منع ہے انھوں نے کہا میں نے ابن عمر کو دیکھا انھوں نے اونٹنی کو بٹھایا میں اور استنجہ کرنے والے میں کوئی چیز حائل ہو تو منع نہیں۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور یہ حدیث صحیح ہیں جن سے اس امر کا جواز مکان میں ثابت ہوتا ہے اور ابویوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثیں جو ممانعت میں وارد ہیں وہ محمول ہیں صحرا پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثوں میں اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثوں میں جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور یہاں پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل مکان میں صرف فرق یہ ہے کہ جنگل میں قبیلہ کی طرف منہ اور پیچہ کرنے کی ضرورت نہیں اور مکان میں بھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڑیاں اسی طرف بنی ہوں یا اور طرف جگہ نہ ہو اور جس نے پیچہ کرنا درست سمجھا ہے اس کے رد کے لیے بہت سی صحیح موجود ہیں جن میں مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابویوب وغیرہ کی حدیث۔ اب امام شافعی کی مذہب کے موافق مکان میں قبیلہ کی طرف منہ اور پیچہ کرنا اس وقت درست ہے جب دیوار مکان کے تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلہ پر ہو اور وہ دیوار آڑاس قدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اس کا اندازہ چالان کی پچھلی کٹڑی سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑاس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیچہ کرنا حرام ہو گا مثل جنگل کے اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال میں مکان میں یہ امر درست ہے اور جنگل میں درست نہیں لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہیں آڑ میں خواہ جانوری ہو یا دیواری یا نیلے یا پہاڑی اور اگر اپنا دامن قبیلہ کی طرف لٹکاوے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اس لیے کہ آڑ ہو گئی اب جہاں منہ کرنا یا پیچہ کرنا درست ہے وہاں بھی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہیں اور مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف اور حرج ہو اور طرف منہ یا پیچہ کرنے سے تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبیلہ کی طرف منہ کر کے مکان میں ہو یا جنگل میں۔ ہمارا اور بو حنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ابن قاسم نے اس کو جائز کہا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کی طرف منہ یا پیچہ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پانچھٹا یا پیشاب کرتے وقت قبیلہ کی طرف منہ یا پیچہ کرنے سے بچ پھر استنجے کے وقت ایسا کرے تو جائز ہے۔

دہانے ہاتھ سے استنجہ کرنا بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہیں ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ اپنے ہاتھ سے استنجہ کے متعلق کوئی کام نہ لیوے مگر غدر سے اگر پانی سے استنجہ کرے تو دہانے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ کو پچھڑے ذکر یا بر پر اور اگر ڈھیلے سے استنجہ کرے تو مقعد کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یاد دہانوں پاؤں کے بیچ میں رکھ کر اس سے پونچھے اور بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا دہانے ہاتھ سے لیوے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور دہانہا ہاتھ نہ بلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ذکر کو دہانے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائیں ہاتھ میں لیوے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ (نودی)

تین پتھروں سے کم میں استنجہ کرنا منع فرمایا نودی نے کہا اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجہ کرنے میں نجاست کا دور کرنا ضروری ہے اور تین بار پونچھنا ضروری ہے اگر ایک بار یاد دہانے سے نجاست دور ہو گئی تو تیسری بار پونچھنا ضروری ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہوی اور ابوثور کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجہ کریں جس کے تین کوٹے تھ

٦٠٧- عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
لَنَا الْمُشْرِكُونَ إِنِّي أَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ
حَتَّى يُعَلِّمَكُمْ الْجِرَاءَةَ فَقَالَ أَجَلُ إِنَّهُ نَهَانَا أَنْ
يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِبِمِينِهِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَى
عَنِ الرُّوثِ وَالْعِطَامِ وَقَالَ ((لَا يَسْتَنْجِيَ
أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ)) .

٦٠٨- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بَبْعَرٍ.

کرتے۔ (نودی)

درست ہو جائے گا مگر گنہگار ہوگا۔ (نوی)

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

بِغَايِطٍ أَوْ بَوْلٍ

۶۰۹- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَايِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا بِبَوْلٍ وَلَا غَايِطٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا)) قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَّاحِضَ قَدْ بُيِّنَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَتَنَحَّرَفْ عَنْهَا وَتَسْتَغْفِرُ اللَّهُ قَالَ نَعَمْ.

۶۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا)).

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ فِي الْآيَةِ

۶۱۱- عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدُ ظَهْرِهِ إِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ شَيْعِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ نَاسٌ إِذَا قَعَدُوا لِلْحَاجَةِ تَكُونُ لَكَ فَلَا تَقْعُدُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا يَبْتَئِ الْمَقْدِسُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَقَدْ رَوَيْتُ عَلَى ظَهْرِ يَبْتَئِ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى لَبَنَيْنٍ مُسْتَقْبِلًا يَبْتَئِ الْمَقْدِسُ لِحَاجَتِهِ.

۶۱۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَوَيْتُ عَلَى يَبْتَئِ أُخْتِي حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ.

باب: پانچٹانے پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم

۶۰۹- ابویوبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم پانچٹانے کو جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پیٹھ کرو اس طرف پانچٹانہ یا پیشاب میں البتہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو۔ ابویوبؓ نے کہا پھر ہم شام کے ملک میں آئے دیکھا تو کھڈیاں قبلہ کی طرف بنی ہوئی ہیں۔ ہم ان پر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے۔

۶۱۰- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھ۔

باب: گھروں میں اس امر کی رخصت کا بیان

۶۱۱- واسع بن حبان سے روایت ہے میں نماز پڑھتا تھا مسجد میں اور عبد اللہ بن عمرؓ اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے ان کے پاس مڑا عبد اللہ نے کہا لوگ کہتے ہیں جب حاجت کو بیٹھو تو قبلہ اور بیت المقدس کی طرف منہ نہ کرو اور میں چھت پر چڑھا تو رسول اللہ ﷺ کو دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے (اور جب بیت المقدس کی طرف منہ ہوگا تو قبلہ کی طرف پیٹھ ہوگی)۔

۶۱۲- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اپنی بہن حفصہؓ کے گھر چڑھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شام کی طرف منہ تھا اور قبلہ کی طرف پیٹھ تھی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِجَاءِ بِالْيَمِينِ

۶۱۳- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُمْسِكُنْ أَحَدُكُمْ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يُولُو وَلَا يَمْسُحُ مِنْ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَّقَسُّ فِي الْإِنَاءِ)) .

۶۱۴- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسْ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ)) .

۶۱۵- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَّقَسَّ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمَسْ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ .

بَابُ التَّيْمُنِ فِي الطُّهُورِ وَغَيْرِهِ

۶۱۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَجِبُ التَّيْمُنُ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرْجُلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي اتِّعَالِيهِ إِذَا اتَّعَلَّ .

باب: دابنے ہاتھ سے استیجاء کرنے کی ممانعت کا بیان
۶۱۳- ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنا ذکر پیش کرنے میں دابنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پاخانہ کے بعد دابنے ہاتھ سے استیجاء نہ کرے اور برتن میں پھونک نہ مارے۔

۶۱۴- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو دابنے ہاتھ سے نہ چھوئے۔

۶۱۵- ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا برتن میں پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو دابنے ہاتھ سے چھونے سے اور دابنے ہاتھ سے استیجاء کرنے سے۔

باب: طہارت وغیرہ میں داہنی طرف شروع کرنے کا بیان

۶۱۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت میں اور کنگھا کرنے میں اور جو تپہ بنے میں۔

(۶۱۳) ☆ نووی نے کہا استنجے میں ذکر دابنے ہاتھ سے قہاسنا مکروہ ہے بکراہت تخریجی نہ تحریمی جیسے اوپر گزرنا اور مقصود یہ ہے کہ دابنے ہاتھ سے کسی طرح کی مدد نہ لےوے استنجے میں۔ اور برتن میں پھونک مارنا اس لیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک میں سے کوئی چیز نکل کر پانی میں گرے لیکن پانی کے باہر پھونکنا سنت ہے تین بار۔

(۶۱۶) ☆ نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شروع میں اور وہ یہ ہے کہ جو کام دریا میں ذرا عزت رکھتے ہیں جیسے کپڑا پہننا اور موندہ پہننا اور مسجد میں جانا اور مسواک کرنا اور سر مد لگانا اور ناخن کاٹنا اور منہ چھونے کاٹنا اور پاؤں میں کنگھی کرنا اور بغل کے بال منڈنا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضاء وضو تاور پاخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتیں ان کے مثل ہیں ان سب میں داہنی طرف سے شروع کرنا اور کپڑا اتارنا اور پانچامہ یا موزہ اتارنا اور جو کام ان کے مثل ہیں ان میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اس وجہ سے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اتباع کیا ہے علماء نے اس پر کہ وضو میں دابنے ہاتھ لیاؤں کو پہلے وضو ماننا سنت ہے اگر اس کے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے گی لیکن وضو صحیح ہو جائے گا اور شیعہ کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور ان کے خلاف کا اعتبار نہیں اور بائیں طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے۔ شافعی نے صاف کہہ دیا ہے اور سنن ابوداؤد اور ترمذی میں سنن

۶۱۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيْمَنَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي نَعْلَيْهِ وَتَرَجُلِهِ وَطُهُورِهِ.

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّخْلِی فِي الطُّرُقِ وَالظَّلَالِ
۶۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اتَّقُوا اللَّعَانَيْنِ)) قَالُوا وَمَا اللَّعَانَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ)).

۶۱۷- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام میں پسند کرتے جو تاپسنے میں اور کنگھی کرنے میں اور طہارت کرنے میں (بخاری کی روایت میں ہے جہاں تک آپ سے ہو سکتا ہر ایک کام میں)۔

باب: راستہ اور سایہ میں پانچخانہ کرنے کی ممانعت
۶۱۸- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کاموں سے (یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں)۔ لوگوں نے کہا وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایک تو راہ میں (جدھر سے لوگ آتے جاتے ہوں) پانچخانہ کرنا۔ دوسرا سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کر لیتے ہوں) پانچخانہ کرنا (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور وہ برا کہیں گے لعنت کریں گے)۔

بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ مِنَ التَّبَرُّجِ
۶۱۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِیْضَاءٌ هُوَ أَصْغَرُهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَحَرَّجَ عَلَيْنَا وَقَدْ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ.

۶۲۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْحُلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي إِذَا وَءَ مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةٌ فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ.

باب: قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرنا
۶۱۹- انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ کے اندر گئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا گیا اس کے پاس ایک بدھنا (لوٹا وغیرہ) تھا۔ وہ لڑکا ہم سب میں چھوٹا تھا اس نے بدھنا ایک بیری کے پاس رکھ دیا پھر رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجاء کر کے۔

۶۲۰- انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچخانہ جاتے ہیں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برہمی اٹھاتے پھر آپ استنجاء کرتے پانی سے اور برہمی اٹھاتے پھر آپ استنجاء کرتے پانی سے (اور برہمی اس واسطے ساتھ رکھتے کہ اس کو سامنے گاڑھ

تھا یا ساید حسد ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم پہنچو یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو اور یہ نص ہے داہنی طرف سے شروع کرنے میں اب اس کا خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام ہے اور علماء کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہیں ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض اعضاء وضو کے ایسے ہیں جن میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہیں بلکہ دائیں اور بائیں دونوں کی ایک بارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونوں کان دونوں رخسار۔ اگر یہ امر نہ ہو سکے تو داہنے سے شروع کرے۔ (تووی)

(کے نماز پڑھیں۔)

۶۲۱- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ حاجت کو کھلے میدان میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ کے پاس لاتا آپ اس سے استنجاء کرتے۔

باب : موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۶۲۲- ہمام سے روایت ہے جریرؓ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔ لوگوں نے کہا تم ایسا کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر۔ اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا

۶۲۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ فَأَيُّهُ بِالْمَاءِ فَيَغْسِلُ بِهِ.

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۶۲۲- عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هَذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ

(۶۲۱) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگوں کی نگاہ سے۔ دوسرا یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے۔ چوتھا یہ کہ پانی سے استنجاء کرنا مستحب ہے اور صرف پتھروں پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتویٰ اسی طرف گئے ہیں کہ دھویوں سے استنجاء کر کے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ذیلے کافی نہیں ہیں مگر اس صورت میں جب پانی نہ ملے اور بعض علماء نے ان حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہیں۔ قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہیں اور نہ رسول اللہ سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پیایا ہو پھر اس کو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو۔ اتنی

☆ نووی نے کہا ہے کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ موزوں پر مسح جائز ہے سفر اور حضر دونوں میں برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا اس میں کسی نے جس کا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اس کا انکار کیا ہے اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں۔ امام مالک سے اس میں کئی روایتیں ہیں اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزوں کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے۔ حسن بصری نے کہا مجھ سے ستر صحابیوں نے کہا رسول اللہ ﷺ مسحتے تھے موزوں پر اور میں نے شرح مہذب میں ان صحابہ میں سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مسح موزوں پر افضل ہے یا پاؤں کا دھونا۔ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤں دھونا افضل ہے اور یہی قول ہے حضرت عمر اور ابوالعباس انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اس طرف گئی ہے کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد کا اور احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۶۲۲) ☆ اور سورہ مائدہ میں وضو کی آیت ہے جس میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اب اگر جریرؓ اس سورہ کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ ان کی حدیث سورہ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس کے اترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چلی نہیں سکتا اور سنن بیہقی میں ابراہیم بن ادہم سے مردي ہے انھوں نے کہا میں نے موزوں کے مسح میں جریرؓ کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہیں سنی۔

إِبْرَاهِيمَ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّهُ إِسْلَامٌ جَرِيرٌ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ.

۶۲۳- عَنْ الْأَعْمَشِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرُ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَشُقْبَانَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّهُ إِسْلَامٌ جَرِيرٌ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ

۶۲۴- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَيَّ سَبَاطَةُ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ أَذْنُهُ فَذَنُوتُ حَتَّى قُمْتُ بَعْدَ عَقَبَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِرِجْلَيْهِ.

۶۲۳- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے اس میں چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مذکور ہے کہ عبد اللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث اچھی لگتی تھی اس لئے کہ جریر مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۶۲۴- حذیفہؓ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کی روڑی پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا میں سرک گیا۔ آپ نے فرمایا نزدیک آ۔ میں نزدیک چلا گیا یہاں تک کہ آپ کی ایزلوں کے پاس کھڑا ہو گیا پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

(۶۲۳) ☆ نووی نے کہا علماء اس حدیث میں کئی وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ نے بھی چنپے کے درد کی وجہ سے ایسا کیا ہو گا۔ دوسری وجہ یہ ہے جس کو بیہقی نے باسناد ضعیف نقل کیا کہ آپ کے گھٹنوں کے اندر درد تھا، تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جگہ نہ ملی بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہو کر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک چوتھی وجہ بیان کی ہے کہ کھڑے ہونے میں دیر سے حدیث نہ نکلے کا اطمینان ہوتا ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسی واسطے حضرت عمرؓ نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دیر کر دے رکھتا ہے حدیث نکلے سے اور ایک پانچویں وجہ بھی ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس لیے پیشاب کیا تھا تاکہ اس کا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپ کی یہ تھی کہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انھوں نے کہا جو کوئی تم سے کہے رسول اللہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو! ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو احمد بن حنبلؓ اور ترمذیؓ اور نسائیؓ اور بہت لوگوں نے اور اسناد اس کی بہتر ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت میں کئی حدیثیں مروی ہیں وہ ثابت نہیں ہیں پھر حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ثابت ہے اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے مگر عذر نہ ہو اور یہ کہ اہل تہذیب ہیں نہ تحریمی۔ ابن منذر نے اشراق میں لکھا ہے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں تو حضرت عمرؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابن عمرؓ اور سہل بن سعدؓ سے یہ امر ثابت ہے کہ انھوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس اور علیؓ اور ابو ہریرہؓ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرینؒ اور عروہ بن زبیرؒ سے اور ابن سعدؒ اور قسمیؒ اور ابیہم بن سعدؒ نے اس کو مکروہ جانا ہے۔ ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہیں قبول کرتے تھے جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے اور اس مسئلہ میں ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنے کی جگہ ایسی ہو جس پر سے پیشاب کے قطرے اڑیں تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اڑنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ امام مالکؒ کا یہی قول ہے۔ ابن منذرؒ نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا میرے نزدیک بہتر ہے اور کھڑے ہو کر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہؐ سے۔ تمام ہوا کلام ابن منذرؒ کا لیکن

۶۲۵- عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى يُشَدُّ فِي الْبَوْلِ وَيَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدَ أَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِضِ فَقَالَ حَذِيفَةُ لَوِ دِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُشَدُّ هَذَا التَّشْدِيدَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتَمَاشَى فَأَتَى سَبَاطَةَ حَلَفَ حَابِطٌ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ قَبَالَ فَأَتْبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى قَرَعَ

۶۲۵- ابوواکيل سے روایت ہے ابو موسیٰ نہایت سختی کرتے تھے پیشاب میں۔ وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی میں اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کترتا قتیخوں سے۔ حذیفہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ ابو موسیٰ ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ کھڑے ہوئے جس طرح سے تم میں کوئی ہوتا ہے پھر پیشاب کیا میں دور ہٹا آپ نے اشارہ فرمایا آپ آ- یہاں تک کہ میں آپ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ نہ ہوئے۔

۶۲۶- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِذَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ قَرَعَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَنَسَحَ عَلَى

۶۲۶- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کو نکلے ان کے پیچھے مغیرہ پانی کا ڈول لے کر گئے اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنی وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔ ابن ربیع کی روایت میں یوں ہے

لہ ایک قوم کی روزی پر آنا پیشاب کرنے کے لیے تو یہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لوگ اس سے برانہ مانتے ہو گئے بلکہ خوش ہوتے ہو گئے اور جس شخص کو ناراضگی نہ ہو اس کی زمین میں پیشاب کرنا ایسا کہ کھانا کھانا درست ہے اور اس کی مثالیں بہت ہیں یا دور و زعی خاص اس قوم کی نہ ہو گا بلکہ سب گھروں کے صحن میں مشترک ہوگی لیکن ان کے گھر کے قریب ہوگی اس وجہ سے ان کی طرف نسبت کی گی اور یہ جو آپ نے گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لے گئے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے تو قاضی میاضی نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ لوگوں کو سمجھانے میں یا وہ اپنے اور کاموں میں مصروف ہو گئے۔ دفعتاً آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اس وقت دور جانا ممکن نہ ہوا اس لیے آپ گھورے پر چلے گئے۔ (نوی)

(آپ نے فرمایا نزدیک آ- میں نزدیک چلا گیا) آپ نے نزدیک اس واسطے بلایا تاکہ لوگوں سے آڑ ہو جائے دوسری یہ کہ آپ کی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے حدیث سے بھی اطمینان تھا اس لیے آپ بلائے میں کوئی قاحت نہ تھی۔ (نوی)

(یہاں تک کہ آپ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا) نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک تو موزوں پر مسح کرنا، دوسرے حضرت مسیح جائز ہونا، تیسرے کھڑے ہو کر پیشاب جائز ہونا، چوتھے پیشاب کرنے والے سے دوسرے آدمی کے نزدیک ہونے کا جواز، پانچویں پیشاب کرنے والے کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے، چھٹے پردہ کرنے کا استہاب، ساتویں جواز پیشاب کا گھروں کے نزدیک۔

(۱۲۵) ☆ حذیفہؓ کی غرض اس حدیث کے بیان کرنے میں یہ تھی کہ اتنی سختی ابو موسیٰ کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور پھر میٹھی اڑنے کا خیال نہ کیا اور ششہ وغیرہ میں پیشاب نہیں کیا جیسا کہ ابو موسیٰ کرتے ہیں۔

الْحُفَيْنِ وَفِي رَوَايَةِ ابْنِ رُمَيْحٍ مَكَانَ حِينَ حَتَّى. پانی ڈالا آپ پر یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنی وضو سے)۔

۶۲۷- عَنْ مَحْبِي بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ. مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے اور اس میں ہے کہ آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا پھر جرابوں پر بھی مسح کیا۔

۶۲۸- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ يَبْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ نَزَلَ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَّتُ عَلَيْهِ مِنْ إِذَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيَ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ. مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپ آئے تو میں نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔

۶۲۹- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ ((يَا مُغِيرَةُ خُذْ الْإِذَاوَةَ)) فَأَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فَأَتَلَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جَبَّةٌ شَامِيَةٌ ضَيْقَةُ الْكُمَيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَافَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَّتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَضَوَّعَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ ثُمَّ صَلَّى. مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا اے مغیرہ! چھاگل لے لے پانی کی۔ میں نے لے لی اور آپ کے ساتھ نکلا آپ چلے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر لوٹ کر آئے۔ آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ آستیموں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ آستیموں سے باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا۔ پھر میں نے وضو کیا پانی ڈالا آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی۔

۶۳۰- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْنِي بِالْإِذَاوَةِ فَصَبَّتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ... مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ حاجت کے واسطے نکلے جب لوٹے تو میں پانی کا ڈول لے کر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ دھونا

(۱۲۸) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعض حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں ہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے میں کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ کر دے نہ اس میں کچھ قباحت ہے۔ دوسرے یہ کہ اعضاء کے دھونے میں مدد لیوے یعنی دوسرا شخص اس کے اعضاء کو دھوے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت جائز ہے تیسرے یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اس کا ترک اولیٰ ہے کرنا مکروہ ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائیں طرف کھڑا ہو۔

چاہے جب تنگ تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا اور دھویاں کو اور سر پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

۶۳۱- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے۔ آپ نے منہ دھویا آپ جب اون کا پینے ہوئے تھے تو ہاتھ استخوان سے باہر نکال نہ سکے۔ آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دے میں نے ان کو طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا ان دونوں پر۔

۶۳۲- مغیرہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کر لیا آپ نے وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا مغیرہ نے کہا تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو طہارت میں پہنا ہے۔

باب: پیشانی اور دستار پر مسح کرنا

۶۳۳- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سفر میں بیچے رہ گئے میں بھی آپ کے ساتھ بیچے رہ گیا جب آپ حاجت

(۶۳۱) ☆ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزوں کا پہننا طہارت کا ملہ پر ضروری ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے دایاں پاؤں دھویا پھر موزہ پہنا پھر بائیں پاؤں دھویا اور موزہ پہنا تو دینے موزے پر مسح درست نہ ہوگا اس لیے کہ اس وقت طہارت کا ملہ نہ تھی اب اس کا اتارنا اور دوبارہ پہننا ضروری ہے البتہ بائیں موزہ اتارنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اس کے پہننے کے وقت طہارت کامل ہو چکی تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائیں موزہ کا بھی اتارنا ضروری ہے اور یہ قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور یحییٰ بن آدم اور حزنؒ اور ابو ثورؒ اور داؤدؒ کا یہ قول ہے کہ پہننا موزہ کا حدیث کی حالت میں بھی درست ہے بعد اس کے طہارت کامل کر لوے۔ انتہی۔

(۶۳۳) ☆ یہی وحدہ ہے جس سے رسول اللہ کا نماز پڑھنا ہے صحابی کے بیچے ثابت ہوتا ہے علماء نے کہا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے بیچے نماز نہیں پڑھی البتہ جبریل کے بیچے نماز پڑھی۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں نکلی ہیں ایک افضل کا اقتداء کرنا اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ دوسرے نبی کا نماز پڑھنا اپنے ساتھی کے بیچے تیسرے فضیلت اول وقت لے

سے فارغ ہوئے تو فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں ایک چھال لے کر آیا پانی کی آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر بائیں آستینوں میں سے نکالنا چاہیں تو آستین تنگ ہوئی آپ نے نیچے سے ہاتھ کو نکالا اور جبہ کو اپنے مونڈھوں پر ڈال دیا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ پر اور موزوں پر پھر سوار ہوئے میں بھی سوار رہا جب اپنے لوگوں میں پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے عبدالرحمن بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو آخر انھوں نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑھی۔

- ۶۳۴- مغیرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مسح کیا موزوں پر اور پیشانی پر اور عمامہ پر۔
- ۶۳۵- دوسری روایت کا معنی بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔
- ۶۳۶- مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں پر۔

فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ ((اَمْعَلَك مَاءَ)) فَانْتَبَهَ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْبِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَمَضَى كُمَ الْحَبَةِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْحَبَةِ وَأَلْفَى الْحَبَةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خَفْيِهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبَتْ فَاتَّبَعْنَاهُ إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلَاةِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رُكْعَةً فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْدَأَ إِلَيْهِ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَمَّتْ فَرَكْعْنَا الرُّكْعَةَ الَّتِي سَبَقْتَنَا.

- ۶۳۴- عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ وَمَقْدَمَ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ.
- ۶۳۵- عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بِغَيْلِهِ.
- ۶۳۶- عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَيْنِ.

لہ نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے آپ کا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی، چوتھے جب امام حاضر نہ ہو تو لوگ کسی اور امام کو امام بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اس سے کوئی مفید نہ پیدا ہو اور امام کو رُخ نہ ہو ورنہ سب لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں اور دوبارہ جماعت میں شریک ہونا مستحب ہو گا پانچویں مسبوق سلام کے بعد باقی باقی نماز پوری کر لے اور یہ باقی نماز بدوں پڑھے اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی البتہ سورۃ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع میں پادے، چھٹے یہ کہ مسبوق کو بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعدہ سب ارکان میں ضروری ہے اگرچہ اسکے قعدہ کا وقت نہ ہو، ساتویں یہ کہ مسبوق امام سے تب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبدالرحمن بن عوف جو نماز پڑھائے گئے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹ نہ آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمن ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور ابو بکر نے کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی۔ ابھی۔

(۶۳۴) عمامہ پر مسح رکنا درست ہے اور اس کا اتنا نامزدوری نہیں رفع حرج کے لیے۔ البتہ یت کا یہی قول ہے اور بعض علماء کے نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہیں جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے۔

۶۳۷- عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْحِجَارِ وَفِي حَدِيثٍ عِيْسَى حَدَّثَنِي الْحَكَمُ حَدَّثَنِي بِلَالٌ.

۶۳۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بابُ التَّوَقُّفِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۶۳۹- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ يَا بَنِي أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمَقِيمِ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانٌ إِذَا ذَكَرَ عَمْرًا أَثْنَى عَلَيْهِ.

۶۴۰- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنْ الْحَكَمِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۶۴۱- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَثْلِهِ.

(۶۳۹) نووی نے کہا جمہور علماء کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا ان کی دلیل ابن ابی عمیر کی حدیث ہے جو ابو داؤد نے روایت کی لیکن وہ حدیث بالاقطاع ضعیف ہے۔ اب اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے بعد حدیث کے وقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت گزرنے سے پہلے نہانے کی حاجت ہوگی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک پھر اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزے کے اندر دھو لیے تو جابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جائے گی اب اگر اس کے بعد حدیث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں اس لیے کہ موزوں پر مسح اسی وقت درست ہے جب طہارت کاملہ پر پہننے جاویں اب ان کو اتار کر طہارت کر کے پھر پہننے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کا حوالہ دیوے جو اس کو خوب جانتا ہو۔ اچھی

بَابُ جَوَازِ الصَّلَاةِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ

وَاحِدٍ

٦٤٢- عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ نَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ ((عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ)).

بَابُ كَرَاهَةِ غَمَسِ الْمُتَوَضِّئِ وَغَيْرِهِ
يَدُهُ الْمَشْكُوكُ فِي نَجَاسَتِهَا فِي الْإِنَاءِ

باب: ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا

٦٤٢- بریدہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور مسح کیا موزوں پر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا میں نے قصد ایسا کیا۔

باب: پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا اس کو دھونے سے پہلے مکروہ ہے

(٦٤٢) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو موزے پر مسح کرنا دوسرے فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدیث نہ ہو اور یہ جائز ہے باجماع علماء اور امام ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علم سے اس کے خلاف نقل کیا ہے ان کے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضروری ہے اگرچہ وضو ہو اور دلیل ان کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذعانہم الی الصلوٰۃ فاعسلوا وجوہکم الایہ اور جمہور کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک حدیث نہ ہو دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر سنتو کھائے اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اس کی تائید میں اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفہ اور مزدلفہ میں اور تمام سفر میں اور حدیث قضا نمازوں کے جمع کرنے کی خندق میں اور آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو منہ دھو اور آخر تک اور بعضوں نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے رسول اللہ کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھے خواہ فرض ہو یا نفل دوسرے یہ کہ تازہ وضو اس صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی فرض نماز پڑھے تیسرے یہ کہ اس وضو سے وہ کام کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا، عجدہ تلاوت کرنا، چوتھے یہ کہ ہر حال میں مستحب ہے اگرچہ ان میں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گزرے کہ جس کے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے ملجھد ہو جائے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں موافق مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسی طرح تازہ تیمم کرنے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور دوسری زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہو گا جو پانی ہوتے ہوئے تیمم کرتے ہیں اور ان کے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی واجب نہ کہیں اور جو یہ حضرت عمرؓ نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر رسول اللہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے افضل ہے اور اس دن جو کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود بھیجیے آپ نے فرمایا میں نے یہ کام قصد کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم رتبے والا بڑے درجے والے سے سوال کر سکتا ہے ان افعال سے جو عادت کے خلاف ہوں اس لیے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جائے گا اس سوال کی وجہ سے۔ اجماعی

قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا

۶۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَذْرَى أَتَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ)) .

۶۴۳- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک اس کو تین بار نہ دھو لے کیونکہ معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اس کا۔

۶۴۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثٍ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثٍ وَكَيْعٍ قَالَ تَرَفَعَهُ بِغِلَّةٍ .

۶۴۴- مذکورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۴۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ كِلَاهِمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغِلَّةٍ .

۶۴۵- اس سند سے بھی وہی حدیث منقول ہے جو اوپر گذر چکی ہے۔

۶۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ فَلْيَفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ)) .

۶۴۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے اس لیے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کہاں رہا ہاتھ اس

(۶۴۳) ☆ امام شافعیؒ نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ وہ دھکیوں سے استنجہ کیا کرتے اور ان کے ملک گرم تھے سو نہ میں پسینہ آتا اس لیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہیں ایک تو یہ کہ قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جائے تو وہ نجس ہو جاوے گا دوسرے یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا ضروری نہیں سوائے کے چائے ہوئے برتن کے تیسرے یہ کہ استنجہ کا مقام دھکیوں سے پاک نہیں ہوتا بلکہ معاف ہے نماز اس سے چوتھے یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضروری ہے یعنی نجاست مٹھنے کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچویں یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہیں چھٹے یہ کہ عبادات میں احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط دوسرے کے درجہ تک نہ پہنچے۔ اب جہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی جس صورت میں نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈال دے گا تو پانی نجس نہ ہو گا اور حسن بھری سے منقول ہے کہ نجس ہو جائے گا اگر رات کو سو کر اٹھا ہے اور اٹل بن رہا ہو یہ اور محمد بن جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونوں میں طہارت ہے بھر شک سے وہ نجس نہیں ہو سکتے اور یہ سو کر اٹھنا ہمارے نزدیک سو نہنے سے مخصوص نہیں بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سوئے نجاست کا گمان ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کے خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور جودن کے خواب سے اٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے۔ اتمی۔

(۶۴۶) ☆ یہ کتا ہے یعنی وہ بریاد کر رہا ہو اور کتا یہ ایسے قاصدوں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اس کی بہت نظیریں ہیں۔ یہ تب ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح ہے کہ اس صورت میں

يَذُو فِي إِنَائِهِ فَإِنَّهُ لَا يَذُرِي فِيهِمْ بَابَتِ يَذُوُ ۖ

کارات کو۔

۶۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي رَوَاتِهِمْ جَمِيعًا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ كُلَّهُمْ يَقُولُ حَتَّى يَغْسِلَهَا وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ ثَلَاثًا إِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رَوَايَةِ حَابِرٍ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقٍ وَأَبِي صَالِحٍ وَأَبِي رَزِينٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِمْ ذَكَرَ الثَّلَاثَ

۶۴۷- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کئی اسانید سے مروی ہے ہر ایک میں ہاتھ دھونے کا ذکر ہے مگر کسی ایک نے بھی تین مرتبہ کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ حُكْمِ وَلَوْغِ الْكَلْبِ

باب: کتے کے منہ ڈالنے کا بیان

۶۴۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيُرْفِهِ ثُمَّ لْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)) ۖ ۶۴۹- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ فَلْيُرْفِهِ

۶۴۸- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کتا منہ ڈال کر پے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہا دے اس کو پھر سات بار دھو دے۔

۶۴۹- اس روایت میں بہانے کا ذکر نہیں ہے

۶۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

۶۵۰- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پے تو اس کو سات بار دھونا چاہیے۔

۶۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((طَهُورٌ إِنَاءٌ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْلَاهُنَّ بِالْثَرَابِ)) ۖ ۶۵۲- عَنْ هِشَامِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۶۵۱- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے مانجھیں۔

۶۵۲- ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان

تین ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہیں ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پانی پر ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی بھرے اور ہاتھ کو دھو دے یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا اور کسی سے مدد لیوے۔ (نوری)

(۱۶۲) ☆ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اس کا لعاب اور پسینہ ناپاک ہے۔ جمہور علما کا یہی قول ہے اور مکرّمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل ان کی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کھاؤ تم وہ شکار جو کتے چکڑیں تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے چکڑے میں ضرور لگے گا مگر یہ دلیل قوی نہیں اس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہاں کتے لگے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((طَهَرُوا إِنَاءَ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ))۔
میں سے ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اس میں چب چیر پئے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھو دو۔

۶۵۳- عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال ان کا اور حال کتوں کا پھر اجازت دی شکاری کتا اور گئے کتا پالنے کی (یعنی بکریوں کی منڈی کی حفاظت کے لیے) اور فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پئے تو اس کو سات بار دھو دو اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھو۔

۶۵۴- یحییٰ بن سعد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور رخصت دی آپ نے بکریوں کا کتا اور شکاری کتا اور کھیت کا کتا پالنے کی۔
۶۵۴- فِي رَوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالشَّيْطَانِ وَالزُّرْعِ۔

لے منہ لگا طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جو روایت کیا تھائی اور ابو داؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اس کا جواب یہ ہے کہ آنے جانے سے طہارت اس کی ثابت نہیں ہوتی اب رہا پیشاب اس کا وہ تو بالا اجتماع نجس ہے اور مسجد کے نہ دھونے کی وجہ یہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہو سکتی ہوگی یا اس وجہ سے کہ زمین سوکھ گئی تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہو گا بعد اس کے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثیں آتی ہیں ان میں کتا پالنے کی اجازت دی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پالنے کی اجازت سے اس کی طہارت لازم نہیں آتی ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈال کر پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضروری ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاہس اور عمرو بن دینار اور ابو داؤد اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور اور ابو عیوبہ اور داؤد کا اور خلاف کیا اس کا ابو حنیفہ نے اور قیاس کیا اس کو نجاستوں پر حالانکہ یہ قیاس ہے بمقابلہ نص کے۔ اور دلیل لائے ہیں طحاوی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہؓ نے بھول کر یہ کہا ہو سات بار دھوئے کو وہ مستحب جانتے ہوں اور تین بار کو واجب اور ابو ہریرہؓ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انھوں نے سات بار دھوئے کا حکم کیا مگر حال ابو ہریرہؓ کا قول احادیث صحیحہ مرفوعہ صریحہ کے مقابل نہیں ہو سکتا۔ (مثل الادوار) نوٹی نے کہا ہمارے نزدیک کتے کا پیشاب اور پانچنانہ یا خون یا پینہ وغیرہ اگر لگ جاوے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھوئیں اور ایک بار مٹی سے۔

(۶۵۳) ☆ نوٹی نے کہا ہمارا مذہب اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئیں ان میں ایک بار مٹی مل کر دھوئیں اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھواں بار ہو اور مجید اس قدر احتیاط کا کہتے کہ جمہور میں یہ ہے کہ بعض کتا زہر بیلا ہوتا ہے اور بعض دیوانہ تو سات بار دھوئے میں برتن سے بالکل اثر جاتا رہے گا یہ نہیں کہ نجاست اس کی اور نجاستوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اس میں زہر نہیں۔

(۶۵۴) ☆ نوٹی نے کہا ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اس کی صورت تھ

- بابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ
 ۶۵۵- عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ
 ۶۵۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَبُولُونَ أَخَذَكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ))
 ۶۵۷- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَبُولُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا فَرْجِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ))
 باب: تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت
 ۶۵۵- جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے۔
 ۶۵۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے تھمے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے پھر اس میں غسل کرے۔
 ۶۵۷- ہمام بن منبہؓ نے کہا یہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیں پھر کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کر کہ پیشاب کرے تو تھمے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسی پانی سے۔

نہ کو پسند کر کے یا ناپائیدار و زبائش کے لیے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کے لیے یا ناپائیدار سے تھمے ہوئے پانی میں تو تین کاموں کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسرے جانوروں کی حفاظت کے لیے تیسرے کھیت کی حفاظت کے لیے ان تین کاموں کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کے لیے اس کا ناپائیدار سے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا اگر کھانا ہو تو اس کو مار ڈالیں اور اگر کھانا نہ ہو تو نہ ماریں۔ امام الحرمینؒ نے کہا کہ کنوں کے قتل کی حدیث منسوخ ہے اسی طرح سیاح کے قتل کی۔ ابھی مختصر

(۶۵۷) نووی نے کہا یہ ممانعت بعض پانی میں تو خیر ممانعت اور بعضوں میں کراہت اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اس میں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جائے گا موافق مذہب مشہور شافعی کے اور دوسرے کو مدوح کہ ہوگا وہ اس کو استعمال کرے گا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن تھما ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نجی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جائے گا حنفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ بلانے سے دوسرا کنارہ ہے اور جو پانی تھوڑا ہو تھما ہو تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں پیشاب کرنا حرام ہے اور پائخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہے بلکہ اس سے بدتر ہے اسی طرح اگر کسی برتن میں پیشاب کرے اس کو پانی میں ڈال دے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہہ کر اس میں جاوے یہ سب باتیں منع ہیں اور ان میں کسی عالم نے خلاف نہیں کیا البتہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے انسان کے پیشاب سے اور پائخانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کر کے اس کو ڈالنے کی اور نہ پانی کے نزدیک پیشاب کرنے کی اور علماء نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پائخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ پانی میں نہ جاوے کیونکہ لوگ وہاں آتے جاتے ہیں تو ان کو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجانہ کیا وہ وہاں اگر پانی میں غوطہ لگانا چاہے استنجہ کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاوے گا تو حرام ہے اور اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسی طرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو تو اس صورت میں نہ کرنا بہتر ہے۔ ابھی

باب: تھمے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت

۶۵۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوئے پانی میں نہ نہاؤ۔ لوگوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا پھر کیا کرے؟ انھوں نے کہا ہاتھوں سے پانی لے کر نہاؤ۔

باب: مسجد میں جب پیشاب کرے تو اس کو پانی سے دھونا ضروری ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اس کا کھودنا ضروری نہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ
۶۵۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنْبٌ)) فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَوَلَّاهُ تَتَوَلَّاهُ.

بَابُ وَجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النِّجَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَّ الْأَرْضَ تَطْهَرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حَفْرِهَا

۶۵۹- انسؓ سے روایت ہے کہ ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اس کو مارنے یا نہانے کے لیے اٹھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت روکو پیشاب اس کا۔ جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوا اور اس پر ڈال دیا۔

۶۶۰- انس بن مالک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا لوگ چلائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اس کو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے حکم کیا تو ایک ڈول پانی کا اس کے پیشاب پر ڈالا گیا۔

۶۵۹- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَغْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعُوهُ وَلَا تَزِرْ مَوْءَهُ)) قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا يَذَلُّو مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

۶۶۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ أَغْرَابِيًّا قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعُوهُ)) فَلَمَّا فَرَغَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْنُبُ فَصَبَّ عَلَى بَوْلِهِ.

(۶۵۸) ☆ نووی نے کہا ہمارے علماء کے نزدیک تھمے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر اسی طرح جاری چشمے میں۔ شافعی نے بوسطی میں کہا میں مکروہ جانتا ہوں جنب کے لیے غسل کرنا کنویں میں اور تھمے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خود وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت ترتیبی ہے نہ تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی میں غسل کیا اور وہ دو قلوں سے کم ہے تو مستعمل ہو جائے گا اور حنفیہ کے ہاں جو وہ دہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہو گا اور صحیح مذہب احمدیہ کا یہ ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا مزہ یا رنگ یا بو نہ بدلے اور کچھ فرق نہیں ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو قلوں سے کم ہو یا اس سے کم۔ اجماع زیادہ۔

(۶۶۰) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور اس پر اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کم سن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اس کو ہم آگے بیان کریں گے انشاء اللہ۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنی چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنی چاہیے اور زمین پر پانی ڈالنے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اور اس کا کھودنا ضروری نہیں یہی ہمارا اہل

بَابُ حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرُّضِيِّ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

باب : شیر خوار بچے کے پیشاب کو کیوں کر دھونا چاہیے

۶۶۲- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ بچوں کو لاتے آپ ان کے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے ان پر اور کچھ چبا کر انکے منہ میں دیتے جیسے کھجور وغیرہ ایک لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈال دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

۶۶۳- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگو کر اس جگہ پر ڈال دیا۔

۶۶۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۶۲- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَبْرُكُ عَلَيْهِمْ وَيَحْنُكُهُمْ فَأَتَتْهُ بِصَبِيٍّ فَقَالَ عَلَيْهِ قَدْغَا بَمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يُغْسِلْهُ

۶۶۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُرْضِعُ فَقَالَ فِي حَنْجَرِهِ قَدْغَا بَمَاءٍ فَصَبَّهَ عَلَيْهِ

۶۶۴- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

۶۶۵- ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لے کر آئیں جو اتنا نہیں کھاتا اور اس کو آپ کی گود میں بٹھا دیا اس نے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی اس پر چھڑک دیا۔

۶۶۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ایک دو لفظوں کے تغیر سے مروی ہے۔ آپ نے پانی اس پر چھڑک دیا۔

۶۶۷- عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا نے جو پہلی

۶۶۵- عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حَنْجَرِهِ فَقَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ أَنْ نَضَحَ بِالمَاءِ

۶۶۶- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ قَدْغَا بَمَاءٍ فَرَشَّهَ

۶۶۷- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنْ

اللہ جانے کا ذرہ ہو وہ مسجد میں نہ جاوے اور جو ذرہ ہو تو جاسکتا ہے اگر مسجد میں فصد لیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر مسجد میں پیشاب کرے تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مکروہ ہے۔ دوسرے یہ کہ حرام ہے۔ مسجد میں چپک لینا، پاؤں بلانا، انگلیاں اٹھانا درست ہے۔ مسجد کو جھانڈا صاف رکھنا مستحب ہے۔

(۶۶۷) ☆ نووی نے کہا ان حدیثوں سے بچوں کے منہ میں کچھ چبا کر دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اولیٰ صلاح اور فضل سے برکت حاصل کرتا بھی نکلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو بزرگوں کے پاس لیجانا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملاحت اور اطفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب سے مقصود یہ ہے کہ بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکانا کافی ہے اور اس سے

مہاجرات ميں سے تھيس جنھوں نے بيعت كى تھى رسول اللہ صلي اللہ عليہ وسلم سے اور وہ بہن تھيس عكاشہ بن حصن كى بيان كيا بھ سے وہ رسول اللہ صلي اللہ عليہ وسلم كے پاس اپنے ايك بچے كو لے كر آئیں جو كھانا نہيں كھاتا تھا اس بچے نے رسول اللہ صلي اللہ عليہ وسلم كى گود ميں پيشاب كر ديا پس رسول اللہ صلي اللہ عليہ وسلم نے پانی منگو ليا اور كپڑے پر چھرك ديا اور اس كو دھو يا نہيں۔

باب: منى كا حكم

۶۶۸- علقمہ اور اسود سے روايت ہے ايك شخص حضرت عائشہؓ كے پاس اترا وہ صبح كو اپنا كپڑا دھونے لگا شايد رات كو احتلام ہو گيا ہو گا حضرت عائشہؓ نے كہا كہ تجھے كافى تھا اگر منى تو نے ديكي صرف اتنا مقام دھو ڈالتا اور جو نہيں ديكي تو پانی گردا گرد چھرك ديتا۔ ميں تو رسول اللہ ﷺ كے كپڑے سے منى جميل ڈالتى (يعنى كھرچ ڈالتى اس ليے كہ وہ گاڑھى ہوتى) پھر آپ اس كپڑے كو پہن كر نماز پڑھتے۔

۶۶۹- اسود اور ہمام سے روايت ہے حضرت عائشہؓ نے كہا ميں رسول اللہ ﷺ كے كپڑے سے منى كھرچ ڈالتى تھى۔

۶۷۰- حضرت عائشہ رضى اللہ عنہا كى نبى اكرم صلي اللہ عليہ وآلہ وسلم كے كپڑوں سے منى كھرچنے كى حديث اس سند سے بھى مروى ہے۔

المہاجرات الاول اللاتي بايعن رسول اللہ ﷺ وهى اخنت عكاشة بن مخصم اخذ بنى اسد بن خزيمه قال اخبرتنى انھا اتت رسول اللہ ﷺ بائن لھا لم يبلغ ان ياكل الطعام قال عبيد اللہ اخبرتنى ان ابنا ذاك بال في حجر رسول اللہ ﷺ فدعا رسول اللہ ﷺ بماء فنضحہ على ثوبہ ولم يغسلہ غسلًا

باب حُكْمِ الْمَنِيِّ

۶۶۸- عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا كَانَ يُخْرِتُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتَنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَكًا فَيَصْلِي فِيهِ.

۶۶۹- عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۶۷۰- عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ.

لہ باب ميں تين مذہب ہيں ايك تو صحیح اور مشہور یہ ہے كہ لڑكے كے پيشاب پر پانی چھركنا كافى ہے ليكن لڑكى كا پيشاب مثل اور نجاستوں كے دھونا ضرورى ہے دوسرا مذہب یہ ہے كہ دونوں كے پيشاب پر پانی چھركنا كافى ہے تيسرا مذہب یہ ہے كہ دونوں كا دھونا ضرورى ہے اخير كے دونوں مذہب شاذ اور ضعيف ہيں اور پہلے مذہب كو اختيار كيا ہے علي بن ابى طالب اور عطاء بن ابى رباح اور حسن بھرىؓ اور احمد بن حنبلؓ اور اسحاق بن راہويہؓ اور ايك جماعت سلف اور اصحاب حديث نے اور دوسرى قول ہے ابن دھبؓ كا اور دوسرى مروى ہے ابو حنيفہؒ سے اور تيسرے مذہب كو مالكؒ نے اختيار كيا ہے اور ابو حنيفہؒ سے بھى مشہور ہے۔ یہ اختلاف اس بچے ميں ہے جو سواد دھ كے اور كوئى غدا نہ كھاتا ہو ليكن جب وہ مانج كھانے لگے تو سب كے نزديك اس كا پيشاب دھونا ضرورى ہے۔ انھي باختصار

۶۷۱- وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَيْنَةَ عَنْ مَتَّوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَامٍ عَنْ عَائِشَةَ بَنَتْهُو حَدِيثَهُمْ

۶۷۲- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سَلِيمَانَ بْنَ يَسَّارٍ عَنْ النَّمِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَغْسِلُهُ أَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ النَّمِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ.

۶۷۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ ابْنَ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنِي كَمَا قَالَ ابْنُ بَشَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ النَّمِيَّ وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شِهَابٍ الْحَوَّلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ فَاخْتَلَمْتُ فِي ثَوْبِي فَعَمَّيْتُهِمَا فِي الْبَاءِ فَرَأَيْتَنِي حَارِبَةً لِعَائِشَةَ

(۶۷۳) ☆ یعنی اگر کپڑے میں مٹی لگ جائے تو اسے کپڑے کا دھوٹا اور غوطہ دینا ضروری نہیں صرف اسے مقام کو دھو ڈالے جہاں مٹی لگی ہو۔ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے آدمی کی مٹی میں تو مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مٹی خشک ہو تو اس کا مل وانا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال میں اس کا دھوٹا ضروری ہے اور لیٹنے کہا کہ مٹی نجس ہے لیکن مٹی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹنا ضروری نہیں اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے میں مٹی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز لوٹنا ضروری نہیں اگرچہ مٹی کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو لیکن اگر بدن میں لگی ہو تو نماز کا لوٹنا ضروری ہے اگرچہ مٹی تھوڑی ہو۔ اور بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں کہ مٹی پاک ہے اور یہی مروی ہے حضرت علیؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور عمرؓ اور عائشہؓ سے اور واؤد اور احمدؓ سے صحیح روایت میں اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمدیث کا اور جس نے کہا کہ مٹی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی۔ اب جو لوگ نجس کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مٹی دھوئے گا ذکر ہے اور جو پاک کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں کھرج ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ مٹی نجس ہوتی تو اس کا ملنا اور کھرج ڈالنا کافی نہ ہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرج ڈالنا کافی نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ دھونے کی تہ

بیان کیا انھوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا ان کپڑوں کو تم نے کیوں ڈبویا؟ میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے)۔ انھوں نے کہا کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتے تو اس کا دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے سوکھی مٹی اپنے ناخنوں سے چھیل ڈالتی۔

فَأَخْبَرْتُهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَتْكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّاسُ فِي مَنَاسِبِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتَ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتُ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَإِنِّي لَأَحْكَمُ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْبَسَا بِلَفْظِي

باب: خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا بیان

بَابُ نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَةِ غَسْلِهِ

۶۷۵- اسناد سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اس نے کہا ہم میں سے کسی کو کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا پہلے اس کو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر ملے پھر دھو ڈالے پھر اس کپڑے میں نماز پڑھے۔

۶۷۵- عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ حَاضَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِخْذَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْخَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ ((تَحْتَهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَتَضَخُّهُ ثُمَّ تَغْسِلُهُ فِيهِ))

یہ روایت محمول ہے استحباب اور صفائی پر یعنی دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی مٹی کا حکم ہو اب ہمارے اصحاب کا ایک قول ضعیف ہے اور وہ یہ کہ مٹی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے کہ دونوں کی مٹی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی مٹی پاک ہے اور جب مٹی پاک ہوئی تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ درست نہیں ہے کیونکہ طبیعت اس سے ٹھن کر رہتی ہے تو وہ خبثت میں داخل ہیں جو حرام ہیں اب مٹی اور جانوروں کی توکتے اور سوری مٹی تو نجس ہے بلا خلاف۔ اور جانوروں کی مٹی میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہیں خواہ اس جانور کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقاً۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہو اس کی مٹی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اس کی مٹی بھی ناپاک ہے۔

نوٹی نے کہا حضرت عائشہؓ اس حدیث سے لوگوں نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہ ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا احتلام تو ہونا تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے جو اب جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع میں مٹی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں انھوں نے وجوہ دیے ہیں ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہیں ہوتا بلکہ جب بدن میں اعتدال سے زیادہ مٹی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اس کو دفع کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ احتمال ہے کہ یہ مٹی مقامات جماع یعنی بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلی ہو۔ اسی

(۶۷۵) ☆ نوٹی نے کہا اس حدیث سے نکلا ہے کہ نجاست کا پانی سے دھونا واجب ہے اور جو کوئی کسی اور دوسری چیز سے دھوے سر کر وغیرہ تو جائز نہ ہو گا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے میں صاف کرنا اس کا ضروری ہے عدد کی شرط نہیں ہے۔ اگر نجاست مٹی ہے جو آٹھ سے دکھائی نہیں دیتی جیسے پیشاب وغیرہ اس کا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور نجاست یعنی جو آٹھ سے دکھائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اس کا دھونا واجب ہے کہ نجاست زائل ہو جائے اب بعد اس کے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہیں ہے صحیح قول کے موافق۔ اب اگر نجاست مٹی کے دھونے کے بعد اس کا کھ

۶۷۶- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ.

۶۷۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الْاسْتِجْرَاءِ مِنْهُ

باب: پیشاب کی نجاست کا بیان اور اس سے پرہیز کے ضروری ہونے کا بیان

۶۷۷- عَنْ أَبِي عُبَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ ((أَمَّا إِنَهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالْأُصْبَعِ وَالْأُخْرَى فَكَانَ لَا يَسْتَبِرُ مِنْ بَوْلِهِ)) قَالَ فَذَعَا بِعَبِيدِ بْنِ رُطْبَةَ فَسَمِعَهُ يَأْتِيهِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا

۶۷۷- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے نکلے تو فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں ایک تو ان میں چنل خوری کرتا (یعنی ایک کی بات دوسرے سے لگا اور لڑائی کے لیے) دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہ کرتا۔ پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اس کو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی اور

تھ رہ گیا جو کچھ قباحت نہیں البتہ اگر اس کا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا جس سے اور مزہ دور کرنا ضروری ہے اور جو بواقی رہے تو اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ دوپاک ہو جائے گا۔ اتنی مختصراً

(۶۷۷) ☆ بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس سے یہ غرض ہو گی کہ ان کے دانست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا ان پر مشکل نہ تھا اور قاضی عیاضؒ نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کے بڑے ہونے کا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز کا باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہے اسی طرح چنل خوری اور فساد سب سے بدتر گناہ ہے۔ (نوی)

آپ نے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹہنی گاڑ دی شاید انکے سوکھنے تک عذاب ہلکا ہو دے۔ نو دی نے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش قبول ہوئی۔ اس طرح سے کہ انکے عذاب سے کم کرنے کا حکم ہوا انہی کے سوکھنے تک اور شاید آپ دعا کرتے ہوں ان کے لیے ٹہنیوں کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری ٹہنیاں تسبیح کہتی ہوں اس وجہ سے عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جاویں تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ وان من شئنی الا یسبح بحمده سے اکثر مفسرین کے نزدیک وہی شے مراد ہے جو زندہ ہو اور کلزی اور پتھر کی زندگی جب یہ تک ہے کہ وہ کائے نہ جاویں اور محققین علماء کا یہی قول ہے کہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز چھینا تسبیح کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اور یہی اس کی تسبیح ہے۔

برگ درختان ہمز در نظر ہشمار

ہر درختے دفتریت معرفت کردگار

اور اس حدیث سے علماء نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب ہے اس لیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی ہو گی اور بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی نے وصیت کی

وَاحِدًا وَعَلَىٰ هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ ((لَعَلَّهُ أَنَا يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَتَّبِعَا))۔
فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا ہو جائے۔

۶۷۸- عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَكَانَ الْآخَرُ لَا يَسْتَوِي عَنْ الْبَوْلِ أَوْ مِنَ الْبَوْلِ))۔
۶۷۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جو دوسرا شخص تھا وہ پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا۔



تھ کی تھی کہ میری قبر میں دوہری شاخیں رکھ دی جائیں اور شاید انھوں نے تہر کار رسول اللہ کے فعل کو دیکھ کر یہ وصیت کی۔ خطاب نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبروں پر کیا کرتے ہیں یعنی پھول اور شاخیں ڈالنے کا اور کہا اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور معتزلہ نے اس کے خلاف کیا ہے اور پیشاب نجس ہے اور چٹل خوری حرام ہے جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کا ضرر سے بچنا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چٹل خوری میں داخل نہیں۔ اتنی مع زیادہ۔

کِتَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان ۱

بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْبِازَارِ باب: تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا
 ۶۷۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأْتِرُ بِبِازَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

۶۸۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَأْتِرَ فِي فَوْزٍ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

۱ ☆ حیض کے معنی لغت میں بہنا اور اصطلاح میں اس خون کو کہتے ہیں جو بالذات عورت کے رحم سے بہتا ہے معین دنوں میں اور استفاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آوے۔

(۶۷۹) ☆ یعنی لپٹنے اس سے اور مس اس کرتے اور بوسے لیتے پر جمنا نہ کرتے کیونکہ حیض میں جمنا کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور اگر کوئی اس کو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے۔ اس لیے کہ اس کی حرمت قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھول سے یا نادانستہ ایسا کام کرے تو اس پر گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کر کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہیں۔ مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کا ایک روایت میں یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسے عطاء واد ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور قتیبہ اور زہری اور ابوالثرناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ابوب خثیمہ اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد کا اور ایک قول یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب ہے اور یہی سرمدی ہے حضرت ابن عباس اور حسن بصری اور سعید بن جبیر سے اور یہی قول ہے قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق کا اور احمد کا ایک روایت میں۔ اب اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے کفارہ میں تو حسن اور سعید نے نہ کہا وہ کفارہ ایک بردے کا آڑو کرنا ہے اور باقی لوگوں نے کہا وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل ان کی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوع جو شخص اپنی عورت سے جمنا کرے حیض کی حالت میں وہ ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ بالاقاف حفاظ اچھی

(۶۸۰) ☆ یعنی نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص کا کام نہیں البتہ رسول اللہ میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے ممبر نہ ہو سکے اس کو یہی بہتر ہے کہ حائضہ سے مباشرت بھی نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جمنا کر بیٹھے اور گنہگار ہو۔ نووی نے کہا مباشرت ایک تو جمنا کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسے اوپر گزر اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف کے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسہ سے یا چٹنا سے یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت میں۔۔۔ بالاقاف علماء اور وہ جو عبیدہ سلمانی سے منقول ہے کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاذ ہے مگر ہے اس کو کسی نے قبول نہیں کیا اور اگر کچھ

قَالَتْ وَابَيْكُمْ بَيْلُكُمْ اِذْ تَبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْلُكُمْ اِذْ تَبَهُ.

۶۸۱- عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْأُيِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حَيْضٌ.

حضرت عائشہ نے کہا تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اس قدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے۔

۶۸۱- ام المومنین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتیں۔

بَابُ الْإِصْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِي لِحَافٍ وَاحِدٍ

باب : حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا

۶۸۲- ام المومنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ لیٹے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپ کے بیچ میں ایک کپڑا حائل ہوتا۔

۶۸۲- عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْطَجِعُ مَعِي وَأَنَا حَائِضٌ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ.

۶۸۳- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں دفعتاً مجھے حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا؟ میں نے کہا ہاں آپ نے مجھے بلایا پھر میں آپ کے ساتھ لیٹی اسی چادر میں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے۔

۶۸۳- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْخِمِيلَةِ إِذْ حِصْتُ فَأَنْسَلْتُ فَأَخَذْتُ بِنَابِ حِضْطِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنْفَسْتُ)) قُلْتُ نَعَمْ فَذَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخِمِيلَةِ قَالَتْ وَكَذَلِكَ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْحَنَابَةِ.

لے ثابت بھی ہو تو مرد و عورت دونوں کے لیے ایک احادیث صحیحہ کے جن کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ گھٹنے اور ناف کے بیچ میں مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور مقاموں میں اس میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت عمدہ ہے۔۔۔ جہاں حیض بند ہو اور عورت نے غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاوے گی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز میں حیض بند ہو تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے۔ ابھی مختصر۔

(۶۸۳) یہ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا ہر طیکہ بدن سے بدن نہ لے، ناف اور زانو کے نیچے یا صرف فرج نہ لے۔ علاوہ نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا اور اس کا بوسہ لینا درست ہے اسی طرح مس کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ شمس نہیں ہے وہ بانی اور ہر ایک رواں چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاندان کا مرد و عورت سکتی ہے، کھانا پکا سکتی ہے اس کا جو ٹھکانہ اور پینہ دونوں پاک ہیں اور این جڑ نے کہا اس پر اجماع ہے، علماء کا۔ ابھی۔

اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اس کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے اس کی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا اور قرآن پڑھنا درست ہے۔

۶۸۴- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت (پیشاب یا خاندہ وغیرہ) کے واسطے۔

۶۸۵- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں (جب) اعتکاف میں ہوتی (گھر میں جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیمار ہو تا اس کو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رہ کر اپنا سر میری طرف ڈال دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں نہ جاتے مگر حاجت کے لیے جب اعتکاف میں ہوتے۔ ابن ربیع نے کہا جب کہ وہ سب اعتکاف میں ہوتے۔

۶۸۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں ہوتے تو مسجد کے باہر اپنا سر نکال دیتے میں آپ کا سر دھو دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۷- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور میں حجرہ میں ہوتی پھر میں کنگھی کرتی آپ کے سر میں اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۸- ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا

بَابُ جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ رُوحِهَا
وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُورِهَا وَالْإِتِّكَافِ فِي
حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ

۶۸۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَفَ يَدْنِي بِيَّ رَأْسَهُ فَأَرْجُلَهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ

۶۸۵- عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضِ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَدْخُلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجُلَهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمَيْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ.

۶۸۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُحَاوِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۶۸۷- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْنِي بِيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي فَأَرْجُلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۶۸۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ

(۶۸۴) نووی نے کہا اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے معلوم ہوئے جن کا ذکر انشاء اللہ اعتکاف کے باب میں آئے گا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنے والا اپنے بدن کا کوئی حصہ، ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے تو اس کا اعتکاف باطل نہ ہو گا اور جو شخص حلق کرے اس بات کی کہ فلاں گھر میں نہ جائے گایا فلاں گھر سے نہ نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اس کے اندر کرے یا اس میں سے نکالے تو اس کی قسم نہ توئے گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے میں بشرطیکہ وہ راضی ہو۔ اجماع

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ. سر دھوتی اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَأْوِلِيهِ الْخُمُرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ خَيْضَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ))۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے جامناز اٹھانے مسجد سے۔ میں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

۶۹۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُنَادِلَهُ الْخُمُرَةَ مِنْ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((تَنَادِلِيهَا فَإِنَّ الْخَيْضَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ))۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مجھ سے حکم دیا جامناز کے اٹھالینے کا مسجد سے میں نے کہا میں حیض سے ہوں۔ آپ نے فرمایا اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ میں تھوڑی ہے۔

۶۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَسْتَمِرُّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ نَأْوِلِيهِ الثُّوبَ)) قَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ خَيْضَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ)) فَتَوَلَّاهُ۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے اسے میں آپ نے فرمایا اے عائشہ مجھ کو کپڑا اٹھا دے انھوں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے پھر انھوں نے کپڑا اٹھا دیا۔

۶۹۲- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی تھی پھر پی کر برتن رسول اللہ ﷺ کو دیتی آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ ﷺ کو دے دیتی آپ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

۶۹۳- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میری گود میں نکلیں لگاتے اور قرآن پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۹۴- انس سے روایت ہے یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اس کو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ. عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَأْوِلِيهِ الْخُمُرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ خَيْضَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ))۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُنَادِلَهُ الْخُمُرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((تَنَادِلِيهَا فَإِنَّ الْخَيْضَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ))۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَسْتَمِرُّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ نَأْوِلِيهِ الثُّوبَ)) قَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ خَيْضَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ)) فَتَوَلَّاهُ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَادِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَنْعَرُقُ الْعُرْقُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَادِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فَيَشْرَبُ۔ ۶۹۳- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَكَلَّمُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔ ۶۹۴- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتْ الْمَرْءَةُ فِيهِمْ لَمْ يُوَاكِلُوها وَلَمْ يُحَابِطُوهُنَّ فِي

(۶۸۹) ☆ حدیث میں غمرہ کا لفظ ہے اکثر علماء نے کہا کہ غمرہ وہ درسا گرا ہے جو بے وغیرہ کا جس پر عمدہ کیا جاوے اور خطاب نے کہا غمرہ سے مراد جامناز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مسجد کے باہر رہا تھا اندر کر کے بوریا گھسٹ لے اور ہاتھ اندر لے جانے میں کوئی قہاحت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہے۔

(۶۹۳) ☆ آپ ان کی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے ان کی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان تھے انھوں نے اسلام کی حرارت

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلہ کو پوچھا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ویسلونک عن المہیض آخر تک یعنی پوچھتے ہیں تم کو حیض سے تم کہ دو حیض پلید ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے۔ یہ خبر یہود کو پہنچی انھوں نے کہا یہ شخص (یعنی محمد) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا خلاف کرے یہ سن کر اسید بن خضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہود ایسا کیا کہتے ہیں۔ ہم حاضرہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں؟ (یعنی جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہم کو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا (ان کے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں آپ کو برا معلوم ہوا کس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھ گئے کہ آپ کو ان دونوں شخصوں پر غصہ آیا وہ اٹھ کر باہر نکلے اتنے میں کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تختہ کے طور پر آپ نے ان دونوں کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا تب ان کو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ ان کے اوپر نہ تھا۔

باب ہندی کا بیان

۶۹۵- حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی میں نے شرم کی رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں۔ میں نے مقداد بن اسودؓ سے کہا انھوں نے پوچھا آپ نے فرمایا پزندے کر دو حموڑاں اور وضو کرے۔

۶۹۶- حضرت علیؓ نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بوجہ فاطمہؓ کے۔ میں نے مقدادؓ سے کہا انھوں

النبوت فَمَسَّالْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَى فَأَعْرِضُوا عَنْهُ فِي الْمَحِيضِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اضْمَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الْخُكَاخَ)) فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودُ فَقَالُوا مَا يَرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَذْغَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ خَضِيرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُونَ كَذِبًا وَكَذَلِكَ فَلَا نَحْمِلُهُمْ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَحَدَّ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيبَةُ بْنُ لَيْثٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِيهِمَا أَنْتَاهُمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَحْدِ عَلَيْهِمَا.

بَابُ الْمَذْيِ

۶۹۵- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحْجِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِي فَأَمَرْتُ الْمَقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَمَسَّالَهُ فَقَالَ ((يَغْسِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)).

۶۹۶- عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ أَبَا أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْمَذْيِ مِنْ

مذ میں یہود سے مل کر یہ بات کہہ دی جو قرآن کے خلاف تھی۔

۱- مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلا ہے اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی کبھی اس کا نکلا محسوس نہیں ہوتا اور مرد اور عورت دونوں میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتوں میں زیادہ۔ (نووی)

نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (غسل ضروری نہیں)۔

۶۹۷- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انھوں نے پوچھا اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وضو کر ڈالے اور شرم گاہ دھو ڈالے۔

باب: سونے سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کا بیان

۶۹۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو رہے۔

باب: جنبی کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھولینا کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے

۶۹۹- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سونے کا قصد کرتے اور آپ جنبی ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے۔

أَحْلَى فَاطِمَةُ فَأَمَرَتْ الْمُعْتَدَاةَ فَسَأَلَتْ فَقَالَ ((مِنْهُ الْوُضُوءُ))۔

۶۹۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَرْسَلْنَا الْمُعْتَدَاةَ بِنَ الْبَّاسُودِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنِ الْمَذْيِ يَخْرُجُ مِنَ الْإِنْسَانِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّأُ وَانْضَحَ فَرَجْلَكَ))۔

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ

۶۹۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ

بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ

۶۹۹- عَنْ غَابِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

(۶۹۷) ☆ نووی نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسی واسطے آپ نے ذکر دھونے کا حکم کیا اور مرد ذکر کے دھونے سے یہ ہے کہ جس قدر ذکر میں مذی لگ گئی ہو اتنی دھو دے نہ کل ذکر کو۔ شافعیؒ اور جمہور علماء نے ایسا ہی کیا ہے اور مالکؒ اور احمدؒ سے منقول ہے کہ سارے ذکر کو دھو دے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوائے پیشاب اور پختانہ کے اور نجاستوں میں جیسے مذی اور خون وغیرہ دھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ دھیلے سے پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ دھار دواپنے خسر یا ساس یا سائے سے جماع کے متعلق باتیں کرنا آداب کے خلاف ہے۔ (انتہی مختصر)

(۶۹۸) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہا کروہ نہیں ہے اور سلف کے بعض زبانوں سے اس کو مردہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات تہجد اور دو غلطہ میں نائم ہو جاوے اور رسول اللہؐ کو اس بات کا ذکر نہ تھا۔

- ۷۰۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.
- ۷۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا غُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهِذَا السِّيَادِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى فِي حَدِيثِهِ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ.
- ۷۰۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِذَا أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ ((نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ)).
- ۷۰۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ يَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ ((نَعَمْ لَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ لَيَنِمَّ حَتَّى يَغْتَسِلَ إِذَا شَاءَ)).
- ۷۰۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ حَنَابَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّأَ وَاغْتَسَلَ ذَكَرَكَ ثُمَّ نِمَ)).
- ۷۰۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وَتَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْحَنَابَةِ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ فَدَ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.
- ۷۰۰- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا قصد کرتے اور آپ جُنبی ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے۔
- ۷۰۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔
- ۷۰۲- ابن عمرؓ سے روایت ہے عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی سونا چاہے اور وہ جُنبی ہو؟ آپ نے فرمایا وضو کرے پھر سو سکتا ہے۔
- ۷۰۳- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا اگر کوئی ہم میں سے جُنبی ہو تو وہ سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لیوے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل کر لے۔
- ۷۰۴- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان کو جنابت ہوتی ہے رات کو آپ نے فرمایا وضو کر لے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہے۔
- ۷۰۵- عبد اللہ بن ابی قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں پھر بیان کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کیا کرتے تھے آیا غسل سے پہلے سو رہتے تھے؟ انھوں نے کہا آپ دونوں طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے۔ میں نے کہا شکر خدا کا جس نے غفلت سے بچا رکھی امر میں۔

۷۰۶- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَثْلَهُ. ۷۰۶- یہ حدیث بھی ویسی ہے جیسے اوپر گزری ہے۔

۷۰۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَفْعُوَ فَلْيَتَوَضَّأْ)) زَادَ أَبُو بَكْرِ فِي حَدِيثِهِ يَتْبَعُهُمَا وَضُوءًا وَقَالَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَفْعُوَ. ۷۰۷- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے پھر کرے۔

۷۰۸- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ يَغْسِلُ وَاجِدِي. ۷۰۸- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنی سب عورتوں کے پاس ہوا کرتے ایک ہی غسل سے۔

باب وَجُوبِ الْغَسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا

۷۰۹- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَهِيَ حَدَّةٌ يَسْحَقُ إِلَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْفَرْأَةُ تَرَى مَا يَرَى الرَّحْلُ فِي الْفَتَمِ قَتَرَى مِنْ نَفْسِهَا مَا يَرَى الرَّحْلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا أُمِّ ۷۰۹- انس بن مالک سے روایت ہے کہ ام سلمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں (اور وہ داوی تھیں اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس سے) اور وہاں حضرت عائشہؓ بھی تھیں انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ عورت اگر سونے میں ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے (یعنی منی کو) یہ سن کر عائشہؓ نے کہا ام سلمہ تو نے رسوا کر دیا عورتوں کو (اس وجہ سے کہ احتلام اسی عورت کو ہو گا جو بہت

(۷۰۸) کہ تووی نے کہا حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ جب کا کھانا اور پینا اور سونا اور جماع کرنا غسل سے پہلے درست ہے اس پر سب کا جماع ہے اسی طرح اس بات پر کہ بدن کا پھینکنا پاک ہے ان حدیثوں کی رو سے یہ امر مستحب ہے کہ کھانا پینا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لے اور شراب لگا دے اور حویلیہ اگر ایسا نہ کرے تو مکروہ ہے اور زین حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب ہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی نکلا ہے کہ جہت کا غسل فی الفور واجب نہیں بلکہ جب نماز کے لیے اٹھے اس وقت واجب ہے۔ (انجمن اہل حق)

(۷۰۹) یعنی حضرت عائشہؓ کا کہنا حیرت ہے تاکہ میں منی لگے اس سے بد دعا مقصود نہ تھی نہ کوئی ننگ انھوں نے نیک بیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل یہ ہے کہ تجھ پر فتیٰ آوے اور تو غریب ہو جاوے پر اب عاودہ ہو گیا ہے عرب میں کہ یہ کلمہ اس وقت کہتے ہیں کہ جب کسی بات کو برا سمجھتے ہیں یا براہتے ہیں یا ہجرت کتے ہیں یا خفا ہوتے ہیں۔

نودی نے کہا جب عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی عورت بچے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق۔ اسی طرح اگرچہ بچہ بد لے صرف گوشت کا تو قرآن نے یا خون کی پٹکی اور جو غسل کو واجب نہیں کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے اور امام احمد جب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا شہوت کو نہ نکلے یا یوں ہی سونے میں نکلے یا جاتے میں معلوم ہوا اس کا نکلنا یا نامعلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو۔ اور منی نکلنے سے یہ مراد ہے کہ باہر سے

سَلِّمُ فَطَسَّخَتِ النِّسَاءَ تَرَبَّتْ يَمِينُكَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ ((بَلْ أَنْتَ فَتَرَبَّتْ يَمِينُكَ نَعَمْ فَلْتَعْتَسِلْ يَا أُمَّ سَلِّمٍ إِذَا رَأَتْ ذَلِكَ))۔
 پر شہوت ہو اور منی بھی اسی کی نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے (اور یہ انھوں نے نیک بات کہی)۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا ام سلیم عورت غسل کرے اس صورت میں جب ایسا دیکھے۔

۷۱۰- عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أُمَّ سَلِّمٍ حَدَّثَتْ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَابِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا رَأَتْ ذَلِكَ الْمَرْأَةُ فَلْتَعْتَسِلْ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلِّمٍ وَاسْتَحْتِيتُ مِنْ ذَلِكَ قَالَتْ وَمَلَّ يَكُونُ هَذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ ((نَعَمْ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشُّبُّ إِنْ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِظَ أَتَبَضُّ وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَمِنْ أَيِّمَا عِلًّا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ الشُّبُّ))۔
 ۷۱۰- قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب میں دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے شرم آئی میں نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے؟ (یعنی عورت کو بھی احلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ کیوں کر ہوتا ہے۔ مرد کا نطفہ گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر جو اوپر جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے بچہ اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

کل نکل آوے اگر سونے میں یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہیں نکلی تو غسل واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر منی حرکت کرے یا باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہیں اگر کسی کی منی نکلے لگے اور وہ نماز میں ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تمام لےوے یہاں تک کہ منی رک جاوے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور عورت کا حکم مرد کا سا ہے۔ (ابھی مختصر)۔
 (۷۱۰) ☆ یعنی بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے مل کر پیدا ہوتا ہے پھر جس کا نطفہ غالب ہو تا ہے بچہ اسی کی صورت ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہو تو اس کا نکلنا اور احلام ہونا ممکن ہے۔

نوڈی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان میں حالت صحبت میں۔ علماء نے کہا مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کد کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اس کے نکلنے میں لذت آتی ہے اور جب نکل چکی ہے اسی وقت شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اس کی بو ایسی ہوتی ہے جیسے بھجور کے گاہر کی قریب آنے کی بو کے اور سوکھ کر بعضوں نے کہا پشاپ کی سی بو ہو جاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد صبح اور سالم ہو کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ اگر بیمار ہو تو مرد کی منی بھی زرد اور رقیق ہو جاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہو جاتے ہیں تو وہ کد کر نہیں نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے بخنی کی طرح اور کبھی خالص خون کی طرح نکلتی ہے لیکن اگر منی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہو گا اور منی کے تین خاصے ہیں ایک تویہ کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے کے بعد سستی ہو جاوے۔ دوسری بو بھجور کے گاہر کی طرح۔ تیسری آہستہ آہستہ کئی بار نکلے ان میں سے ہر ایک بات کافی ہے اس کے منی ہونے کے لئے اور تین باتوں کا ہونا ضروری نہیں اگر ان تینوں میں سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب یہ ہو گا کہ وہ منی نہیں ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اس کی پہچان دو اوصاف سے ہے چھ

۷۱۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلْتُ امْرَأَةً رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّحُلُ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ ((إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الرَّحُلِ فَلْتَعْتَسِلْ)).

۷۱۲- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِبُّ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غَسَلٍ إِذَا اخْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ ((قَرِيبٌ يَذَاكَ فِيمَ يُشَبِّهُهَا وَلَذَهَا)).

۷۱۳- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَصَحَّتِ النِّسَاءُ.

۷۱۴- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبَتْهُ أَنْ أُمُّ سُلَيْمٍ أُمَّ نَبِيِّ أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْنَى حَبِيبِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أَوْ لَكَ أَتَرَى الْمَرْأَةَ ذَلِكَ.

۷۱۵- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ

۷۱۱- انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر عورت خواب میں وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس میں سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے۔

۷۱۲- ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ سچ بات سے شرم نہیں کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اس کو احتلام ہووے؟ آپ نے فرمایا ہاں جب وہ پانی دیکھے (یعنی منی کو)۔ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو منی لگے (احتلام نہیں ہوتا تو پھر) بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے؟

۷۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۷۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتی ہیں کہ ام سلیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں باقی وہی حدیث ہے۔

۷۱۵- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے

کہ ایک تو بومر کی منی کی بو کی طرح دوسرے لذت اس کے نکلنے وقت اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کا کم ہو جانا پھر منی جس طرح اور جس حال میں نکلے اس کے نکلنے سے غسل واجب ہوگا۔ انجی مال قال النووی

(۷۱۲) ☆ اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیاء اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے جیسے اس کی اور صفات مخلوقات کی صفات میں ہیں اسی طرح یہ صفت بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں ایسا حدیث سے تاویل کرنے والوں کو بہت برا سمجھا ہے۔

(۷۱۵) ☆ حدیث میں الت کا لفظ ہے اس کا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنی ہاتھ زخمی کئے جاویں اور کوٹنے جاویں لہٰذا سے جو

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اس کو احتلام ہو اور پانی دیکھے؟ (یعنی منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تیرے ہاتھوں کو منی لگے اور وہ کوچے جاویں تھیں اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس کو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے ماں باپ کے وہ کاہے سے ہوتا ہے؟ جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ اپنے خنیاں کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ دو حیل پر پڑتا ہے۔

باب : عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے

۷۱۶- ثوبانؓ سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد غلام) تھا رسول اللہ ﷺ کا اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ اسے میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا السلام علیک یا محمدؐ میں نے اس کو ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا وہ بولا تو کیوں دھکا دیتا ہے میں نے کہا تو (نام لیتا ہے حضرت کا اور) رسول اللہ کیوں نہیں کہتا؟ وہ بولا ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمدؐ ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھلا میں اگر تجھے کچھ بتلاؤں تجھ کو فائدہ ہو گا اس نے کہا میں کان سے سنوں گا تب رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ۔ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا اخْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتْ الْمَاءَ فَقَالَ ((نَعَمْ)) فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرَبْتُ بِذَلِكَ وَأَنْتِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ذَعِبَهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ إِذَا عَلَا مَاءُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَحْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَغْصَامَهُ))

بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَانِهِمَا

۷۱۶- عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ جَبْرٌ مِنْ أَحْبَابِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْنَا يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْنَاهُ دَفْعَةً كَأَنَّهُ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِي فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلِي)) فَقَالَ الْيَهُودِيُّ جَنَّتْ أَسْأَلُكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَيْتُكَ شَيْئًا إِنْ حَدَّثْتُكَ)) قَالَ أَسْمِعْ بِأَذْنِي فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مَعَهُ فَقَالَ ((مَسْ)) فَقَالَ

لہ ایک ہتھیار ہے نوئی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحرین میں ہے کہ صحیح آلت ہے یعنی بیخ مدی حضرت عائشہؓ نے۔

نے فرمایا لوگ اس وقت اندھیرے میں پہلے صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔ اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس پہلے سے پار ہو گئے؟ آپ نے فرمایا مہاجرین میں جو محتاج ہیں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو تنہا کے ساتھ گھریاں چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر مبرا کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کا پہلا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا کھانا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) اس نے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تیل کا ناجائے گالان کے لیے جو جنت میں چرا کر آتا تھا۔ پھر اس نے پوچھا یہ کھا کر وہ کیا پیئیں گے؟ آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جس کا نام سلسیل ہے۔ اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوائی کے شاید اور ایک دو آدمی جانتے ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر میں وہ بات تجھے بتا دوں تو تجھے فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا میں اپنے کان سے سن لوں گا پھر اس نے کہا میں بچہ کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے۔ یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بے شک آپ تنہا ہیں پھر جب چلا پیٹھ پھیر کر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم نہ تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتادیں۔

الْيَهُودِيُّ أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تَبْدَأُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هُمْ فِي الظُّلُمَةِ ذُؤُنَ الْجَنْبِ)) قَالَ فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَارَةً قَالَ ((فَقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ)) قَالَ الْيَهُودِيُّ فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْحَنَةَ ((قَالَ زِيَادَةُ كَبِدِ النَّوْنِ)) قَالَ فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى بَرِّهَا قَالَ ((يَنْخَرُ لَهُمْ نَوْرُ النَّجْمَةِ الَّتِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا)) قَالَ فَمَا شَرِبَتُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسِيلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَحُلٌ أَوْ رَحْلَانِ قَالَ ((يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ)) قَالَ أَسْمِعْ بِأَذْنِي قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ الرَّكْبَةِ قَالَ ((مَاءُ الرَّجُلِ أَيْضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ فَإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلَا مِنْهُ الرَّجُلُ مِنْهُ الْمَرْأَةُ أَذْكَرُ يَأْذَنُ اللَّهُ وَإِذَا عَلَا مِنْهُ الْمَرْأَةُ مِنْهُ الرَّجُلُ إِنَّا يَأْذَنُ اللَّهُ)) قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ صَدَقْتَ وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى آتَانِي اللَّهُ بِهِ))

۷۱۷- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے صرف چند الفاظ کا معمولی تغیر و تبدل ہے۔

۷۱۷- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِإِسْنِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زِيَادَةُ كَبِدِ النَّوْنِ

وَقَالَ أَذْكَرَ وَأَنْتَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرًا وَأَنْتَا.

بَابُ صِفَةِ غَسْلِ الْجَنَابَةِ

۷۱۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَدًا فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَغْرِغُ بِمِيزِنِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أُصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدْ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَقَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

۷۱۹- عَنْ هِشَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرَّجْلَيْنِ.

۷۲۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَيَدًا فَيَغْسِلُ كَفَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرَّجْلَيْنِ.

۷۲۱- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَدًا فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ

باب: غسل جنابت کا بیان

۷۱۸- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر دائے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے تیار کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔

۷۱۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں دونوں پاؤں دھونے کا ذکر نہیں۔

۷۲۰- اس سند سے بھی ویسی ہی حدیث مروی ہے کہ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غسل جنابت کیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے ابتدا کی ان کو تین مرتبہ دھویاں باقی حدیث وہی ہے صرف پاؤں دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

۷۲۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے

(۷۱۸) نو دہی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونوں پہنچوں کو تین بار دھوئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اس کو دھوئے پھر وضو کرے جس طرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی میں ڈال کر ایک چلو لے اور سر کے بالوں اور داڑھی کے بالوں میں اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بطنوں اور کاٹوں اور ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پاؤں کی انگلیوں کی اور ان سب جگہوں میں پانی پھینچاوے پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہ پانی پھینچاوے اور مستحب یہ ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبده ورسوله پڑھے غسل سے پہلے نیت کرے۔ ان سب چیزوں میں نیت اور سارے بدن پر پانی پھینچانا فرض ہے اور شرط یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزیں جس حد میں ہیں اور لمبا بدن کا واجب نہیں ہے مگر مالک و مزرعی کے نزدیک واجب ہے۔ اسی طرح وضو بھی غسل جنابت میں واجب نہیں ہے مگر وہ خود ظاہری کے نزدیک واجب ہے (ابھی مختصر)۔

تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ.

نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔

۷۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَسْلَهُ مِنَ الْحَنَابَةِ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَذْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَّلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْفَارِضَ فَذَلَكُمُهَا ذَلِكَ شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلَّةً كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَعَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِالْعَنْدِيلِ فَرَدَّهُ.

۷۲۲- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انھوں نے پانی رکھا رسول اللہ کے لیے غسل جنابت کے واسطے۔ آپ نے پہلے دونوں پہنچے دھوئے دوبارہ تین بار پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا رگڑ کر زور سے پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر سارے بدن کو دھویا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے پھر میں رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو آپ نے نہ لیا۔

۷۲۳- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا إِفْرَاقُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّأْسِ وَفِي حَدِيثٍ وَكَيْعٍ وَصَفَ الْوُضُوءَ كَلَّوْهُ يَذْكُرُ الْمُضْمَضَةَ وَالْإِسْتِشْقَاقَ فِيهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْعَنْدِيلِ.

۷۲۳- اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے مگر سر پر تین چلو کا ذکر نہیں ہے۔ وکیع سے بھی یہی روایت مروی ہے اس میں وضو کی مکمل ترتیب ہے اور انہوں نے کئی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ ابو معاویہ کی حدیث میں رومال کا ذکر نہیں۔

(۷۲۲) نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں پونچھا بہتر نہیں ہے اور ہمارے علماء کے اس میں پانچ قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ پونچھا مستحب ہے اور پونچھا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرا یہ کہ پونچھا مکروہ ہے۔ تیسرا یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ چوتھا یہ کہ پونچھا مستحب ہے۔ پانچواں یہ کہ گری میں مکروہ ہے جائزے میں مکروہ نہیں۔ اور صحابہؓ سے اس میں تین مذہب منقول ہیں ایک تو یہ کہ پونچھنا جائز ہے کچھ قاحت نہیں وضو اور غسل دونوں میں انس بن مالک اور سفیان ثوری کا یہی قول ہے۔ دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو اور غسل دونوں میں ابن عمر اور ابن ابی کبش کا یہی قول ہے تیسرا یہ کہ وضو میں مکروہ ہے غسل میں مکروہ نہیں۔

ابن عباسؓ کا قول یہی ہے اور نہ پونچھنے کے باب میں ایک حدیث یہ ہے دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہؐ غسل کر کے نکلے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور پونچھنے کو ایک جماعت صحابہؓ نے نقل کیا ہے لیکن اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ ترمذی نے کہا اس باب میں رسول اللہؐ سے کچھ ثابت نہیں۔ (نووی)

بعوضوں نے اس حدیث سے پونچھنا جائز رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی جھٹکانا اور کپڑے سے پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ نہ جھٹکانا بہتر ہے اور جھٹکانا مکروہ نہیں کہہ سکتے دوسرے یہ کہ مکروہ ہے تیسرے یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس حدیث سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (ابن حجر)

۷۲۴- عن ابن عباس رضی اللہ عنہما میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تولیہ لایا گیا لیکن آپ نے اسے نہ چھوا اور ہاتھوں سے پانی چھڑاتے رہے۔

۷۲۵- ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے جناب کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جس میں اونٹنی کا دودھ دھتے ہیں) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب سر کا دھوے پھر بائیں جانب بعد اس کے دونوں ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے۔

باب: غسل جنابت میں کتنا پانی لینا بہتر ہے اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے

۷۲۶- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا ہے (یعنی سات آٹھ سیر) جنابت سے۔

۷۲۷- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک کھٹورے سے اور وہ فرق تھا (فرق

۷۲۴- عن ابن عباس عن ميمونة أن النبي صلى الله عليه وسلم أتى ميمونة فلم يمسسه وحمل يقول بالماء هكذا يعني ينفضه.

۷۲۵- عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا غسل من الجنابة دعا بشيء نحو الحلاب فأخذ بكفه بدأ بشيئ رأسه الأيمن ثم الأيسر ثم أخذ بكفيه فقال بهما على رأسه.

باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة وغسل الرجل والمرأة في إناء واحد في حالة واحدة وغسل أحدهما بفضل الآخر

۷۲۶- عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغتسل من إناء هو الفرق من الحنابة

۷۲۷- عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل في القدر وهو

(۷۲۵) ☆ صحیح حلاب ہے بکسر حاء اور تخفیف لام اور بعضوں نے اس کو حلاب پڑھا ضمیم و تشدید لام کے اور مرد اس سے گلاب ہے لیکن ہروئی نے اس کا نکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے۔

(۷۲۶) ☆ نووی نے کہا اہل اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی ہے بشرطیکہ اعضا بیگ باقی اور مستحب یہ ہے کہ وضو میں ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل میں ایک صاع سے کم نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہاں دو صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہر حال پانی بیکار بہا مانع ہے اگرچہ نہی کنارے غسل کرتا ہو۔ یہ منافعت تخریکی ہے اور بعضوں نے کہا اسراف حرام ہے۔ انجما

(۷۲۷) ☆ نووی نے کہا مرد اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی باجماع جائز ہے اور مرد کا طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ہمارے اور مالک اور ابو حنیفہ اور مجاہد علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کراہت بھی نہیں ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد و

اس برتن کو کہتے ہیں جس میں تین صاع پانی آتا ہے) اور میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔

۷۲۸- ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کارضائی (دودھ کے ناتے کا بھائی (عبداللہ بن یزید) ان کے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر کرتے تھے؟ انھوں نے ایک برتن مگوایا جس میں صاع بھر پانی آتا تھا اور نہائیں اور ہمارے اور ان کے بیچ میں ایک پردہ تھا انھوں نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا ابو سلمہ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی پیپیاں اپنے بال کتراتی تھیں اور کانوں تک بال رکھتی تھیں۔

الْفَرْقُ وَكُنْتُ أَعْتَمِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْبَنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ مِنْ بَنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَالْفَرْقُ ثَلَاثَةُ أَصْعٍ.

۷۲۸- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَأُحْوَاهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غَسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنَازِيقِ فَدَعَتْ بِنَاءً قَدِيرَ الصَّاعِ فَأَعْتَمَلْتُ وَبَيْنَمَا سَبْرُ وَأَفْرَغْتُ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُونَ مِنْ رُءُوسِهِمْ حَتَّى تَكُونَ كَالْفَرْقَةِ.

ظاہری کے نزدیک عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں بشرطیکہ عورت اس پانی کو غلوت میں لے گئی ہو اور اس کو استعمال کیا ہو اور عبداللہ بن جریس اور حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق بھی ہے اور سعید بن مسیب اور حسن سے مطلقاً کہتے بھی منقول ہے اور مختار جمہور کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ نے اپنی بیبیوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کیا اور غلوت کو اس میں کوئی داخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے اپنی ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے۔ ائمہ حدیث نے (جیسے بخاری) اس کو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضاء سے مگر اوہ تو مستعمل ہے اس سے غسل درست نہیں یا وہ ممانعت استحباب کے لیے ہے۔ واللہ اعلم (انجمی)

(۷۲۸) ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہ اور عبداللہ بن یزید نے ان کا سر اور اوپر کا بدن دیکھا نہ ان کے سامنے پانی مگوایا سے اور نہ ان سے کوئی فائدہ نہ تھا۔ عبداللہ تو رضائی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضائی بھائی تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر نے ان کو دودھ پلایا تھا اور یہ دونوں حرم ہیں اور حرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے۔

حدیث میں وفردہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفردہ سے بڑھ کر ہے اور لہ ان ہالوں کو کہتے ہیں جو مومنوں تک ہوں۔ اور ان کے کہا وفردہ سے کم ہے یعنی جو بال کانوں تک ہوں ابو حاتم نے کہا وفردہ بال ہیں جو کانوں پر ہوں۔ قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتیں تو چونیاں نکالا کرتیں تھیں اور رسول اللہ کی بیبیوں نے آپ کی وقات کے بعد شاید ایسا کیا ہو نہایت کے ترک کرنے کے لیے۔ نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح اور علماء نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہیں ہوتا کہ انھوں نے رسول اللہ کی حیات میں ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نفی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہے۔ (انجمی)

۷۲۹- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأُ بِبَيِّنِهِ فَصَبَّ عَلَيْهِمَا مِنَ الْمَاءِ فَغَسَّلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَى الْأَذَى الَّذِي بِهِ يَبِينُهُ وَغَسَلَ عَنْهُ بِشِمَالِهِ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذَلِكَ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِبْنَاءِ وَاحِدٍ وَنَحْنُ جُنُبَانِ.

۷۳۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبْنَاءِ وَاحِدٍ يَسْبُغُ ثَلَاثَةَ أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ.

۷۳۱- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِبْنَاءِ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَثَدَيْنَا فِيهِ مِنَ الْحَنَابَةِ.

۷۳۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِبْنَاءِ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَاحِدٍ فَيُبَادِرُنِي حَتَّى أَقُولَ دَع لِي دَع لِي قَالَتْ وَهَذَا جُنُبَانِ.

۷۳۳- عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبْنَاءِ وَاحِدٍ.

۷۳۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۷۲۹- ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اس پر پانی ڈالتے اور اس کو دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے بدن پر جو نجاست ہوتی اس کو دھوئے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے۔ حضرت عائشہ نے کہا میں اور رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل ایک برتن سے کیا کرتے۔

۷۳۰- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جس میں تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا۔

۷۳۱- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونوں کے ہاتھ اس میں پڑتے جاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا۔

۷۳۲- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے اور برتن سے جو میرے اور آپ کے بیچ میں ہوتا آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہاں تک کہ میں کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑ دو اور دونوں جنبی ہوتے۔

۷۳۳- ام المومنین ميمونة سے روایت ہے کہ وہ اور نبی کریم ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے۔

۷۳۴- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ميمونة کے

(۷۳۰) ☆ قاضی عیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین مد پانی لیا جاتا تھا۔ یہ مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جس میں فرق کا ذکر ہے یا ایسا ہی کسی وقت میں ہوا ہو گا۔ دو تہی نے کہا اس حدیث میں تین مد کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت میں پانچ کوک کا بیان ہے غسل میں اور ایک کوک کا وضو میں اور ایک روایت میں ایک صاع غسل کے لیے اور ایک مد وضو کے لیے آیا ہے اور ایک روایت میں ہے ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک۔ امام شافعی اور علماء نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باعتبار موقع اور حالت اور نکت اور کثرت پانی کے تھا۔ بہر حال طہارت کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ.

بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے۔

۷۳۵- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْحَنَابَةِ.

۷۳۵- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے۔

۷۳۶- عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَائِكَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكْوَلٍ وَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى بِخَمْسِ مَكَائِكَ.

۷۳۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو کرتے (مکوک سے مراد مد ہے)۔

۷۳۷- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْذَادٍ.

۷۳۷- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک غسل کرتے۔

۷۳۸- عَنْ سَفِينَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَسِّلُهُ الصَّاعَ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْحَنَابَةِ وَيُوضِّئُهُ الْمُدَّ.

۷۳۸- سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک مد پانی وضو کے لیے کافی تھا۔

۷۳۹- عَنْ سَفِينَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ.

۷۳۹- سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے اور ایک مد پانی سے وضو کرتے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى الرَّأْسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا

باب : سر وغیرہ پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان

۷۴۰- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَا أَنَا فَإِنِّي أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَا أَنَا

۷۴۰- جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگوں نے جگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل میں۔ بعضوں نے کہا ہم تو سر کو اس طرح دھوتے ہیں ایسے ایسے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتا

(۷۳۹) امام مسلم نے کہا کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے سفینہ کو صحابی کہا اور ابو ریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنی سفینہ اور مجھے اس کی روایت کا اعتبار نہیں۔ نووی نے کہا اس صورت میں امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثوں کی متابعت کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کر کے۔

(۷۴۰) نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضا کو اور جیسے وضو میں تین بار ہر ایک عضو کا دھونا مستحب ہے اسی طرح غسل میں۔

ہوں۔

۷۴۱- عن جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں۔

۷۴۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تئیف کی طرف سے جو لوگ آئے تھے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا ملک سرد ہے تو غسل کیوں کر کریں؟ آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں (زیادہ پانی بہانا ضروری نہیں)۔

۷۴۳- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے۔ حسن نے کہا میرے تو بال بہت ہیں۔ جابر نے کہا اے نبیجے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور تجھ سے بہتر تھے۔

باب: عورتیں غسل میں چوٹیاں کھولیں یا نہ کھولیں

۷۴۴- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں کیا جنابت کے غسل کے لیے اس کو کھولوں آپ نے فرمایا نہیں تجھ کو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جائے گی۔

۷۴۵- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کہ ام سلمہ نے کیا کہا کہ میں اپنی چوٹی کو غسل حیض اور غسل جنابت کے لیے

فَأَنبِيْ أَيْضُ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثَ أَكْفٍ))۔

۷۴۱- عن جَابِرِ بْنِ مَطْعَمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْحَنَابَةِ فَقَالَ ((أَمَّا أَنَا فَأَفْرِغُ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثًا))۔

۷۴۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ وَقَدْ تَقَبَّيْوَ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ فَقَالَ ((أَمَّا أَنَا فَأَفْرِغُ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثًا)) قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رَوَاتِهِ حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ وَقَالَ إِنَّ وَقَدْ تَقَبَّيْوَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

۷۴۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ حَنَابَةِ صَبَّ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثَ حَقَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ شُعْرِيْ كَثِيرٌ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ أُحْجَى كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ۔

بَابُ حُكْمِ صَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ

۷۴۴- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ شَعْرَ رَأْسِيْ فَأَتَقَضُّ لِبَسْلِ الْحَنَابَةِ قَالَ ((لَا إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَغْتَبِيْ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَنَابَاتٍ ثُمَّ تُفَيِّضِينَ عَلَيْكَ الْمَاءَ فَتَطْهَرِينَ))۔

۷۴۵- عَنْ أُبَيِّ بْنِ مُوسَى فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَأَتَقَضُّ لِلْحَنِظَةِ وَالْحَنَابَةِ

(۷۴۴) ☆ نو دینی نے کہا ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی میں جب سب بالوں کو پانی پہنچ جائے اندر اور باہر تو اس کا کھولنا ضروری نہیں اور جو بن کھولے پانی نہ پہنچے تو کھولنا چاہیے اور فرض سے منقول ہے کہ ہر حال میں کھولنا ضروری ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض کے غسل میں کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل میں ضروری نہیں اور ہماری دلیل ام سلمہ کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اس کا بھی حکم عورت کا سا ہے۔ اچھا

فَقَالَ لَا تُنْمِ ذَكَرُ بَعْضَى حَلِيشِ ابْنِ عَجِينَةَ.

۷۴۶- عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مَوْسَى يَهْدَى الْإِسْنَادَ وَقَالَ أَفْأَحُلُهُ فَأَعْبِلُهُ مِنَ الْحَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ.

۷۴۷- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا يَا بَنِي عَمْرٍو هَذَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَخْلِفْنَ رُءُوسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنَاءٍ وَاحِدٍ وَلَا أُرِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاقَاتٍ بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ

مِنْ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مَسْلُكِ فِي

مَوْضِعِ الدَّمِ

۷۴۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ فَذَكَرْتُ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مَسْلُكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اتَّطَهَّرُ بِهَا قَالَ ((تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللَّهِ)) وَاسْتَمَرَّ وَأَشَارَ لَنَا سُبْحَانَ بْنِ عَجِينَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں۔

۷۴۶- مذکورہ بالا حدیث بھی ایک دو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس سند سے بھی آئی ہے۔

۷۴۷- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تعجب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر تین چلو ڈال لیتی۔

باب: جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو

مستحب ہے

۷۴۸- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیوں کر غسل کروں؟ آپ نے سکھایا اس کو غسل کرنا پھر فرمایا کہ مشک لگا ہوا ایک پھولے اور اس سے پانی کر وہ بولی کیونکر پانی کروں؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہیں سمجھتی پانی کراس سے اور آڑ کر لی آپ نے۔ سفیان نے بتلایا ہم کو ہاتھ اپنا منہ پر رکھ کر (یعنی شرم سے آپ نے ایسا کیا)۔ حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور

(۷۴۷) نوٹی نے کہا عبداللہ بن عمر نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت میں ہے جب سارے بالوں میں پانی نہ پہنچ سکے یا ان کا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے جیسے شخصی سے ہم نے نقل کیا اور ان کو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہنچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب اور احتیاط کے ہوگا۔

(۷۴۸) یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب کے اور نقاس کے بعد بھی ایسا مستحب ہے۔ بعضوں نے کہا کہ مشک کے استعمال سے نفقہ جلدی نمبر ۳ ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے۔ اگر چہ

رسول اللہ کا مطلب میں پہچان گئی تھی میں نے کہا اس پھوسے کو خون کے مقام پر لگا (یعنی شرمگاہ پر)۔

۷۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں پاکیزگی کا غسل کس طرح کروں تو آپ نے فرمایا تو خوشبودار روٹی لے کر پاکیزگی حاصل کر۔

۷۵۰- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ اسماء (ہشک کی بیٹی یا یزید بن سکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے حیض کا غسل کیونکر کروں؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح چاکی کرے (یعنی حیض کا خون جو گہوا ہوا ہو دھوے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے ملے یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جائے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک پھابا (روٹی یا کپڑے کا) ٹکڑا لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے۔ اسماء نے کہا کیونکر پاکی کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے۔ حضرت عائشہ نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر لگا دے۔ پھر اس نے جنابت کے غسل کو پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہاں تک کہ پانی سب مانگوں میں پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔ حضرت عائشہ نے کہا انصار کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں (اور یہی لازم ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے)۔

۷۵۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

قُلْتُ تَتَّبِعِي بِهَا أَثَرَ الدِّمِّ وَحَالُ ابْنِ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَةٍ قُلْتُ تَتَّبِعِي بِهَا أَثَرَ الدِّمِّ.

۷۴۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اغْتَسِلَ عِنْدَ الطَّهْرِ فَقَالَ ((حُدِّي فِرْصَةَ مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا)) ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ.

۷۵۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غَسْلِ الْمَحِيضِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ اخْدَاكُنْ مَاءَهَا وَبِذَرَتِهَا فَتَطْهَرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلُكُهُ ذَلِكَ شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطْهَرُ بِهَا)) فَقَالَتْ أَسْمَاءُ ((سُبْحَانَ اللَّهِ تَطْهَرِينَ بِهَا)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَأَنَّهَُا تُخْفِي ذَلِكَ تَتَّبِعِينَ أَثَرَ الدِّمِّ وَسَأَلَتْهُ عَنْ غَسْلِ الْحَنَاءِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ مَاءً فَتَطْهَرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ أَوْ تَبْلُغُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَقْمِضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ بَغِمَ النِّسَاءِ بِنَاءَ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ.

۷۵۱- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ

ہر کوئی خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بکر کو فرج کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں اور شبہ کو اتنی دور تک پانی پہنچانا واجب ہے جس قدر حاجت کے لیے پیچھے میں نکلتا ہے۔

قَالَ ((سُبْحَانَ اللَّهِ تَطَهَّرِي بِهَا)) وَاسْتَمْتَر.

۷۵۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذَهَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ شَكْلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا ضَمُرَتْ مِنَ الْخَيْضِ وَسَاقِ الْحَيْضِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ غَسْلُ الْخَنْبَةِ.

۷۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اسماء بنت شکل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ جب ہم میں سے کوئی عورت حیض سے پاک ہو تو کیسے غسل کرے؟ باقی حدیث گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں غسل جنابت کا ذکر نہیں۔

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلَاتِهَا

باب: مستحاضہ کا بیان اور اس کے غسل اور نماز کا حال

☆ مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ میں مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے ہیں اس خون کو جو بے وقت عورت کی شر مگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ میں سے نکلتا ہے جس کو عادل کہتے ہیں اور حیض کا خون رحم کی قعر میں سے نکلتا ہے۔ مستحاضہ سے وطی درست ہے اگر یہ خون جاری ہو۔ ہمارے اور جمہور علماء کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہؓ سے اس کی ممانعت منقول ہے۔ فحی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے اور احمد نے کہا کہ اس وقت جماع کرے جب خاوند کو زمانہ میں پڑ جانے کا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول ہے اور دلیل اس کی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا احمد بنت جہش سے کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے خاوند ان سے جماع کرتے تھے روایت کی اس کو ابو داؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور احکام اور قرات اور مسح صحف اور جہدہ و حلاوت اور جہدہ و شکر میں اور ساری عبادات میں مثل پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شر مگاہ کو دھو لے اور فرج میں ایک کپڑا یا روئی رکھ لے۔ اگر خون بہت بہت ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوت باندھے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا حجام کرے اگر پانی نے لے لیا نہ ہو اور فرض پڑھنے کے بعد جتنے غسل چاہے پڑھے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑھے اور یا قضاء اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضیں چاہے پڑھے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہیں لےتا تو جب تک اور کسی قسم کا حادث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھے۔ اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز کے لیے ہمارے نزدیک درست نہیں اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہیں کسی نماز کے وقت پر اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابن زبیرؒ اور عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور میتہ اور حسن سے منقول ہے کہ عکرمہ کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ٹھہر کر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ بھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حد نہیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور مستحاضہ کی دو قسمیں ہیں ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن رات سے کم دوسرے جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت معاذہ نہ ہو یعنی شروع اس کو یہی آیا ہو تو اس کا حیض ایک دن ایک رات تک ٹھہر ہو گا ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ۔ دوسری یہ کہ معاذہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اتنا حیض گنا جلاوے گا اور باقی استحاضہ۔ تیسری یہ کہ نمیز نہ ہو کہ بھی خون قوی دیکھے بھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو۔ (نووی معہ زیادہ اختصار)

۷۵۳- عن عائشة قالت جاءت فاطمة بنت أبي حنيفة إلى النبي ﷺ فقالت يا رسول الله إني امرأة استحاضت فإنا أطهر أفأدع الصلاة فقال ((لا إنما ذلك عرق وليس بالحيضة فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فأغيبلي عنك الدم وصلي))

۷۵۴- عن هشام بن عروة بن حذيفة حديث وكيع وإسناده وفي حديث قتبة عن جرير جاءت فاطمة بنت أبي حنيفة بن عبد المطلب بن أسد وهي امرأة منا قال وفي حديث حماد بن زيد زيادة خرف تركنا ذكره.

۷۵۵- عن عائشة أنها قالت استفتت أم حبيبة بنت حنيفة رسول الله ﷺ فقالت إني استحاضت فقال ((إنما ذلك عرق فأغيبلي ثم صلي)) فكانت تغتسل عند كل صلاة قال الليث بن سعد لم يذكر ابن شهاب أن رسول الله ﷺ أمر أم حبيبة بنت حنيفة أن تغتسل عند كل صلاة ولكنه شيء فعلته هي وقال ابن رافع في روايته أنه حنيفة ولم يذكر أم حبيبة.

۷۵۶- عن عائشة زوج النبي ﷺ أن أم حبيبة بنت حنيفة حنة رسول الله ﷺ ونحت عبد الرحمن بن عوف استحيضت سبع سنين فاستفتت رسول الله ﷺ في ذلك فقال رسول الله ﷺ ((إن هذبة ليست

خون وهو ذال اور نماز پڑھ۔

۷۵۴- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۷۵۵- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کرو اور نماز پڑھ۔ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لئے۔ لیث نے کہا ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا بلکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خود ایسا کیا۔ ابن ربیع کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں بلکہ صرف جحش کی بیٹی کا ذکر ہے۔

۷۵۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھیں رسول اللہ ﷺ کی اور بی بی عبد الرحمن بن عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کرو اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ

(۷۵۳) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اس زمانہ میں جو حیض کا خون نہ ہو اور اس پر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اس کی آواز حاجت کے وقت غیر سن سکتا ہے۔ (انجمنی)

ایک کو ٹھڑی میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کو ٹھڑی میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی (اس قدر خون بہا کرتا)۔ ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمن سے بیان کی انھوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتویٰ سن لیتی۔ قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے سے (یعنی اس کو بھی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی)۔

۷۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں ان کو سات سال سے استحاضہ کا مرض تھا باقی حدیث وہی ہے۔

۷۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنت جحش سات سال سے مستحاضہ تھیں۔

۷۵۹- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہؓ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ کے خون کو حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے ان کے نہانے کا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تو اتنے دنوں ٹھہری رہ جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا (یعنی عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے) پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔

۷۶۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو عبد الرحمن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن ٹھہری رہ جتنے دنوں (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے

بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِزْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي) قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَبٍ فِي حُجْرَةٍ أُخِيَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ حَتَّى تَغْلُو حُمْرَةَ الدِّمِ الْمَاءِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ هَذَا لَوْ سَمِعْتُ بِهِذِهِ الْفَتَا وَاللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَتَكْبِي لِأَنَّهَا كَانَتْ لَا تَصَلِّي.

۷۵۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ اسْتَحِضَتْ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُمَرُو بْنِ الْحَارِثِ إِلَى قَوْلِهِ تَغْلُو حُمْرَةَ الدِّمِ الْمَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

۷۵۸- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحِضُ سَبْعَ سِنِينَ يَنْحُو حَدِيثُهُمْ.

۷۵۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ أُمُّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الدِّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَبَهَا مَلَانٌ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اْمْكُحِّي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحِيضُكَ حِيضُكَ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي)).

۷۶۰- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ الْيَمَنِيَّةِ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَّتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الدِّمَ فَقَالَ لَهَا ((اْمْكُحِّي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحِيضُكَ حِيضُكَ ثُمَّ

(۷۶۰)☆ جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جن سے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انھوں نے طلاق دے دی تو رسول اللہ کے نکاح میں آئیں۔ دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبد الرحمن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں۔ تیسری حنہ جو طلحہ بن عبید اللہؓ

اغْتَسَلِي ۖ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ مَلَأَةٍ.

لے غسل کیا کرتیں۔

بَابُ وَجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى

باب: حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور

الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ

روزے کی قضا واجب ہے۔

۷۶۱- عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ

۷۶۱- معاذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے

فَقَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض

فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتَ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا

کے دنوں کی نماز کو؟ انھوں نے کہا کیا تو حُروری ہے؟ ہم میں سے

تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

جس کو حیض آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو

وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءِ

نماز کی قضا حکم نہ ہوتا۔

۷۶۲- عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَقْضِي

۷۶۲- معاذہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

الْحَائِضُ الصَّلَاةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ

سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے؟ انھوں نے کہا کیا تو حُروری

قَدْ كُنْ نِسَاءً رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَحِيضُ فَأَمَرَهُنَّ

ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حائضہ ہوتیں پھر کیا

أَنْ يَخْرُجْنَ قَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ جَعْفَرٍ تَعْنِي بِقَضَائِنَ.

آپ ان کو نماز کی قضا حکم کرتے۔

۷۶۳- عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ

۷۶۳- معاذہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے

مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي

پوچھا کیا وجہ ہے جو حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا

الصَّلَاةَ فَقَالَتْ أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ

نہیں کرتی؟ انھوں نے کہا تو حُروری تو نہیں؟ میں نے کہا نہیں

بَحْرُورِيَّةٌ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ

میں تو پوچھتی ہوں انھوں نے کہا کہ ہم عورتوں کو حیض آتا پھر

فَتُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

حکم ہوا روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا حکم نہ ہوتا۔

بَابُ تَسْتَرْ الْمَغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهِ

باب: غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کر لے۔

۷۶۴- عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَتْ أَنَّ

۷۶۴- ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ

لہ کے نکاح میں تھیں۔ بعضوں نے کہا کہ جمش کی تینویں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیماری تھی۔ (نووی)

(۷۶۱) ☆ حُروری نسبت ہے حرور کی طرف اور حرور ایک گاؤں سے کوئی دو میل پر۔ پہلے پہل خارجی وہیں اکٹھے ہوئے تھے ان خارجیوں نے سارے اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنی چاہیے۔ ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے پر روزوں کی قضا واجب ہے۔

(۷۶۳) ☆ یہ عایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی ورنہ بڑا حرج ہو گا لے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض ہے۔ سال بھر میں صد ہا نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال میں ایک بار آتا ہے چار پانچ روزوں کی قضا کچھ مشکل نہیں۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہؓ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کئے ہوئے تھیں۔

۷۶۵- ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں آپ مکہ کے بلند جانب میں تھے غسل کرنے کے لیے اٹھے تو حضرت فاطمہؓ نے ایک کپڑے کی آڑ آپ پر کی پھر آپ نے اپنا کپڑا لے کر لینا پھر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں۔

۷۶۶- حضرت ام ہانیؓ سے دوسری سند سے بھی روایت ہے کہ آپؓ کی بیٹی فاطمہؓ نے کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کے لئے پردہ کیا اور پھر آپ نے اپنے اوپر کپڑا اوڑھا پھر کھڑے ہوئے اور چاشت کی آٹھ رکعات ادا کیں۔

۷۶۷- ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے نبی کریمؐ کے لیے پانی رکھا اور آپ کو پردہ کیا تو آپ نے غسل فرمایا۔

باب: دوسرے کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے

۷۶۸- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنی عورت کو جس کا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ

سَمِعْتُ أُمَّ هَانِيَةَ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَحَّدَنِي بِغَسِيلٍ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ

۷۶۵- عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بَاعِلِي مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَتْ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الصُّحَى.

۷۶۶- عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبٍ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَتْهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِ سَجَدَاتٍ وَذَلِكَ صُحَى.

۷۶۷- عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَتَسْتُرُهُ فَغَسَلَ.

بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْعَوْرَاتِ

۷۶۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يَفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا

(۷۶۵) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتیں ہیں اور یہ سنت ہیں۔

(۷۶۸) ☆ یعنی اسی طرح کہ دونوں ننگے ہوں اور دونوں کے بدن میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔ نووی نے کہا کہ جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے اسی طرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجرا۔ مگر اس میں سے خاوند اور لونڈی کا مالک مستثنیٰ ہیں خاوند کو اپنی بیٹی کا اور بیٹی کو والدہ کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے۔ اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے اسی طرح عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے دہلی کر سکتا ہے تو وہ دونوں مثل جو رواہ زخاوند ہے جس اور اگر محرم ہیں جیسے بہن یا چھوٹی یا خالہ وغیرہ تو وہ آزلو عورت کے مثل ہے اور اگر لونڈی یا نجوی ہے یا مہتر یا بہت پرست یا معتد یا ماکہ یا تہ تو وہ مثل غیر کی لونڈی کے ہے۔

تُفَضِّي الْمَرْأَةَ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ)). عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لپیٹے۔

۷۶۹- عَنْ الصَّحَّاحِ بْنِ عَمَّانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَذْكُورَهُ بِالْأَحَدِ يَثْبُتُ اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَقَالَ مَكَانَ عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَغَرِيَةِ الْمَرْأَةِ

بَابُ جَوَازِ الْإِغْتِسَالِ غُرْيَانَا فِي الْحُلُوءِ باب: تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے

۷۷۰- عَنْ هِشَامِ بْنِ مُبَيْهِ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ غُرَاءَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوَاءِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَخَذَهُ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آذَرَ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى

ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں محمدؐ سے سن کر پھر بیان کیں انھوں نے کئی حدیثیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے کہ بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے ایک دوسرے کے سر کو دیکھتا اور حضرت موسیٰ اکیلے میں نہاتے تھے۔ لوگوں نے

کہا موسیٰ ہمارے ساتھ مل کر نہیں نہاتے انکو توفیق کی بیماری ہے (یعنی حصے بڑھ جانے کی) ایک بار موسیٰ نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر (خود بخود اللہ کے حکم سے) ان کے

اب مرد کو اپنی حرم عورتوں کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست ہے اور بعضوں نے کہا اتنے ہی بدن کا درست ہے جتنا کام کاج کرنے میں ملتا ہے اب مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے زیر ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف میں تین

قول ہیں ایک یہ کہ وہ ستر نہیں ہے یہی صحیح ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ستر میں داخل ہے، تیسرے یہ کہ ناف ستر ہے اور گھٹنا ستر نہیں اور حنیفہ کے نزدیک ناف ستر نہیں پر گھٹنا ستر میں داخل ہے اور مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اسی طرح عورت کا غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے اور بعضوں کے نزدیک عورت کو غیر مرد کا نہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے اور جب عورت

اجنبی ہو تو چمک فرق نہیں آتا اور حنیفہ کے نزدیک غیر لوٹنی مثل حرم عورت کے ہے۔ اسی طرح حرام ہے مرد کو خوب صورت بے ریش لڑکے کا نہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ قند کا ذرہ ہو یا نہ ہو۔ صحیح اور مختار مذہب یہی ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی اوپر

بیان ہوئی اسی صورت میں ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست ہے پیسے بیچنے کو بیچنے علاج کو ای کے وقت پر۔ شہوت سے اس وقت بھی حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سو اپنی بی بی اور لوٹنی کے یہاں تک

کہ اگر کوئی اپنی بی بی یاں کو بھی شہوت سے دیکھے تو حرام ہے اور جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لپیٹنے کی

ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حمام میں اکثر ایسی خرابیوں میں

پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان باتوں سے بچنا چاہیے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی میں آدمی ننگا ہو سکتا ہے

پر بلا ضرورت نہ کہ وہ بلکہ حرام ہے۔ (نووی)

(۷۷۰) ہمارے زمانہ کے بعض اہل حق لوگ ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خلاف عقل

نہیں زمین اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بے جان ہیں رات دن حرکت کرتے ہیں پھر ایک پتھر کا چلنا کیا مشکل ہے۔

کپڑے لے کر بھاگا۔ موسیٰ اس کے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ان کا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے خدا کی قسم ان میں تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اس وقت پتھر کھڑا ہو گیا اور انہیں خوب دیکھا گیا۔ پھر انھوں نے اپنے کپڑے اٹھائے اور (غصے سے) پتھر کو مارنا شروع کیا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں قسم خدا کی پتھر پر موسیٰ کی ماروں کا نشان ہے سات باچھ ماروں کا۔

باب: ستر چھپانے میں احتیاط

۷۷۱- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت عباسؓ پتھر ڈھونے لگے۔ عباسؓ نے کہا آپ سے تم اپنے تہہ بند کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انھوں نے آپ کی ازار باندھ دی۔ ابن رافع کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے۔

۷۷۲- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھورے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہہ بند

حَجَرٍ فَقَرَّ الْحَجَرُ بِنُوبِهِ قَالَ فَجَمَعَ مُوسَى يَأْتِيهِ يَقُولُ نُؤْيِي حَجَرٍ. نُؤْيِي حَجَرٍ حَتَّى نَظَرْتُ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مَوَاتٍ مُوسَى قَالُوا وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتَّى نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ نُؤْيِيهِ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا ۖ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَذَبَ سِتَّةً أَوْ سَبْعَةً ضَرْبُ مُوسَى بِالْحَجَرِ.

بَابُ الْإِغْتِنَاءِ بِحِفْظِ الْعَوْرَةِ

۷۷۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يُنْقِلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ لِإِزَارِكَ عَلَى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلَى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَلَى عَاتِقِكَ

۷۷۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُنْقِلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ

تھو دوئی نے کہا ہم بیان کر چکے ہیں کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی میں غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگوں کے سامنے ستر کھولنا ہرگز درست نہیں لیکن علماء نے کہا کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہہ بند ہنا مستحب ہے اور ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے۔ اس حدیث کے لانے سے بھی یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہو گی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے بھی کافی ہے عمل کرنے کے لیے بشرطیکہ اس سے ممانعت ہو اور بنی اسرائیل جواہر کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید یہ ان کی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہماری شرع والے بھی بہت سے حرام کام کرتے ہیں۔ (اچھی)

(۷۷۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجنے ہی سے محفوظ تھے بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب الایمان میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اتر اور اس نے آپ کی ازار باندھ

دی۔ (توہی)

باندھے تھے عباسؓ نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بیٹے! تم اپنی ازار اتار کو موٹھے پر ڈال لو تو چھاپے آپ نے ازار بھولی اور موٹھے پر ڈالی۔ اسی وقت غش کھا کر گرے پھر اس دن سے آپ کو ننگا نہیں دیکھا گیا۔

۷۷۳- عن العنبر بن مخرمة قال أقبلت بحجر أخيله ثقیل وعلیّ إزار خفيف قال فانحلّ إزاري ومعی الحجر لم أستطع أن أضعه حتی بلغت به إلى موضعی فقال رسول الله ﷺ ((ارجع إلى ثوبك فخذها ولا تمشوا عرا)) .

باب: پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا
۷۷۴- عبد الله بن جعفر رضي الله عنه سے روایت ہے کہ مجھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچے بٹھالیا پھر میرے کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کروں گا اور آپ کو حاجت کے وقت نیلے کی یا کھجور کے درختوں کی آڑ پسند تھی تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے۔

باب: اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا تھا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

۷۷۵- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں حیر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا مسجد قبا کی طرف جب ہم بنی سالم کے محلے میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ عثمان بن مالک کے دروازے

إزاره فقال له العباس عمة يا ابن أخي لو خلعت إزارك فمعلقتك على منكبيك دون الحيازة قال فخلت فمعلت على منكبي فسطع معشياً عليه قال فما ربي بعد ذلك اليوم عرياناً .

۷۷۳- عَنْ الْعَنْبَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَخِيْلَهُ ثَقِيْلٌ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيْفٌ قَالَ فَانْحَلُّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى بَلَغْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهَا وَلَا تَمْشُوا عُرَا)) .

بَابُ مَا يُسْتَرُّ بِهِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ
۷۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أُرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسْرَأَ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَذَفَ أَوْ حَابَسَ نَحْلِي قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي حَدِيثِهِ يَغْنِي حَابِطُ نَحْلٍ .

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجَمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُنْزَلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانُ نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجَمَاعِ

۷۷۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْبَاقِيَةِ إِلَى قُبَاءَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَنِي سَالِمٍ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(۷۷۵) ☆ نوویؒ نے کہا اب امت کا جماع ہے اس پر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اسی طرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہو گیا جماع سے غسل واجب ہونے پر۔ اب یہ حدیث انما الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنی اوائل اسلام میں ایسا حکم تھا کہ

پر کھڑے ہوئے اور اس کو آواز دی وہ اپنی ازار کھینچا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے اس کو جلدی میں ڈالا۔ عتبہؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جائے اور منی نہ نکلے تو اس کا کیا حکم ہے (یعنی غسل کرے یا نہیں)؟ آپ نے فرمایا پانی (یعنی نہانا) پانی سے (یعنی منی نکلے سے) واجب ہو تا ہے۔

۷۷۶- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہو تا ہے۔

۷۷۷- ابو العلاء بن شعیبہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کو دوسری حدیث منسوخ کر دیتی ہے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے۔

۷۷۸- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے مکان پر گزرے اس کو بلایا وہ نکلا اور اس کے سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ہمارا وجہ سے تم نے جلدی کی؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے (بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے امساک ہو اور منی نہ نکلے تو تجھ پر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کر لے۔

۷۷۹- ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دو دھو ڈالے اس کو جو لگا عورت سے (یعنی ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو

عَلَى بَابِ عَيْثَانَ فَصَرَخَ بِهِ فَخَرَجَ يَحْرُ إِزَارَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَغْجَلْنَا الرَّجُلَ)) فَقَالَ عَيْثَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُغْضَلُ عَنْ امْرَأَتِهِ وَلَمْ يُغْنِ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ))

۷۷۶- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ))

۷۷۷- عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَخُ حَدِيثَهُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُهُ بَعْضًا

۷۷۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ ((لَعَلْنَا أَغْجَلْنَاكَ)) قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِذَا أَغْجَلْتَ أَوْ أَفْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَغَلَّتِ الْوُضُوءُ)) وَ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ إِذَا أَغْجَلْتَ أَوْ أَفْحِطْتَ

۷۷۹- عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ ((يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ))

۷۷۷- اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مرد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنی اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۷۷۷) ☆ نوویؒ نے کہا امام مسلمؒ کی فرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے اور حدیث کا نسخہ حدیث سے جائز ہے اور اس کی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخہ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخہ خبر واحد سے، تیسری خبر واحد کا نسخہ متواتر سے، یہ تینوں صورتیں تو بالاحاق جائز ہیں۔ چوتھی خبر متواتر کا نسخہ خبر واحد سے اس میں اختلاف ہے جہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہر یہ کہ نزدیک جائز ہے۔

کرنے اور نماز پڑھنے۔

وَيُصَلِّي)).

۷۸۰- عَنْ أَبِي بَنِي كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يَنْزِلُ قَالَ ((يَغْسِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)).

۷۸۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْهَمْدِيُّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُمَرَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يَمْنُ قَالَ عُمَرُ يَتَوَضَّأُ كَمَا ((يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذِكْرَهُ)) قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۷۸۲- عَنْ أَبِي بَنِي كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۷۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شَعْبَيْهِ الْأَرْتَعِ ثُمَّ جَهَّزَهَا فَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ)) وَفِي حَدِيثٍ مَطْرُحٍ ((وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ)) قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَنِيهِمْ ((بَيْنَ شَعْبَيْهِ الْأَرْتَعِ)).

۷۸۴- ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

بابُ تَسْبِيحِ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ وَوُجُوبِ الْغُسْلِ بِالتَّقَاءِ الْخِتَائِيْنِ

باب: صرف منی سے غسل کے نسخ اور ختائین کے مل جانے سے غسل کے واجب ہونے کا بیان

۷۸۳- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد و عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ پاؤں مروا دیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر گئے اس سے (یعنی دخول کرے) تو غسل واجب ہو گیا مرد پر۔ مگر کی روایت میں اختلاف زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔

۷۸۴- ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

۷۸۵- ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

۷۸۶- ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

۷۸۷- ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

۷۸۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں انزال کا ذکر نہیں۔

۷۸۵- ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ اختلاف کیا اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ مٹی کو دھو کر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری تسلی کے دیتا ہوں ظہر میں اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انھوں نے اجازت دی میں نے کہا اے ماں یا مسلمانوں کی ماں! میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا تم شرم کر تو اس بات کے پوچھنے میں جو اپنی مٹی سے پوچھ سکتا ہے جس کے پیٹ سے تو پیدا ہوا میں بھی تو تیری ماں ہوں کیونکہ حضرت کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں میں نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے اور خندہ خندہ سے مل جائے (یعنی ذکر فرج میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔

۷۸۶- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے تو کیا دونوں پر غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا میں اور یہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں۔

۷۸۴- عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ حَدِيثَ شُعْبَةَ ثُمَّ اخْتَفَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لَمْ يُتْرَلْ.

۷۸۵- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ اخْتَلَفَ فِي ذَلِكَ رِبُّهُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْعِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَاِنَّا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذَلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِي فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّ أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَ إِنْئِي أَسْتَحْيِيكَ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَني عَمَّا كُنْتُ سَائِلًا عَنْهُ أَمْكَ النِّسْيُ وَلِذَلِكَ فَإِنَّمَا أَتَاكَ قُلْتُ فَمَا يُوْجِبُ الْغُسْلُ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْجَنَائِ الْبَحْتَانِ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ)).

۷۸۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِذَا رَخَّلَا سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّحْلِي يُحَامِغُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ)).

(۷۸۵) ☆ یعنی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ نووی نے کہا خندہ خندہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا خندہ اوپر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر اگر ذکر کو صرف فرج سے چھو دے اور داخل نہ کرے تو غسل واجب نہیں۔

(۷۸۶) ☆ نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بلی بی سے کر سکتا ہے اگر اس میں کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے یہ اس لفظ

بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب: جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

۷۸۷- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)).

۷۸۷- زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

۷۸۸- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ عَنْ أَبِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّمَا الْوُضُوءُ مِنْ أَنْوَارٍ أَقْبَطُ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)).

۷۸۸- ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے ابو ہریرہؓ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انھوں نے کہا میں نے پیڑ کے ٹکڑے کھائے ہیں اس لیے وضو کرتا ہوں۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے وضو کرو اس کھانے سے جو آگ پر پکا ہو۔

۷۸۹- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هَذِهِ الْخَبَرُ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)).

۷۸۹- ابن شہاب نے سعید بن خالد رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ان سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے سعید نے کہا میں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا وضو کو آگ سے کیے ہوئے کھانے سے۔ انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

بَابُ نَسْخِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
۷۹۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ كَبْشَةً شَاةٍ ثُمَّ ((صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)).

باب: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہ ٹوٹے کا بیان
۷۹۰- ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بکری کے دس کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

تھ لیے فرمایا کہ اس شخص کو شفیق ہو جائے۔

۱۔ نوویؒ نے کہا امام مسلم نے اس باب میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کے کپے ہوئے کھانے سے ثابت ہوتا ہے پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آگ کے کپے ہوئے کھانے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہؒ اور احنافؒ اور شافعیؒ اور ابو ثورؒ اور ابو حنیفہؒ کا اور ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہے عمر بن عبد العزیزؒ اور حسن بھریؒ اور زہریؒ اور ابو قتادہؒ اور ابو جہل سے۔ (نووی مختصر)

- ۷۹۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَرَفًا أَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمْسَ مَاءً
- ۷۹۲- عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيِّ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَيْفٍ يَأْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ
- ۷۹۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَيْفٍ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فِدْعِي بِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السَّكِينَ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ
- ۷۹۴- عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ
- ۷۹۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا كَيْفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ
- ۷۹۶- عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ
- ۷۹۷- عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ لَكُنْتُ أَشْهَدُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ
- ۷۹۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسْمًا
- ۷۹۹- ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی پر لگا ہوا گوشت یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا
- ۸۰۰- عمرو بن امیہ ضمیری سے روایت ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا
- ۸۰۱- عمرو بن امیہ ضمیری سے روایت ہے میں نے رسول اللہ کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا
- ۸۰۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے
- ۸۰۳- ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا
- ۸۰۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت آئی ہے
- ۸۰۵- ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں خود رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کی اوجری بھونتا (آپ اس میں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے
- ۸۰۶- ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پھر پانی منگوا یا اور کھلی کی اور فرمایا دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے
- ۸۰۷- (۷۹۴) ☆ نوٹی کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے
- ۸۰۸- (۷۹۸) ☆ تو کھلی کرنا اس کے بعد مستحب ہے اسی طرح ہر ایک کھانے پینے کی چیز سے تاکہ نماز میں کچھ منہ میں نہ رہ جاوے جس کے لئے

۷۹۹- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ يَسْنَدُ عَقِيلٍ عَنْ ۷۹۹- مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔
الرُّمَرِيُّ يَنْقُلُهُ.

۸۰۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ نِسَاءَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَتَى بِهَدِيَّةٍ خَبَرٌ وَلَحْمٍ فَأَلَتْ ثَلَاثَ لُقْمٍ ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً.

۸۰۱- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ خَلِّلَةَ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلَّى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ.

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ

۸۰۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْهُ مِنْ لَحْمِ الْغَنَمِ قَالَ ((إِنْ شِئْتَ فَوَضُّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا وَضُوءَ)) قَالَ أَتَوْهُ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ قَالَ ((نَعَمْ فَتَوَضَّأْ)) قَالَ أَتَوْهُ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ أَصْلَى فِي مِرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ أَصْلَى فِي مِزَابِ الْإِبِلِ قَالَ ((لَا)).

لہ لکھنے کی حاجت پڑے اور مدثر صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں اور غایر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل پیکل اور نجاست سے اسی طرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً کھانا خشک ہو اور لام مالک نے کہا کہ کھانے کے واسطے ہاتھ دھونا مستحب نہیں۔ مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضروری ہے۔ (نووی)

۱۔ نووی نے کہا کہ علماء اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت، کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور بخاری اور ابن منذر اور اب خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۸۰۲) ☆ کیونکہ اونٹ زبردست اور شریو تا ہے ایسا نہ ہو کہ نماز میں کچھ صدمہ پہنچے اور بکریوں کے تھان میں اس کا ڈر نہیں۔ نووی نے کہا کہ یہ ممانعت تخریکی ہے۔

۸۰۳- حضرت جابر بن سمرہؓ سے یہی حدیث دوسری اسناد سے بھی مروی ہے۔

باب: جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر
حدث میں شک ہو تو وہ اس طہارت سے
نماز پڑھ سکتا ہے

۸۰۴- سعید اور عباد بن حمیم نے عباد کے چچا سے روایت کیا کہ شکایت کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی آدمی کو معلوم ہوتا ہے نماز میں کہ اس کو حدث ہوا (یعنی گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بونہ سونگے۔ ابو بکر اور زہیر نے اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام لیا یعنی عبد اللہ بن زید۔

۸۰۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں خلش معلوم ہو پھر اس کو شک ہو کہ پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنی ریح خارج ہوئی یا نہیں) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بونہ سونگے (یعنی یقین نہ ہو حدث ہونے کا)۔

باب: مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے
۸۰۶- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میمونہؓ کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ میں دی وہ مر گئی رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑا

۸۰۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِعِنْدِ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ
بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ يَتَقَنَّ الطَّهَارَةَ
ثُمَّ يَشْكُ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ
بَطَّارَتِهِ تِلْكَ

۸۰۴- عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَادِ بْنِ حَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ
شَكِيَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحْلُ
يُحِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ ((لَا
تَنْصَرِفْ حَتَّى تَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))
قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا هُوَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ

۸۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وَجَدَ
أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ
مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى
يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيِّتَةِ بِالذَّبَاغِ
۸۰۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصَدَّقُ عَلَى مَوْلَاةٍ
لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

(۸۰۳) ☆ نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں سے۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جس کے وجود کا یقین ہو وہ
شک سے رفق نہیں ہو سکتی ہے جیسے طہارت جو یقینی تھی حدث کے گمان سے مٹ نہیں سکتی ہمارا اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام مالکؒ
سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہو اور نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں اور دوسری یہ کہ دونوں
صورتوں میں پھر وضو کرنا چاہیے۔ (ابھی مختصر)

(۸۰۶) ☆ نہ اس کی کھال سے فائدہ اٹھاتا، نووی نے کہا اس باب میں علماء کے سات مذہب ہیں ایک شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک
مردہ جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اندر اور باہر سے اور تراور شک ہر ایک چیز سے اس کا استعمال درست ہے سوائے اس سور کے دوسرے کو کوئی
کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی احمد اور مالک سے یہی مروی ہے، تیسرا یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور حرام کی پاک تھ

ہوا دیکھا تو فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے کام میں لاتے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ مردار تھی آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۸۰۷- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی آپ نے فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟ لوگوں نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۸۰۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۸۰۹- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پڑی ہوئی بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے فائدہ اٹھاتے۔

۸۱۰- ابن عباس سے روایت ہے کہ میمونہ نے ان سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر میں ایک جانور پلا تھا وہ مر گیا تو آپ نے فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی اس کو کام میں لاتے۔

۸۱۱- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا وہ مری پڑی تھی آپ ادھر سے نکلے تو فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((هَلَّا أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا)) فَلَذَبَحْتُمُوهُ فَاتَّقَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنِّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا))

۸۰۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَلَّا اتَّقَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوا إِنِّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا))

۸۰۸- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ رَوَايَةِ يُونُسَ

۸۰۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَا أَخَذُوا إِيَّاهَا فَذَبَحُوهَا فَاتَّقَعُوا بِهَا))

۸۱۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ دَاحِجَةَ كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ))

۸۱۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ فَقَالَ ((أَلَا اتَّقَعْتُمْ بِهَا))

للہ نہیں ہوتی۔ اور عائی اور ابن مبارک اور ابو ثور اور اسحاق کا یہی قول ہے، چوتھا سب مردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے سوا سور کے۔ ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے۔ پانچواں یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر صرف باہر سے اور ترچہز میں اس کا استعمال درست نہیں۔ مالک کا مشہور مذہب یہی ہے، چھٹا یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر سے اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا، ساتواں یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اٹھانا درست ہے اگرچہ اس کی دباغت نہ ہو زہیر کا یہی قول ہے۔ (انجمی مختصر ۱)

۸۱۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِذَا ذُبِحَ الْإِبَاهُ فَقَدْ طَهُرَ)) .
۸۱۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَثَلِهِ يَتَحَيَّيْ حَدِيثٌ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى .

۸۱۳- مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۸۱۴- ابوالخیر سے روایت ہے میں نے ابن ولہ کو ایک پوشین پہنے دیکھا میں نے اس کو چھوا انھوں نے کہا کیوں چھوتے ہو (کیا اس کو نجس جانتے ہو)؟ میں نے عبد اللہ سے کہا کہ ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں بربر کے کافر اور آتش پرست بہت ہیں وہ بکری لاتے ہیں ذبح کر کے ہم تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور مشکیں لاتے ہیں ان میں چربی ڈال کر ابن عباس نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو پوچھا آپ نے فرمایا باغت سے پاک ہو جاتی ہے (یعنی چمڑے پر جب باغت ہو گئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے باغت کی ہو)۔

۷۱۵- عَنْ ابْنِ وَهْلَةَ السَّيَّيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ فَيَأْتِينَا الْمَجُوسُ بِالنَّاسِئَةِ فِيهَا النَّسَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ تَرَاهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ذِبَاغُهُ طَهُورَةٌ)) .

۷۱۵- ابن ولہ سہائی سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکیں لے کر آتے ہیں پانی کی ان میں چربی پڑی ہوتی ہے تو انھوں نے کہا کھانی لو۔ میں نے کہا کیا تم اپنی رائے سے کہتے ہو؟ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ باغت سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔

(۸۱۴) نو دیکھتے کہ باغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھائے اور اس کی بدبودور کرے اس طرح سے کہ پھر کھال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انا کے چھلکے بھٹکوی وغیرہ۔ دواؤں سے اور صرف دھوپ میں سکھانے سے باغت نہیں ہوتی اور خنیوں کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب کھال باغت سے پاک ہو گئی تو اس کا پچھتا بھی جائز ہے اور اس کے کھانے میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ کھانا اس کا جائز نہیں۔

بَابُ التَّيْمُمِ ۱

باب: تیمم کا بیان

۸۱۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْيَنْبِذَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْخَيْشِ انْفَطَعَ عَقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَاسِيَةِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَبَّسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَبَّسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرَى إِلَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَبَّسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَبَّسَ مَعَهُمْ مَاءً فَهَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعَ رَأْسَهُ عَلَى

۸۱۶- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے جب بیدایا ذات الخیش میں پہنچے (بید اور ذات الخیش یہ دونوں مقام کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں) تو میرے گلے کا بار لوٹ کر گیا اور رسول اللہ ﷺ اس کے ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی ٹھہر گئے۔ وہاں پانی نہ تھا اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ ابو بکر کے پاس آئے اور کہنے لگے تم دیکھتے نہیں عائشہ نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو ٹھہرایا ہے اور لوگوں کو بھی جہاں پانی نہیں نہ ان کے ساتھ پانی ہے۔ یہ سن کر ابو بکر آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے۔ انھوں نے کہا تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو یہاں نہ پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور

۱۔ تیمم جنابت سے کتاب اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے اور علماء نے اختلاف کیا ہے اس کی کیفیت میں۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو باریں ضروری ہیں ایک بار منہ کے لیے ایک اور بار دونوں ہاتھوں کے لیے کہیں تک اور یہی مروی ہے علی بن ابی طالب سے اور عبداللہ بن عمر اور حسن بصری اور فضی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور اصحاب الرائے سے۔ اور علماء کی ایک جماعت کا یہی قول ہے کہ تیمم میں ایک بار کافی ہے مسح کرے اس سے منہ اور دونوں ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطاء کھول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بظلوں تک ضروری ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین باریں چاہیں ایک منہ کے لیے دوسری دہتھیلیوں کے لیے تیسری ہاتھوں کے لیے اور حدث اصغر یعنی وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک درست ہے اسی طرح حدث اکبر یعنی جنابت سے بھی اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے تیمم جنابت سے درست ہے اور جب بھی تیمم سے نماز پڑھے یا پھر پانی پائے تو اس پر غسل واجب ہے باقیات علماء اور مسافر کو سفر میں جہاں پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھے لیوے تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اس کے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہیں ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھی پھر پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضروری نہیں اور شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد و ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے پاک مٹی کا ہونا جس پر غبار ہو ضروری ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک جو چیز زمین کی قسم سے ہے اس پر تیمم درست ہے اگرچہ غبار نہ ہو جیسے صاف پتھر دھویا یا چونا وغیرہ اور مالکی لوگوں نے لکزی پر بھی جائز رکھا ہے اسی طرح برف پر۔ واللہ اعلم (ابھی مختصر)۔

فَجِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَحَقْلٌ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَائِدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَجِذِي قَتَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التِّيمَمِ فَتِيمَمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحَضِرِ وَهُوَ أَخَذَ الثَّقَبَاءَ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا النِّعَمَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعَقْدَ تَحْتَهُ.

انھوں نے غصہ کیا اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کوٹنے دینے لگے میں ضروری ہلتی مگر حضرت کاسر میری ران پر تھا اس وجہ سے میں ہل نہ سکی پھر آپ سوتے رہے یہاں تک صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔ اسید بن حذیر نے کہا اور وہ نقیبوں میں سے تھے (آپ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو نقیب مقرر کیا تھا یعنی اپنی قوم کا تمہبان تاکہ ان کو اسلام کی باتیں سکھائیں اور دین کے احکام بتلائیں) اے ابو بکرؓ کی اولاد! یہ کچھ چلی برکت نہیں ہے تمہاری (یعنی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک نعمت تمہارے سب سے ملی)۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پھر ہم نے اس وقت اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی ہار اس کے نیچے سے نکلا۔

۸۱۷- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے اسلام سے ایک ہار مانگ کر لیا تھا وہ جاتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں چند لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا وہاں نماز کا وقت آگیا (اور پانی نہ ملا) تو انھوں نے بے وضو نماز پڑھ لی جب رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے تو شکایت کی اس وقت تیمم کی آیت اتری۔ اسید بن حذیر نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ خدا تم کو اچھا بدلہ دیوے خدا کی قسم جب کوئی آفت تم پر آئی اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹال دیا اور مسلمانوں کو فائدہ کیا۔

۸۱۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ فِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَذَرَكْنَهُمُ الصَّنَاءَ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضوءٍ فَلَمَّا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ شَكَرُوا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التِّيمَمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حَضِرٍ حَزَنَّاكَ اللَّهُ خَيْرًا قَوْلَ اللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَحَقْلٌ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةٌ.

(۸۱۷) ☆ نووی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں وہ یوں ہی نماز پڑھ لے اور اس مسئلہ میں سلف اور خلف کا اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ علیہ نے ثلث الاوطار میں کہا کہ احمد اور شافعی اور اکثر اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ نماز پڑھ لے لیکن پھر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ اعادہ واجب ہے اور احمد اور حنہ اور حنوف اور ابن منذر کا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہیں اور مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نماز پڑھے لیکن قصداً نماز کی واجب ہے اور امام مالک کے نزدیک واجب نہیں یہ سب چار قول ہوئے اس مسئلہ میں اور ایک پانچواں قول بھی ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے اور اعادہ واجب ہے۔

۸۱۸- عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ خَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَحْتَبَ فَلَمْ يَجِدْ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَتَيْمَمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ يَهْدِيهِ الْآيَةُ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَيَتَيْمَمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رُخِصَ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيْمَمُوا بِالصَّعِيدِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَحْتَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ تَكُنْ لَهُ فَقَالَ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ يَدَيْكَ هَكَذَا)) ثُمَّ ضَرَبَ يَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشَّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ وَظَاهَرَ كَفَيْهِ وَوَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَوَلَمْ تَرَ عَمْرٌ لَمْ يَقْنَعْ يَقُولُ عَمَّارُ.

۸۱۹- عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ وَسَاقِ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ تَجْعُو حَلِيبَ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا)) وَضَرَبَ يَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ فَفَضَّ يَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَيْهِ.

۸۱۸- شقیق سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ابو موسیٰ نے کہا اے ابو عبد الرحمن (یہ کہیت ہے ابن مسعود کی) اگر کسی شخص کو چنابت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے نماز کو؟ عبد اللہ نے کہا وہ تیمم کرے اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے۔ ابو موسیٰ نے کہا پھر سورہ مائدہ میں یہ جو آیت ہے پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو عبد اللہ نے کہا اگر اس آیت سے ان کو اجازت دی جائے چنابت میں تیمم کرنے کی تو وہ رفتہ رفتہ پانی ٹھنڈا ہونے کی صورت میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں گے۔ ابو موسیٰ نے کہا تم نے عمار کی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کو بھیجا وہاں میں جتنی ہو گیا اور پانی نہ ملا تو میں خاک میں اس طرح سے لینا جیسے جانور لینا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تجھے کافی تھا اس طرح دونوں ہاتھوں سے کرنا پھر آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور ہاتھیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ پر مارا پھر ہتھیلیوں کی پشت پر اور منہ پر مسح کیا۔ عبد اللہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عمرؓ نے عمار کی حدیث پر قناعت نہیں کی۔

۸۱۹- اوپر والی حدیث کی طرح یہ حدیث اس سند سے بھی آئی ہے سوائے اس کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لیے اتنا ہی کافی تھا پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اس سے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔

(۸۱۸) ☆ عبد اللہ نے جو یہ کہا کہ وہ یعنی مجھے تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے وہ اس وجہ سے کہا کہ مٹی کو ان کے نزدیک تیمم درست تھا حضرت عمرؓ کا بھی یہی قول تھا تاہم ان کے اصحاب اور تابعین نے اس کے خلاف کیا۔ پھر مجتہدین کا اجماع ہو گیا کہ تیمم چنابت کے لیے درست ہے اور اوپر گزر چکا ہے کہ عمرؓ اور عبد اللہ نے اس قول سے رجوع کیا۔ حضرت عمرؓ نے عمار کی حدیث پر قناعت نہیں کی یعنی صرف عمار کی روایت سے ان کو تسلی نہیں ہوئی نہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے عمار کو سمجھا۔

۸۲۰- عبد الرحمن بن ابی زریٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا۔ عمارؓ نے کہا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ تم کو یاد نہیں جب میں اور آپ لشکر کے ایک کھڑے میں تھے پھر ہم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ لی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر ان کو چھو کر پھر مسح کرنا منہ اور دونوں پہنچوں پر۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا سے ڈر، اے عمارؓ (یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کر)۔ عمارؓ نے کہا اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا (اگر اس کے چھپانے میں کچھ مصلحت ہو اس لیے کہ خلیفہ کی اطاعت واجب ہے)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تمہاری روایت کا بوجھ تمہارے ہی اوپر ہے۔

۸۲۱- عبد الرحمن بن ابی زریٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہ ملا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں اتنا زیادہ ہے کہ عمارؓ نے کہا اے امیر المومنین! خدا نے آپ کا حق مجھ پر کیا ہے (کہ آپ خلیفہ ہیں اور میں آپ کی رعیت ہوں) اگر آپ فرمائیں گے تو میں یہ حدیث کسی سے بیان نہ کروں گا۔

۸۲۲- عمیر سے روایت ہے جو مولیٰ تھے ابن عباسؓ کے میں

۸۲۰- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابِزْرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي اخْتَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً فَقَالَ لَا تَصَلِّ فَقَالَ عُمَارُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيٍّ فَأَخْبَنَّا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تَصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَكْتُ فِي الثَّرَابِ وَصَلَّيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدِكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفْيَكَ)) فَقَالَ عُمَرُ أَتَى اللَّهُ يَا عُمَارُ قَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابِزْرِ عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ حَدِيثِ ذَرٍّ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ الَّذِي ذَكَرَ الْحَكَمُ فَقَالَ عُمَرُ نَزَلْتُكَ مَا نَزَلْتُكَ.

۸۲۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابِزْرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي اخْتَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً وَسَاقَ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ قَالَ عُمَارُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لِمَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ حَقِّكَ لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا وَلَمْ يَذْكُرْ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ.

۸۲۲- عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ

(۸۲۰) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے دلیل ملے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں تیمم پھر پر دست ہے اور اس چیز پر جس پر غبار نہیں ہے اس لیے کہ اگر غبار کا ہونا ضروری ہو تا تو آپ اپنے ہاتھ نہ جھینکتے اس کا جواب یہ ہے کہ جھینکتے سے یہاں یہ غرض نہ تھی کہ بالکل غبار ہاتھوں سے نکل جاوے بلکہ بہت غبار لگ گیا ہو گا اس واسطے آپ نے ہاتھوں کو جھاڑ کر غبار کم کیا اور یہ مستحب ہے۔

(۸۲۲) ☆ نووی نے کہا اس وقت رسول اللہ کو پانی نہ ملا ہو گا کیونکہ پانی ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں اگرچہ نماز کا وقت تنگ ہو یا نماز جتارہ کی ہو یا عید کی ہو اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ نے کہا پانی ہوتے تیمم درست ہے جتارہ اور عید کی نماز کے لیے اگر فوت ہو چلے

اور عبدالرحمن بن یسار ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ابوالجہم بن حارث کے پاس گئے ابوالجہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمل (مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) کی طرف سے آئے راہ میں ایک شخص ملا اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے اور مسح کیا منہ اور دونوں ہاتھوں پر پھر سلام کا جواب دیا۔

يَقُولُ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجَهْمِ بْنِ حَارِثٍ مِنَ الصَّمَةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجَهْمِ أَقْبَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بَنِي حَمَلٍ فَتَقْبَلْ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْحِذَابِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

۸۲۳- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا۔

۸۲۳- عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا مَرَّ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَلَّى سَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ.

باب: مسلمان نجس نہیں ہوتا

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ

۸۲۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو طے مدینہ کی ایک راہ میں اور جبئی تھے تو تھک گئے اور غسل کرنے کو چلے گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ڈھونڈا جب وہ آئے تو پوچھا کہاں تھے؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جس وقت آپ مجھ سے ملے میں جبئی تھا میں نے برا جانا آپ کے پاس بیٹھا جب تک غسل نہ کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں نجس ہوتا ہے۔

۸۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فِي ضَرْبٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ حُتْبٌ فَأَسْلَفَ فَدَغَبَ فَاغْتَسَلَ فَتَقَدَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ ((أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَيْتَنِي وَأَنَا حُتْبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَحَابِلَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَبْحَنَ اللَّهُ إِنْ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ)).

لے جانے کا ذرہ ہو اور بغوی نے نقل کیا ہے کہ اگر فرض نماز کا بھی وقت نک رہ جائے تو حتم کر کے پڑھ لے پھر وضو کر کے قضا پڑھے اور حتم دیوار پر دست ہے اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور مس صحن کے لیے بھی درست ہے۔ (تہجدی مختصر)

(۸۲۴) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دینا چاہیے اور سلام کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے اور جو شخص حاجت کے لیے بیٹھے اس کو اللہ کا ذکر نہ کر دے نہ وہ تسبیح کہے نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دے نہ چیمکے والے کا نہ خود الحمد للہ کہے چیمکے کے بعد نہ الاذان کا جواب دے۔ اسی طرح حاجت کے وقت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے البتہ اگر ضرورت پڑے تو درست ہے اور اگر اہم نخی اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ بات کرنے میں کچھ قاحت نہیں۔ (نودنی)

(۸۲۴) ☆ مومن خواہ زندہ ہو یا مردہ جنابت نجاست صحیحی ہے نہ حقیقی اور کافر بھی مثل مسلمان کے ہے جمہور علماء کے نزدیک طہارت ظاہری میں لیکن وہ نجس ہے باطناً بوجہ نجاست اعتقاد کے اور بعض علماء کے نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا۔ اب مسلمان پاک ہوا تو اس کا پینہ اور لعاب اور آنسو پاک ہیں خواہ وہ وضو ہو یا بھی یا حنظل یا غصاء ہو اور اس پر اجتماع ہے مسلمانوں کا۔ اسی طرح

۸۲۵- عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَفِيَهُ وَهُوَ حُبٌّ فَحَادَ عَنْهُ وَاعْتَمَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ كُنْتُ خُفًا قَالَ ((إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ))

بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا

۸۲۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَاةٍ

بَابُ جَوَازِ أَكْلِ الْمُحْدِثِ الطَّعَامِ وَأَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي ذَلِكَ وَأَنَّ الْوُضُوءَ لَيْسَ

عَلَى الْفُورِ

۸۲۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَجَ مِنَ الْحَمَاءِ فَأَتَى طَعَامًا فَذَكَرُوا لَهُ الْوُضُوءَ فَقَالَ ((أُرِيدُ أَنْ أَصْلِيَ فَأَتَوَضَّأُ))

۸۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ مِنَ الْعَائِطِ وَأَتَى بِطَعَامٍ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ فَقَالَ ((لَمْ أَصْلِيَ فَأَتَوَضَّأُ))

۸۲۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا جَاءَ قَدَّمَ لَهُ طَعَامًا فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَوَضَّأُ قَالَ ((لَمْ أَلْبَسْ))

۸۳۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۸۲۵- حذیفہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ان کوٹے اور وہ جنبی تھے تو وہ الگ سر کے پھر غسل کیا اور آئے اور کہا کہ میں جنبی تھا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہیں ہوتا۔

باب: جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا

۸۲۶- ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے۔

باب: بے وضو کھانا درست ہے اور وضو فی الفور واجب نہیں ہے

۸۲۷- ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ پانخانہ سے نکلے اور کھانا لایا گیا لوگوں نے آپ کو وضو یاد دلایا آپ نے فرمایا کیا میں نماز پڑھتا ہوں جو وضو کروں۔

۸۲۸- ابن عباسؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ پانخانہ سے نکلے کھانا لایا گیا لوگوں نے عرض کیا آپ وضو نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھتا ہے جو وضو کرو۔

۸۲۹- ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ پانخانہ سے تشریف لے گئے جب لوٹ کر آئے تو کھانا لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ وضو کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھتا ہے۔

۸۳۰- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

تہ طرح پہنچے پاک ہیں۔ (نووی)

(۸۲۶) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی حالت میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ذکر الہی درست ہے اس پر اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ قرآن کا پڑھنا جنبی اور حائضہ کو درست ہے یا نہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے اگرچہ ایک آیت یا اس سے بھی کم ہو۔ (۸۲۷) ☆ نووی نے کہا محدث یعنی بے وضو کو کھانا چھانڈ کر الہی، تلاوت قرآن سب درست ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

اللہ علیہ وسلم پانخانہ سے فارغ ہوئے اس وقت کھانا لایا گیا آپ نے کھایا اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔ دوسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے کہا آپ نے وضو نہیں کیا آپ نے فرمایا میں نماز تمہواری پڑھتا چاہتا تھا جو وضو کرتا۔

باب: پانخانہ جاتے وقت کیا کہے

۸۳۱- انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پانخانہ میں جاتے تو فرماتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والنجاسات یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری شیطانوں اور شیطانوں سے یا پلیدی یا نجاستوں سے یا شایطین اور معاصی سے۔ ایک روایت میں ہے جب آپ کیفیت میں جاتے یعنی پانخانہ کی مقررہ جگہ۔

۸۳۲- اس سند سے بھی یہ حدیث منقول ہے سوائے اس کے کہ اوپر والی حدیث ”اللھم انی“ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔

باب: بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

۸۳۳- انس روایت کرتے ہیں کہ اقامت کہہ دی گئی اور نبی اکرم ﷺ ایک آدمی سے گفتگو میں مصروف تھے اور عبد الوارث کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ نبی اکرم ﷺ آدمی سے سرگوشی کر رہے تھے آپ نماز کی طرف نہ آئے یہاں تک کہ لوگ سو گئے۔

۸۳۴- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے کان میں باتیں کر رہے تھے پھر باتیں کرتے رہے اس سے یہاں تک کہ صحابہ سو گئے پھر آئے اور نماز پڑھی ساتھ ان کے۔

۸۳۵- قتادہ نے کہا میں نے انس سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سوئے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنَ الْخَلَاءِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامًا فَأَكَلَ وَلَمْ يَمْسُ ماءً قَالَ وَرَأَيْتِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ إِنَّكَ لَمْ تَوْضَأْ قَالَ ((مَا أَرَدْتُ صَلَاةً فَأَتَوْضَأُ)) وَزَعَمَ عَمْرُو أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ.

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَرَادَ دُخُولَ الْخَلَاءِ ۸۳۱- عَنْ أَنَسٍ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ فِي حَدِيثِ هُثَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَيْفَ قَالَ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ))

۸۳۲- عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ))

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ

۸۳۳- عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَجَحِي لِرَجُلٍ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَنَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَاجِي الرَّجُلَ فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ.

۸۳۴- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَنَاجِي رَجُلًا فَلَمْ يَزَلْ يَنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ حَاءَ فَصَلَّى بِهِمْ.

۸۳۵- عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ قَالُوا قُلْتُ سَمِعْتُهُ مِنْ أَنَسٍ قَالُوا
بِ وَ اللَّهِ.
شعبہ نے کہا میں نے قنادہ سے پوچھا تم نے یہ انس سے سنا؟
انھوں نے کہا ہاں قسم اللہ کی۔

۸۳۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ
فَبِمَتْ صَدَاهُ الْغَنَاءُ فَقَالَ رَجُلٌ بَنِي حَاجَةً فَقَامَ
لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ
فَقَامَ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ ثُمَّ صَلُّوا.
انس سے روایت ہے کہ عشاء کی نماز کی تکبیر ہوئی تو ایک
شخص بولا کہ مجھے کچھ کہنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے کھڑے ہو
کر کان میں باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ سب لوگ یا بعض لوگ
سو گئے پھر انھوں نے نماز پڑھی۔



تَمَّتْ

الحمد للہ کہ پہلی جلد خدا کی مہربانی سے بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ دوسری جلد بھی جلد طلب فرمائیے جو کتاب الصلوٰۃ سے
شروع ہوگی یعنی نماز کے بیان سے اس کی ابتدا ہوگی۔

(۸۳۶) کان میں باتیں کرنا اس وقت مکروہ ہے جب ایک شخص جدا ہو اور جماعت کے سامنے منع نہیں اور نماز کو تیار حتیٰ مگر یہ باتیں
ضروری ہوگی جو نماز پر بھی مقدم سمجھیں اب سونا مطلقاً ناقض وضو نہیں اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو ہے اور بعضوں کے نزدیک
کثیر ناقض ہے قلیل نہیں اور بعضوں کے نزدیک بیٹھے اور کھڑے یا رکوع اور سجدہ میں ناقض نہیں اور کثرت اور چپٹ ناقض ہے اور بعضوں کے
ذہب اتر مقدر میں سے لگائے تو ناقض نہیں ورنہ ناقض ہے۔ (نووی مختصر) اور اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ضیاء الکلام

از قلم: ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

- زبور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول متفق علیہ احادیث پر مشتمل یہ کتاب اردو دان طبقے کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل دُرُ بَاقِیٰ و تقریب اور دلکش انداز میں مرتب کی گئی ہے۔
- ♦ سب سے پہلے حدیث کا متن مع اعراب پھر اس حدیث کا ترجمہ پھر حدیث میں مذکور مشکل الفاظ کے معانی پھر حدیث کا آسان انداز میں مفہوم اور آخر میں حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل ترتیب وار بیان کر دیئے گئے ہیں۔
 - ♦ ہر حدیث کا تفصیلی حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔
 - ♦ کاغذ طباعت اور جلد ہر لحاظ سے اعلیٰ عمدہ اور نفیس ہیں۔
 - ♦ اہل نظر اہل ذوق اور اہل دل کے لیے خوش نما گلہ ست احادیث کا ایک انمول تحفہ۔
 - ♦ ہر گھر کی ضرورت اور ہر لائبریری کی ذیبت۔
 - ♦ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی رغبت دلائیں۔

بہترین معیار کیساتھ

لا جواب کتب

بازوق قارئین کیلئے

حق سستیروہ طبع
اردو و فارسی لائبریری

بیتِ نبی